محاسبۂ قادیانیت

- مولانا محمد عظیم سرکاری واعظ
- جناب نادر علی ہوشیارپوری
- جناب شاہ فواز اعوان الحسینی
- جناب حافظ محمد الیاس شجاپوری
- مولانا حافظ محمد اکرم زاہد جہلمی
- مولانا ابو محمود محمد اسحٰق قادری مونگیری
- مولانا محمد انور جلال پوری
- حضرۃ مولانا محمد عبداللہ بھکر
- مولانا ابو محمود سوہدروی
- حضرۃ مولانا خواجہ خان محمدؒ
- سیدہ ام کمیل بخاری
- جناب سید محمد ارشد بخاری
- جناب سید محمد امین النقوی
- جناب عزیز الرحمٰن سنجرانی ملتانی
- جناب محمد اقبال لودھی جالندھری
- جناب بدرالدین مجاہد حیدرآبادی
- جناب سید قصیدق حسین بی اے
- ناظم مکتبہ ابوبیت کراچی
- جناب غلام مجتبیٰ
- جناب چوہدری محمد خلیل گجرات
- حضرت مولانا تاج محمود رح
- مولانا ابو ضیاء مشتاق احمد علی پوری
- حضرۃ مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانوی
- حضرت مولانا محمد ابراہیم واسو

جلد ۷

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب : محاسبہ قادیانیت جلد ہفتم (۷)

مصنفین :

مولانا محمد عظیم سرکاری واعظ	جناب السید محمد امین النقوی
جناب نادر علی ہوشیار پوری	جناب عزیز الرحمٰن سنجرانی ملتانی
جناب شاہ نواز اعوان الحسینی	جناب محمد اقبال لودھی جالندھری
جناب حافظ محمد الیاس شیخوپوری	جناب بدر الدین مجاہد حیدر آبادی
مولانا حافظ محمد اکرم زاہد جہلمی	جناب سید تصدیق حسین (بی.اے)
جناب مولانا ابو محمود محمد اسحٰق رحمانی مونگیری	ناظم مکتبہ ایوبیہ کراچی
مولانا محمد انور جلال پوری	جناب غلام مجتبیٰ
حضرت مولانا محمد عبداللہ بھکر	جناب چوہدری محمد خلیل گجرات
مولانا ابو محمود سوہدروی	حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ
حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ	مولانا ابو ضیاء مشتاق احمد علی پوری
سیدہ ام کفیل بخاری	حضرت مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانوی
جناب سید محمد ارشد بخاری	حضرت مولانا محمد ابراہیم واسو

صفحات : ۴۴۰

قیمت : ۳۰۰ روپے

مطبع : ناصر زین پریس لاہور

طبع اوّل : مئی ۲۰۱۷ء

ناشر : عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

Ph: 061-4783486

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست رسائل مشمولہ.....محاسبہ قادیانیت جلد ۷

☆.....	عرض مرتب	حضرت مولانا اللہ وسایا	۴
۱.....	در تحقیق قبر مسیح	مولانا محمد عظیم سرکاری واعظ	۹
۲.....	السیف الحقانی علیٰ کفر القادیانی المعروف لانبی بعدی	جناب السید محمد امین النقوی	۳۱
۳.....	درۂ نادریہ برسر فرقہ مرزائیہ	جناب نادر علی ہوشیار پوری	۸۳
۴.....	آئینہ مرزائیت	جناب عزیز الرحمٰن سنجرانی ملتانی	۱۳۵
۵.....	بنا سپتی نبی	جناب شاہ نواز اعوان الحسینی	۱۳۹
۶.....	نبوت ختم	جناب محمد اقبال لودھی جالندھری	۱۵۱
۷.....	مرزا غلام احمد قادیانی اور قرآن	جناب حافظ محمد الیاس شیخوپوری	۱۷۱
۸.....	فکر انگیز پیغام	جناب بدرالدین مجاہد حیدر آبادی	۱۸۱
۹.....	فتنہ مرزائیت اور مسئلہ ختم نبوت	مولانا حافظ محمد اکرم زاہد جہلمی	۱۸۹
۱۰.....	تحفہ قادیان	جناب سید تصدیق حسین	۲۰۵
۱۱.....	اثر مباہلہ عبدالحق غزنوی بر غلام احمد کادیانی	جناب مولانا ابو محمود محمد اسحٰق رحمانی	۲۳۵
۱۲.....	عقائد مرزا	ناظم مکتبہ ایوبیہ کراچی	۲۴۳
۱۳.....	خاتم النبیین	مولانا محمد انور جلال پوری	۲۴۹
۱۴.....	مرزا قادیانی کی یہودیوں کے لئے ایک عظیم خدمت	جناب غلام مجتبیٰ	۲۶۳
۱۵.....	ڈپٹی کمشنر میانوالی کا نوٹس اور اس کا مدلل جواب	حضرت مولانا محمد عبداللہ بھکر	۲۶۹
۱۶.....	قادیانیوں کا کھلا فرار	جناب چوہدری محمد خلیل گجرات	۲۷۵
۱۷.....	تازیانہ عبرت، محترمہ محمدی بیگم کا انتقال	مولانا ابو محمود سوہدروی	۲۸۹
۱۸.....	مرزائیوں کے ناپاک عزائم اور عقائد	حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ	۲۹۳
۱۹.....	صدر مملکت جنرل ضیاء الحق کی خدمت میں مسئلہ ختم نبوت سے متعلق ثبت تجاویز	حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ	۳۰۵
۲۰.....	حقیقت مرزائیت	مولانا ابوضیاء مشتاق احمد علی پوری	۳۱۱
۲۱.....	ختم نبوت	سیدہ ام کفیل بخاری	۳۱۷
۲۲.....	مفتی محمد نعیم لدھیانوی کا جناح کالونی میں خطاب	مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانوی	۳۳۵
۲۳.....	گستاخ رسول کی متفقہ سزائے موت	جناب سید محمد ارشد بخاری	۳۴۵
۲۴.....	الحق الصریح فی حیات المسیح	حضرت مولانا محمد ابراہیم واسو	۳۵۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض مرتب

الحمد للّٰہ وکفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی ۰ امابعد!

محض اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے محاسبہ قادیانیت کی جلد ہفتم آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ **فلحمد للہ اوّلاً و آخراً**۔ اس جلد میں:

۱..... مولانا محمد عظیم سرکاری واعظ نے ایک رسالہ ''درتحقیق قبر مسیح'' تالیف کیا۔ اس رسالہ میں سوال وجواب کی طرز پر بطور مذاکرہ یا مباحثہ کے اس موضوع پر یہ بحث مرتب کی گئی جو ایک کامیاب وباوقار کوشش ہے۔ جناب محمد عبدالوہاب صاحب عندلیب ایڈیٹر رسالہ واعظ نے شائع کیا۔

۲..... جناب السید محمد امین علی النقوی باب الہدیٰ فیض آباد فیصل آباد نے اگست ۱۹۸۸ء میں ایک رسالہ تالیف کیا جس کا تاریخی نام ''**السیف الحقانی علٰی کثر القادیانی**'' المعروف ''**لا نبی بعدی**'' تجویز کیا۔ جس سے ۱۴۰۹ھ سن برآمد ہوتا ہے۔ یہ رسالہ عربی نظم میں ہے۔ اس کے سات باب ہیں۔ الباب الاوّل میں حمد باری تعالیٰ، الباب الثانی میں مدح رسول اللہ ﷺ، الباب الثالث میں منقبۃ المہدی والمسیح علیہما السلام، الباب الرابع ردقادیانی، الباب الخامس میں عقائد وافکار قادیانی، الباب السادس میں قادیانی قوم سے خطاب اور الباب السابع میں عالم اسلام کے مسلمانوں کو خطاب کیا گیا ہے۔ ساتھ ساتھ اردو ترجمہ بھی دے دیا گیا ہے۔ بہت مزے کی چیز ہے۔

۳..... جناب نادر علی ساکن گڑھ شنکر محلہ جوڑیاں ضلع ہوشیار نے ایک رسالہ بنام ''درہ نادریہ برسرفرقہ مرزائیہ'' تحریر کیا۔ مطبع پریس امرتسر سے علامہ حسین میر کاشمیری منیجر وپرنٹر نے شائع کیا۔ ٹائٹل پر اشاعت اوّل میں یہ تعارف دیا گیا: ''مرزا غلام احمد قادیانی کے کاذب اور مفتری ہونے کے ثبوت میں نہایت پختہ روشن ادلّہ اور محققانہ ابحاث ہیں جنہیں طالبین حق ملاحظہ فرما کر بہت مسرور ہوں گے۔''

۴..... جناب عزیز الرحمٰن سنجرانی قدیر آباد ملتان کے رہائشی تھے۔ مجلس احرار الاسلام سے نظریاتی وابستگی تھی۔ ''آئینہ مرزائیت'' نامی رسالہ میں دوسوال قادیانیوں کے غور وفکر کے لئے ان کی کتابوں کے حوالہ جات پر مشتمل تحریر کئے۔

۵..... جناب شاہ نواز اعوان الحسینی پنڈی گھیپ نے ''بناسپتی نبی'' کے نام سے رسالہ تحریر کیا۔ ٹائٹل پر یہ تعارف لکھا۔ ''مصنف نے قادیانی گروہ کی اسلام دشمن سرگرمیوں کا تاریخی پس منظر نہایت عرق ریزی سے امت مسلمہ کے سامنے پیش کیا ہے۔''

۶..... جناب محمد اقبال لودھی جالندھری پنشنر سب انسپکٹر پولیس نے ''نبوت ختم'' نامی رسالہ تحریر کیا۔

۷..... حافظ محمد الیاس سکنہ وزیر اڈاک خانہ نور پورہ ورکاں ضلع شیخوپورہ نے ''مرزا غلام احمد قادیانی اور قرآن'' کے نام سے پمفلٹ تحریر کیا۔

۸..... جناب منیر الدین مجاہد صدر مجلس دعوۃ الاسلام مسجد گلزار یاقوت پورہ حیدر آباد دکن نمبر ۲۳ نے ''فکر انگیز پیغام'' کے نام سے پمفلٹ شائع کیا۔

۹..... جناب مولانا محمد اکرم زاہد جہلمی نے ''فتنہ مرزائیت اور مسئلہ ختم نبوت'' کے نام پر پمفلٹ شائع کیا۔

۱۰..... جناب سید تصدق حسین بی.اے فاضل نے حزب الانصار بھیرہ سے ''تحفہ قادیان'' کے نام پر پمفلٹ شائع کیا۔

۱۱..... جناب مولانا ابو محمود محمد اسحٰق رحمانی مونگیری نے ''اثر مباہلہ عبدالحق غزنوی بر غلام احمد کادیانی'' تحریر کیا۔ جو صحیفہ رحمانیہ نمبر ۲۰ میں شائع ہوا۔ جو ہم ''احتساب قادیانیت'' میں شائع کر چکے ہیں۔ زیر نظر اسی رسالہ میں دو مقامات پر بعد میں مصنف نے کچھ ترمیم واضافہ کیا۔ اس لئے اب محاسبہ میں ان ترمیمات سمیت دوبارہ شائع کر رہے ہیں۔

۱۲..... مولانا ثناء اللہ امرتسری نے ایک رسالہ ''عقائد مرزا'' کے نام پر تحریر کیا جو ہم ''احتساب قادیانیت'' میں شائع کر چکے ہیں۔ ''عقائد مرزا'' کے نام پر ایک اور مختصر پمفلٹ مکتبہ ایوبیہ کراچی نے بھی شائع کیا جو اس کتاب میں محفوظ کر رہے ہیں۔

۱۳..... مولانا محمد انور مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کوئٹہ نے ''خاتم النّبیین'' کے نام پر پمفلٹ تحریر کیا۔

۱۴..... جناب غلام مجتبیٰ کا ایک مضمون اپریل ۱۹۷۳ء میں البلاغ کراچی میں شائع ہوا۔ جسے بعد میں صدیقی ٹرسٹ نے پمفلٹ کی شکل میں شائع کیا۔ اس کا نام ''مرزا قادیانی کی یہودیوں کے لئے ایک عظیم خدمت'' ہے۔

۱۵..... جمعیۃ علماء اسلام کے سرپرست اعلیٰ حضرت مولانا محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ بھکر والوں کو ۱۹۶۸ء میں قادیانیوں کے خلاف تقریر کرنے کے الزام میں نوٹس دیا۔ جس کا ''ڈپٹی کمشنر میانوالی کا نوٹس اور اس کا مدلل جواب'' کے نام سے آپ نے جواب تحریر کیا۔

۱۶..... گوجرانوالہ چک جگنہ میں ۲۹ر نومبر ۱۹۸۳ء کو قادیانیوں سے ایک مناظرہ طے پایا۔ اہل اسلام کی طرف سے مجلس تحفظ ختم نبوت گجرات کے مبلغ وامیر چوہدری محمد خلیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور قادیانیوں کی طرف سے محمد اعظم اکسیر مناظر مقرر ہوئے۔ قادیانیوں کی ذلت آمیز شکست کی ایک رسالہ میں داستان بیان کی گئی ہے۔ پمفلٹ کا نام ''قادیانیوں کا کھلا فرار'' مرتب چوہدری خلیل احمد مرحوم ہیں۔

۱۷..... محمدی بیگم کی وفات ۱۹ر نومبر ۱۹۶۶ء بروز ہفتہ لاہور میں ہوئی۔ اس پر مولانا ابوالحمود سوہدروی نے ایک مضمون لکھا جس کا عنوان ''تازیانۂ عبرت، مرزا قادیانی کی آسمانی منکوحہ محترمہ محمدی بیگم کا انتقال'' تجویز کیا۔ جسے شبان اہل حدیث سرگودھا نے پمفلٹ کی شکل میں شائع کیا۔

۱۸..... مجلس احرار اسلام لائل پور (فیصل آباد) نے ایک پمفلٹ شائع کیا جسے مولانا تاج محمود مرحوم نے مرتب کیا۔ عنوان تھا: ''مرزائیوں کے ناپاک عزائم اور عقائد''

۱۹..... حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جنرل محمد ضیاء الحق کو قادیانی مسئلہ پر ایک خط تحریر کیا جسے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے پمفلٹ کی شکل میں شائع کیا۔ آگے چل کر یہی خط امتناع قادیانیت آرڈیننس کے اجراء کا باعث بنا۔ پمفلٹ کا نام ''صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق کی خدمت میں مسئلہ ختم نبوت سے متعلق مثبت تجاویز'' رکھا گیا۔

۲۰..... حضرت مولانا مشتاق احمد ابوضیاء علی پوری مرحوم نے ایک رسالہ ''حقیقت مرزائیت'' کے نام سے تحریر کیا۔

۲۱..... حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا ۱۰/اپریل ۱۹۵۱ء میں جامعہ خیر المدارس ملتان کے جلسہ، عام وخاص باغ ملتان میں ختم نبوت پر بیان ہوا۔ جو حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی سیدہ ام کفیل بخاری رحمۃ اللہ علیہا نے ضبط تحریر میں لایا۔ حضرت امیر شریعت کے صاحبزادہ اور جانشین سید حافظ محمد عطاء المنعم شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیش لفظ کے ساتھ شائع فرمایا۔

۲۲..... حضرت مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فیصل آباد جامع مسجد جناح کالونی میں خطاب فرمایا۔ جسے سٹوڈنٹس یونین نے پمفلٹ کی شکل میں شائع کیا۔ عنوان تھا: ''مفتی محمد نعیم لدھیانوی خطیب لائل پور کا جمعہ کے اجتماع جامع مسجد جناح کالونی میں خطاب''

۲۳..... احمد پور شرقیہ کے جناب سید محمد ارشد بخاری ایڈووکیٹ نے مضمون تحریر فرمایا۔ جسے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹنڈو آدم نے پمفلٹ کے طور پر شائع کیا۔ عنوان ''گستاخ رسول کی متفقہ سزائے موت'' تھا۔ یہ جولائی ۱۹۸۶ء کی بات ہے۔

۲۴..... حضرت مولانا محمد ابراہیم واسو ضلع منڈی بہاؤالدین کے رہنما تھے۔ آپ نے کتاب لکھی۔ ''**الحق الصریح فی حیات المسیح**'' یہ دسمبر ۱۹۸۵ء کی بات ہے۔

محاسبہ قادیانیت کی ساتویں جلد (ہذا) میں مذکورہ بالا چوبیس رسائل ہم نے یکجا کر دیئے ہیں۔ چنانچہ:

۱.....	مولانا محمد عظیم سرکاری واعظ	کا	۱ رسالہ
۲.....	جناب السید محمد امین القوی فیصل آباد	کا	۱ رسالہ
۳.....	جناب نادر علی ہوشیار پوری	کا	۱ رسالہ
۴.....	جناب عزیز الرحمٰن سنجرانی ملتانی	کا	۱ رسالہ
۵.....	جناب شاہ نواز اعوان الحسینی	کا	۱ رسالہ

۶.....	جناب محمد اقبال لودھی جالندھری	کا	۱	رسالہ
۷.....	جناب حافظ محمد الیاس شیخوپوری	کا	۱	رسالہ
۸.....	جناب بدرالدین مجاہد حیدرآبادی	کا	۱	رسالہ
۹.....	مولانا حافظ محمد اکرم زاہد جہلمی	کا	۱	رسالہ
۱۰.....	جناب سید تصدق حسین (بی.اے) بھیرہ	کا	۱	رسالہ
۱۱.....	جناب مولانا ابومحمود محمد اسحٰق رحمانی مونگیری	کا	۱	رسالہ
۱۲.....	ناظم مکتبہ ایوبیہ کراچی	کا	۱	رسالہ
۱۳.....	مولانا محمد انور جلال پوری کوئٹہ	کا	۱	رسالہ
۱۴.....	جناب غلام مجتبیٰ	کا	۱	رسالہ
۱۵.....	حضرت مولانا محمد عبداللہ بھکر	کا	۱	رسالہ
۱۶.....	جناب چوہدری محمد خلیل گجرات	کا	۱	رسالہ
۱۷.....	مولانا ابومحمود سوہدروی	کا	۱	رسالہ
۱۸.....	حضرت مولانا تاج محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ	کا	۱	رسالہ
۱۹.....	حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ	کا	۱	رسالہ
۲۰.....	مولانا ابوضیاء مشتاق احمد علی پوری	کا	۱	رسالہ
۲۱.....	سیدہ ام کفیل بخاری	کا	۱	رسالہ
۲۲.....	حضرت مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانوی	کا	۱	رسالہ
۲۳.....	جناب سید محمد ارشد بخاری ایڈووکیٹ	کا	۱	رسالہ
۲۴.....	حضرت مولانا محمد ابراہیم واسو	کی	۱	کتاب

گویا چوبیس حضرات کے رسائل کا مجموعہ: ۲۴ رسائل وکتب

اس جلد میں پیش خدمت ہیں۔ اللہ تعالیٰ شرف قبولیت سے نوازیں

محتاج دعاء: فقیر اللہ وسایا!

۲۴ رشعبان المعظم ۱۴۳۸ھ، مطابق ۲۱ رمئی ۲۰۱۷ء

در تحقیق

قبر مسیح

مولانا محمد عظیم سرکاری واعظ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ایک دوسری صحبت

آج پھر اللہ میاں کی رحمت جوش پر ہے۔ بارش کا موسم ہے۔ کالی گھٹائیں آ رہی ہیں اور حکم الٰہی سے مختلف مما لک پر برس رہی ہیں۔ مردہ زمین میں جان آ رہی ہے۔ اس پر لطف بہار کا مزہ، کوئی سبزی، گھاس اور ہرے بھرے درختوں اور پودوں سے جو (سبز لباس پہن کر) حمد الٰہی کی تسبیح پڑھ رہے ہیں۔ پوچھئے کہ کس طرح ''وجعلنا من الماء کل شیٔ حی'' کا وعدہ پورا ہو رہا ہے۔ اس فرحت وانبساط کے عالم میں آج پھر سید وزیر حسن صاحب کے مکان میں چند آدمی بیٹھے ہوئے گفتگو کر رہے ہیں اور سید وزیر حسن صاحب مزے سے چپ چاپ بیٹھے سن رہے ہیں۔ اتنے میں شیخ یعقوب علی صاحب تشریف لے آئے اور سید صاحب سے دوستانہ باتوں میں کہا:

شیخ صاحب: آج کئی روز ہوئے حاضر خدمت ہونے کا ارادہ ہو رہا تھا۔ مگر فرصت نہ ملنے کی وجہ سے حاضر نہیں ہو سکا۔ جس کے لئے میں باادب معافی کا خواستگار ہوں۔

سید صاحب: میرا بھی ارادہ تھا کہ آپ سے کسی وقت ملوں۔ مگر ملازمت بری بلا ہے۔ اس میں فرصت بہت کم ملتی ہے۔ کئی روز سے قصد تھا کہ آپ کے مکان پر حاضر ہو کر اور آپ کو ساتھ لا کر پھر کچھ مذہبی گفتگو سننے کا موقع نکالوں۔ شکر ہے کہ آج آپ خود ہی تشریف لے آئے ہیں۔ اگر آپ اجازت دیں تو مولوی محمد عبدالرحمٰن صاحب کو بھی بلوا لیا جائے اور آج کی صحبت بھی دینی مسائل سے خالی نہ رہے۔

شیخ صاحب: میرا بھی یہی منشاء ہے۔ اگر مولوی صاحب مکان میں ہوں اور ان کو آنے میں کوئی زحمت نہ ہو تو ضرور بلوایئے۔

سید وزیر حسن صاحب نے اپنے نوکر کو آواز دی اور بلا کر کہا کہ ذرا مولوی صاحب کو بلا لاؤ۔ وہ گیا اور چند ہی منٹ گزرنے کے بعد آ کر عرض کیا۔

نوکر: مولوی صاحب نے سلام کہا ہے اور فرمایا ہے کہ ابھی آتا ہوں۔

شیخ صاحب: مولوی صاحب نے جس خوبی سے اس دن خاتم النّبیین کا مسئلہ سمجھایا وہ تو میں نے خوب سمجھ لیا۔ مگر چند باتیں ابھی اور دریافت کرنے کی ہیں۔ وہ بھی آج آپ کے سامنے پوچھ لی جائیں گی۔ مگر خاص طور پر جس مسئلہ میں آج مجھ کو دریافت کرنے کی ضرورت ہے وہ مسئلہ حیات مسیح علیہ السلام کا ہے۔ اگر مولوی صاحب نے اس کو بھی اس طرح حل فرما دیا تو بے حد شکر

گزاری کا موجب ہوگا۔

سید صاحب: مولوی صاحب بہت لائق اور قابل آدمی ہیں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ متانت سے گفتگو فرماتے ہیں۔ کیونکہ سنجیدگی اور تحمل و بردباری کا مادہ ان میں بہت ہے۔ ورنہ اکثر ایسے مذہبی مسئلوں میں کچھ سخت کلامی اور خلاف تہذیب کلمات کا نکل جانا بعید نہیں ہوتا۔ آپ شوق سے جو جی چاہے دریافت کیجئے۔ مولوی صاحب آپ کو سمجھا دیں گے

یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ مولوی صاحب تشریف لے آئے اور سلام و دعا کے بعد سلسلۂ گفتگو اس طرح شروع ہوا۔

شیخ صاحب: حضرت مولوی صاحب! آج پھر آپ سے کچھ دریافت کرنے کی صلاح ہے۔ آپ گزشتہ صحبت کی طرح آج بھی اس عمدگی و متانت کے ساتھ میری چند باتوں کا جواب دیں گے تو میں ازحد ممنون ہوں گا۔

مولوی صاحب: خوشی سے! آپ شوق سے پوچھئے۔

شیخ صاحب: خاتم النّبیین کے متعلق اور تو سب باتیں میری سمجھ میں آ گئی ہیں۔ مگر صرف یہ خدشہ باقی ہے کہ جب آنے والے مسیح کو حدیث میں نبی اللہ کہا گیا ہے اور مسیح موعود کا نبی ہونا متفق علیہ مسئلہ ہے تو اگر مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو نبی یا رسول کہا تو کیا برا کیا؟ ہاں! جو کوئی مخالفانہ یا مقابلانہ بحضرت سید المرسلین ﷺ دعوئے نبوت مستقلہ کرے وہ دجال ہے۔

مولوی صاحب: (۱) بے شک! حدیث شریف میں مسیح علیہ السلام کی نسبت نبی اللہ کا لفظ آیا ہے۔ مگر وہ اصلی مسیح کی نسبت ہے نہ کسی مثیل مسیح کے لئے۔ اگر مرزا قادیانی اپنے آپ کو وہی اصلی مسیح ثابت کر دیں تو وہ بے شک نبی اللہ ہیں اور جب ان کا دعویٰ ہے کہ وہ اصلی مسیح نہیں بلکہ اس کے مثیل ہیں تو ان کا دعویٰ نبوت کرنا (جیسا کہ گزشتہ صحبت میں واضح ہو چکا ہے) بالکل غلط ہے۔

(۲) چونکہ حضرت نبی کریم ﷺ نے نبی اللہ کا خطاب صرف اصلی مسیح کے لئے اس وجہ سے بیان فرمایا کہ کوئی اس سے نقلی یا جعلی مسیح نہ سمجھ بیٹھے۔ اس لئے حضور ﷺ نے عیسیٰ نبی اللہ فرمایا تا کہ معلوم رہے کہ آنے والا مسیح ابن مریم نبی اللہ ہے۔ کیونکہ وہ مجھ سے پہلے قرار دیا جا چکا ہے۔ اب میں خاتم النّبیین ہوں۔ میرے بعد اب کوئی نبی نہیں پیدا ہو سکتا۔ اگر کوئی مسیح بنے تو سمجھ لو کہ وہ جھوٹا ہے۔ کیونکہ آنے والا مسیح نبی اللہ ہے اور وہی مسیح ابن مریم ہے۔

(۳) حقیقی مسیح ابن مریم کے علاوہ تو باجماع امت کوئی شخص دعویٰ نبوت نہیں کر سکتا۔ خواہ وہ نبوت مستقلہ ہو یا غیر مستقلہ، مخالفانہ ہو یا دوستانہ، مقابلانہ ہو یا محبتانہ، ظلی ہو یا بروزی،

تشریعی ہو یا غیر تشریعی۔ ہر ایک طرح کی نبوت ختم ہو چکی ہے اور اس کا مدعی کافر ہے۔ مزید توضیح کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ گزشتہ صحبت میں اس کی نسبت بہت کچھ بیان ہو چکا ہے۔

(۴) رہا مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت وہ خود ایک عجیب دعویٰ ہے۔ جب کہا جاتا ہے کہ مسیح موعود تو عیسیٰ بن مریم نبی اللہ ہے۔ جس کو نبی کریم ﷺ نے اپنا بھائی فرمایا ہے اور مرزا قادیانی اپنے آپ کو کرشن کہتے ہیں۔ کسی حدیث میں نہیں آیا کہ مسیح موعود کرشن بھی ہوگا۔ تو جواب ملتا ہے کہ ہر ایک صدی کے سر پر ایک مجدد آیا کرتا ہے۔ جب کہا جاتا ہے کہ مجدد کے لئے دعویٰ نبوت کرنے کی اجازت نہیں اور مجدد بدعتی بھی نہیں ہوتا۔ جیسا کہ مرزا قادیانی کے ایجاد کردہ مسائل سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اسلام میں بدعتیں نکالی ہیں۔ تو کہتے ہیں کہ ایک رجل فارسی کی آمد کی پیشین گوئی ہے۔ مرزا قادیانی رجل فارسی تھے۔ حالانکہ وہ حدیث حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے حق میں تھی۔ جنہوں نے آخر تلاش کر کے کئی ایک دین چھوڑ کر اسلام قبول کیا تھا۔ تو یہ کہنے لگتے ہیں کہ وہ محدث ہیں اور محدث ایک معنی میں نبی ہی ہوتا ہے جب ان کے دعویٰ نبوت ورسالت کو پیش کیا جاتا ہے تو نبوت کی قسمیں کرنے بیٹھ جاتے ہیں اور امتی اور غیر تشریعی اور ظلی وبروزی اور غیر مستقل نبوت کا باب کھول بیٹھتے ہیں۔ ان سب کے جواب میں شرح شفاء کی یہ عبارت سنا دینی کافی ہے۔

”ومن ادعی النبوة لنفسه اوجوز اكتسابها والبلوغ بصفاء القلب الٰی مرتبتها كالفلاسفة وغلاة المتصوفة وكذالک من ادعٰی انه يوحٰی اليه وان لم يدع النبوة فهٰؤلاء كلهم كفار مكذبون للنّبی ﷺ لانه اخبر انه ﷺ خاتم النّبيين ولا نبی بعده واخبر عن الله تعالٰی انه خاتم النّبيين وانه ارسل كافة للناس واجمعت الامة علٰی حمل هذا الكلام علٰی ظاهره وان مفهومه المراد به دون تاويل ولا تخصيص فلاشک فی كفر هؤلاء الطوائف كلها قطعًا اجماعًا وسمعًا“ ﴿جس نے حضرت نبی کریم ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا یا یہ کہا کہ انسان قلب کی صفائی سے مرتبۂ نبوت تک پہنچ سکتا ہے جیسا کہ فلاسفہ اور بعض غلات متصوفین کا خیال ہے۔ یا یہ دعویٰ کیا کہ خدا کی طرف سے مجھ پر وحی آتی ہے۔ اگرچہ نبوت کا دعویٰ نہ کرے۔ یہ سب کافر ہیں۔ اس لئے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے خبر دی ہے کہ آپ تمام نبیوں میں آخر ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور خدا کی طرف سے آپ نے یہ خبر دی اور یہ کہ تمام عالم کے لئے آپ بھیجے گئے ہیں اور اس بات پر تمام امت کا اجماع ہے کہ اللہ ورسول ﷺ کے کلام کے جو کھلے ہوئے اور ظاہر

معنی ہیں یہی مراد ہیں، اس میں کسی قسم کی تاویل کی گنجائش نہیں۔ پس یہ سب مدعی قطعاً اجماعاً اور سمعاً کافر ہیں۔﴾

پس یہ ایک صرف دھوکہ اور مغالطہ ہے کہ نبوت مستقلہ کا دروازہ بند ہے۔ حالانکہ تمام علمائے اسلام کا یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ آخرالانبیاء ہیں اور یہی قرآن کریم اور احادیث سے ثابت ہے اور اسی پر تمام فقہائے امت کا فتویٰ ہے جس کی وجہ سے مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت خواہ وہ کسی قسم کا ہو باطل ہے۔

شیخ صاحب: مرزا قادیانی اگر جھوٹے مسیح ہوتے تو اسلام کی اس قدر حمایت واشاعت نہ کرتے۔ حالانکہ انہوں نے اسلام کی حمایت میں اس قدر کتابیں اور رسالے شائع کئے ہیں کہ شاید کسی دوسرے مدعی اسلام نے خواب میں بھی نہیں دیکھا ہوگا کہ اس نے اس قدر اسلام کی خدمت کی ہے۔

مولوی صاحب: بے شک مرزا قادیانی نے کتابیں اور رسالے لکھ کر شائع کئے۔ مخالفوں کے ساتھ مقابلے اور مناظرے کئے۔ مگر اس کا نتیجہ کیا نکلا؟ اس پر بھی ذرا نظر ڈالنے کی ضرورت ہے۔ بے شک مسیح علیہ السلام کے آنے سے اسلام کا غلبہ اس قدر ہوگا کہ ساری دنیا میں اسلام ہی اسلام نظر آئے گا۔ چنانچہ حدیث شریف میں اس کی تصریح موجود ہے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ: ''**لا یبقی علی ظھر الارض بیت مدر ولا وبر الا ادخلہ اللہ کلمۃ الاسلام بعز عزیز وذل ذلیل (الی ان قال) فیکون الدین کلہ للہ**'' ﴿روئے زمین پر کوئی شہر اور کوئی گاؤں ایسا نہ رہے گا کہ وہاں اسلام نہ پہنچے۔ جو اس کے ماننے والے ہوں گے ان کی عزت ہوگی اور منکرین ذلیل حالت میں ہوں گے۔ ساری دنیا میں اسلام ہی اسلام نظر آئے گا۔﴾

یعنی دوسری ملت والے ایسے مغلوب ہو جائیں گے کہ گویا نہیں ہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ساری دنیا میں کوئی کافر نہ رہے گا۔ سب مسلمان ہو جائیں گے۔ بلکہ یہ غرض ہے کہ اسلام کا غلبہ ایسا ہوگا کہ دوسرا مذہب اور اس کے ماننے والے کسی شمار میں نہ رہیں گے۔ یہ بھی حدیثوں میں ہے کہ مسلمانوں میں دنیاوی مال ومتاع کی اس قدر ترقی ہوگی کہ نہایت مستغنی ہو جائیں گے۔ اگر کسی کو کوئی شخص کچھ دینا چاہے گا تو وہ قبول نہیں کرے گا۔ دینی ترقی ایسی ہوگی کہ عبادت الٰہی انہیں تمام دنیا اور مافیہا سے اچھی معلوم ہوگی۔

اب آپ ہی فرمائیے کہ مرزا قادیانی کے زمانہ مسیحیت میں مسلمانوں کی دینی اور دنیاوی کون سی ترقی ہوئی۔ اسلام کی اشاعت کس قدر ہوئی۔ خود قادیان دارالامن والامان میں بھی

لوگوں نے اسلام قبول نہ کیا۔ بلکہ وہاں کے لوگ ان کے منکر و مخالف بنے رہے اور اب تک ہیں اور ان کے زمانہ خلافت و مسیحیت میں مسلمانوں کی دینی اور دنیاوی ترقیوں کی بجائے الٹا تنزل ہوا اور ہو رہا ہے۔ اسلامی حکومتیں جہاں تھیں ان کو ضعف انہیں کے عہد میں ہوا۔ علاوہ واقعات سابقہ کے ایک تازہ نشان اور واقعہ آپ کے مسیح موعود ہونے کا یہ ہے کہ بغداد و بصرہ مفتوح ہوئے۔ خود ارض مقدس کا علاقہ بھی عیسیٰ پرستوں اور صلیبی حکومتوں کے زیر اقتدار آ گیا ہے۔ حالانکہ مسیح موعود کے وقت اسلامی ترقی ہونی چاہئے تھی۔

اسی تنزل دینی و دنیاوی پر بس نہیں ہوئی بلکہ مرزا قادیانی نے تو اسلام کا خاتمہ ہی کر دیا۔ کیونکہ حضرت نبی کریم ﷺ کی ان تھک محنت اور کوشش اور آپ کے خلفاء اور دیگر ہادیان امت کی سعی و ہمت سے دنیا میں تیرہ سو برس کے عرصہ دراز میں جس قدر مسلمانوں کی تعداد ہوئی تھی وہ نیست و نابود ہو گئی۔ مرزا قادیانی نے سب کو سیف زبان سے قتل کر کے صرف اپنی ایک مٹھی بھر جماعت کو (جس کی تعداد بقول ان کے چند ہزار یا لاکھ دو لاکھ تک بیان کی جاتی ہے) قائم رکھا۔ دنیا کی مشہور چالیس کروڑ مسلمانوں کی مردم شماری میں سے مرزا قادیانی کی بدولت صرف لاکھ دو لاکھ مسلمان رہے۔ باقی سب کافر ہو گئے۔ اب فرمایئے کہ اسلام کا خاتمہ ہو گیا یا نہیں؟ چالیس کروڑ کے مقابلہ میں لاکھ دو لاکھ کی کیا حقیقت ہے؟ اور اس پر طرّہ یہ کہ بڑے فخر سے کہا جاتا ہے کہ مرزا قادیانی کی سعی سے لاکھ دو لاکھ مسلمان ہوئے اور اس پر نظر نہیں کی جاتی کہ چالیس کروڑ کے قریب مسلمان کافر ہو گئے۔

شیخ صاحب! آپ ہی للہ انصاف کیجئے کہ مسیح کے آنے کا نتیجہ حدیثوں میں یہی آیا ہے اور تیرہ سو برس سے جو مسیح کے آنے کی خوشخبری مسلمانوں کے کانوں میں گونج رہی تھی اور تمام اولیائے امت اور علمائے ملت اور تمام مومنین کاملین منتظر تھے، کیا وہ یہی مسیح تھے جنہوں نے آ کر اسلام کا خاتمہ کر دیا اور جو اسلام کی ترقی اور عیسیٰ پرستی کو مٹانے کے لئے آئے تھے۔ انہوں نے خود اپنے ہی ہاتھ سے گویا اسلام کو مٹا دیا اور اس کی تیرہ سو برس کی عمارت کو ڈھا دیا۔ اگر دس بیس ہزار یا دو چار ہزار ہندو یا عیسائی یہود یا دیگر لوگ مسلمان کئے جاتے اور اسلام کی مردم شماری میں کچھ اضافہ کیا جاتا تو بھی کہا جاتا کہ ان کی ذات سے اتنے لوگ کلمہ گو ہو گئے۔ مگر یہاں تو بالکل صفر ہے۔ آباؤ اجداد سے کلمہ پڑھنے والے مسلمانوں کو اپنی طرف متوجہ کر لینا یہ کون سی اسلام کی ترقی ہے۔ کیا وہ پہلے مسلمان نہ تھے؟ مختصر یہ کہ مسیح موعود کی جو علامتیں صحیح حدیثوں میں مذکور ہیں وہ مرزا قادیانی میں نہیں پائی گئیں۔ اس لئے وہ مسیح موعود نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ان کے دعوے کے بعد

باوجود بے انتہاء کوشش کے کوئی عیسائی، کوئی بدھ، کوئی آریہ کوئی ہندو مسلمان نہیں ہوا اور نہ ان پر کوئی ایمان لایا۔ حالانکہ اولیائے امت میں ہزاروں ایسے بزرگ ہوئے ہیں کہ جن کی وجہ سے ہزاروں لاکھوں غیر مسلم دائرہ اسلام میں داخل ہوئے اور آج ان کی اولاد دل وجان سے اسلام کی فدائی وشیدائی ہے۔ پس یہ کہنا کہ مرزا قادیانی نے اسلام کی حمایت واشاعت کی، بالکل غلط ہے۔ ہاں! اگر کوئی خاص خدمت کی ہو تو بیان فرمائیے۔

شیخ صاحب: جب مرزا قادیانی نے ثابت کر دیا کہ مسیح اسرائیلی مرگیا ہے اور اس کی قبر تک کا نشان بتا دیا ہے تو اب اسی مسیح بنی اسرائیل کا انتظار کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

مولوی صاحب: حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت تو تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ عزیز وحکیم نے ان کو اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سے آسمان پر اٹھالیا اور یہودیوں کے ہاتھ تک آپ کو نہ پہنچنے دیا۔ آپ آخری زمانہ میں قیامت سے پہلے زمین پر نزول فرما ہوں گے اور مدینہ طیبہ میں حضرت نبی کریم ﷺ کے پہلو میں دفن ہوں گے اور قیامت کو حضور انور ﷺ اور آپ اسی جگہ سے اٹھیں گے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ان کی قبر موجود ہے۔ وہ قبر کہاں ہے؟

شیخ صاحب: مسیح کی قبر کی نسبت مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ: ''وثبت بثبوت قطعی ان عیسٰی ھاجر الٰی ملک کشمیر بعد مانجاہ اللہ عن الصلیب بفضل کبیر ولبث فیہ الٰی مدۃ طویلۃ حتی مات ولحق الاموات وقبرہ موجود الٰی الان فی بلدۃ سری نگر التی ھی من اعظم امصار ھذہ الخطۃ''

(رسالہ الہدیٰ والتبصرہ لمن یریٰ ص ۱۰۹، خزائن ج ۱۸ ص ۳۶۰، ۳۶۱)

''اور قطعی طور پر (مگر صرف مرزا قادیانی کے نزدیک) ثابت ہو چکا ہے کہ عیسیٰ (علیہ السلام) نے ملک کشمیر کی طرف ہجرت کی۔ بعد اس کے آپ کو اللہ (تعالیٰ) نے (اپنے) بڑے فضل سے نجات دی اور اس (ملک) میں بہت مدت تک بستے رہے۔ حتیٰ کہ مرگئے اور مردوں سے جا ملے اور آپ کی قبر شہر سری نگر میں جو اس خطہ کے سب شہروں سے بڑا ہے اب تک موجود ہے۔''

اور پھر اس کے بعد مرزا قادیانی نے کتاب اکمال الدین کا حوالہ دے کر تحریر فرمایا ہے کہ: ''تسلی واطمینان کے لئے اس کتاب کو پڑھنا چاہئے۔ کیونکہ اس میں یہ بیان تفصیل کے ساتھ لکھا گیا ہے۔''

جب مسیح علیہ السلام فوت ہو چکے اور فوت شدہ لوگ دنیا میں واپس نہیں آتے تو حدیث

میں جس مسیح کی بشارت سنائی گئی ہے اس سے خواہ مخواہ کوئی مثیل مسیح مراد ہیں اور مسیح موعود حسب ادّعاء خود مرزا قادیانی ہیں۔

مولوی صاحب: وفات مسیح کے متعلق الگ بحث کی جائے گی۔ اس وقت مرزا قادیانی کے قبر مسیح کے بیان کے متعلق عرض کیا جاتا ہے کہ مرزا قادیانی کی عادت تھی کہ اپنے معتقدین ومتوسلین کی دل جوئی اور خاطر داری اور ان کو اپنے خود ساختہ مذہب وعقائد پر قائم رکھنے کے لئے اپنے دعاوی اور اقوال کی تائید میں کبھی تو موضوع ومنکر روایتیں پیش کیا کرتے تھے اور کبھی قرآن کریم کی آیات میں لفظی ومعنوی تصرف کر کے من گھڑت معانی پیدا کر دیتے تھے۔ اپنی رائے سے فرضی وخیالی تفسیر کر کے لوگوں کو سمجھا دیتے تھے۔ یہاں بھی مرزا قادیانی نے اسی عادت سے کام لیا ہے۔ کیونکہ نہ تو حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر چڑھائے گئے اور نہ وہ وہاں سے بچ کر کشمیر کی طرف ہجرت فرما ہوئے اور نہ وہاں مدت تک سکونت پذیر رہے اور نہ ان کا وہاں انتقال ہوا۔ نہ وہاں ان کی قبر بنی اور نہ کتاب اکمال الدین میں اس کا کہیں ذکر موجود ہے۔ نہ حدیثوں میں کسی ان کے مثیل کا بیان ہے اور نہ مرزا قادیانی مسیح موعود ہیں اور نہ ہو سکتے ہیں۔

کشمیر میں جا کر فوت ہو جانے کو اگر صحیح تسلیم کر لیا جائے تو حضرت نبی کریم ﷺ پر ایک الزام قائم ہو جاتا ہے اور وہ یہ کہ جب آپ ﷺ نے عیسائیوں کے مسائل الوہیت وابن اللہ وکفارۂ مسیح ومصلوبیت مسیح وغیرہ کی تردید فرمائی تھی۔ ساتھ ہی اس کے نزول مسیح کے عقیدہ کی بھی تردید فرما دیتے۔ مگر حضور نے ایسا نہیں کیا بلکہ اصالتاً نزول مسیح کے مسئلہ کو (جیسا کہ انجیلوں میں مذکور ہے اور عیسائیوں کا اعتقاد ہے) بحال رکھا اور ان کے مسئلہ حیات مسیح کو بھی نہ صرف جائز رکھا بلکہ اس کی تائید کی۔ تو اب کس قدر گستاخی وبے ادبی حضور ﷺ کی شان میں ہے کہ انہوں نے بقول مرزا قادیانی، شرک کے مسئلہ کو جائز رکھا اور مسیح کی حیات اس قدر طول طویل بیان کی یا تسلیم کی اور اپنی امت کو ابتلاء میں ڈالا۔

حضور ﷺ نے اس مسئلہ کو کیوں پردۂ خفا میں رکھا۔ آپ کا فرض تھا کہ اس نزول کے مسئلہ کو بھی صاف صاف الفاظ میں باطل فرما دیتے اور کہہ دیتے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی دوسرے نبیوں کی طرح فوت ہو چکے ہیں اور مردے کبھی اس دنیا میں واپس نہیں آتے اور ان کی قبر بھی کشمیر میں موجود ہے۔ اس لئے نزول مسیح کا اعتقاد غلط ہے اور شرک ہے۔ جیسا کہ عیسیٰ کا خدا کا بیٹا ہونا یا معبود ہونا شرک ہے۔ ویسا ہی اس کا زندہ رہنا اور وہ بھی عرصہ دراز تک اور پھر اصالتاً نزول کا ماننا بھی شرک ہے۔

مگر حضور انور ﷺ نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ اس کو جائز رکھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اسی عقیدہ پر رکھا۔ اگر آپ اس مسئلہ کو واضح کر دیتے کہ تمہارا مسیح مر گیا اور بہشت بریں میں چلا گیا تو تیرہ سو برس سے عیسائیوں کا خدا مر جاتا اور پھر اس کا زندہ ماننا مدت سے ختم ہو گیا ہوتا۔ آج کسی مسلمان کا یہ عقیدہ نہ ہوتا کہ مسیح دوبارہ دنیا میں آئے گا۔ جب حضور ﷺ نے خود ہی حدیثوں میں صاف فرما دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور دوبارہ دنیا میں نازل ہوں گے تو اب اس پر گفتگو کرنا گویا حضرت نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس پر اعتراض کرنا ہے کہ انہوں نے ایسا غلط مسئلہ (معاذ اللہ) اپنی امت کو سکھایا جس کی وجہ سے آپ کے امتی اس شرک میں مبتلاء ہوئے۔

مسیح کی قبر کا کشمیر میں ہونا نہ تو قرآن کریم سے ثابت ہے اور نہ صحابہ اس کی تائید کرتے ہیں اور نہ کسی مفسر و محدث کے نزدیک صحیح ہے اور نہ کسی ولی یا بزرگ نے ایسا لکھا ہے۔ یہ صرف مرزا قادیانی کی اختراع ہے اور وہ کسی الہام کی بناء پر بھی نہیں ہے۔ کیونکہ اگر الہام کی بناء پر ہوتا تو مرزا قادیانی مسیح کی قبر پہلے ان کے وطن گلیل میں نہ بیان فرماتے جب وہاں کی نسبت معلوم ہوا کہ وہاں قبر کا ثابت کرنا مشکل ہے تو اخیر میں کہہ دیا کہ نہیں بلکہ مسیح کی قبر شہر سری نگر ملک کشمیر میں ہے۔ دنیا کے نقشہ پر نظر کرنے والے خوب جانتے ہیں کہ گلیل اور سری نگر میں مشرق و مغرب کا فرق ہے اور یہ دو مختلف مقامات ہیں۔ کہاں ولایت کشمیر اور کہاں علاقۂ شام۔ جیسا ان دونوں میں فرق ہے ویسا ہی مرزا قادیانی کے اس قول اور حقیقت میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ مرزا قادیانی کی کتابوں کا مطالعہ کرنے والے خوب جانتے ہیں کہ ان کی اکثر عبارات میں تعارض و تناقض ہوتا ہے اور ان کی بات بات میں اختلاف پایا جاتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ رسالہ الہدیٰ میں جناب مسیح کی قبر کشمیر میں بتائی گئی ہے اور ان کی الہامی کتاب ازالہ اوہام میں لکھا ہے کہ: ''سچ ہے کہ مسیح علیہ السلام اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہو گیا۔ لیکن یہ ہرگز سچ نہیں کہ وہی جسم جو دفن ہو چکا تھا پھر زندہ ہو گیا۔'' (ازالہ اوہام حصہ دوم ص ۴۷۳، خزائن ج ۳ ص ۳۵۳)

شیخ صاحب: ازالہ اوہام کا بیان پادری صاحبان کے مقابلہ میں لکھا گیا ہے اور ان کو قائل کرنے کی نیت سے انہیں انجیلی حوالہ سے جواب دیا گیا ہے۔

مولوی صاحب: یہ آپ کا حسن ظن ہے۔ ورنہ انجیل میں تو کہیں مذکور نہیں کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہو گیا۔ یہ مرزا قادیانی کا اپنا اختراع ہے اور مرزا قادیانی کا اس مضمون کو ''یہ سچ ہے'' سے شروع کرنا اس امر کی صاف دلیل ہے کہ مرزا قادیانی اس سے مضمون بعد کی تصدیق کرتے ہیں اور ان کے نزدیک مسیح کا گلیل میں فوت ہونا ان کا ذاتی خیال ہے۔

شیخ صاحب: یہ سچ انجیلی سچ ہے نہ کہ نفس الامری۔

مولوی صاحب: آپ کا یہ خیال بھی درست نہیں۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے اسی کتاب (ازالہ اوہام) میں اناجیل کے مسئلہ صلیب اور موت مسیح کی نسبت اپنا الہامی بیان درج فرمایا ہے کہ: ''حضرت مسیح صلیب پر تو کھینچے گئے مگر اس پر مرے نہ تھے۔ بلکہ نیم جان اتارے گئے تھے۔'' مرزا قادیانی کا اس کے بعد جناب مسیح علیہ السلام کو زندہ ماننا اور پھر ان کے وطن گلیل میں جا کر فوت شدہ لکھنا ثابت کر رہا ہے کہ وہ اس جگہ اپنا ذاتی خیال ہی ظاہر کر رہے ہیں۔ گو اس کی بنا اناجیل پر ہے۔ چونکہ مرزا قادیانی کے پاس واقعہ صلیبی کے ثبوت کے لئے سوائے بیان اناجیل کے کوئی دستاویز نہیں۔ کیونکہ قرآن کریم واحادیث میں تو ان کو پناہ نہیں ملتی۔ اس لئے مرزا قادیانی اس موقع پر اناجیل کا مطالعہ اضطراری طور پر کرتے ہیں۔ ورنہ ان کا فرض تھا کہ وہ اپنے دعویٰ پر قرآن وحدیث سے کوئی دلیل پیش کرتے۔ کیونکہ اناجیل کو وہ خود بھی محرف تسلیم کرتے ہیں۔

شیخ صاحب: ازالہ اوہام کی تصنیف کے وقت بے شک مرزا قادیانی کی تحقیق یہی تھی کہ حضرت مسیح گلیل میں فوت ہوئے۔ مگر بعد کی وحی نے ثابت کیا کہ ان کی قبر کشمیر میں ہے اور یہ وحی کی بناء پر ہے۔

مولوی صاحب: مرزا قادیانی کی یہ بھی عادت تھی کہ جب کبھی وہ کسی مسئلہ میں اپنی غلطی محسوس کرتے تو الزام سے بچنے کے لئے بھی عبارت کو وحی الٰہی قرار دے لیتے تھے اور یہ نہیں سوچتے تھے کہ اس سے پہلے کی تحریر کو بھی وہ وحی یا بمنزلہ وحی تسلیم کر چکے ہیں۔

آپ ہی دیکھئے: ازالہ اوہام کی پیشانی (سرورق) (خزائن ج ۳ ص ۱۰۱) پر لکھا ہوا ہے کہ یہ کتاب الہامی ہے اور الہام الٰہی سے لکھی گئی ہے۔ پھر اس میں بار بار یہی لکھا ہے کہ اس کے مسائل الہام الٰہی اور وحی ربانی کے ماتحت ہیں اور یہ بھی ظاہر ہے کہ رسائل الہدیٰ اور ازالہ اوہام کی تصنیف میں برسوں کا عرصہ ہے۔ اگر آپ صاحب وحی والہام ہوتے تو اللہ تعالیٰ علیم وخبیر آپ کو اتنے سال تک اس غلطی کے اندھیرے میں نہ پڑا رہنے دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ کا الہام کسی سچائی پر مبنی نہ تھا اور مسیح کی قبر کا کشمیر میں ہونا کسی وحی الٰہی کے تابع نہیں ہے اور کسی حالت میں قابل قبول نہیں ہو سکا۔

شیخ صاحب: کیا صاحب وحی سے سہو نہیں ہو سکتا؟

مولوی صاحب: ہو سکتا ہے مگر خدا کے پیغمبر و مامور اپنی غلطی کے بعد بلا مہلت متنبہ کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ طوالع الانوار میں عصمت کی تعریف میں یہ بھی لکھا ہے کہ: ''انبیاء سے جو سہو ہو

جاتا ہے وہ بہت جلد پے در پے وحی سے آگاہ کر کے دور کر دیا جاتا ہے۔'' اور یہ مسئلہ قرآن کریم اور کتب حدیث اور کتب عقائد کے مطالعہ کرنے والوں سے مخفی نہیں ہے اور یہ امر عرف شرع میں عصمت کی تعریف میں داخل ہے۔ اگر مرزا قادیانی کو وحی میں سہو ہوتا تو اتنے عرصہ تک وہ اپنی غلطی میں نہ رہتے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کو وحی نہیں ہوتی تھی۔

شیخ صاحب: یہ مرزا قادیانی ہی کا خیال نہیں۔ جب کتاب اکمال الدین میں بھی ایسا ہی لکھا ہے تو اب مرزا قادیانی کے سچا ہونے میں کیا تردد ہے؟ اور اس کو مرزا قادیانی کا اختراع کیونکر کہا جاسکتا ہے۔

مولوی صاحب: غالباً آپ نے اور یقیناً مرزا قادیانی نے تو اس کتاب کی آج تک صورت بھی نہ دیکھی ہوگی۔ مرزا قادیانی کو یہ علم بذریعہ وحی نہیں ہوا تھا بلکہ اس کتاب کا ایک نسخہ لندن کے سرکاری کتب خانہ میں بزبان فارسی موجود تھا۔ شیخ عبدالقادر صاحب بیرسٹرایٹ لاء ایڈیٹر مخزن نے سفر ولایت کے ایام میں لندن سے ایک خط پیسہ اخبار لاہور میں بھیج کر شائع کر دیا تھا۔ اس میں انہوں نے اس کتاب کے بچشم خود ملاحظہ فرمانے کا ذکر کیا تھا اور اس کی بعض عبارتیں اصل فارسی زبان میں نقل کی تھیں اور اب اس تمام کتاب کا اردو ترجمہ تنبیہ الغافلین کے نام سے مطبع صبح صادق میں چھپ چکا ہے۔ لاہور وغیرہ سے دستیاب ہوسکتا ہے۔ اگر کوئی صاحب چاہیں تو اصل کتاب کو منگوا کر خود تسلی فرما سکتے ہیں۔ مرزا قادیانی نے اسی مضمون کو پڑھ کر یہ کہنا شروع کیا کہ مسیح کی قبر کشمیر میں ہے اور اس کے متعلق مجھ کو وحی الٰہی ہوئی ہے۔ حالانکہ یہ وحی لندن سے جناب شیخ عبدالقادر صاحب بیرسٹر جیسے فرشتے کی معرفت اور اخباری الہام کے ذریعہ سے پہنچی تھی۔ اگر ایسا نہیں تو مرزا قادیانی کے مریدین میں سے کوئی صاحب یا آپ ہی کتاب اکمال الدین واتمام النعمۃ میں سے حضرت عیسیٰ پیغمبر خدا (علیہ السلام) کا ذکر نکال کر دکھا دیں ورنہ جھوٹ کا اقرار کرلیں۔

شیخ صاحب: پھر اس کتاب میں کیا لکھا ہے کہ جس سے مرزا قادیانی نے مسیح کی قبر کو کشمیر میں سمجھ لیا؟ ایسا بڑا آدمی ایسی جرأت کس طرح کرسکتا ہے؟

مولوی صاحب: یہ کتاب شیخ ابن بابویہ کی تصنیف ہے۔ اس میں وہ بسند خود محمد بن زکریا سے نقل کرتے ہیں کہ: ''ممالک ہندوستان میں ایک بادشاہ تھا جس امر کو امور دنیا سے چاہتا تھا۔ بآسانی میسر ہوتا تھا۔ اس کی مملکت میں دین اسلام آچکا تھا جب یہ تخت پر بیٹھا تو اہل دین سے بغض رکھنے لگا اور ان کو ستانے لگا۔ بعض کو قتل کروا دیا اور بعض کو جلاوطن کر دیا اور بعض اس کے خوف

سے روپوش ہوگئے۔ ایک دن بادشاہ نے ان لوگوں میں سے جو اس کے نزدیک نظر عزت سے دیکھے جاتے تھے۔ ایک شخص کی نسبت سوال کیا تو وزراء نے جواباً عرض کیا۔ وہ چند ایام سے تارک دنیا ہوکر گوشہ نشین ہوگیا ہے۔ بادشاہ نے اس کی طلبی کا حکم دیا اور اسے لباس زہاد وعباد میں دیکھ کر بہت خفگی ظاہر کی۔ اس باخدا نے بادشاہ سے بہت سی باتیں کیں اور بہت سے حکمت آموز جملے کہے۔ لیکن بادشاہ پر کچھ اثر نہ ہوا اور اسے اپنی مملکت سے نکلوا دیا۔ بعد اس واقعہ کے تھوڑا عرصہ نہ گزرا تھا کہ بادشاہ کے ہاں بیٹا پیدا ہوا۔ اس کا نام یوذ آسف رکھا۔ شہزادے کی ولادت پر منجموں نے اس کے طالع کی نسبت بالاتفاق کہا کہ یہ شہزادہ فرخندہ طلعت نیک اخر نہایت اقبال مند ہوگا۔ لیکن ایک بوڑھے منجم نے کہا کہ اس کا طالع واقبال دنیوی جاہ وحشم کے متعلق نہیں۔ بلکہ سعادت مندی عاقبت کی ہے اور گمان قوی ہے کہ یہ شہزادہ پیشوایان زہاد وعباد سے ہوگا۔ بادشاہ یہ سن کر نہایت حیران وغمگین ہوا اور اس کی تربیت کے لئے حکم دیا کہ ایک شہر اور قلعہ خالی کرایا جائے۔ جس میں صرف شہزادہ اور اس کے خادم سکونت کریں اور سب کو نہایت تاکید کی کہ آپس میں کوئی تذکرہ دین حق اور مرگ وآخرت کا ہرگز نہ کریں۔ تاکہ یہ خیالات اس کے کان میں نہ پڑیں۔''

اس کے بعد کئی سو صفحوں تک شہزادے کی تربیت اور دین حق کی طرف اس کی رغبت اور علم دین کی تعلیم اور ترک سلطنت اور اختیار کا ذکر ہے۔ اسی کتاب اکمال الدین کا مرزا قادیانی نے حوالہ دیا اور یہ لکھا ہے کہ ''تسلی اور اطمینان کے لئے اس کتاب کو پڑھنا چاہئے۔'' اس کتاب کو پڑھنے کے بعد صاف طور پر ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی نے یوذ آسف شہزادے کو یسوع مسیح بنی اسرائیلی بنا کر قصداً خلق خدا کو دھوکا دیا اور اپنے مریدین کو سمجھا بجھا کر اپنا مطلب نکالنے کی کوشش کی ہے۔ شہزادہ آسف ہندوستان کے علاقہ کے کسی بادشاہ کا بیٹا ہے جو نہایت دیندار اور باخدا اور باایمان گزرا ہے۔ خدائے پاک نے اس کو دین اسلام کی ہدایت فرمائی۔ جس کو مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہہ کر اپنا مطلب حاصل کرنا چاہا ہے۔ اصل کتاب میں کسی اور کا ذکر ہے نہ یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیلی ملک شام سے بھاگ کر ملک کشمیر میں آئے اور یہاں فوت ہوگئے اور محلہ خان یار میں ان کی قبر بنائی گئی۔ مجدد نبی ورسول ہونے کا مدعی اگر روز روشن میں ایسا بولے اور خلق خدا کو بصورت انکار کافر بنا دے تو اس کی نسبت کیا کہا جائے۔ ایسی جرأت جس قسم کے شخص میں ہوتی ہے اس کو آپ بھی سمجھ سکتے ہیں۔

شیخ صاحب: اگر اس کتاب سے مسیح کی قبر کشمیر میں ثابت نہیں ہوتی تو کیا ہرج ہے۔ مرزا قادیانی نے تو قرآن کریم سے بھی ثابت کر دیا ہے کہ مسیح کی قبر کشمیر میں ہے اور یہ آپ کے

علمی کمال کا ایک خاص اعجاز ہے کہ انہوں نے ایسے ایسے دقیق قرآنی رازوں کا انکشاف فرمایا اور مسیح موعود ہونے کی ایک زبردست شہادت ہے۔

مولوی صاحب: قرآن کریم کے کس مقام پر لکھا ہے کہ مسیح کی قبر کشمیر کے علاقہ میں شہر سری نگر میں ہے اور عیسیٰ علیہ السلام ملک شام سے بھاگ کر وہاں آ کر فوت ہو گئے۔

شیخ صاحب: قرآن کے اٹھارھویں پارے سورۂ مؤمنون میں خدائے پاک فرماتا ہے کہ: ''وجعلنا ابن مریم وامه ایة واٰوینٰھما الٰی ربوة ذات قرارٍ ومعین '' ﴿ہم نے ابن مریم اور اس کی ماں کو (اپنی قدرت کا) ایک نشان بنایا اور ان دونوں کو ایک اونچی جگہ پر جو ٹھہرنے کے قابل اور شاداب تھی (لے جا کر) پناہ دی۔﴾

چونکہ خدائے پاک نے اس آیت میں خبر دی ہے کہ ہم نے مسیح علیہ السلام کو اور اس کی ماں مریم کو ایک ایسی جگہ پر پناہ دی ہے جو اونچی ہے اور شاداب ہے اور چونکہ کشمیر ان دونوں صفتوں سے موصوف ہے۔ اس لئے اس میں صاف ولایت کشمیر کی طرف اشارہ ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کشمیر میں ہے اور جب وہ واقعہ صلیب سے بچ کر مرہم پٹی کرانے کے بعد اس ملک میں آ گئے تھے تو وہ یہیں فوت ہوئے اور یہیں ان کی قبر بنائی گئی۔

مولوی صاحب: یہ بھی مرزا قادیانی کی ہوشیاری و چالاکی ہے کہ وہ اس آیت سے حضرت مسیح کی قبر کشمیر میں ثابت کرتے ہیں۔ حالانکہ اس میں کوئی لفظ ایسا نہیں ہے کہ جس سے ملک کشمیر ہی مراد لیا جائے۔ بہت سے ایسے ملک اور مقام ہیں کہ جو بلندی پر واقع ہیں اور پہاڑی مقام ہونے کی وجہ سے شاداب بھی ہیں۔ جغرافیہ دان خوب جانتے ہیں کہ دنیا میں ایسے سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں مقام موجود ہیں کہ جن پر یہ تعریف صادق آ سکتی ہے۔ جب تک اس مقام کی تخصیص کے لئے کوئی دلیل خارجی موجود نہ ہو۔ ملک کشمیر مراد لینا صادق نہیں آ سکتا۔ کیونکہ یہ ایک مسلمہ قاعدہ ہے کہ امور مشترکہ میں جب تک کوئی دلیل نہ ہو یہ حکم نہیں لگایا جا سکتا کہ اس سے فلاں مراد ہے اور فلاں مقصود نہیں۔ ہاں! مرزا قادیانی اس کی تائید میں اس آیت کے سوا کوئی اور آیت یا کوئی حدیث یا کسی صحابی یا مفسر کا قول پیش کرتے تو البتہ ایک بات تھی۔ جب مسلمان سرے سے اس امر کو ہی نہیں مانتے کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر چڑھائے گئے اور وہ صلیب سے بچ کر اور ملک شام سے بھاگ کر کشمیر میں چلے آئے تھے۔ بلکہ وہ تو تسلیم کرتے ہیں کہ خدائے پاک نے ان کو صلیب سے بچا کر آسمان پر اٹھا لیا اور سولی تک آنے کا موقع ہی نہیں دیا تو اس کے بعد ہجرت کشمیر کی کہانی کیا فائدہ دے سکتی ہے۔

بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ جس طرح کا واقعہ فرعون کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پیش آیا تھا۔ اسی طرح کا اتفاق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی پیش آیا کہ ان کے پیدا ہونے سے پہلے ہیرودیس حاکم وقت کو بتادیا گیا تھا کہ بنی اسرائیل کا بادشاہ پیدا ہونے والا ہے۔ چنانچہ ہیرودیس کے خوف سے حضرت مریم کے چچازاد بھائی یوسف نجار ماں بیٹوں کو مصر کے علاقہ کے ایک گاؤں رطہ میں جو کنار رودنیل پر آباد تھا لے آئے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہیں بڑے ہوئے۔ ہیرودیس مرگیا تو اپنے وطن کو واپس آگئے اور اپنی پیغمبری کا اعلان کیا۔ بعض مفسرین کا یہی خیال ہے؟ مگر ہمارے نزدیک ایک دوسرا مقام ہے۔

شیخ صاحب: اگر اس مقام سے مراد ملک کشمیر نہیں تو پھر آپ کے خیال میں کون سا علاقہ مراد ہے؟

مولوی صاحب: یہ خوشگوار شاداب اور اونچا قطعہ زمین علاقہ شام ہے جس کو مختصر طور پر آیت زیر بحث میں بیان فرمایا گیا ہے کہ ''وجعلنا ابن مریم وامه اٰیة'' کہ ہم نے ابن مریم اور اس کی ماں کو (اپنی قدرت کی) نشانی بنایا اور ان دونوں کو ایک ایسی جگہ پناہ دی جو اونچی اور شاداب ہے اور دوسری جگہ ذرا تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔ قرآن کریم میں سورۂ مریم میں جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا ذکر ہے۔ وہاں ارشاد ہوتا ہے کہ: ''**محملته فانتبذت به مکانًا قصیا فاجآءها المخاض الٰی جذع النخلة قال یلیتنی مت قبل هٰذا وکنت نسیًا منسیًا فنادٰها من تحتها ان لا تحزنی قد جعل ربک تحتک سریا وهزی الیک بجذع النخلة تساقط علیک رطبًا جنیا فکلی واشربی وقری عینا**'' (مریم: ۲۶) ﴿(پس جبرائیل علیہ السلام کی بشارت سناتے ہی خدا کی قدرت سے) مریم نے اس لڑکے کو پیٹ میں لیا۔ پھر اسے حمل میں لے کر کسی دور کے مکان میں کنارہ ہو بیٹھی۔ پھر جننے کا وردا سے ایک کھجور کی جڑھ کے پاس لے آیا۔ بولی کاش میں اس سے پہلے مرچکتی اور بھولی بسری ہو جاتی۔ پھر اس کے نیچے سے (اس لڑکے نے) اس کو آواز دی کہ غم نہ کھا۔ تیرے رب نے تیرے نیچے (یعنی قدموں کے تلے) ایک پانی کا چشمہ جاری کیا ہے اور تو اپنی طرف کھجور کا تنا ہلا۔ تجھ پر پکی کھجوریں گریں گی۔ سو کھا اور پی اور آنکھ ٹھنڈی رکھ۔﴾

ان آیات میں حضرت مسیح کی ولادت کے ذکر میں چشمہ کا صاف طور پر ذکر ہے جو قدرت خداوندی سے ان ماں بیٹوں کے لئے کرامت ہوا تھا اور اسی کا آیت زیر بحث میں ذکر ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ یہاں مفصل ہے اور وہاں مجمل اور جگہ وہی ہے کہ جس کا ذکر قرآن

کریم کی اکثر آیات میں موجود ہے۔ یہ علاقہ شام ہے۔ اس زمین کو بارگاہ خداوندی میں یہ عزت حاصل ہے کہ اس کی نسبت قرآن کریم میں ارض مبارکہ اور ارض مقدسہ فرمایا گیا ہے۔ جس کی وجہ عام مفسرین نے یہ فرمائی ہے کہ اس میں خداوند ذوالجلال نے روحانی وجسمانی ہر طرح کی برکتیں رکھی ہیں۔ روحانی برکت تو یہ ہے کہ جس قدر روحانی پیشوا یعنی نبی ورسول اس سرزمین میں مبعوث ہوئے۔ وہ کسی اور میں مبعوث نہیں ہوئے۔ جسمانی برکت یہ ہے کہ یہ تمام علاقہ بہت سرسبز وشاداب ہے۔ میٹھی نہروں اور باغوں کی اس قدر کثرت ہے کہ دوسرے خطہ کو نصیب نہیں۔ میوہ جات وغیرہ کی بھی کمی نہیں۔ پس آیت زیر بحث میں یہی وہ مقام ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اوران کی والدہ ماجدہ حضرت مریم کو جگہ ملی۔ یہی وہ زمین ہے کہ جس کی نسبت ''واوینٰھما الیٰ ربوۃ ذات قرارٍ ومعین'' فرمایا گیا ہے۔ اس کی نسبت تفسیر ابن کثیر میں لکھا ہے کہ: ''واقرب الاقوال فی ذلک ماروٰہ العوفی عن ابن عباس فی قولہ واوینٰھما الیٰ ربوۃ ذات قرار ومعین قال المعین الماء الجاری وھو النھر الذی قال اللہ تعالیٰ قد جعل ربک تحتک سریا وکذا قال الضحاک وقتادۃ الیٰ ربوۃ ذات قرار ومعین ھو بیت المقدس فھٰذا واللہ اعلم ھو الا ظھر لا نہ المذکور فی الأیۃ الاخریٰ والقرآن یفسر بعضہ بعضا (ابن کثیر جلد سابع)'' ﴿سب اقوال سے اقرب وہ ہے جو عوفی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت ''واوینٰھما'' کی بابت روایت کیا ہے کہ معین جاری پانی کو کہتے ہیں اور اس سے وہ نہر مراد ہے جس کی نسبت (قرآن مجید میں) دوسری جگہ فرمایا۔ ''قد جعل ربک تحتک سریا'' (یعنی حضرت عیسیٰ کی ولادت پر جو حضرت مریم کے لئے خدا نے ظاہر کی) اور اسی طرح ضحاک اور قتادہ نے فرمایا کہ ''ربوۃ ذا قرار ومعین'' سے مراد بیت المقدس ہے اور یہی قول اظہر ہے کیونکہ یہ دوسری آیت میں مذکور ہے اور قرآن کریم کی بعض آیتیں بعض کی تفسیر کرتی ہیں۔﴾

پس تفسیر ابن کثیر نے اس قول کو اقرب اور اظہر اور مؤید بالقرآن کہہ کر تحریر کیا ہے۔ ایسا ہی اور تفاسیر میں مذکور ہے۔ اب کسی شخص کا خواہ مخواہ اپنے مطلب کے لئے ملک کشمیر مراد لینا صحیح نہیں ہوسکتا جو نہ تو قرآن کریم سے اور کسی حدیث صحیح سے اور نہ کسی صحابی کے قول سے اور نہ کسی مفسر ومحدث کے کلام سے ثابت ہوسکتا ہے۔ پس اس کی ذاتی رائے کسی حالت میں بھی قابل قبول نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ اس کا مطلب محض مسلمانوں کو اپنا تابع کرنا ہے۔ اس میں چند امور قابل غور ہیں: (۱) آپ ہی غور کیجئے۔ آیت ''اوینٰھما الیٰ ربوۃ'' کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام

کی موت اور ان کی قبر کے کشمیر میں ہونے سے کیا تعلق ہے۔ حالانکہ اس میں نہ مسیح کی موت کا ذکر ہے اور نہ قبر کا اور نہ ملک کشمیر کا۔ ناحق قرآن کریم کے آیت کے ایسے معنی بیان کرنا کہ جو نہ لغت کی رو سے درست ہوں اور نہ سلف وخلف سے منقول ہوں۔ صحت سے کس درجہ دور ہے۔

(۲) ''اوینھما'' (یعنی ان دونوں کو جگہ دی) سے ان دونوں کی موت کیونکر ثابت ہوئی۔ اس کا تو صاف مطلب ہے کہ خدا نے ان کو جگہ دی۔ اس سے موت کس طرح ثابت ہوسکتی ہے؟ کوئی موت کا لفظ یا قرینہ موت موجود ہے؟ ہرگز نہیں۔ (۳) اس آیت میں صرف حضرت مسیح ہی کا ذکر نہیں بلکہ ان کی ماں (حضرت مریم) کا بھی ساتھ ہی ذکر ہے۔ دونوں کو تثنیہ کے صیغہ سے بیان کرنا اس امر کی دلیل ہے کہ دونوں اس حکم میں شامل ہیں۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کشمیر میں ہے تو حضرت مریم کی قبر بھی کشمیر ہی میں ثابت کرنی چاہئے۔ کیونکہ اس آیت میں ارشاد ہوتا ہے کہ: ''ہم نے ان دونوں ماں بیٹوں کو جگہ دی۔'' حالانکہ حضرت مریم کی قبر بیت المقدس میں ہے اور ہزاروں لاکھوں آدمی اس کی زیارت کرتے ہیں۔ ہزاروں اس کے فوٹو چھپے ہوئے ہر جگہ دستیاب ہوسکتے ہیں۔ اگر حضرت مسیح علیہ السلام سولی سے بچ کر ملک کشمیر کو بھاگ آئے تھے تو غالباً ان کی والدہ ماجدہ بھی ان کے ساتھ آئی ہوں گی یا بعد میں چلی آئی ہوں گی۔ اس کا کیا ثبوت ہے؟ یہ بھی کسی روایت سے ثابت نہیں۔ انجیل بھی اس کی شہادت نہیں دے سکتی۔ حضرت مریم بعد رفع عیسوی فوت ہوئیں اور بیت المقدس میں دفن کی گئیں۔ جب تک ان دونوں کا اکٹھا ملک کشمیر میں آکر رہنا اور وہیں مرنا اور وہیں ان کی قبر بننا کسی معقول دلیل سے ثابت نہ کیا جائے۔ مرزا قادیانی کا قول سچا نہیں ہوسکتا۔

شیخ صاحب: مسلمان جو کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونے کے بعد مریں گے اور ان کی قبر مدینہ طیبہ میں ہوگی۔ اس کی کچھ اصلیت ہے؟

مولوی صاحب: یہ حدیث شریف سے ثابت ہے اور یہ حدیث بروایت عبداللہ بن عمر بتخریج ابن الجوزی کتاب الوفا اور مشکوٰۃ شریف کے باب نزول عیسیٰ علیہ السلام میں موجود ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا: (۱) ''ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا وعیسٰی بن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر وعمر (مشکوٰۃ شریف: ۴۸۰)''

﴿حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہونے کے بعد فوت ہوں گے اور میرے روضہ میں دفن ہوں گے اور ہم دونوں (اکٹھے قیامت کو) کھڑے ہوں گے اور حضرت عیسیٰ (علیہ اسلام) حضرت ابوبکر وعمر (رضی اللہ عنہما) کے درمیان مدفون ہوں گے۔﴾

پس مسلمانوں کا کہنا منصوصاً اور منطوقاً ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر روضۂ مطہرہ یعنی مدینہ طیبہ میں ہوگی۔ کہیں کشمیر وغیرہ میں نہیں ہوگی۔

(۲) کنز العمال میں بتخریج ابن عساکر موجود ہے کہ: ''عن عائشة قالت قلت یا رسول الله انی اریٰ انی اعیش بعدک فتاذن ان ادفن الیٰ جنبک فقال وان لی بذٰلک الموضع مافیه الا موضع قبری وقبر الی بکر وعمر وعیسیٰ ابن مریم (کنز العمال علیٰ هامش المسند الامام احمد ج ۷ ص ۵۷)'' ﴿حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا کہ میں نے حضرت نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں آپ کے بعد زندہ رہوں گی۔ آپ اجازت فرمادیں کہ میں آپ کے پہلو میں دفن کی جاؤں تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس جگہ کی نسبت میرا کچھ اختیار نہیں ہے۔ وہاں تو سوا میری قبر اور ابوبکر اور عمر اور عیسیٰ بن مریم کی قبر کے کسی کی جگہ نہیں۔﴾

(۳) امام ترمذی نے عبداللہ بن سلام سے روایت کی کہ: ''عن عبدالله بن سلام قال مکتوب فی التورة صفة محمد وعیسیٰ بن مریم یدفن معه قال ابو مودود وقد بقی فی البیت موضع قبر (رواه الترمذی وحسنه مشکوة باب اسماء النبی ص ۵۱۵)'' ﴿توریت میں حضرت محمد ﷺ کی صفت لکھی ہوئی ہے اور (ساتھ ہی) یہ بھی مذکور ہے کہ عیسیٰ بن مریم ان کے ساتھ مدفون ہوں گے۔ ابومودود (جو اس کے ایک راوی ہیں) فرماتے ہیں ابھی تک حجرہ منیفہ وروضہ شریفہ میں ایک قبر کی جگہ باقی پڑی ہے۔﴾

(۴) تفسیر ابن کثیر میں بتخریج ابن عساکر عن بعض السلف ذکر کیا ہے کہ: ''ذکر الحافظ ابوالقاسم ابن عساکر فی ترجمة عیسیٰ ابن مریم من تاریخه عن بعض السلف انه یدفن مع النبی ﷺ فی حجرته (ابن کثیر ج ثالث بذیل آیت وان من اهل الکتاب)'' ﴿طبرانی اور ابن عساکر اور امام بخاری نے اپنی تاریخ میں عبداللہ بن سلام سے روایت کیا کہ عیسیٰ بن مریم حضرت نبی کریم ﷺ کے حجرہ شریفہ میں مدفون ہوں گے۔﴾

اس کتاب میں اس کے علاوہ اور روایتیں بھی موجود ہیں۔

(۵) ''یدفن عیسیٰ بن مریم مع رسول الله ﷺ وصاحبه فیکون قبره رابعًا (ابن کثیر ج ۳ ص ۴۲۹)'' ﴿حضرت عیسیٰ بن مریم حضرت رسول کریم ﷺ اور صاحبین (حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما) کے ساتھ مدفون ہوں گے اور آپ کی قبر چوتھی ہوگی۔﴾

(۶) امام زرقانی نے شرح مواہب مدینہ میں لکھا ہے کہ: ''ذکر ابن عساکر ان وفات عیسٰی تکون بالمدینة فیصلی علیه هنا لک ویدفن بالحجرة النبویة'' ﴿ابن عساکر نے ذکر کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات مدینہ طیبہ میں ہوگی۔ پس اسی جگہ آپ کا جنازہ پڑھا جائے گا اور حجرہ نبویہ میں دفن کئے جائیں گے۔﴾

(۷) ''هکذا ذکره عروة بن الزبیر رضی الله عنه قال دفن رسول الله ﷺ فی السهوة ودفن ابوبکر رضی اللہ عنہ خلف رسول الله ﷺ ودفن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ رجلی ابوبکر وبقیت السهوة الشرقیة فارغة فیها موضع قبر یقال والله اعلم ان عیسٰی ابن مریم علیه السلام یدفن فیه (دلائل الخیرات)'' ﴿اسی طرح ذکر کیا ہے اس کو عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہ: کہا انہوں نے، دفن کئے گئے حضرت رسول کریم ﷺ بیچ چبوترے کے اور دفن کئے گئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پیچھے رسول اللہ ﷺ کے اور دفن کئے گئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پیچھے رسول اللہ ﷺ کے اور دفن کئے گئے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نزدیک دونوں پاؤں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اور باقی رہا چبوترہ مشرقی خالی جگہ کہ اس کے بیچ میں ایک قبر کی جگہ ہے کہتے ہیں اور اللہ بہتر جانتا ہے کہ تحقیق حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اس جگہ دفن کئے جائیں گے۔﴾

(۸) حجج الکرامہ میں بنقل ابن خلدون از کندی ذکر کیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام مدینہ منورہ میں فوت ہوں گے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس دفن کئے جائیں گے۔ یہ بھی مروی ہے کہ ابوبکر و عمر دو پیغمبروں کے درمیان سے محشور ہوں گے۔

اب ان احادیث اور اقوال کے خلاصہ پر ذرا نظر ڈالئے۔ پہلی حدیث میں بیان ہوا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مدفن حضرت نبی کریم ﷺ کا روضہ شریفہ ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ حضور نے فرمایا کہ میرے مقبرہ میں سوا میری قبر اور ابوبکر اور عمر اور عیسیٰ بن مریم کی قبر کے اور کسی کی قبر نہ ہوگی۔ کیونکہ یہ امر خدائے پاک کی طرف سے مقدر ہے۔ تیسری حدیث میں ہے کہ روضہ مطہرہ میں ابھی تک ایک قبر کی جگہ باقی ہے۔ جس میں حضرت مسیح مدفون ہوں گے۔ چوتھی حدیث کا بھی یہی مضمون ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضور انور ﷺ کے حجرہ میں آپ کے پاس مدفون ہوں گے۔ پانچویں اور چھٹی دلیل میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی چوتھی قبر ہوگی۔ ساتویں میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات مدینہ طیبہ میں ہوگی۔ وہاں آپ کا جنازہ پڑھا جائے گا اور وہیں مدفون ہوں گے۔ آٹھویں اور نویں کا بھی یہی مطلب ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام بعد نزول من السماء مدینہ طیبہ میں فوت ہوں گے اور روضہ نبویہ میں دفن کئے جائیں گے اور

ان کی قبر کی اب تک جگہ باقی ہے۔

پس ان تمام احادیث واخبار سے حضرت مسیح علیہ السلام کا اب تک زندہ ہونا اور پھر زمانہ اخیر میں نازل ہونا اور کئی سال کے بعد مدینہ طیبہ میں زندہ رہ کر فوت ہونا اور وہیں حضور انور ﷺ کے روضۂ شریفہ میں دفن ہونا ثابت ہوگیا اور یہ بھی ثابت ہوگیا کہ اس امر پر امت مرحومہ کا اجماع ہے۔ مگر چونکہ اس سے مرزا قادیانی کی مسیحیت، رسالت اور نبوت کی عمارت بالکل منہدم ہوجاتی۔ اس لئے انہوں نے اس کی نسبت کچھ سوال وجواب بنا رکھے ہیں کہ ہر ایک مرید اس میں بحث اور صریح نصوص شرعیہ کی مخالفت کرتا ہے اور اس کو نہیں سوچتا کہ اگر مرزا قادیانی سچے عیسیٰ اور مسیح موعود ہوتے تو مدینہ طیبہ میں جاتے اور وہاں رہتے اور وہیں حضرت نبی کریم ﷺ کے پہلوئے مبارک میں مدفون ہوتے۔ حالانکہ وہ بلاحج وزیارت بمرض ہیضہ شہر لاہور میں مرگئے۔ مدینہ طیبہ میں مدفون ہونا تو درکنار ان کو دخول حرمین بھی تو نصیب نہ ہوا اور یہی وجہ ہے کہ اسی الزام سے بچنے کے لئے کہہ دیا کہ حضرت مسیح کی قبر علاقہ کشمیر کے شہر سری نگر کے محلّہ خان یار میں ہے۔ انہوں نے ناحق تکلیف کی۔ اگر وہ اپنے ہی گاؤں قادیان میں کسی پرانی قبر کو (جس کا حال کسی کو معلوم نہ ہوتا) مسیح کی قبر بنا لیتے۔ تو ثبوت بھی بآسانی بہم پہنچتا اور نئے اور پرانے مسیح کی ایک مماثلت اور مناسبت بھی قائم ہوجاتی۔ اب بھی اگر ان کے مریدین اور معتقدین ایسا کریں تو دشوار نہیں اس لئے کہ پہلی بات کا انکار کرنا اور کسی نئے انکشاف کا اظہار کر دینا ایک معمولی بات ہے۔

شیخ صاحب: مگر مرزا قادیانی اور ان کی جماعت نے جو اس پر اعتراض کیا ہے کہ:

''اس سے اہانت نبی کریم ﷺ کی لازم آتی ہے۔ کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام آپ کی قبر مبارک میں دفن کئے جائیں تو بالضرور قبر رسول کو کھودنا لازم آئے گا اور یہ بے ادبی ہے۔ جناب اقدس رسول کریم ﷺ میں۔'' اس کا کیا جواب ہے؟

مولوی صاحب: (۱) یہ تو اعتراض ہم پر نہیں بلکہ جناب اقدس رسول کریم ﷺ پر ہے۔ ہم تو صرف کلمات نبویہ کے ناقل ہیں اور ارشاد وحکم کے بندے ہیں۔ جب حضور نے خود اسی طرح تعلیم فرمایا تو اہل سنت وجماعت نے اس کو بسر وچشم قبول کیا۔ اب اگر کوئی انکار یا اعتراض ہے تو وہ حضور انور ﷺ ناطق بالوحی کے کلام ہدایت التیام پر ہوا نہ کہ اہل سنت وجماعت کے اعتقاد پر۔ اپنے واہی تباہی خیالات کی حمایت میں خود حضور پر اعتراض کرنا تقویٰ وطہارت سے کوسوں دور

ہے۔ایک مومن باللہ سے ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔وہ تو مجبور ہے کہ حضور کے ہر ایک ارشاد کے سامنے اپنی گردن جھکادے۔

(۲) حضور انور ﷺ نے اس شبہ واہی کو خود ہی ''بین ابوبکر وعمر'' کہہ کر رد کر دیا اور یہ تصریح (کہ ابوبکر وعمر کے درمیان مدفون ہوں گے) اس لئے فرمائی کہ کسی متجاہل کو شبہ قبر کھودنے کا نہ پڑے۔جب یہ صفات بتلا دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شیخین خلیفتین کے درمیان مدفون ہوں گے تو شبہ قبر کھودنے کا جاتا رہا۔

(۳) حضرت ابوبکر کے دفن کے وقت بھی وہاں قبر کھودی گئی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے انتقال کے وقت بھی وہاں قبر کھدوائی گئی۔جب ان دونوں کے دفن کرنے سے حضور انور ﷺ کی قبر پاک کی اہانت نہ ہوئی تو اب ان دونوں قبروں کے درمیان ایک قبر کھودنے سے کیونکر اہانت ہوسکتی ہے۔

(۴) حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اس حدیث میں مرکب اضافی بین ابی بکر وعمر متعلق ہے۔فعل یدفن کے نہ اقوم کے۔کیونکہ نقشہ روضۂ پاک اس کا انکار کر رہا ہے۔اس میں قبر بمعنی مقبرہ ہے اور فی ثانی بمعنی من ہے؟

شیخ صاحب: حضرت رسول کریم ﷺ کے روضہ منورہ میں جو قبریں ہیں ان کا نقشہ کیا ہے۔کیا ان میں کوئی جگہ باقی ہے؟

مولوی صاحب: حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب جذب القلوب میں ان قبروں کی کیفیت بھی لکھی ہے اور ان کا نقشہ بھی دیا ہے اور ہواصح بھی کہا ہے اور بھی علماء ومورخین نے روضہ مطہرہ کے جہاں نقشے لکھے ہیں وہاں ان قبروں کا نقشہ بھی دیا ہے۔مگر شیخ صاحب کا وجود ایک بہت بڑے پائے کا عالم اور محدث وفقیہ وصوفی ہونے کی وجہ سے ایک خاص غیرت وشہرت رکھتا ہے۔اس لئے انہوں نے جو نقشہ لکھا ہے وہ حسب ذیل ہے۔

نقشہ روضہ شریفہ

ان قبروں کی کیفیت اس طرح ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سر مبارک حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدر شریف کے مقابل ہے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا سر مبارک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سینہ اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کے مقابل ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پائے مبارک دیوار کے بیچ میں ہیں۔ اس کیفیت سے جو جگہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سرہانے خالی بچی ہوئی ظاہر ہوتی ہے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جگہ ہے۔ جیسا کہ نقشہ مندرجہ بالا سے واضح ہوتا ہے۔ اگر مرزا قادیانی مسیح موعود ہوتے تو یہ جگہ ان کو ملتی۔ مگر ایسا نہیں ہوا بلکہ مرزا قادیانی ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو بروز سہ شنبہ لاہور میں بعارضہ مرض ہیضہ فوت ہوگئے اور وہاں سے ریل پر (جس کو آپ ہی تمام عمر خرد جال سے تعبیر کرتے رہے بعد مرنے کے) سوار کرا کے قادیان لے جا کر دفن کئے گئے۔ نہ مطابق احادیث آپ مدینہ منورہ میں گئے اور نہ فریضہ حج ادا کیا جو بوجہ تمول آپ پر فرض تھا اور بوجہ دعویٰ مسیحیت ہونا بہت لازم تھا۔ نہ وہاں گئے اور نہ وہاں ان کا مدفن ہوا۔ تو آپ کا دعویٰ مسیحیت بھی باطل ہوا۔ ان اللہ لا یخلف المیعاد!

شیخ صاحب: مرزا قادیانی کا خیال ان حدیثوں کے متعلق کیا ہے جن میں مسیح علیہ السلام کا مدینہ منورہ میں دفن ہونا بیان کیا گیا ہے۔

مولوی صاحب: مرزا قادیانی کے اصلی خیال کا تو ہم کو علم نہیں۔ مگر ہاں مرزا قادیانی اپنی مشہور کتاب (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۷) پر حدیث ''ثم یموت فیدفن مع قبری'' کو اپنی مسیحیت کی دلیل قرار دلیل دیتے ہیں اور اسے اپنے دعویٰ کی صداقت پر بطور استشہاد پیش کرتے ہیں۔ اس تقریب سے کہ اس حدیث کا شروع اس طرح ہے۔ ''ینزل عیسیٰ ابن مریم الی الارض فیتزوج ویولدله ویمکث فی الارض خمساً واربعین سنة ثم یموت'' ﴿اتریں گے عیسیٰ بن مریم زمین پر پس نکاح کریں گے اور ان کے ہاں اولاد پیدا ہو گی اور زمین میں پینتالیس سال رہیں گے۔ پھر فوت ہوں گے۔﴾

اس میں حضرت مسیح کے نکاح کا جو ذکر ہے اس کی بابت مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ:

''اس سے مراد مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کی لڑکی محمدی بیگم کے میرے نکاح میں آنے اور پھر اس سے اولاد نہ ہونے کی بشارت ہے۔'' چنانچہ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۷ حاشیہ) پر فرماتے ہیں کہ: ''حدیث میں اس نکاح کو مسیح موعود کی صداقت کی علامت خود حضرت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔''

پھر اسی حدیث کو ذکر کیا ہے جو اوپر گزر چکی ہے۔ جب مرزا قادیانی اس حدیث کو خود اپنے دعویٰ کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں تو یہ حدیث ان کے نزدیک ضرور صحیح اور قابل اسناد ہے۔ اس سے کم از کم دوسرا امر تو ضرور بالبداہت ثابت ہو گئے۔

(۱) جب اس حدیث میں حضور انور ﷺ نے فرمایا ہے کہ جناب مسیح علیہ السلام کا مدفن مدینہ طیبہ داخل حجرہ شریف ہے تو مرزا قادیانی اور ان کی جماعت کا مسیح کی قبر کی بابت یہ کہنا کہ وہ کشمیر میں ہے، باطل ہے۔

(۲) جب اس حدیث میں حضرت مسیح علیہ السلام کا مدینہ طیبہ میں مدفون ہونا بیان کیا گیا ہے تو مرزا قادیانی کا قادیان میں دفن ہونا ان کے دعوے کے بطلان کی کافی شہادت ہے۔

(۳) مرزا قادیانی نے خود ہی اس حدیث کی رو سے محمدی بیگم کے نکاح کو آسمانی نکاح قرار دے کر اپنی مسیحیت کا نشان قرار دیا اور یہ ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی کو اس میں کامیابی نہیں ہوئی اور مرتے دم تک وہ دعائیں بھی کرتے رہے اور اپنے مریدوں سے بھی دعائیں کراتے رہے۔ مگر نہ ہونا تھا اور نہ ہوا۔ ناچار وہ اس نکاح اور منکوحہ آسمانی کی حسرت لے کر قبر میں جا لیٹے۔ جس امر کو انہوں نے مسیحیت کا نشان قرار دیا تھا وہ پورا نہ ہوا۔ تو ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ مسیحیت باطل ہو گیا۔ کیونکہ وہ اپنی منکوحہ آسمانی کی آرزو میں مر گئے مگر وہ بیوی میسر نہ ہوئی۔

شیخ صاحب: آج اس مسئلہ میں بھی میری تسلی ہو گئی ہے۔ یہ بھی ایک بہت بڑا مغالطہ تھا جو خدا کی مہربانی اور آپ کی قابلیت ولیاقت سے دور ہو گیا۔ اب کسی مجلس میں حیات ووفات مسیح علیہ السلام کے متعلق گفتگو کرنے کی ضرورت ہے۔ غالباً وہاں بھی مرزا قادیانی کے دلائل کا یہی حال ہو گا۔ اب وقت نہیں بہت دیر ہو گئی ہے۔ خدا حافظ!

مولوی صاحب: اب تو وفات وحیات مسیح پر گفتگو کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ جب مرزا قادیانی کا دعویٰ مسیحیت باطل ہو گیا تو پھر اس پر بحث کرنے کی کیا ضرورت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں یا مر چکے ہیں۔ خیر آپ جائیے پھر کسی دن فرصت نکال کر آئیے گا تو اس مسئلہ میں بھی آپ کی پوری تسکین کر دی جائے گی۔

یہ کہہ کر مولوی صاحب بھی اٹھے اور سب حاضرین مجلس اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے اور آج کی صحبت بھی نہایت عمدگی سے ختم ہوئی۔ صاحب خانہ بھی گھر کے دروازے بند کرا کے سو گئے۔ فقط!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

هَجَوْتَ مُحَمَّدًا فَاَجَبْتُ عَنْهُ

وَعِنْدَ اللّٰهِ فِيْ ذَاكَ الْجَزَاءُ

.....

اَلْكَلَامُ الْمُسَمّٰى بِالْاِسْمِ التَّارِيْخِيْ

اَلسَّيْفُ الْحَقَّانِيُّ عَلٰى كَثْرِ الْقَادِيَانِيْ

.... ۱۴۰۹ھ ....

اَلْمَعْرُوْف

لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ

اَلسَّيِّدُ مُحَمَّدُ اَمِيْن عَلِى النَّقْوِيْ

بَابُ الْهُدٰى، فَيْصَلْ آبَادْ، بَاكِسْتَان

قطعہ

نقوی کو نہیں ہر گز دعوائے سخن دانی
قرآن سکھاتا ہے انداز ثناخوانی
مقبول ہو یا مولیٰ محبوب کے صدقے سے
تعلیم کی گل کاری، تبلیغ کی گل دانی

نقوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائیہ

جناب پروفیسر ڈاکٹر سید آفتاب احمد نقوی پرنسپل سادات کالج لاہور

دنیائے رنگ و بو میں یوں تو ان گنت لوگ آئے، اپنے علم وفن کا مظاہرہ کیا، لوگوں کو ورطۂ حیرت میں ڈالا اور پھر چلے گئے۔ لیکن حضرت صاحبزادہ پیر سید محمد امین علی شاہ صاحب نقوی ہمارے عہد کے ان گنے چنے افراد میں سے ایک ہیں جو علم دین کے حوالے سے ایک جید عالم دین کے روپ میں سامنے آئے۔ خطیب و مناظر ٹھہرے۔ طویل عرصہ تک گوشۂ گمنامی میں رہے۔ اپنے رب سے لو لگائی۔ محبت رسول کے نغموں کو الاپا اور رانجھا رانجھا کہتے ہوئے خود علم کے رانجھا بن گئے۔ علم کے رانجھا بننے والوں کی دور حاضر میں اگرچہ کمی نہیں۔ لیکن نقوی صاحب ایسے علم کے رانجھا بنے جو حلم کی دولت سے مالا مال ہے۔ چنانچہ علم اور حلم جب عمل کے سانچے میں ڈھل گئے تو ان کے ہاں وہ صلاحیتیں اجاگر ہوئیں جنہوں نے ایک طرف دنیائے نعت میں وہ گوہر تابدار ظاہر کئے جن کی مثال صدیوں پر پھیلے ہوئے ادب میں کم ہی دکھائی دیتی ہے۔ یعنی حروف غیر منقوط میں عربی، فارسی، اردو اور پنجابی نعت پر مشتمل کتاب ''محمد ہی محمد'' پیش کی۔ کتاب کے سامنے آتے ہی ہر طرف سے صدائے تحسین کچھ ایسے بلند ہوئی کہ نقوی صاحب کے حوصلے بلند سے بلند تر ہوتے گئے۔ چنانچہ ایک طرف عشق محمد ﷺ کی منظومات پر مشتمل کتاب ''عشق محمد'' شائع ہو چکی ہے۔ جب کہ عربی زبان میں نعتیہ کلام محمد رسول اللہ ﷺ کے نام سے عنقریب شائع ہوا چاہتا ہے جو ترپن (۵۳) منظومات اور چالیس (۴۰) قطعات عربیہ پر مشتمل ہے۔ اس عدیم النظیر سرمایہ ادب کی پرمائیگی کا ادراک تو وقت کے ساتھ ہوتا رہے گا۔ لیکن ان کے کلام میں جو نمایاں موضوع ابھر کر سامنے آتا ہے وہ ہے محبت رسول کا جذبہ۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ حب رسول کے تحت چاروں زبانوں میں آقائے کون ومکاں ﷺ کے حضور وہ گل ہائے نعت پیش کر چکے ہیں کہ اس

کے بعد سچی بات تو یہ ہے کہ مزید کچھ لکھنے کے لئے راستہ ہی نہیں ملتا۔لیکن حیرت اس بات پر ہے کہ نقوی صاحب نے عشق رسول کا ایک اور عملی پہلو تلاش کیا اور برصغیر پاک و ہند کے سب سے بڑے جھوٹے مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کی خبر لینے کی سوچی۔ مرزا غلام احمد قادیانی کون ہے؟ اس کے عقائد کیا ہیں؟ وہ کس کا کاشتہ پودا ہے؟ یہ وہ حقائق ہیں جن کا تفصیلی جواب اس کتاب میں موجود ہے۔ میں تو صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ نقوی صاحب نے مرزائیت کے رد کے لئے جس مشکل راستے، یعنی عربی نظم کا انتخاب کیا ہے، یہ جان جوکھوں میں ڈالنے والی بات ہے۔لیکن نقوی صاحب نے یہ مشکل مرحلہ بھی تائید ایزدی اور رحمت نبوی کے وسیلہ سے بڑی آسانی کے ساتھ طے کرلیا ہے۔

اللہ کے رسول کی امداد ہو اگر کوہ گراں سا مرحلہ آساں ہے دھول ہے

چنانچہ ''لا نبی بعدی'' کی طویل عربی نظم جو بذات خود کئی منظومات پر مشتمل ہے، جہاں اس دور میں تبلیغ اسلام اور تردید قادیانیت کے حوالے سے ایک ''شہکار فن پارہ'' ہے وہاں اسلوب و بیان کے اعتبار سے بھی یہ عربی کلام ایک دل نواز گلدستہ ہے جس میں حمد و نعت کے ساتھ ساتھ مناظرہ و مباہلہ اور خطاب والتجا کے رنگا رنگ پھول پوری آب و تاب کے ساتھ چمکتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ اللہ کرے رد قادیانیت کے پرخلوص جذبے کے تحت لکھی گئی یہ کتاب دربار رسالت مآب ﷺ میں شرف قبولیت پانے کے ساتھ ساتھ ان اعلیٰ تبلیغی مقاصد کے حصول میں بھی کامیاب ہو جو نقوی صاحب کے دل کی آواز اور ان کے فکر و فن کا برملا اظہار ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ پھر بھی یہی دعا ہے ؎

اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

پروفیسر ڈاکٹر سید آفتاب احمد نقوی، ایم.اے اردو، ایم.اے پنجابی، فاضل اردو (گولڈ میڈلسٹ)
ایل.ایل.بی، پی.ایچ.ڈی، استاد زبان و ادبیات، دیال سنگھ کالج لاہور

تقریظ

استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا غلام رسول صاحب
شیخ الحدیث مرکزی دار العلوم جامعہ رضویہ مظہر اسلام، فیصل آباد

''طالعت هٰذه المجموعة فی الرد علی مذهب القادیانیة الداعیة النبوة لغلام احمد المتنبی علیه ما علیه المدعی النبوة الظلیة المخترعیة من عند نفسه بغیر دلیل موثوق به فاجترء اخی السید النقوی علٰی ردهٖ اکمل الرد فی النظم البلیغ لا مثل له فی هٰذا الاوان فالرجاء من القاری المستغرق فی تاملهٖ ان یفهم فیه من الرموز والاسرار والاظهار فجزاه الله تعالٰی العزیز الغفار''

غلام رسول رضوی

ترجمہ: میں نے ظلی، جعلی اور بے دلیل نبوت کے دعویدار مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کا پرچار کرنے والے قادیانی مذہب کی تردید پر مشتمل کتاب کا مطالعہ کیا۔ جسے برادرم سید محمد امین علی شاہ نقوی نے عربی نظم کی صورت میں ایسے مکمل اور عمدہ طریقہ سے تحریر فرمایا ہے کہ موجودہ دور میں کہیں مثال نہیں ملتی۔ امید واثق ہے کہ غور وفکر سے پڑھنے والے کو جا بجا بہت سے اسرار ورموز اور اظہار کلام کا اعجاز دکھائی دے گا۔ اللہ تعالیٰ مصنف کو جزائے خیر عطاء فرمائے۔

۲۳ محرم الحرام ۱۴۰۹ھ

انتساب

خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے میں اپنی آفاقی اور تاریخی کتاب کو بارگاہ رسالت کے محبوب نعت گو شاعر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے اسم گرامی سے منسوب کرتا ہوں کہ جو کفار ومشرکین کی طرف سے شان رسالت پہ اٹھائے جانے والے اعتراضات کی مدافعت فرمایا کرتے تھے ۔

حاصل فکر نثار رہ یارے کردم
شادم از زندگی خویش کہ کارے کردم

نقوی

کلمۂ اوّل

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

اللہ تبارک وتعالیٰ کی بے پایاں توفیق سے میری پہلی غیر منقوط کتاب ''محمد ہی محمد'' اور دوسری ''عشق محمد'' اور تیسری محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد ''لا نبی بعدی'' کے مقدس نام سے یہ چوتھی کتاب ہے جسے عالم اسلام کی خدمت میں پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں تاکہ عالم اسلام مرزا غلام احمد قادیانی کے کفریہ خیالات کے زہریلے اثرات سے محفوظ رہے اور قادیانی ٹولہ اس کے مطالعہ سے راہ راست پر آنے کی کوشش کرے اور قادیان وربوہ (چناب نگر) کی بجائے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کو اپنا مرکز ہدایت قرار دے اور نئے سرے سے کلمہ پڑھ کر دین اسلام میں داخل ہو ؎

یوں تو مہدی بھی ہو، عیسیٰ بھی ہو، سلمان بھی ہو تم سبھی کچھ ہو، بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

چنانچہ حال ہی میں فرقہ مرزائیہ کے سربراہ مرزا طاہر احمد قادیانی نے اپنے بابائے غلط بیانی اور انگریزی نبوت کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کے کفریہ دعووں پر پردہ ڈالنے کی غرض سے مورخہ ۱۰ر جون ۱۹۸۸ء کو پندرہ صفحات کی ایک رسلیا لندن سے لکھ کر اسلام دشمن سازش کا ارتکاب کیا ہے اور اس میں دنیا بھر کے مسلمانوں کی غیرت ایمانی کو للکارتے ہوئے مباہلہ[1] کا کھلا چیلنج بھی بدیں الفاظ تحریر کیا ہے۔

''حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی ذات کو ہر قسم کے ناپاک حملوں کا نشانہ بننا، آپ کے تمام دعاوی کی تکذیب کرنا، آپ کو مفتری اور خدا پر جھوٹ بولنے والا دجال اور فریبی قرار دینا اور آپ کی طرف ایسے فرضی عقائد منسوب کرنا جو ہرگز آپ کے عقائد نہیں تھے۔''

(مباہلہ کا کھلا چیلنج ص ۳)

''ہر مکذب، مکفر کو کھلی دعوت ہے کہ مباہلہ کے جس چیلنج کو چاہے قبول کرے اور میدان میں نکلے تاکہ دنیا بھر کے سادہ لوح مسلمان یا ایسے علماء اور عوام الناس جو احمدیت کے متعلق کوئی

---

[1] مرزا غلام احمد قادیانی مباہلہ کے عذاب میں مرا تھا۔ مرزا بشیر الدین محمود احمد چیلنج دے کر بھاگ گیا تھا۔ مرزا ناصر کو میدان مباہلہ میں آنے کی ہمت نہیں ہوئی۔ مرزا طاہر کا کھلا چیلنج بھی اسے ذلیل کرے گا۔ ان شاء اللہ العزیز!

ذاتی علم نہیں رکھتے اور سنی سنائی باتوں پر یقین کر کے جماعت کی مخالفت پر کمر بستہ ہیں۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہونے والے آسمانی فیصلہ کی روشنی میں سچے اور جھوٹے کے درمیان تمیز اور تفریق کر سکیں۔'' (مباہلہ کا کھلا چیلنج ص۴)

''میں بحیثیت امام جماعت احمدیہ یہ دعوت دیتا ہوں کہ اگر کوئی شخص مذکورہ بالا عبارات پڑھنے کے بعد بھی اپنے معاندانہ مؤقف پر قائم رہے اور جماعت پر جھوٹ بولنے سے باز نہ آئے تو ایسا شخص خواہ حکومت پاکستان سے تعلق رکھتا ہو یا کسی اور حکومت سے، رابطۂ عالم اسلامی سے تعلق رکھتا ہو یا علماء کے کسی گروہ سے، سیاسی جماعت سے تعلق رکھتا ہو یا غیر سیاسی شخصیت ہو، غرضیکہ ہر وہ شخص جو کسی گروہ کی نمائندگی کرتا ہو، میرے مباہلہ کے چیلنج کو قبول کرے۔''

(مرزا طاہر کے مباہلہ کا کھلا چیلنج ص۱۴)

لہٰذا میں سید محمد امین علی شاہ نقوی امت مسلمہ کا ادنیٰ خادم ہونے کی حیثیت سے مرزا طاہر احمد قادیانی کے چیلنج کو قبول کرتا ہوں کہ وہ جہاں چاہیں اور جس وقت چاہیں، مجھ سے مباہلہ کر سکتے ہیں۔ میں ان کے جواب کا شدت سے انتظار کرتا رہوں گا۔

دہر میں اک مرکز عرفاں کے متوالے ہیں ہم ہم کہیں کے بھی ہوں، لیکن کربلا والے ہیں ہم

اور اگر انہوں نے کوئی معقول جواب نہ دیا تو جہاں پوری دنیا کو حق و باطل کا فیصلہ کرنے میں نہایت آسانی ہوگی، تو وہاں ان کا یہ دعویٰ بھی باطل ہو کر رہ جائے گا اور ہمیشہ کے لئے ایک سیاہ داغ ان کے چہرے پر لگا رہے گا۔ جیسا کہ انہوں نے خود لکھا ہے: ''(تا کہ پوری دنیا) اچھی طرح جان لے کہ یہ خدا والوں کی جماعت ہے اور خدا کے دشمنوں اور شیطانوں کی جماعت نہیں ہے۔''

(مباہلہ کا کھلا چیلنج ص۱۴)

ویسے انہیں ہمارا مخلصانہ مشورہ ہے کہ یہ مباہلہ لندن کی بجائے ربوہ (چناب نگر) میں ان کے ابا مرزا محمود قادیانی کی قبر پر ہونا چاہئے تا کہ دنیا بھر کے تمام مرزائی عوام اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں کہ اگر آج ایک طرف کربلا والے ہیں، تو دوسری جانب قادیان والے بھی ہیں ۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

اس کے علاوہ میں آج دنیا بھر کے تمام مرزائیوں، قادیانیوں کے لیڈر مرزا طاہر احمد قادیانی کو دو قسم (ایک علمی اور دوسرا روحانی) کے چیلنج دیتا ہوں:

چیلنج نمبر:۱ میں نے خدا تعالیٰ کے بے پناہ فضل و کرم سے اپنے سچے نبی اعلیٰ حضرت

محمد رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس اور سیرت عالیہ کے حوالے سے تقریباً ایک ماہ کے قلیل عرصے میں دوسو چالیس صفحات پر مشتمل غیر منقوط اور منظوم کتاب ''محمد ہی محمد'' (ﷺ) کے بے مثال نام سے لکھ کر شائع کی ہے جو پاکستان کے علمی وادبی حلقوں کی طرف سے داد تحسین حاصل کر چکی ہے۔ لہٰذا آپ بھی اپنے جھوٹے نبی مرزا غلام احمد قادیانی کی سیرت کے موضوع پر ایک ماہ کی مختصر مدت میں دوسو چالیس صفحات پر مشتمل منظوم اور غیر منقوط کتاب لکھ کر شائع کریں۔

چیلنج نمبر:۲ آپ اور ہم مرزا غلام احمد قادیانی کی قبر پر چلتے ہیں۔ ہمارے ذکر ومراقبہ کرنے کے بعد اگر اس کی قبر سے بری آواز اور بدبو آئے اور اس کا منہ خانہ کعبہ کی طرف سے پھرا ہوا نظر آئے، تو ہم سچے اور اگر اس کی قبر سے قرآن مجید پڑھنے کی آواز اور خوشبو آئے اور اس کا منہ خانہ کعبہ کی طرف سے پھرا ہوا نہ ہو، تو آپ سچے۔ پورے یقین سے کہا جاسکتا ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ العزیز آپ کو میرے یہ دونوں چیلنج قبول کرنے کی کبھی توفیق وہمت نہیں ہوگی۔

اللہ اگر توفیق نہ دے انسان کے بس کی بات نہیں

آخر میں اگر اجازت ہو تو میں مرزا طاہر احمد قادیانی سے دو علمی سوالات کرنا چاہتا ہوں۔

سوال نمبر:۱ آپ پاکستانی[1] مسلمانوں کو مسلمان تصور کرتے ہیں یا نہیں؟ اگر آپ انہیں مسلمان تصور کرتے ہیں تو پھر مسلمانوں کو مباہلہ کا چیلنج دینا اور اس پر اصرار کرنا اور آپ کے انگریزی نبی کا (فتاویٰ احمدیہ ج ا ص ۲۷۱) پر میں یہ فتویٰ چھاپنا کہ ''ہر وہ شخص کہ جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا، وہ مسلمان نہیں ہے اور وہ خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے۔'' بالکل بے معنی سی باتیں اور بچگانہ حرکتیں معلوم ہوتی ہے اور اگر آپ پاکستانی مسلمانوں کو غیر مسلم خیال کرتے ہیں، تو پھر آپ کا غیر مسلموں کو قرآنی تعلیم کے مطابق چیلنج دینے کے لئے یہ فیصلہ کرنا کیسے درست ہوسکتا ہے کہ: ''میں بحیثیت امام جماعت احمدیہ یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ تمام مکذبین اور معاندین کو قرآنی تعلیم کے مطابق کھلم کھلا..... مباہلہ کا چیلنج دوں؟'' (مباہلہ کا کھلا چیلنج ص ۴)

سوال نمبر:۲ مرزا غلام احمد قادیانی (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۲۰۱، خزائن ج ۲۱ ص ۳۷۳، تشحیذ الاذہان ص ۵، جون ۱۹۰۶ء) کے حوالہ سے مراق (دوران سر) کے مریض تھے اور علم طب کا فیصلہ

---

[1] یاد رہے کہ پاکستانی مسلمانوں کی قید اس لئے ہے کہ مرزا طاہر قادیانی نے اپنے کھلے چیلنج کو پاکستان ہی سے شروع کیا ہے۔

ہے کہ مراق کا مریض کبھی خدا یا نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے، لہٰذا قیامت کے دن جب خدا تعالیٰ مرزا غلام احمد قادیانی سے دریافت فرمائے گا کہ اے بندے تو نے میرے حکم کے بغیر نبوت کا دعویٰ کیوں کیا؟ تو مرزا قادیانی عرض کرے گا کہ یا اللہ! میں تو مراق کا مریض ہونے کی وجہ سے نبوت کا دعویٰ کرنے پر مجبور تھا۔ اس میں میرا کیا قصور ہے۔ مرتا کیا نہ کرتا۔ دراصل قصور تو ان لوگوں کا ہے جنہوں نے سب کچھ جاننے کے باوجود مجھ جیسے سرپھرے شخص کو نبی مان لیا تھا۔ اب عذاب کے مستحق وہی لوگ ہیں، میں نہیں ہوں۔ تو فرمایئے آپ خدا تعالیٰ کے دربار میں کیا جواب دیں گے؟ امید ہے کہ آپ میرے علمی سوالات کے علمی جوابات دینے کی ضرور کوشش کریں گے ۔

دنیا میں نبی کوئی اب اور نہیں ہو گا اب اور کے آنے پر کچھ غور نہیں ہو گا

اب چھوٹے میاں مرزا طاہر احمد قادیانی کے کھلے چیلنج کی کہانی کے بعد، ان کے بڑے میاں مرزا غلام احمد قادیانی کے چیلنج کی کہانی، خود ان کی زبانی سماعت فرمایئے گا۔ چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے: ''ہم نے کئی مرتبہ یہ بھی اشتہار دیا کہ تم ہمارے مقابلے پر کوئی عربی رسالہ لکھو۔ پھر عربی زبان جاننے والے اس کے منصف ٹھہرائے جائیں گے۔ پھر اگر تمہارا رسالہ فصیح و بلیغ ثابت ہوا، تو میرا تمام دعویٰ باطل ہو جائے گا۔'' (نزول المسیح ص ۶۲، خزائن ج ۱۸ ص ۴۴۰)

پھر آگے چل کر لکھتے ہیں: ''جس قدر تعداد میں ہم نے یہ شعر لکھے ہیں اور جن مضامین کے متعلق یہ اشعار ہیں۔ اگر ان دونوں شرطوں کو بلاغت و فصاحت کے پیرایہ میں یہ دونوں بزرگ یا کوئی ان میں سے پورا کر دکھائیں گے تو ہم قبول کر لیں گے کہ اس بارے میں ہمارا معجزہ کا دعویٰ باطل ہے۔'' (نزول المسیح ص ۶۹، خزائن ج ۱۸ ص ۴۴۷)

آگے چل کر پھر لکھتے ہیں: ''ہم دوبارہ اقرار کرتے ہیں کہ اگر ان اشعار میں تاریخ معینہ کے اندر وہ ہمارا مقابلہ کر سکیں گے اور اہل علم کی شہادت سے ان کے اشعار ہمارے اشعار کے ہم رتبہ ہوں گے اور تعداد میں بھی برابر ہوں گے تو پھر بلاشبہ ہمارا یہ دعویٰ باطل ہو جائے گا کہ اعجاز طاقت جو انشاء پردازی اور نظم و نثر میں ہے۔ یہ بھی خدا کا ایک نشان ہے جو ہمارے مسیح موعود ہونے پر ایک گواہ ہے۔'' (نزول المسیح ص ۷۰، ۷۱، خزائن ج ۱۸ ص ۴۴۸، ۴۴۹)

لہٰذا میں سید محمد امین علی شاہ نقوی اعلان کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے بے پناہ فضل و کرم سے مرزا غلام احمد قادیانی کے اس چیلنج کے جواب میں بھی یہ میری چار کتابیں ارباب فکر و دانش کے سامنے ہیں۔

''محمد ہی محمد''، ''عشق محمد''، ''محمد رسول اللہ'' اور ''لانبی بعدی'' (ﷺ) جن میں مجموعی طور پر صرف غیر منقوط کلام ایک سو تیرہ منظومات، پینتالیس قطعات اور ایک ہزار کے قریب غیر منقوط اشعار پر مشتمل ہے اور منقوط کلام کا تو اندازہ ہی کیا ہے۔ جب کہ دوسری طرف مرزا غلام احمد قادیانی اپنے بے شمار بلند بانگ دعوؤں کے پیش نظر صنعت غیر منقوط میں نظم ونثر لکھنے کی بہت کوشش کرنے کے باوجود بھی کبھی ایک سطر تک نہیں لکھ سکے۔ لہٰذا قادیانیوں کی طرح آخر تمام دنیا اندھی تو نہیں ہے۔ سوچنے والے بھی موجود ہیں کہ صنعت غیر منقوط میں لکھنے پر قادر نہ ہونے کی وجہ سے ان کے رسالہ ''نزول المسیح'' کے مذکورہ بالا چیلنج کی روشنی میں جہاں مرزا غلام احمد قادیانی کی انگریزی نبوت کی خود ساختہ عمارت برقرار نہیں رہتی۔ تو وہاں بلاشبہ اپنے تمام دعوؤں میں بھی جھوٹے دکھائی دیتے ہیں ؎

کیا خبر تھی انقلاب آسماں ہو جائے گا　　دین مرزا پائمال نقویاں ہو جائے گا

یاد رہے کہ اکبر کے زمانے میں فیضی نے بھی ''سواطع الالہام'' کے نام سے تفسیر غیر منقوط لکھی تھی۔ مگر وہ کوئی مسلسل کتاب نہیں تھی۔ کیونکہ جہاں انہیں لکھنے میں آسانی ہوتی تو لکھتے رہتے اور جہاں کہیں انہیں دقت پیش آتی تو اسے وہیں ادھورا چھوڑ کر آگے لکھنا شروع کر دیتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر اس کے تفسیری الفاظ کو ایک سطر میں جوڑنے کی کوشش کی جائے تو پھر اکثر وبیشتر ایک پورا جملہ بھی نہیں بن سکتا۔

ہر سعادت کے لئے توفیق یزداں چاہئے

میرے ذہن ودماغ میں قادیانیت کے حوالے سے بہت کچھ موجود تھا۔ لیکن میں نے اس میں سے صرف مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں سے اس کے چند کفریہ عقائد ونظریات کو قلمی جہاد کی نیت سے عربی نظم کی صورت میں صفحۂ قرطاس پر منتقل کر دیا ہے تاکہ مرزا طاہر احمد قادیانی کے بقول سچے اور جھوٹے میں خوب تمیز ہو جائے اور حق وباطل کے درمیان فرق ظاہر ہو اور ظالم اور مظلوم کی راہیں جدا جدا کر کے دکھائی جائیں اور ہر وہ شخص جو تقویٰ کا بیج اپنے سینے میں رکھتا ہے اور ہر وہ آنکھ جو اخلاص کے ساتھ حق کی متلاشی ہے۔ اس پر معاملہ مشتبہ نہ رہے اور ہر اہل بصیرت پر خوب کھل جائے کہ ''سچائی کس کے ساتھ ہے اور حق کس کی حمایت میں کھڑا ہے؟''

''جماعت احمدیہ کی طرف سے دنیا بھر کے معاندین اور مکفرین اور مکذبین کو مباہلہ کا کھلا چیلنج ص ۱۵''

اور پورے وثوق سے کہا جاسکتا ہے کہ اگر کوئی قادیانی تعصب سے پاک ہوکر اس کا مطالعہ کرے گا تو وہ اگر دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہوگا تو پکا قادیانی بھی نہیں رہے گا اور اگر کوئی مسلمان غور وفکر سے اسے پڑھنے یا سننے کی کوشش کرے گا تو وہ نہ کبھی قادیانی بن سکتا ہے اور نہ ہی کوئی قادیانی اس سے مباحثہ کرسکتا ہے۔ کیونکہ وہ قادیانی سے کہے گا کہ نبی ہونا تو بہت بڑی بات ہے۔ پہلے آپ مرزا غلام احمد قادیانی کا مسلمان ہونا ثابت کریں۔ جب کہ ان کی کتابیں ہیں۔ ان کو اپنے جھوٹے دعوؤں کی وجہ سے غیر مسلم قرار دے رہی ہیں۔ جیسا کہ اس کتاب کے پانچویں باب کے مطالعہ سے روشن ہوگا۔ دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے محبوب پاک، صاحب لولاک ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے میری کاوش کو رہتی دنیا تک باقی رکھے اور قیامت کے دن میری نجات ومغفرت کا ذریعہ بنائے۔ آمین یا حی یا قیوم ۔

کسی کی رہبری کا یہ اگر سامان ہو جائے تو شاید حشر میں مشکل مری آسان ہو جائے

اس کے علاوہ میں حضرت علامہ مفتی فیض احمد چشتی گولڑوی اور جناب پروفیسر ڈاکٹر سید آفتاب احمد نقوی کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے گوناگوں مصروفیات کے باوجود اسے ملاحظہ فرمایا اور ساتھ ہی اپنے مفید مشوروں سے بھی نوازا اور آخر میں پیارے دوستوں میں سے جناب صوفی محمد بوٹا سالک صاحب قادری سیکرٹری جنرل مرکزی انجمن مفاد عامہ رجسٹرڈ غلام محمد آباد کالونی فیصل آباد، جناب حبیب احمد پہلوان، جناب صابر علی سالک قادری، حضرت مولانا محمد سعید القادری، جناب صوفی محمد عبدالغفار قادری، جناب صوفی محمد یٰسین قادری، جناب صوفی دلبر حسین قادری اور مقبول حسین قادری کے لئے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں میری کتابوں کی طباعت واشاعت کرنے کے سلسلہ میں دنیا وآخرت میں جزائے خیر عطاء فرمائے اور دینی کاموں میں زیادہ سے زیادہ حصہ لینے کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین!

جناب صوفی محمد عاشق حسین ہاشمی صاحب قادری، خوشنویس کے لئے خصوصی دعا کرتا ہوں کہ اللہ جل شانہ ان کے قلم میں برکت عطاء فرمائے اور انہیں دنیوی واخروی نعمتوں سے مالا مال کرے۔ آمین ثم آمین! یاالہ العالمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم!

تری خاک میں ہے اگر شرر، تو خیال فقر وغنا نہ کر
کہ جہاں میں نان شعیر پر، ہے مدار قوت حیدری

خادم العلماء محبّ الفقراء
السید محمد امین علی شاہ نقوی

یکم محرم الحرام ۱۴۰۹ھ، ۱۵/اگست ۱۹۸۸ء

اَلْفِهْرِسُ

اَلْبَابُ الْاَوَّلُ فِیْ حَمْدِ اللّٰهِ تَعَالٰی ۴۳

اَلْبَابُ الثَّانِیْ فِیْ مَدْحِ رَسُوْلِهٖ (ﷺ) ۴۴

اَلْبَابُ الثَّالِثُ فِیْ مَنْقَبَةِ الْمَهْدِیِّ وَالْمَسِیْحِ عَلَیْهِمَا السَّلَام ۵۱

اَلْبَابُ الرَّابِعُ فِیْ رَدِّالْقَادِیَانِیْ ۵۳

اَلْبَابُ الْخَامِسُ فِیْ اَفْکَارِهٖ وَعَقَائِدِهٖ ۵۵

اَلْبَابُ السَّادِسُ فِی الْخِطَابِ اِلٰی فِرْقَتِهٖ ۶۲

اَلْبَابُ السَّابِعُ فِی الْخِطَابِ اِلَی الْعَالَمِ الْاِسْلَامِیْ ۶۳

ترجمہ: فہرست

پہلا باب: حمد الٰہی ۴۳

دوسرا باب: نعت رسول ﷺ ۴۴

تیسرا باب: حضرت مہدی وحضرت مسیح علیہما السلام کی منقبت ۵۱

چوتھا باب: مرزا غلام احمد قادیانی کی تردید ۵۳

پانچواں باب: مرزا قادیانی کے عقائد ونظریات ۵۵

چھٹا باب: قادیانی ٹولے سے خطاب۔ ۶۲

ساتواں باب: عالم اسلام سے خطاب ۶۳

اَلْبَابُ الْاَوَّلُ

فِیْ حَمْدِ اللّٰہِ تَعَالٰی

بِحَمْدِ اللّٰہِ مَعْبُوْدِ الْاَنَامِ عَفُوِّ الْحِبِّ مُنْتَقِمِ الْخِصَامِ
وَمُحْیِ الْخَلْقِ طُرًّا وَّالْمُمِیْتِ حَسِیْبٍ بَاعِثٍ بَعْدَ الْحِمَامِ
وَکِیْلٍ مَاجِدٍ اَحَدٍ عَزِیْزٍ مُعِیْنٍ لِّلْخَوَاصِ وَلِلْعَوَامِ
وَعَلَّامٍ وَّخَلَّاقٍ وَّعَدْلٍ وَقُدُّوْسٍ وَّقَیُّوْمِ الْاَنَامِ
وَلَا سِنَۃٌ وَّلَیْسَ لَہٗ بِنَوْمٍ مُغِیْثُ الْعٰلَمِیْنَ سِوَی الْکَلَامِ
وَلَیْسَ لَہٗ شَرِیْکٌ فِی الصِّفَاتِ وَفِی الذَّاتِ وَفِیْ حُسْنِ النِّظَامِ
فَلَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْئٌ وَّذَاکَ عَلٰی مَخْلُوْقِہٖ ذُوالْاِحْتِکَامِ
وَیَفْنِیْ کُلُّ خَلْقٍ مَّا سِوَاہُ فَیَبْقٰی وَجْھُہٗ نُوْرُ الظَّلَامِ
وَاَحْمَدُہٗ وَاَعْبُدُہٗ وَاَدْعُوْا وَاَسْجُدُہٗ وَاَشْکُرُ بِالدَّوَامِ
اَنَا الْمِسْکِیْنُ فِیْ عِلْمٍ وَّمَالٍ وَاِنِّیْ غَافِلٌ عَاصٍ وَّعَامِیْ
فَفِی الدَّارَیْنِ اَدْرِکْ یَا اِلٰھِیْ عُبَیْدَکَ ذَاوَذَاکَ مِنَ الرَّغَامِ
تَقَبَّلْ دَعْوَتِیْ وَسُوَالَ قَلْبِیْ وَزِدْنِیْ بِالْمَوَدَّۃِ وَالْھَوَامِ

اِلٰی مَحْبُوْبِکَ الْاَعْلَی الْوَحِیْدِ
فَیَامَوْلَی الْوَرٰی اَبْلِغْ سَلَامِیْ

- اللہ تعالیٰ کی حمد سے جو کائنات کا معبود، دوستوں کو معاف کرنے والا اور دشمنوں سے بدلہ لینے والا ہے۔
- مخلوق کو زندہ کرنے والا، مارنے والا اور موت کے بعد زندہ فرما کر حساب لینے والا ہے۔
- کارساز، بزرگ، اکیلا، غالب اور ہر خاص وعام کا مددگار ہے۔
- بڑے علم والا، پیدا کرنے والا، عدل کرنے والا، نہایت پاکیزہ اور کائنات کو قائم رکھنے والا ہے۔
- اونگھ اور نیند سے پاک اور تمام جہانوں کی فریاد کو سننے والا ہے۔
- اپنی ذات، صفات اور حسن نظام میں لاشریک ہے۔

- کوئی چیز اس کی مثل نہیں اور وہی کائنات کا سب سے بڑا حاکم ہے۔
- اس کے سوا ہر مخلوق فانی اور صرف وہی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے باقی ہے۔
- میں اسی کا حامد، اسی کا عابد، اسی کا نام لیوا، اسی کا ساجد اور اسی کا شکر ادا کرتا ہوں۔
- میں علم و دولت میں غریب، غافل، گنہگار اور ایک عام انسان ہوں۔
- اے اللہ اپنے اس مسکین بندے کی ہر دو عالم میں دستگیری فرما۔
- اس کی دعاؤں کو قبول فرما اور اسے زیادہ سے زیادہ اپنے عشق و محبت کی دولت سے سرفراز فرمایا۔
- اے اللہ! اپنے اعلیٰ اور یکتا محبوب پاک (ﷺ) کی بارگاہ عالم پناہ میں میرا سلام عقیدت پہنچادے۔

اَلْبَابُ الثَّانِیُ

فِیْ مَدْحِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ

مُحَمَّدُنِ النَّبِیُّ لِکُلِّ دَھْرٍ ۔۔۔ رَسُوْلُ اللّٰہِ مَحْمُوْدٌ تِھَامِیُ
اَبَاعَنْ جَدِّہٖ نُوْرُ الْاِلٰہِ ۔۔۔ وَعَنْ اُمِّ النَّقِیُّ وَذُوالسَّلَامِ
بِصُوْرَتِہٖ وَسِیْرَتِہِ الْجَمِیْلُ ۔۔۔ مُنِیْرُ الْعَصْرِ کَالْبَدْرِ التَّمَامِ
خَلِیْفَۃُ رَبِّہٖ وَسِرَاجُ دِیْنٍ ۔۔۔ وَفِیْ قَوْلٍ وَّفِعْلٍ ذُوالْقَوَامِ
لِجِبْرَائِیْلَ اُسْتَاذٌ وَّشَیْخٌ ۔۔۔ بِہٖ جَمُّ الْخَلَائِقِ ذُوالْھُیَامِ
کَنِسْبَۃِ مَصْدَرٍ بِالْفِعْلِ نَحْوًا ۔۔۔ فَنِسْبَتُہٗ بِاٰدَمَ ذِی الْغِصَامِ
ھُوَ الْقُرْاٰنُ فِی الْاِسْلَامِ نُطْقًا ۔۔۔ کَرِیْمٌ مُرْشِدٌ اَھْلَ الْغَرَامِ
اِمَامُ الْمُرْسَلِیْنَ حَبِیْبُ حَقٍّ ۔۔۔ بِحَشْرٍ شَافِعٌ اَھْلَ الْاٰثَامِ
اَمِیْنٌ صَادِقُ الْاَقْوَالِ طُرًّا ۔۔۔ وَعَدْلٌ مُقْسِطٌ فِی الْاِقْتِسَامِ
مُزَکِّی النَّفْسِ نَسْلًا بَعْدَ نَسْلٍ ۔۔۔ وَدَاعِی الْحَقِّ مَحَّاءُ الدَّلَامِ
نَصِیْرٌ لِّلْیَتَامٰی وَالْاَیَامٰی ۔۔۔ وَالِلضُّعَفَاءِ سُلْطَانُ الْھِشَامِ
وَبَابُ اللّٰہِ قَاسِمُ کُلِّ رِزْقٍ ۔۔۔ مُغِیْثُ الْخَلْقِ فِیْ وَقْتِ الصِّرَامِ
وَلِلْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ کَنْزٌ ۔۔۔ لِجَیْشِ الْاَنْبِیَاءِ مِنَ الْقُدَامِ

وَلَا اَحَدٌ مِنَ الْمَخْلُوْقِ یَدْرِیْ حَقِیْقَتَهٗ کَمَا فِی الْاِنْکِتَامِ
وَلَوْلَاہُ لَمَا ظَھَرَ الْاِلٰہُ وَمَا خَلَقَ الْاَنَامَ مَعَ الْقَسَامِ
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرَاہُ لَیْلًا مِنَ الْحَرَمِ الشَّرِیْفِ اِلَی الْمَقَامِ
عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی فِیْ لَیْلِ اِسْرَا بِبَاصِرَۃٍ رَّءٰی رَبَّ الْاَنَامِ
وَمَا مِنْ بَعْدِہٖ ذُوالْوَحْیِ لٰکِنْ یُنَادِی النَّحْسُ فِیْ نَیْلِ الْحُطَامِ
بِاَتِیَانِ الْمُنِیَّۃِ لَا یَمُوْتُ بِعِشْقِ الْحَقِّ مَنْ مُحِیِ الْعَظَامِ
بِمِدْحَتِہٖ فَطِیْنٌ لَا یَقُوْلُ سِوَی الْاِکْرَامِ لُطْفًا وَالْھِشَامِ
یُعَلِّمُنِیْ کَلَامُ اللّٰہِ مَدْحًا لِاَنِّیْ مَادِحٌ خَیْرَ الْاَنَامِ
اَلَا یَا اَیُّھَا الْقَلْبُ الْحَزِیْنُ اَدِمْ بِتَصَوُّرِ الْبَدْرِ التَّمَامِ
لَہٗ اِنِّیْ عُبَیْدٌ مُسْتَعِیْنُ وَتَالٍ فِی التَّیَقُّظِ وَالْمَنَامِ
فَنَیْتُ بِحُسْنِ طَلْعَتِہٖ وَقَلْبِیْ یُکَرِّہُ غَیْرَہٗ بِالْاِلْتِزَامِ
اَنَا مُشْتَاقُہُ الْمَدَّاحُ لٰکِنْ اُخَالِفُ کُلَّ دَجَّالٍ مُّلَامِ
لَہٗ رُوْحِیْ وَاَحْشَائِی الْفِدَاءُ اِلَیْہِ تَوَجُّھِیْ وَبِہٖ اعْتِصَامِیْ
اَغِثْنِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لُطْفًا فَاِنِّیْ مُغْرَقٌ بَحْرَ الظَّلَامِ
اَعِیْشُ بِحُبِّکَ وَکَذَا اَمُوْتُ وَاُبْعَثُ ھٰکَذَا بَعْدَ اللِّزَامِ
فَیَا جَدِّیْ وَیَا خَیْرَ الْبَرَایَا عَلَیْکَ صَلٰوۃُ رَبِّکَ بِالسَّلَامِ
لَکَ الْخُلَفَاءُ بُوْبَکْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَحَیْدَرُکَ الْمُحَامِیْ
وَحَسَنُ الْمُجْتَبٰی مَحْبُوْبُ حَقٍّ فَرَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ بِالدَّوَامِ
تَعَالَوْا یَا عِبَادَ اللّٰہِ جَمْعًا اِلٰی صُلْحٍ وَّاِصْلَاحٍ مُّدَامِ
فَنَتْرُکُ بِالْعَدَاوَۃِ وَالْخِلَافِ وَنَتَّخِذُ الْاُخُوَّۃَ بِالْوِھَامِ

تَکَفَّلْنَا وَاَرْشَدَنَا اِلٰہُ
اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ بِالْھِشَامِ

۞..... اعلیٰ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ ہر زمانے کے نبی خدا تعالیٰ کے رسول محمود اور مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے ہیں۔

۞..... آپ اپنے باپ دادا کی طرف سے نور خدا اور والدہ ماجدہ کی طرف سے نہایت پاکیزہ اور بے عیب ہیں۔

- آپ اپنی صورت وسیرت میں نہایت حسین وجمیل اور ہر زمانے میں چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہیں۔
- آپ اللہ تعالیٰ کے پہلے خلیفہ، ملت اسلامیہ کے مہر منیر اور قول وفعل میں حق وصداقت کے اعلیٰ معیار پر فائز ہیں۔
- آپ حضرت جبرائیل امین کے استاد ومرشد اور کائنات عالم کے محبوب ہیں۔
- آپ کو حضرت آدم علیہ السلام سے وہی نسبت ہے جو علم نحو میں مصدر کو فعل سے ہوا کرتی ہے۔
- آپ ملت اسلامیہ کے قرآن ناطق، سخی اور اہل محبت کے رہنما ہیں۔
- آپ رسولوں کے امام، حق تعالیٰ کے محبوب اور قیامت کے دن گنہگاروں کی شفاعت فرمانے والے ہیں۔
- آپ خدا تعالیٰ کے امین، قول وفعل میں صادق اور تقسیم کرنے میں بڑے عادل ہیں۔
- آپ پشت در پشت پاکیزہ، حق تعالیٰ کی طرف بلانے والے اور تاریکیوں کو مٹانے والے ہیں۔
- آپ یتیموں، بیوہ عورتوں کے مددگار اور غریبوں، مسکینوں کے لئے سخاوت کے بادشاہ ہیں۔
- آپ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دروازہ، رزق کے بانٹنے والے اور جنگ میں غلاموں کی فریاد کو پہنچنے والے ہیں۔
- آپ کائنات عالم کے لئے رشد وہدایت کا خزانہ اور خدا کے تمام نبیوں، رسولوں میں یگانہ ہیں۔
- کوئی شخص بھی حقیقت محمدیہ کا پوشیدہ ہونے کی بناء پر صحیح معنوں میں ادراک نہیں کرسکتا۔
- اگر آپ دنیا میں رونق افروز نہ ہوتے، تو نہ خدا کا ظہور ہوتا اور نہ کائنات کو پیدا کیا جاتا۔
- پاک ہے وہ ذات کہ جس نے آپ کو رات کے وقت مکہ معظمہ میں خاص مقام یعنی لامکاں تک سیر کرائی۔
- آپ نے عرش عظیم پر جلوہ گر ہو کر اپنے سر کی آنکھوں سے خدا کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔

- آپ کے بعد کوئی پیغمبر نہیں ہوگا۔ مگر بہت سے منحوس لوگ دنیوی مال و دولت کے حصول کے لئے پیغمبری کا ڈھونگ رچانے کی ناپاک کوشش کرتے رہیں گے۔
- کبھی وہ موت سے مرتا نہیں ہے جسے عشق رسول عالمیں ہے۔
- کوئی دانشور آپ کی بخشش کے بغیر آپ کی ثناء خوانی کا شرف حاصل نہیں کرسکتا۔
- میں نے نعت گوئی کا طریقہ قرآن مجید سے سیکھا ہے۔
- اے دل تجھے حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تصور میں ہی سرشار رہنا چاہئے۔
- میں آپ کا بندہ، آپ سے مدد مانگنے والا اور سوتے جاگتے آپ ہی کا نام لیوا ہوں۔
- میں آپ کے جمال جہاں آراء میں ایسا فنا ہو چکا ہوں کہ میرا دل آپ کے غیر سے لپٹنے کو مکروہ سمجھتا ہے۔
- میں صرف اور صرف آپ کا مشتاق ہوں، مگر ہر دجال کا دل و جان سے مخالف ہوں۔
- میری روح اور آنتیں آپ پر نثار آپ ہی میری توجہ کا مرکز ہیں اور آپ ہی کے دامن کو مجھے تھامنا ہے۔
- یارسول اللہ (ﷺ) آپ میری دستگیری فرمائیں کہ میں غفلت کی تاریکیوں کے سمندر میں ڈوب چکا ہوں۔
- میں آج آپ کی محبت کے نظارے میں جی رہا ہوں، کل آپ کی محبت کے دروازے پر مروں گا اور قیامت کے دن آپ کی محبت کے سہارے اٹھوں گا۔
- اے میرے نانا جان اور اے خیر الوریٰ آپ پر آپ کے پروردگار (جل شانہ) کا درود و سلام ہو۔
- آپ کے خلفاء حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور حضرت حیدر کرار (رضی اللہ عنہم) ہیں۔
- اور حضرت امام حسن المجتبیٰ (رضی اللہ عنہ) ہیں، جن سے خدا تعالیٰ راضی ہو چکا ہے۔
- اے اللہ تبارک وتعالیٰ کے بندو آؤ تاکہ ہم آپس میں صلح و اصلاح کا پرچار کریں۔
- اور عداوت و مخالفت کو چھوڑ کر اخوت و محبت کی دولت سے مالا مال ہو جائیں۔
- اللہ تبارک وتعالیٰ قیامت تک ہم سب کا محافظ اور رہنما ہو۔ (آمین)

اَنْتَ النَّبِیُّ الْخَاتِمْ

یَا رَاحِمُ یَا عَاصِمُ — بَاقِی الْحَیٰوۃِ الدَّائِمْ
وَبِرِزْقِ دَهْرِ الْقَاسِمْ — وَبِغَیْظِ نَفْسِ الْکَاظِمْ
فِی اللّٰہِ اَنْتَ الصَّارِمْ — اَنْتَ النَّبِیُّ الْخَاتِمْ
یَا اَیُّهَا الْمَوْلَی السَّخِیْ — اُرْسِلْتَ بِالدِّیْنِ النَّقِیْ
بِکَمَالِ اَوْصَافِ السَّنِیْ — وَبِحُسْنِ اَخْلَاقِ الْبَهِیْ
لِلْقَوْمِ اَنْتَ النَّاظِمْ — اَنْتَ النَّبِیُّ الْخَاتِمْ
یَا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْں — اَنْتَ الرَّسُوْلُ الْمُسْتَبِیْں
مَحْبُوْبُ مَوْلَاکَ الْمُبِیْں — مَطْلُوْبُ جَیْشِ الْمُرْسَلِیْں
بِالْوُثْنِ اَنْتَ الْهَاشِمْ — اَنْتَ النَّبِیُّ الْخَاتِمْ
اَنْتَ الْبَشِیْرُ الْمُنْذِرْ — مِنْ یَوْمِ حَشْرِ الْمُخْبِرْ
دِیْنَ الْاِلٰهِ الْمُظْهِرُ — الْمُزَّمِّلُ الْمُدَّثِّرْ
اَنْتَ الشَّفِیْقُ السَّالِمْ — اَنْتَ النَّبِیُّ الْخَاتِمْ
مُعْطٍ مُفِیْدٌ قَائِدٌ — هَادٍ کَبِیْرٌ مَاجِدٌ
حَقٌّ شَهِیْدٌ شَاهِدٌ — بَرٌّ وَحِیْدٌ حَامِدٌ
لِلْکُفْرِ اَنْتَ الْهَادِمْ — اَنْتَ النَّبِیُّ الْخَاتِمْ
مُنْجٍ وَکِیْلٌ شَافِعٌ — مُهْدٍ کَفِیْلٌ نَافِعٌ
کَافٍ جَلِیْلٌ رَّافِعٌ — شَافٍ جَمِیْلٌ جَامِعٌ
بِالْغَیْبِ اَنْتَ الْعَالِمْ — اَنْتَ النَّبِیُّ الْخَاتِمْ
نُوْرٌ کَرِیْمٌ کَافِلٌ — دَاعٍ کَلِیْمٌ فَاضِلٌ
صِدْقٌ عَظِیْمٌ کَامِلٌ — غَیْثٌ قَسِیْمٌ عَادِلٌ
فِی اللَّیْلِ اَنْتَ الْقَائِمْ — اَنْتَ النَّبِیُّ الْخَاتِمْ
عَالٍ وَّلِیٌّ اَعْظَمْ — بُشْرٰی حَفِیٌّ اَکْرَمْ
سَعْدٌ تَقِیٌّ اَعْلَمْ — سَیْفٌ نَقِیٌّ اَحْکَمْ
فِی الْیَوْمِ اَنْتَ الصَّائِمْ — اَنْتَ النَّبِیُّ الْخَاتِمْ

وَالِ مَسِیْحٌ اَنْصَرُ — عَوْنٌ نَجِیْحٌ اَظْهَرُ
طٰهٰ فَصِیْحٌ اَکْبَرُ — وَهُدًی نَصِیْحٌ اَنْوَرُ
اَنْتَ الصَّفِیُّ الْحَاکِمُ — اَنْتَ النَّبِیُّ الْخَاتِمُ
عَدْلٌ اَمِیْنٌ صَادِقٌ — غَوْثٌ مَکِیْنٌ سَابِقٌ
فِی الْخَلْقِ طُرًّا فَائِقٌ — وَبِوَحْیِ رَبٍّ نَاطِقٌ
بِالْحَقِّ اَنْتَ الْحَاتِمُ — اَنْتَ النَّبِیُّ الْخَاتِمُ
صَلّٰی عَلَیْکَ وَسَلَّمَا — خَلَّاقُ اَرْضٍ وَّالسَّمَا
وَعَلٰی جَمِیْعِ الْاٰلِ — وَالْاَصْحَابِ اَرْبَابِ الْوَفَا
وَکَذَاکَ مَنْ لَکَ خَادِمٌ — اَنْتَ النَّبِیُّ الْخَاتِمُ
یَا مُصْطَفٰی یَا مُجْتَبٰی — دُمْ لِیْ بِجُوْدِکَ وَالسَّخَا
فِی الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا — وَفِیْ یَوْمِ الْجَزَاءِ الْمُبْتَلٰی
فَاَنَا الْحَزِیْنُ الْاٰثِمُ — اَنْتَ النَّبِیُّ الْخَاتِمُ

- اے رحمت والے، اے بچانے والے، زندگی کے دوام وبقاء والے۔
- اور زمانے کو رزق تقسیم کرنے والے اور نفس کے غصے کو پینے والے۔
- آپ اللہ کی بارگاہ میں شیر ہیں، آپ ہی آخری نبی ہیں۔
- اے ہمارے سخی آقا، آپ پاکیزہ دین کے ساتھ بھیجے گئے۔
- اور کمال اوصاف سے اور حسن اخلاق سے مبعوث ہوئے۔
- آپ پوری قوم کے ناظم ہیں، آپ ہی آخری نبی ہیں۔
- اے رحمت عالم آپ چمکتے ہوئے رسول ہیں۔
- آپ خدا تعالیٰ کے محبوب ہیں، انبیائے کرام کے مطلوب ہیں۔
- آپ بتوں کو ریزہ ریزہ کرنے والے ہیں، آپ ہی آخری نبی ہیں۔
- آپ بشارت دینے والے، ڈر سنانے والے، قیامت کی خبر دینے والے۔
- دین الٰہی کو ظاہر کرنے والے، کملی والے، چادر والے ہیں۔
- آپ ہی ہمارے کامل مہربان ہیں، آپ ہی آخری نبی ہیں۔
- آپ عطاء فرمانے والے، نفع دینے والے قائد رہنما اور سب سے برگزیدہ ذات ہیں۔

- آپ سراپا حق ہیں، گواہ ہیں، مشاہدہ فرمانے والے ہیں، سراپا نیکی ہیں، یکتا ہیں، حمد کرنے والے ہیں۔
- آپ کفر کو نیچا دکھانے والے ہیں۔ آپ ہی آخری نبی ہیں۔
- آپ نجات دہندہ وکیل، شافع رہنما، ضامن نافع ہیں۔
- آپ کافی جلیل، بلند کرنے والے، شفا دینے والے، حسین اور جامع کمالات ہیں۔
- آپ ہر غیب کے جاننے والے ہیں۔ آپ ہی آخری نبی ہیں۔
- آپ نور ہیں، کریم ہیں، ضامن ہیں، داعی ہیں، کلیم ہیں، فاضل ہیں۔
- صاحب صدق وصفا ہیں، سب سے بڑے کامل انوار کی بارش تقسیم کرنے والے اور عادل ہیں۔
- آپ رات کو قیام فرمانے والے ہیں اور آپ ہی آخری نبی ہیں۔
- آپ عالی ہیں، مددگار ہیں، اعظم، سراپا بشارت، مہربان اور اشرف ہیں۔
- آپ خدا کی برکت، پرہیزگار، سب سے بڑے عالم، دین کی تلوار اور پاکیزہ حاکم ہیں۔
- آپ دن کو روزہ رکھنے والے ہیں۔ آپ ہی آخری نبی ہیں۔
- آپ والی ہیں، مسیح ہیں، ناصر ہیں، مددگار ہیں، صحیح الرائے اور پاکیزہ ہیں۔
- آپ طٰہٰ، فصیح سب سے بڑے سراپا ہدایت، نصیحت کرنے والے اور بے حد روشن ہیں۔
- آپ ہی چنے ہوئے حاکم ہیں۔ آپ ہی آخری نبی ہیں۔
- آپ عادل، امین، صادق، غوث، صاحب مرتبت اور پہلے ہیں۔
- ساری مخلوق میں فائق اور خدا کی وحی سے بولنے والے ہیں۔
- آپ حق کے ساتھ فیصلہ کرنے والے ہیں۔ آپ ہی آخری نبی ہیں۔
- ارض وسما کا خالق، آپ پر درود وسلام بھیجے۔
- اور آپ کی تمام آل پاک اور اصحاب باوفا پر۔
- اور اس شخص پر جو آپ کے دین کا خادم ہے۔ آپ ہی آخری نبی ہیں۔
- یا مصطفےٰ یا مجتبیٰ (ﷺ) آپ مجھے ہمیشہ جود وسخا سے نوازیں۔
- دین میں، دنیا میں اور روز قیامت کو۔
- میں ایک گنہگار غمزدہ غلام ہوں، آپ ہی آخری نبی ہیں۔

اِنْ نِلْتِ یَا رِیْحَ الصَّبَا یَوْمًا اِلٰی اَرْضِ الْحَرَمْ
بَلِّغْ سَلَامِیْ وَالثَّنَاءُ لِمَنْ لَّنَا خَیْرُ الْاُمَمْ
نُوْرٌ قَدِیْمٌ سَابِقٌ هَادٍ عَظِیْمٌ فَائِقٌ
دَاعٍ اَمِیْنٌ صَادِقٌ مَخْصُوْصُ مَجْدٍ وَالْحَشَمْ
بَدْرٌ مُنِیْرٌ کَامِلٌ غَوْثٌ مُطَاعٌ فَاضِلٌ
مَوْصُوْلُ حَقٍّ وَّاصِلٌ تِبْیَانُ لَوْحٍ وَّالْقَلَمْ
مِصْبَاحُ اَرْضٍ وَّالسَّمَا مِفْتَاحُ اَسْرَارِ الْهُدٰی
مِنْهَاجُ فِرْدَوْسِ الْعُلٰی سُلْطَانُ غُرْبٍ وَّالْعَجَمْ
یَا سَیِّدِیْ یَا مُرْشِدِیْ فِی الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا قَدِیْ
یَوْمَ الْقِیَامَةِ خُذْ یَدِیْ لِلّٰهِ مَوْلَاکَ الْحَکَمْ

۞..... اے بادصبا! اگر کسی روز سرزمین مدینہ منورہ کی طرف تیرا گزر ہو تو میرا اسلام ونعت خیرالامم کی بارگاہ میں پیش کردے۔

۞..... جو خدا تعالیٰ کے نور قدیم، پہلے رہنما بلند مرتبت ہیں، حق کی دعوت دینے والے، امانت والے، صداقت والے اور بزرگی وحشم میں خاص ہیں۔

۞..... آپ بدر منیر، کامل، غوث، اطاعت کئے ہوئے، صاحب فضیلت، حق سے ملے ہوئے، حق سے ملنے والے اور لوح وقلم کو آشکار کرنے والے ہیں۔

۞..... آپ زمین وآسمان کے چراغ ہیں۔ ہدایت کے اسرار کے کھولنے والے، بلندیوں کے فردوس کے راستہ، عرب وعجم کے سردار ہیں۔

۞..... اے میرے سردار مرشد، آپ دین ودنیا میں میرے لئے کافی ہیں۔ اللہ کے لئے قیامت کے دن میری دستگیری فرمائیں۔

اَلْبَابُ الثَّالِثُ

فِیْ مَنْقَبَةِ سَیِّدِنَا الْمَهْدِیِّ وَسَیِّدِنَا الْمَسِیْحِ علیہما الصلوٰۃ والسلام

یُجِیْئُ مُحَمَّدٌ مَهْدِیُّ حَقٍّ اِمَامٌ فَاطِمِیٌّ ذُوالْهِشَامِ
وَلِیُّ اللّٰهِ مَحْبُوْبُ الرَّسُوْلِ یُبَلِّغُهٗ وَیَدْعُوْ تِسْعَ عَامِ

اَلَا هٰذَا الْخَلِيْفَةُ لِلْاِلٰهِ يُنَادِيْهِ الْمُنَادِیْ فِی الْغَمَامِ
فَاَنْتُمْ بَايِعُوْا وَلَهٗ اَطِيْعُوْا مِنَ الْاَقْوَالِ بِالْقَلْبِ الْهُمَامِ
بِمَكَّةَ يَظْهَرُ فَعَلَيْهِ عِيْسٰى يُصَلِّیْ ثُمَّ يُدْفَنُ فِی الرَّغَامِ
وَمَامَاتَ الْمَسِيْحُ رَسُوْلُ حَقٍّ بِاَمْرِ اللّٰهِ يَنْزِلُ مُلْكَ شَامِ
يُجَدِّدُ مِلَّةَ الْاِسْلَامِ صِدْقًا يُصَلِّیْ خَلْفَ مَهْدِیِّ الْاِمَامِ
وَيَكْسِرُ بِالصَّلِيْبِ وَذَاكَ يَمْحُو الْمَذَاهِبَ ذَاكَ يَنْكِحُ بَالْغَرَامِ
وَيَتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مَعَ الرِّسَالَةُ وَبِالدَّجَّالِ يَقْتُلُ فِی الصُّرَامِ
وَيَمْكُثُ اَرْبَعِيْنَ مِنَ السِّنِيْنَا فَيُدْفَنُ فِی الْمَدِيْنَةِ بِاِحْتِرَامِ
صَلٰوةُ اللّٰهِ وَالتَّسْلِيْمُ مِنْهُ عَلَى الْمَدَنِیِّ وَالْاٰلِ الْكِرَامِ

- آخری زمانے میں حضرت امام محمد مہدی کا ظہور ہوگا جو سید بھی ہوں گے اور بڑے سخی بھی۔
- آپ اللہ تعالیٰ کے ولی، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے محبوب اور ۹ سال تک دین اسلام کے مبلغ ہوں گے۔
- آسمان سے آواز آئے گی لوگو! یہ امام مہدی خدا تعالیٰ کے خلیفہ ہیں۔
- ان کی بیعت کرو اور ان کے احکامات کو زبان و دل سے تسلیم کرو۔
- مکہ معظّمہ میں آپ کا ظہور ہوگا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کی نماز جنازہ پڑھائیں گے۔ پھر آپ کو دفن کر دیا جائے گا۔
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی تک فوت نہیں ہوئے۔ خدا تعالیٰ کے حکم سے ملک شام میں آپ کا آسمان سے نزول ہوگا۔
- آپ ملت اسلامیہ کے مجدد ہوں گے اور حضرت امام محمد مہدی کی اقتداء میں نماز ادا کریں گے۔
- آپ صلیب کو توڑیں گے، مذاہب باطلہ کا قلع قمع فرمائیں گے اور نکاح بھی کریں گے۔
- آپ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیروی فرمائیں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔
- آپ چالیس سال تک قیام فرمائیں گے اور مدینہ منورہ میں روضۂ مبارکہ میں مدفون ہوں گے۔
- اعلیٰ حضرت سرکار دو عالم ﷺ اور آپ کی آل پاک پر خدا تعالیٰ کا درود و سلام ہو۔

اَلْبَابُ الرَّابِعُ

فِیْ رَدِّ الْقَادِیَانِیْ

یَقُوْلُ السَّیِّدُ النَّقْوِیُّ قَوْلًا ۔۔۔ اِدَارَۃُ رَبْوَۃٍ نَحْسُ الْخِیَامِ

وَاِنَّ غُلَامَ اَحْمَدَ قَادِیَانِیْ ۔۔۔ لِاِسْلَامٍ مُّسَیْلَمَۃُ الْیَمَامِیْ

خَبِیْثُ الْعَصْرِ شَیْطٰنٌ اَلَدُّ ۔۔۔ فَھٰذَا سَنُّ تَرْحَالِ الْمُلَامِ

عَمِیْلُ الْمُشْرِکِیْنَ[1] مِنَ النَّصَارٰی ۔۔۔ وَدَجَّالُ الزَّمَانِ مِنَ الْمَلَامِ

لَاَرْسَلَہُ الْعَزَازِیْلُ الْخَبِیْثُ ۔۔۔ لِیُلْقِی النَّاسَ فِی قَعْرِ الظَّلَامِ

لِتَکْذِیْبِ الْاِلٰہِ لَقَدْ اَتَانَا ۔۔۔ وَقَامَ بِمِلَّۃٍ لِّلِالْتِقَامِ

وَلَیْسَ بِمُسْلِمٍ عِنْدَ الْاِلٰہِ ۔۔۔ وَعِنْدَ الْمُسْلِمِیْنَ مِنَ انْفِصَامِ

یُقَالُ لَہٗ وَلِلْاَصْحَابِ جَمْعًا ۔۔۔ لَکُمْ سُحْقٌ فَسُحْقٌ فِی الدَّوَامِ

فَفِیْ لَاھُوْرَ[2] بَارَزَہٗ وَلِیٌّ ۔۔۔ نَجِیْبٌ سَیِّدٌ فَخْرُ الْکِرَامِ

شَھِیْرٌ بِاسْمِ مِھْرٍ عَلِیْ شَرِیْفٍ ۔۔۔ فَلَمْ یَاتِ الْکَذُوْبُ اِلَی الْمَقَامِ

وَصَنَّفَ سَیْفَ جِشْتِیَۃٍ کِتَابًا ۔۔۔ لِقَطْعِ مَتِیْنِ مُتَنَبِّی الْلِّئَامِ

فَفِیْ لَاھُوْرَ اَخْبَرَہٗ مَمَاۃٌ ۔۔۔ بِذِلَّتِہِ الْجَمَاعَۃُ ذُوالْمُقَامِ

فَمَاتَ بِمَرَضِ اِسْھَالٍ وَّھَیْضَۃٍ ۔۔۔ اَتٰی نَارَ الْجَحِیْمِ سِوَی ابْتِسَامِ

وَلَوْکَانَ النَّبِیَّ لَمَا تَنَاھٰی ۔۔۔ عَلٰی بَیْتِ الْخَلَاءِ مِنَ السَّلَامِ

جَزَی اللّٰہُ جَزَاءَ الْخَیْرِ قَوْمًا ۔۔۔ دَعَوْا لِلْحَقِّ وَالدِّیْنِ التَّمَامِ

لَھُمْ کُتُبٌ مُّوَشَّحَۃٌ بِحُجَجٍ ۔۔۔ لِتَکْذِیْبِ الدَّعَاوِیِّ الظَّلَامِ

فَلَمَّا خَابَ حُمْقًا مِنْ جَوَابٍ ۔۔۔ اَتٰی سَبًّا وَّشَتْمًا بِالْکَلَامِ

فَھٰذَا مِنْ طَرِیْقِ الْجَاھِلِیْنَا ۔۔۔ سَعَوْا سَفَھًا لِّاِیْذَاءِ الْکِرَامِ

اَنَا النَّقْوِیُّ ثُمَّ الْمَشْھَدِیُّ ۔۔۔ وَجَدِّیْ نَائِبُ الْحَقِّ السَّلَامِ

---

[1] یاد رہے کہ یہ تین اشعار حضرت مولانا مفتی فیض احمد گولڑوی کے عربی قصیدہ سے نقل کئے گئے ہیں جو مقدمہ شمس الہدایہ میں موجود ہیں۔

[2] حوالہ کے لئے حضرت مولانا محمد عالم آسی امرتسری کی کتاب ''الکاویہ علی الغاویہ'' ملاحظہ ہو۔

فَاِنَّ اللّٰہَ مَعْبُوْدِیْ وَرَبِّیْ وَدِیْنِیْ خَیْرُ اَدْیَانِ الْاَنَامِ
فَمَوْلَائِیْ مُحَمَّدُ نِ الرَّسُوْلُ عَلَیْہِ صَلٰوۃُ رَبِّیْ بِالسَّلَامِ
فَمَوْلَائِیْ عَلِیٌّ بَابُ عِلْمٍ وَمِنْ اَزَلٍ اِلٰی اَبَدٍ اِمَامِیْ
فَعَبْدُ الْقَادِرِ الْجِیْلِیُّ شَیْخِیْ لَہٗ قَدَمٌ عَلٰی عُنُقِ الْفِخَامِ
لِاَھْلِ الْقَادِیَانِ اَنَا الْقِیَامَۃُ یَدُ الشَّبِّیْرِ اٰخِذَۃٌ لِّجَامِیْ

- سید محمد امین علی شاہ نقوی کے نزدیک ربوہ کا ادارہ ایک منحوس کوٹھی کی حیثیت رکھتا ہے۔
- میں مرزا غلام احمد قادیانی کو اسلام کا مسیلمہ کذاب تصور کرتا ہوں۔
- مرزائیل کی تاریخ وفات یہ ہے کہ یہ اپنے وقت کا سب سے بڑا فریبی، فسادی اور جھگڑالو ہے۔
- یہ مرزائیل انگریزوں کا پٹھو ہے اور زمانے کا دجال ہے۔
- مرزائیل کو عزازیل نے بھیجا ہے تاکہ لوگوں کو گمراہی کے گڑھے میں پھینکتا رہے۔
- مرزائیل خدا تعالیٰ کو جھٹلانے اور اسلام کو ہڑپ کرنے کے لئے آیا ہے۔
- مرزائیل خدا تعالیٰ کے نزدیک غیر مسلم ہے اور عالم اسلام بھی اسے کافر و مرتد قرار دیتا ہے۔
- قیامت کے روز مرزائیل اور اس کی ٹولی سے کہا جائے گا کہ تم لوگ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رحمت الٰہی سے دور ہو، دور ہو۔
- خدا تعالیٰ کے ولی نجیب الطرفین سید نے اسے لاہور میں مباحثہ کے لئے للکارا تھا۔
- جو پیر مہر علی شاہ (رحمۃ اللہ علیہ) کے اسم گرامی سے مشہور ہیں، لیکن جھوٹا مدعی لاہور آنے کی جرأت بھی نہ کر سکا۔
- آپ نے مشہور کتاب ''سیف چشتیائی'' تالیف فرمائی تاکہ اس جھوٹے نبی کی شہ رگ کاٹی جائے۔
- حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب نے پیشین گوئی کے طور پر فرمایا تھا کہ مرزا قادیانی ذلت کی موت مرے گا۔
- چنانچہ مرزا قادیانی لاہور میں ہیضہ کی موت سے بری طرح مرا اور روتا چیختا ہوا دوزخ میں جا پہنچا۔

- اگر مرزا ہوتا خدا کا نبی تو ٹٹی میں گر کر نہ مرتا کبھی۔
- خدا تعالیٰ ان لوگوں کو جزائے خیر عطاء فرمائے کہ جو مرزا قادیانی غلط بیانی کو اسلام کی دعوت دیتے رہے ہیں۔
- اور مرزا قادیانی غلط بیانی کے جھوٹے اور سیاہ دعووں کی تردید میں مستند کتابیں لکھتے چلے آرہے ہیں۔
- جب مرزا قادیانی ان کی معقول باتوں کا جواب دینے سے عاجز ہو جاتا تھا تو انہیں گالی گلوچ کرنے پر اتر آتا تھا۔
- یہ تو جہلاء کا پرانا طریقہ ہے کہ وہ اپنی حماقت کی بناء پر نیک لوگوں کو برا بھلا کہنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔
- میں نسب کے لحاظ سے نقوی الحسینی ہوں اور میرے نانا جان حق تعالیٰ کے نائب اکبر ہیں۔
- اللہ تعالیٰ ہی میرا معبود پروردگار ہے اور دین اسلام ہر دین سے بہتر و مہتر ہے۔
- حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہی میرے سید و مولیٰ ہیں۔
- آپ کے علم و معرفت کے دروازہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی میرے امام و مولیٰ ہیں۔
- حضور غوث اعظم جیلانی رحمۃ اللہ علیہ میرے پیر و مرشد ہیں کہ جن کا تمام بزرگان دین کی گردنوں پر قدم مبارک ہے۔
- میں قادیانیوں کے لئے قیامت ہوں، کیونکہ میری لگام مولیٰ حسین علیہ السلام کے دست مبارک میں ہے۔

اَلْبَابُ الْخَامِسُ

فِیْ اَفْکَارِہٖ وَعَقَائِدِہٖ

اِذَا کَانَ الْغُرَابُ دَلِیْلَ قَوْمٍ — سَیَدْعُوْھُمْ اِلٰی سُوْءِ الطَّعَامِ
یَقُوْلُ الْقَادِیَانِیُّ الْعَنِیْدُ — اَنَا اللّٰہُ الْمُھَیْمِنُ لِلْاَنَامِ
یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ اِنِّیْ — مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ مِنَ الْاِمَامِ
اَلَا بَیْنَ مُحَمَّدٍ نَا وَبَیْنِیْ — فَلَیْسَ الْاِمْتِیَازُ مِنَ الْمُقَامِ
وَاَکْمَلْتُ اِشَاعَۃَ دِیْنِ حَقٍّ — وَلَا تَکْمِیْلَ مِنْ خَیْرِ الْاَنَامِ

وَمِنْ تَبْلِيْغِهٖ[۵] وَبَيَانِ حَقٍّ ۔۔۔ فَتَبْلِيْغِيْ كَمَالٌ ثُمَّ نَامِيْ
وَمِنْ اٰيَاتِهٖ[۶] وَصِفَاتِ حُسْنٍ ۔۔۔ فَاٰيَاتِيْ زَوَائِدُ بِانْحِتَامِ
وَلِيْ كَانَ الْخَسُوْفُ[۷] كَذَا الْكُسُوْفُ ۔۔۔ لَهٗ كَانَ الْخَسُوْفُ اٰيَا عُلَامِيْ
وَمَرْقَدُهٗ[۸] لِحَشَرَاتِ الْاَرَاضِيْ ۔۔۔ مَقَامُ تَعَفُّنٍ فِي الْاِشْتِمَامِ
وَلِيْ مَلَكٌ كَرِيْمٌ تِيْجِيْ[۹] تِيْجِيْ ۔۔۔ يُسَلِّمُنِي الدَّرَاهِمُ بِابْتِسَامِ
بَرَاهِيْنِيْ[۱۰] كَلَامُ اللّٰهِ صِدْقًا ۔۔۔ وَبَيْتُ[۱۱] الْفِكْرِ كَالْبَيْتِ الْحَرَامِ
وَفِيْ وَحْيِيْ[۱۲] وَفِيْ قُرْاٰنِ رَبِّيْ ۔۔۔ فَلَيْسَ الْاِفْتِرَاقُ مِنَ الْمَرَامِ
وَفِي الْقُرْاٰنِ[۱۳] اَغْلَاطٌ وَّقَصَصٌ ۔۔۔ وَاَيْضًا فِيْهِ ذِكْرٌ مِنْ مُّقَامِيْ[۱۴]
كَذَا فِيْهِ السُّبُوْبُ[۱۵] وَذِكْرُ بَلَدِيْ[۱۶] ۔۔۔ وَاَرْضِيْ[۱۷] اَرْضُ حَرَمٍ فِيْ اِزْدِحَامِ
وَلَيْسَ الْخَبَرُ[۱۸] دُوْنَ مُقَامِ وَحْيِ ۔۔۔ بِشَيْئٍ قَطُّ مِنْ حَيْثُ الْعُظَامِ
وَاَصْحَابِيْ كَاَصْحَابِ[۱۹] الرَّسُوْلِ ۔۔۔ اَنَا الْحَيُّ[۲۰] عَلِيٌّ ذُوالْقِحَامِ
اَلَامِاَةُ[۲۱] حُسَيْنٍ فِيْ قَمِيْصِيْ ۔۔۔ سُيُوْرِيْ كَرْبَلَاءُ مِنَ انْغِمَامِ
اَنَا مَقْتُوْلُ حُبٍّ وَّالْحُسَيْنُ[۲۲] ۔۔۔ قَتِيْلُ عَدُوِّهٖ بِيَدِ الْحُسَامِ
وَاَعْدَائِيْ خَنَّازِيْرُ[۲۳] الصَّحَارٰى ۔۔۔ اَبٰى بِفَتَاحَتِيْ وَلَدُ الْحَرَامِ[۲۴]
نِسَاءُ[۲۵] هُمُوْا نَسْلُ[۲۶] الْبَغَايَا وَالْوِسَامِ ۔۔۔ هُمُوْا نَسْلُ[۲۶] الْبَغَايَا وَالْوِسَامِ
حَبَانِيْ[۲۷] اللّٰهُ مَالَمْ يُعْطَ اَحَدٌ ۔۔۔ مِنَ الْمَخْلُوْقِ طُرًّا بِالذِّمَامِ
يَقُوْلُ السَّيِّدُ النَّقْوِيُّ نَسَبًا ۔۔۔ بِفَضْلِ اللّٰهِ رَزَّاقٍ سَلَامِ
قَبِلْتُ الْاِبْتِهَالَ بِطِيْبِ قَلْبٍ ۔۔۔ لِمِرْزَا طَاهِرٍ ذِي الْاِنْهِزَامِ
لِيَفْصِلَ بَيْنَنَا رَبٌّ قَدِيْرٌ ۔۔۔ فَمَنْ خَيْرٌ وَّمَنْ شَرُّ الْكَلَامِ
فَلَعْنَةُ رَبِّنَا اَعْدَادَ رَمْلٍ ۔۔۔ عَلٰى مَنْ اَنْكَرَ خَيْرَ الْاَنَامِ

وَمَنْ دَعْوَاهُ دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةْ
وَمَنْ وَّالٰى وَعَادَ اِلَى الْهُوَامِ

۞..... جب کوّا کسی قوم کا رہنما ہوگا تو وہ انہیں گندگی کھانے کی دعوت دے گا۔
۞..... مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ میں ہی اللہ تبارک وتعالیٰ ہوں۔
۞..... وہ لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے کہ میں ہی حضرت محمد رسول اللہ ہوں۔

- حضرت محمد رسول اللہ اور مجھ میں مرتبہ کے اعتبار سے کچھ فرق نہیں ہے۔
- حضرت محمد رسول اللہ (ﷺ) سے اسلام کی مکمل اشاعت نہ ہوسکی۔ مجھ سے اشاعت اسلام کی تکمیل ہوئی ہے۔
- حضرت محمد رسول اللہ (ﷺ) کی تبلیغ سے میری تبلیغ مکمل بھی ہے اور ان سے بڑھ کر بھی۔
- حضرت محمد رسول اللہ (ﷺ) کے اوصاف ومعجزات سے میرے معجزات بہت زیادہ ہیں۔
- حضرت محمد رسول اللہ (ﷺ) کے لئے صرف چاند کے گرہن کا نشان ظاہر ہوا ہے اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کے گرہن کے نشانات ظاہر ہوئے ہیں۔
- حضرت محمد رسول اللہ (ﷺ) کا روضۂ مبارکہ زمین کے کیڑوں کے لئے بدبو کا مقام ہے۔
- مجھ پر نازل ہونے والے فرشتے کا نام حضرت ٹیچی ٹیچی ہے جو ہنستے مسکراتے ہوئے روپیہ پیسہ میری جھولی میں ڈالتا رہتا ہے۔
- میری کتاب ''براہین احمدیہ'' خدا کا کلام ہے اور میرا بیت الفکر خانہ کعبہ کا درجہ رکھتا ہے۔
- قرآن مجید اور میری وحی میں مقصد کے اعتبار سے کچھ فرق نہیں ہے۔
- قرآن مجید میں بہت سی غلطیاں ہیں اور قصے کہانیاں ہیں اور اس میں میرے مقام ومرتبہ کا ذکر بھی موجود ہے۔
- قرآن مجید میں کئی گالیاں ہیں، میرے قصبہ کا ذکر ہے اور قادیان تو ہجوم خلق سے رشک حرم ہے۔
- احادیث مبارکہ کی میری وحی کے سامنے کچھ حقیقت نہیں ہے۔
- میرے صحابہ کرام حضور ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا درجہ رکھتے ہیں اور میں زندہ حضرت علی المرتضیٰ ہوں۔
- سینکڑوں حضرت امام حسین میری قمیص کے گریبان میں پوشیدہ ہیں اور میری سیر کا ہر لمحہ کربلا معلّٰی ہے۔
- میں خدا تعالیٰ کے عشق ومحبت کا مقتول ہوں اور امام حسین علیہ السلام دشمنوں کے مقتول ہیں۔

- میرے دشمن جنگلوں کے خنزیر ہیں اور میری فتح کے منکر حلال زادے نہیں ہیں۔
- میرے دشمنوں کی عورتیں کتیاں ہیں اور میرے دشمن کنجریوں کی اولاد ہیں۔
- خدا تعالیٰ نے جو کچھ مجھے عطاء فرمایا ہے وہ ساری مخلوق میں سے کسی کو بھی نہیں دیا گیا ہے۔
- لہٰذا میں سید محمد امین علی نقوی، خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے تحریری اعلان کرتا ہوں۔
- کہ میں مرزا طاہر احمد قادیانی کے مباہلہ کے چیلنج کو بخوشی قبول کرتا ہوں۔
- تاکہ ساری دنیا پر اللہ تعالیٰ واضح فرمادے کہ ہم دونوں میں سے کون اچھے عقیدے کا ہے اور کون برے عقیدے کا؟
- اللہ تعالیٰ کی بے شمار لعنت ہو، اس شخص پر کہ جو حضور ﷺ کا انکار کرتا ہو۔
- اور اس شخص پر کہ جس کا ہر دعویٰ جہالت کا دعویٰ ہو اور اس شخص پر بھی کہ جو اسے دل سے محبت رکھتا ہو۔

کتابیات

۱ آئینہ کمالات اسلام ص ۵۶۴، خزائن ج ۵ ص ایضاً
۲ ایک غلطی کا ازالہ ص ۱، خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۷، نزول مسیح ص ۴۸، خزائن ج ۱۸ ص ۴۲۷
۳ خطبۂ الہامیہ ص ۱۷۱، خزائن ج ۱۶ ص ۲۵۹
۴ حاشیہ تحفہ گولڑویہ ص ۱۰۱، خزائن ج ۱۷ ص ۲۶۳
۵ خطبۂ الہامیہ ص ۱۸۴، خزائن ج ۱۶ ص ۲۷۵
۶ تحفہ گولڑویہ ص ۴۰، خزائن ج ۱۷ ص ۱۵۳، براہین احمدیہ جلد پنجم ص ۵۶، خزائن ج ۲۱ ص ۷۲، تذکرۃ الشہادتین ص ۴۱، خزائن ج ۲۰ ص ۴۳
۷ اعجاز احمدی ص ۷۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۳
۸ حاشیہ تحفہ گولڑویہ ص ۷۲، خائن ج ۱۷ ص ۲۰۵
۹ حقیقت الوحی ص ۳۳۲، خزائن ج ۲۲ ص ۳۴۶
۱۰ براہین احمدیہ حصہ چہارم ص ۵۰۴، خزائن ج ۱ ص ۵۹۹ حاشیہ
۱۱ براہین احمدیہ حصہ چہارم ص ۵۵۸، خزائن ج ۱ ص ۶۶۶ حاشیہ در حاشیہ
۱۲ نزول المسیح ص ۹۹، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷

۱۳۔ حقیقت الوحی ص۳۰۴، خزائن ج۲۲ ص۳۱۷ حاشیہ
۱۴۔ حقیقت الوحی ص۸۲، خزائن ج۲۲ ص۸۵
۱۵۔ ازالۃ الاوہام ص۲۸، خزائن ج۳ ص۱۱۶ حاشیہ
۱۶۔ ازالۃ الاوہام حصہ اوّل ص۷۷، خزائن ج۳ ص۱۴۰ حاشیہ
۱۷۔ درثمین اردو ص۵۲
۱۸۔ اعجاز احمدی ص۳۶، خزائن ج۱۹ ص۱۴۰
۱۹۔ ضمیمہ خطبۂ الہامیہ ص ت، خزائن ج۱۶ ص۳۱۱
۲۰۔ الحکم قادیان نومبر۱۹۱۲ء حاشیہ، ملفوظات احمدیہ جلد اوّل ص۱۳۱
۲۱۔ نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷
۲۲۔ اعجاز احمدی ص۸۱، خزائن ج۱۹ ص۱۹۳
۲۳۔ نجم الہدیٰ ص۱۰، خزائن ج۱۴ ص۵۳
۲۴۔ انوار الاسلام ص۳۰، خزائن ج۹ ص۳۱
۲۵۔ نجم الہدیٰ ص۱۰، خزائن ج۱۴ ص۵۳
۲۶۔ آئینہ کمالات اسلام ص۵۴۷، خزائن ج۵ ص ایضاً
۲۷۔ حقیقت الوحی ص۱۰۷، خزائن ج۲۲ ص۱۱۰

قادیانی کتابوں کے حوالہ جات

۱..... ’’میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اللہ تعالیٰ کا عین ہوں اور یقین کرلیا کہ میں واقعی اللہ ہوں۔ پھر میں نے آسمان بنایا اور زمین بنائی۔‘‘

(آئینہ کمالات اسلام ص۵۶۴، خزائن ج۵ ص۵۶۴)

۲..... ’’محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا ہے اور رسول بھی۔‘‘

(ایک غلطی کا ازالہ ص۴، خزائن ج۱۸ ص۲۰۷)

۳..... ’’من فرّق بینی وبین المصطفٰے ما عرفنی وما رأنی جس شخص نے میرے اور محمد مصطفٰے کے درمیان فرق کیا اور دونوں کو الگ الگ سمجھا اس نے نہ مجھے پہچانا اور نہ ہی مجھے دیکھا۔‘‘ (خطبہ الہامیہ ص۱۷۱، خزائن ج۱۶ ص۲۵۹)

۴..... ''نبی ﷺ سے دین اسلام کی مکمل اشاعت نہ ہوسکی۔ میں نے پوری کی ہے۔''
(حاشیہ تحفہ گولڑویہ ص۱۰۱، خزائن ج۱۷ ص۲۶۳)

۵..... ''آنحضرت ﷺ کے وقت میں دین کی حالت پہلی شب کے چاند کی طرح تھی۔ مگر میرے وقت میں چودھویں کے چاند جیسی ہوگی۔''
(خطبہ الہامیہ ص۱۸۴، خزائن ج۱۶ ص۲۷۵)

۶..... ''نبی اکرم ﷺ کے معجزات کی تعداد تین ہزار ہے۔''
(تحفہ گولڑویہ ص۴۰، خزائن ج۱۷ ص۱۵۳)

''مگر میرے معجزات کی تعداد دس لاکھ سے بھی زیادہ ہے۔''
(براہین احمدیہ جلد پنجم ص۵۶، خزائن ج۲۱ ص۷۲)

۷..... ''نبی ﷺ کے لئے صرف چاند کے گرہن کا نشان ظاہر ہوا ہے۔ مگر میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا۔'' (اعجاز احمدی ص۷۱، خزائن ج۱۹ ص۱۸۳)

۸..... ''روضۂ مصطفےٰ ﷺ نہایت متعفن اور حشرات الارض کی جگہ ہے۔''
(حاشیہ تحفہ گولڑویہ ص۷۲، خزائن ج۱۷ ص۲۰۵)

۹..... ''میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ میرے ہاں آیا اور اس نے بہت سا روپیہ میرے دامن میں ڈال دیا۔ میں نے اس کا نام پوچھا تو اس نے کہا میرا نام ہے ٹیچی ٹیچی۔'' (حقیقت الوحی ص۳۳۲، خزائن ج۲۲ ص۳۴۶)

۱۰..... ''میری کتاب براہین احمدیہ خدا کا کلام ہے۔''
(براہین احمدیہ حصہ چہارم ص۵۰۴، خزائن ج۱ ص۵۹۹)

۱۱..... ''میرا بیت الفکر (وہ چوبارہ جس میں مرزا قادیانی بیٹھ کر لکھا کرتا تھا) مثیل حرم کعبہ ہے۔'' (براہین احمدیہ حصہ چہارم ص۵۵۸، خزائن ج۱ ص۶۶۶ حاشیہ)

۱۲..... ''قرآن حکیم اور میری وحی میں کوئی فرق نہیں ہے۔''
(نزول مسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷)

۱۳..... ''قرآن مجید میں صرفی ونحوی غلطیاں ہیں۔''
(حقیقت الوحی ص۳۰۴، خزائن ج۲۲ ص۳۱۷ حاشیہ)

۱۴..... ''وما ارسلنک الا رحمة للعالمین اے مرزا! ہم نے تجھے تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔'' (حقیقت الوحی ص۸۲، خزائن ج۲۲ ص۸۵)

''لولاک لما خلقت الافلاک اے مرزا! اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔ (حقیقت الوحی ص۹۹، خزائن ج۲۲ ص۱۰۴)

۱۵..... ''قرآن مجید میں گالیاں بھری ہوئی ہیں۔'' (ازالۃ الاوہام ص۲۸، خزائن ج۳ ص۱۱۶)

۱۶..... زمین قادیاں اب محترم ہے
ہجوم خلق سے رشک حرم ہے
(درثمین اردو ص۵۲)

۱۷..... ''قرآن مجید میں تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔ مکہ، مدینہ، قادیان۔''
(ازالۃ الاوہام ص۷۷، خزائن ج۳ ص۱۴۰)

۱۸..... ''میری وحی کے مقابلے میں حدیث مصطفےٰ ﷺ کوئی چیز نہیں ہے۔''
(اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح ص۳۶، خزائن ج۱۹ ص۱۴۰)

۱۹..... ''جو شخص میری جماعت میں داخل ہو گیا اس نے حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کے صحابہ کا درجہ پایا۔'' (خطبہ الہامیہ ص۱۷۱، خزائن ج۱۶ ص۴۵۸)

۲۰..... ''میں حضرت علی المرتضیٰ ہوں (کرم اللہ وجہہ)'' (ملفوظات جدید ج۱ ص۴۰۰)

۲۱..... ''سینکڑوں حسین میرے گریبان میں ہیں۔ میری سیر کا ہر لحہ کربلا معلّٰی ہے۔''
(نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷)

۲۲..... ''میں محبت کا مقتول ہوں اور تمہارا حسین دشمنوں کا مقتول ہے۔''
(ضمیمہ نزول مسیح اعجاز احمدی ص۸۱، خزائن ج۱۹ ص۱۹۳)

۲۳..... ''میرے دشمن جنگلوں کے خنزیر ہیں۔'' (نجم الہدیٰ ص۱۰، خزائن ج۱۴ ص۵۳)

۲۴..... ''میری فتح کا منکر حرامزادہ ہے۔'' (انوار الاسلام ص۳۰، خزائن ج۹ ص۳۱)

۲۵..... ''میرے دشمنوں کی عورتیں کتیاں ہیں۔'' (نجم الہدیٰ ص۱۰، خزائن ج۱۴ ص۵۳)

۲۶..... ''کنجریوں کی اولاد نے مجھے تسلیم نہیں کیا ہے۔''
(آئینہ کمالات اسلام ص۵۴۸، خزائن ج۵ ص۵۴۸)

۲۷..... ''جو کچھ خدا تعالیٰ نے مجھے عطاء فرمایا ہے وہ ساری مخلوق میں سے کسی کو بھی نہیں دیا گیا ہے۔'' (حقیقت الوحی ص۱۰۷، خزائن ج۲۲ ص۱۱۰)

''لعن اللہ غلاما وعلیٰ قوم غلام''

امت کے تفرقوں کو آسان ہے مٹانا لیکن ہیں قادیانی وجہ فساد ملت

اَلْبَابُ السَّادِسُ

فِی الْخِطَابِ اِلٰی فِرْقَتِہٖ

اَلَا یَا اُمَّۃَ الْکَذَّابِ تُوْبُوْا ۔۔۔ اِلٰی مَنْ بِالنُّبُوَّۃِ ذُوالْخَتَامِ

غُلَامَ الْقَادِیَانِ ارْمُوْا بِبُغْضٍ ۔۔۔ مِنَ الْاَرْوَاحِ رَمْیًا کَالسِّھَامِ

فَفِرُّوْا مِنْہُ اِنْکَارًا وَّعَضُّوْا ۔۔۔ عَلَیْہِ لِحُبِّ دِیْنٍ کَالْحُسَامِ

فَدُوْسُوْہُ لِاِذْلَالٍ وَّقُوْلُوْا ۔۔۔ بِاَنَّ الْقَادِیَانِیْ کَالْیَمَامِیْ

فَمِرْزَائِیْلُ اِسْرَائِیْلُ کُفْرٍ ۔۔۔ عَدُوُّاللّٰہِ مَبْغُوْضُ الْعَوَامِ

فَاَیْنَ الْقَادِیَانِیُّ الْخَبِیْثُ ۔۔۔ وَاَیْنَ الْمُصْطَفٰی خَیْرُ الْاَنَامِ

فَاَیْنَ الْحَقُّ وَالنُّوْرُ الْمُبِیْنُ ۔۔۔ وَاَیْنَ الْبُوْرُ مُتَنَبٍّ وَّعَامِیْ

فَاَیْنَ الْقَادِیَانُ وَاَیْنَ طَیْبَۃُ ۔۔۔ غُلَامٌ لَّا یُسَاوِیْ بِالْاِمَامِ

فَاَفَلَتْ شَمْسُکُمْ اَبَدًا وَّشَمْسِیْ ۔۔۔ تُضِیْئُ الْعٰلَمِیْنَ سِوَی اکْتِتَامِ

فَجِیْئُوْا وَاسْمَعُوْا قَوْلِیْ فَاِنِّیْ ۔۔۔ لَکُمْ دَاعٍ اِلٰی دِیْنِ السَّلَامِ

اَنَا النَّقْوِیُّ ثُمَّ الْقَادِرِیُّ ۔۔۔ یَدُ الْجِیْلِیِّ اٰخِذَۃٌ زِمَامِیْ

ھَدَی اللّٰہُ لَکُمْ وَلَنَا دَوَامًا ۔۔۔ وَثَبَّتَنَا عَلٰی دِیْنِ التِّھَامِیْ

- اے قادیانیو! ختم نبوت کے تاجدار حضرت احمد مختار سرکار دو عالم ﷺ کی بارگاہ عالم پناہ کی طرف لوٹ آؤ۔
- مرزائیل کو اپنی جان و دل سے ایسے باہر نکال پھینکو کہ جیسے کمان سے تیر نکال دیا جاتا ہے۔
- مرزائیل سے دور ہی بھاگو اور اسلام کی محبت میں اسے تلوار کی طرح کاٹ کھاؤ۔
- مرزائیل کو ذلیل سمجھ کر اور پاؤں میں روند کر اعلان کر دو کہ مرزا اور مسیلمہ ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں۔
- مرزائیل اور اسرائیل ایک ہی دیگ کے چمچے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے دشمن اور عام مسلمانوں کے نفرت کئے ہوئے ہیں۔

- بھلا کہاں مرزائیل قادیانی غلط بیانی اور کہاں پیارے مصطفٰے ﷺ حق تعالیٰ کی نشانی۔
- کہاں سراپا حق اور خدا کا نور اور کہاں ایک برا انسان جھوٹا مدعی۔
- کہاں کفر کا مرکز قادیان اور کہاں اسلام کا مرکز مدینہ منورہ۔ کیا غلام بھی اپنے امام کے برابر ہوسکتا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔
- تمہارا سورج مرزا قدنی تو ڈوب چکا ہے اور ہمارا مہر منیر سرکار مدنی ﷺ ابدالآباد تک چمکتا دمکتا رہے گا۔
- لہٰذا آؤ اور میری بات کو سنو کہ میں تمہیں اسلام کی دعوت دے رہا ہوں۔
- میں نقوی سید اور قادری فقیر ہوں۔ میری لگام بدست غوث انام ہے۔
- دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اور ہمیں ہدایت عطاء فرمائے اور ہمیں ملت اسلامیہ پر ہمیشہ ثابت قدم رکھے۔ آمین!

اَلْبَابُ السَّابِعُ

فِیْ الْخِطَابِ اِلَی الْعَالَمِ الْاِسْلَامِیْ

نَعَمْ یَا اَیُّھَا الْاِخْوَانُ جَمْعًا ۔۔۔ لَہُ اجْتَمِعُوْا بِمَیْدَانِ الْکَلَامِ
بِتَبْلِیْغٍ اَفِیْدُوْا کُلَّ مُلْکٍ ۔۔۔ وَاَحْرِزُوْا فِرْقَۃَ الْمُوْذِی الطَّغَامِ
فَاَنْتُمْ تُسْئَلُوْنَ بِیَوْمِ حَشْرٍ ۔۔۔ عَنِ التَّبْلِیْغِ لِلدِّیْنِ التَّمَامِ
لِرَبٍّ وَّاحِدٍ قُوْمُوْا وَدُوْمُوْا ۔۔۔ بِفِکْرِ الْاِتِّحَادِ وَبِالْھُوَامِ
لِخِدْمَۃِ دِیْنِکُمْ عُوْذُوْا وَلُوْذُوْا ۔۔۔ مِنَ التَّفْرِیْقِ وَالرَّدِّ التَّمَامِ
لِاَنَّ الْکُفْرَ لَا یَرْضٰی بِوَحْدَۃٍ ۔۔۔ فَھَلْ نُرْضِیْ لَہٗ بِالْاِنْفِصَامِ
فَبِالْاِسْلَامِ نُعْرَفُ کُلَّ وَقْتٍ ۔۔۔ وَلَا مِنْ فِرْقَۃٍ بَیْنَ الْخِصَامِ
فَاِنْ کُنَّا جَمِیْعًا بِاتِّحَادٍ ۔۔۔ فَنَھْزِمُ اَھْلَ کُفْرٍ بِالدَّوَامِ
فَبِالْاِسْلَامِ یَدْعُوْنَا الْاِلٰہُ ۔۔۔ وَلَا مِنْ فِرْقَۃٍ یَّوْمَ الْقِیَامِ
بِحَبْلِ اللّٰہِ وَاعْتَصِمُوْا جَمِیْعًا ۔۔۔ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا بَیْنَ الْعَوَامِ
فَجَلُّوْا بِالْمَحَبَّۃِ کُلَّ اَمْرٍ ۔۔۔ عَلَی الْمَدَنِیِّ صَلُّوْا بِاحْتِرَامِ
فَکَانَتْ فِرْقَۃٌ مِّنْ فَرْقِ نَفْسٍ ۔۔۔ اَقِیْمُوا الدِّیْنَ مَا قَالَ التِّھَامِیْ

فَلَیْسَتْ فِرْقَۃٌ فِیْ دِیْنِ حَقٍّ لَھَا فَتَفَکَّرُوْا بِالْاِخْتِتَامِ
اَنَا النَّقْوِیُّ ثُمَّ الْقَادِرِیُّ وَصُلْحُ الْکُلِّ مُخْتَارُ الْھُوَامِ
فَرَبٌّ وَّاحِدٌ وَّکَذَا رَسُوْلٌ وَدِیْنٌ وَّاحِدٌ ھَادِی الْاَنَامِ
فَاَوْۃٌ ثُمَّ اَوْۃٌ ثُمَّ اَوْۃٌ بِاَنَّا لَا نُوَاصِلُ بِالْغَرَامِ
فَاِنِّیْ مُسْلِمٌ وَّفَقِیْرُ حَقٍّ مُحِبُّ الْخَلْقِ لِلّٰہِ السَّلَامِ
اَمِیْنُ الْعِشْقِ لَا اَدْرِیْ سِوَاہُ فَھَلْ حُسْنٌ وَّھَلْ قُبْحُ الْکَلَامِ
مُطِیْعٌ مِلَّۃَ الْاِسْلَامِ صِدْقًا وَدَاعِی الْمُسْلِمِیْنَ اِلَی الْھِیَامِ
طَلَبْتُ الرَّبَّ بِالْقَلْبِ الْحَزِیْنِ تَرَکْتُ السَّبَّ لِلْفِرَقِ الْخِصَامِ
فَھٰذَا الصِّدْقُ وَالْحَقُّ الْمُبِیْنُ فَیَقْبَلُہٗ اِذَا قَرَءَ الْعَلَامِیْ
صَلٰوۃُ اللّٰہِ وَالتَّسْلِیْمُ مِنْہُ عَلَی الْمَدَنِیِّ وَالْاٰلِ الْعِظَامِ
وَاَصْحَابٍ وَّاَتْبَاعٍ جَمِیْعًا وَحِزْبِ الْعَارِفِیْنَ ذَوِی الْھِشَامِ
فَیَارَبَّ السَّمَاءِ اخْتِمْ بِخَیْرٍ لَنَافَاحْشُرْ بِہٖ یَوْمَ الْقِیَامِ
بِحَقِّ الْمُصْطَفٰی مَوْلَی الْبَرَایَا وَخَتْمِ الْاَنْبِیَاءِ اِلَی الدَّوَامِ
تَقَبَّلْنِیْ وَوَفِّقْنِیْ وَاَبْرِمْ کَلَامِیْ کَالْحُسَامِ فِی الْقَسَامِ
فَاِنِّی اکْتَسِیْ ثَوْبَ الْفَنَاءِ وَیَبْقٰی بَیْنَ اَقْوَامٍ کَلَامِیْ

- اے مسلمانو! خدارا گفتگو کے میدان میں اکٹھے رہنے کی کوشش کرو۔
- دین اسلام کی تبلیغ سے تمام ممالک کو فائدہ پہنچاؤ اور قادیانی ٹولے کو پوری دنیا میں ذلیل کرو۔
- قیامت کے دن آپ حضرات سے تبلیغ اسلام کے حوالے سے باز پرس ہوگی۔
- خدا کے لئے اٹھو اور آپس میں اتحاد و محبت پھیلانے کی فکر رکھو۔
- اسلام کی خدمت کرنے کے لئے باہمی تفریق و نفرت پیدا کرنے سے خدا کی پناہ مانگو۔
- کیونکہ غیر مسلم چاہتے ہیں کہ مسلم آپس میں کبھی متحد نہ رہیں۔ کیا ہم جدا جدا ہو کر انہیں راضی تو نہیں کر رہے ہیں؟
- ہمیشہ یاد رکھئے کہ غیر مسلم ہمیں فرقوں کی حیثیت سے نہیں دیکھتے۔ بلکہ مسلمان ہونے کی نظروں سے دیکھتے ہیں۔

- اگر تمام مسلمان آپس میں متحد ہو جائیں تو غیر مسلم ان کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو جائیں گے۔
- ویسے بھی اللہ تعالیٰ ہمیں قیامت کے دن اسلام کے حوالے سے پکارے گا۔ کسی فرقے کے حوالے سے نہیں۔
- لہٰذا سب کے سب مل کر اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور عوام میں پھوٹ ڈالنے سے پرہیز کرو۔
- اپنے ہر کام کو محبت سے آراستہ کرو اور نہایت ادب واحترام سے صلوٰۃ وسلام پڑھتے رہو۔
- یاد رکھو فرقہ وفرق سے بنتا ہے۔ آپ لوگ اس دین اسلام کو قائم کریں کہ جس کے بارے میں ہمیں قبول کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔
- اسلام میں کسی فرقے کی گنجائش نہیں ہے۔ لہٰذا فرقوں کے اختلافات کو ختم کرنے پر غور فرماؤ۔
- میں نقوی بھی ہوں اور قادری بھی۔ صلح کل بھی ہوں اور محبت پسند بھی۔
- ہمارا خدا بھی ایک، رسول بھی ایک اور دین بھی ایک۔
- پھر افسوس کہ ہم ایک دوسرے کو محبت سے نہیں ملے۔ کیوں؟
- اس میں شک نہیں کہ میں تو صرف مسلمان، حق وصداقت کے دروازے کا فقیر اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے اللہ تعالیٰ کے لئے محبت رکھتا ہوں۔
- میں تو ان کے عشق ومحبت کا امین ہوں اور مجھے معلوم نہیں کہ کلام کا حسن وقبح کیا ہے؟
- میں تو اسلام کا پیروکار اور مسلمانوں کو آپس میں محبت رکھنے کی دعوت دیتا ہوں۔
- میں تو دل سے خدا تعالیٰ کا طالب ہوں اور کسی کو برا بھلا کہنے سے پرہیز کرتا ہوں۔
- میرا یہ رسالہ حق وصداقت کے مضامین پر مشتمل ہے جسے زیرک انسان پڑھتے ہی قبول کرنے کی کوشش کرے گا۔
- اللہ تبارک وتعالیٰ کا درود وسلام ہو، اعلیٰ حضرت سرکار دو عالم ﷺ پر اور آپ کی آل پاک پر۔
- آپ کے تمام اصحاب وتابعین پر اور اولیائے کرام پر۔

۞..... اے اللہ تبارک وتعالیٰ! ہمیں حسن خاتمہ کی دولت سے سرفراز فرما اور قیامت کے دن خیر وعافیت سے ہمارا حشر ونشر فرما۔

۞..... حضور اقدس، سید عالم ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے جو مولائے کائنات ہیں اور ابدالآباد تک آخری نبی۔

۞..... اے اللہ تبارک وتعالیٰ! اپنی بارگاہ عالم پناہ میں مجھے قبول فرما اور بیش از بیش خدمت اسلام کی توفیق دے اور میرے کلام کو شمشیر تابدار کی طرح خوبصورتی میں مضبوط کر دے۔ آمین!

۞..... اس میں شک نہیں کہ میں کسی روز موت کا کفن پہنوں گا۔ مگر میرا کلام ہر قوم میں باقی رہے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ!

پیر پنجاب حضرت مولانا فخر الدین فخر جہاں چشتی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

نہ سُنّیم کہ کند گلہ رافضی احمق
نہ رافضی کہ کند سُنّیم گریباں شق
مرید حضرت عشقم دگرنمے دانم
کدام برسر باطل، کدام برسر حق

(ملفوظات مہریہ، گولڑہ شریف، دوسرا ایڈیشن ص ۸۲)

اَنَا السُّنِّیُّ لَسْتُ وَلَا بِشِیْعَۃٌ
وَلَا مِنْ اَھْلِ نَجْدٍ بَالطَّبِیْعَۃٌ
اَمِیْنُ الْعِشْقِ لَا اَدْرِیْ سِوَاہُ
فَمَنْ خَیْرٌ وَّمَنْ شَرُّ الْبَرِیَّۃٌ

نقوی

غلبہ شیطانی بر مرزائے قادیانی

۱..... ''اللہ تعالیٰ نے مجھے وحی فرمائی کہ میں نماز پڑھوں گا اور روزہ رکھوں گا۔ میں جاگتا بھی ہوں اور سوتا بھی۔'' (البشریٰ ج ۲ ص ۷۹، مجموعہ الہامات مرزا)

۲..... ''الہام ہوا خدا قادیان میں نازل ہوگا۔'' (البشریٰ ج ۱ ص ۵۶)

۳..... ''سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔''
(دافع البلاء ص ۱۱، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۱)

۴..... ''خدا نے فرمایا: اے میرے بیٹے بات سن۔'' (البشریٰ ج ۱ ص ۴۹)

۵..... ''خدا نے فرمایا: اے مرزا تو میرے نزدیک میرے بیٹے کی مانند ہے۔''
(حقیقت الوحی ص ۷، خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۷)

۶..... ''خدا نے فرمایا: اے مرزا تو میرا سب سے بڑا نام ہے۔'' (البشریٰ ج ۲ ص ۶۱)

۷..... ''خدا نے آج سے بیس سال پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت ﷺ کا ہی وجود قرار دیا ہے۔'' (ایک غلطی کا ازالہ ص ۸، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۲)

۸..... ''پس مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔'' (کلمۃ الفصل ص ۱۵۸، مرزا بشیر احمد قادیانی)

۹..... ''آپ (مرزا غلام احمد قادیانی) نے فرمایا کہ یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح اور چند مسائل میں ہے۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی ذات، رسول کریم ﷺ قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ غرضیکہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ہمارا ان سے اختلاف ہے۔''
(الفضل ج ۱۹ نمبر ۱۳، مورخہ ۳۰ر جولائی ۱۹۳۱ء)

۱۰..... ''کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے۔ خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا، وہ کافر ہیں اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔'' (آئینہ صداقت ص ۳۵، انوار العلوم ج ۶ ص ۱۱۰)

۱۱..... ''نیز مرزا قادیانی کہتا ہے: میرا خدا خطا بھی کرتا ہے اور صواب بھی۔''
(حقیقت الوحی حاشیہ ص ۱۰۳، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۶)

۱۲..... ''خدا میرا بیٹا ہے۔ میں خدا کا بیٹا ہوں۔''
(تجلیات الٰہیہ حاشیہ ص ۵۹، خزائن ج ۲۰ ص ۳۷۶)

۱۳..... ''خدا نے فرمایا اے مرزا خدا عرش پر تیری طرف چلا آتا ہے۔''
(انجام آتھم ص ۵۵، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

۱۴..... ''مسجد اقصیٰ جس کا نبی ﷺ کو معراج ہوا۔ وہ میری مسجد قادیان والی ہے۔''
(مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۸۹)

۱۵..... ''آنحضرت ﷺ کے نام کا میں مظہر اتم ہوں، یعنی ظلی طور پر محمد اور احمد ہوں۔''
(حقیقت الوحی ص۷۳، خزائن ج۲۲ ص۷۶)

۱۶..... ''لاکھ ہوں انبیاء مگر بخدا سب سے بڑھ کر مقام احمد ہے۔''
(دافع البلاء ص۲۰، خزائن ج۱۸ ص۲۴۰)

۱۷..... ''نبی (پاک) کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس کے مستحق نہیں تھے۔'' (حقیقت الوحی ص۳۹۱، خزائن ج۲۲ ص۴۰۶)

۱۸..... ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے
(درثمین ص۳۸)

۱۹..... ''عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے تو کون سی خصوصیت ہے۔ برسات میں ہزارہا کیڑے مکوڑے بھی بغیر ماں باپ کے پیدا ہو جاتے ہیں۔''
(نصرۃ الحق ص۴۰، خزائن ج۲۱ ص۵۰)

۲۰..... ''آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی عادت تھی۔''
(ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ص۵، خزائن ج۱۱ ص۸۸۹)

۲۱..... ''مسیح کا چال چلن کیا تھا، ایک کھاؤ پیو شرابی، نہ زاہد، نہ عابد، نہ حق کا پرستار، متکبر، خود بین خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔'' (نور القرآن ص۸، خزائن ج۹ ص۳۸۷)

۲۲..... ''چونکہ مسیح اور آدم میں مماثلت ہے۔ اس لئے اس عاجز کا نام آدم بھی رکھا اور مسیح بھی۔'' (ازالۃ الاوہام حصہ دوم ص۴۵۶، خزائن ج۳ ص۳۸۶)

۲۳..... ''عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔'' (کشتی نوح حاشیہ ص۶۶، خزائن ج۱۹ ص۷۱)

۲۴..... ''آپ کے ہاتھ میں مکر و فریب کے سوا کچھ نہیں تھا۔''
(ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ص۷، خزائن ج۱۱ ص۲۹۱)

۲۵..... ''اگر قرآن شریف نے میرا نام ابن مریم نہیں رکھا تو میں جھوٹا ہوں۔''
(تحفۃ الندوہ ص۵، خزائن ج۱۹ ص۹۸)

۲۶..... ''اور اس شخص (یعنی غلام احمد قادیانی مسیح موعود) کو تم نے دیکھ لیا ہے، جس کو دیکھنے کے لئے بہت سے پیغمبروں نے بھی خواہش کی تھی۔'' (اربعین ج۴ ص۱۳، خزائن ج۱۷ ص۴۴۲)

۲۷..... ''پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑ دو۔ اب نئی خلافت لو۔ ایک زندہ علی (مرزا قادیانی) تم

میں موجود ہے اس کو تم چھوڑتے ہو اور مردہ علی کی تلاش کرتے ہو۔‘‘

(ملفوظات احمدیہ ج۱ص۱۳۱)

۲۸..... ’’حضرت فاطمہ نے اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اس میں سے ہوں۔‘‘

(ایک غلطی کا ازالہ حاشیہ ص۵، خزائن ج۱۸ص۲۱۲)

۲۹..... ’’اے قوم شیعہ! اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی ہے۔ کیونکہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک (مرزا) ہے جو اس حسین سے بڑھ کر ہے۔‘‘

(دافع البلاء ص۱۳، خزائن ج۱۸ص۲۳۳)

۳۰..... ’’تم نے خدا کے جلال اور مجھ کو بھلا دیا اور تمہارا اور دصرف حسین ہے۔ کیا تم انکار کرتے ہو۔ بس یہ اسلام پر ایک مصیبت ہے۔ کستوری کی خوشبو کے پاس گوہ کا ڈھیر ہے۔‘‘

(اعجاز احمدی ص۸۲، خزائن ج۱۹ص۱۹۴)

یاد رہے کہ مرزا خبیث، لعین نے اس عبارت میں حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام کے ذکر خیر کو گوہ کے ڈھیر سے تشبیہ دی ہے۔ لکھ لعنت خانہ خراب مرزا پر۔

۳۱..... ’’ابوبکر و عمر کیا تھے، وہ تو حضرت غلام احمد قادیانی کی جوتیوں کے تسمہ کھولنے کے لائق بھی نہ تھے۔‘‘ (المہدی نمبر۲، ۳ص۵۷، مصنفہ حکیم محمد حسین قادیانی، جنوری، فروری)

۳۲..... ’’مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ مجھ کو دو بیماریاں ہیں۔ ایک اوپر کے دھڑ کی۔ مراق! ایک نیچے کے دھڑ کی کثرت بول۔‘‘

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۲۰۱، خزائن ج۲۱ص۳۷۳، ملفوظات ج۵ص۳۳، ۳۴)

۳۳..... ’’میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں کہ اگر وہ اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب، مصر اور شام اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت انگریزی کے سچے خیر خواہ ہو جائیں۔‘‘

(تریاق القلوب ص۱۵، خزائن ج۱۵ص۱۵۵)

۳۴..... ’’میں تمام مسلمانوں میں سے اوّل درجہ کا گورنمنٹ انگریزی کا خیر خواہ ہوں۔ کیونکہ مجھے تین باتوں نے اوّل درجہ کا خیر خواہ بنا دیا ہے۔ اوّل والد مرحوم کے اثر نے، دوم اس گورنمنٹ عالیہ کے احسانوں نے، سوم خدا تعالیٰ کے الہام نے۔‘‘

(ضمیمہ نمبر۳ تریاق القلوب ص ج، خزائن ج۱۵ص۴۹۱)

۳۵..... ''میں ایک ایسے خاندان سے ہوں جو گورنمنٹ انگریزی کا پکا خیرخواہ ہے۔ میرے والد غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیرخواہ آدمی تھے۔ انہیں دربار گورنر میں کرسی ملتی تھی۔'' (کتاب البریہ ص۴، خزائن ج۱۳ ص۴)

۳۶..... ''اولیاء گزشتہ کے کشوف نے اس بات پر مہر لگادی ہے کہ وہ مسیح موعود چودھویں صدی کے سر پر پیدا ہوگا اور نیز وہ پنجاب میں ہوگا۔'' (اربعین نمبر۲ ص۲۳، خزائن ج۱۷ ص۴۰۱)

(مرزا قادیانی کی اس بکواس کا بھی کہیں ثبوت نہیں ملتا)

۳۷..... ''مرزا غلام احمد قادیانی نے پیشین گوئی کی تھی کہ میں مکہ میں مروں گا یا مدینہ میں۔''

(البشریٰ ج۲ ص۱۰۵)

(مگر مرزا غلام احمد قادیانی لاہور میں ہیضہ کے مرض سے ٹٹی کرتے مرا اور پوری زندگی میں حج کرنے کی سعادت سے محروم رہا۔ یاد رہے کہ مرزا قادیانی کی تمام پیش گوئیاں کچھ اسی قسم کی تھیں جو کبھی پوری نہیں ہوئیں۔ جنہیں سوائے بکواس اور جھوٹ بکنے کے اور کوئی نام نہیں دیا جاسکتا) **لعنة الله علی الکاذبین!**

۱۹۰۱ء سے آپ نے اپنے عقیدے میں تبدیلی کی ہے۔

۳۸..... ''۱۹۰۱ء سے پہلے وہ حوالے جن میں آپ (مرزا غلام احمد قادیانی) نے نبی ہونے سے انکار کیا ہے اب منسوخ ہیں اور ان سے حجت پکڑنی غلط ہے۔''

(حقیقت النبوۃ ص۱۲۱، انوار العلوم ج۲ ص۴۴۵)

۳۹..... ''آپ نبی ہیں، ہاں! ایسے نبی جن کو آنحضرت ﷺ کے فیض سے نبوت ملی۔ پس ۱۹۰۲ء سے پہلے کی کسی تحریر سے حجت پکڑنا بالکل جائز نہیں ہوسکتا۔''

(القول الفصل ص۲۴، انوار العلوم ج۲ ص۲۸۵)

۴۰..... ''حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) حقیقی نبی تھے۔''

(القول الفصل ص۱۴، انوار العلوم ج۲ ص۲۷۶)

۴۱..... ''حضرت مرزا غلام احمد صاحب اسی طرح نبی اللہ ہیں، جس طرح دوسرے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی اللہ تھے۔ اس بات میں ذرہ فرق نہیں ہے۔''

(رسالہ فرقان قادیان ج انمبر۱۰، بابت ماہ اکتوبر ۱۹۴۲ء)

۴۲..... مسیح موعود محمد است و عین محمد است

(اخبار الفضل قادیان ج۳، مورخہ ۲۸/اکتوبر ۱۹۱۵ء)

۴۳..... ''مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ تورات، انجیل اور قرآن کریم پر۔''

(اربعین نمبر۴ص۴۰، خزائن ج۱۷ص۴۵۴)

۴۴..... اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۲۷، خزائن ج۱۷ص۷۷)

۴۵..... ''ہاں! وہ حضرت محمد ﷺ کا اکلوتا بیٹا (مرزا غلام احمد قادیانی) جس کے زمانہ پر رسولوں نے ناز کیا تھا۔ جب وہ زمین پر اترا تو امت محمدیہ کی بھیڑیں اس کے لئے بھیڑیئے بن گئیں۔ اس پر پتھر برسائے گئے۔ اس کو مقدمات میں گھسیٹا گیا۔ اس کے قتل کے منصوبے کئے گئے۔ اس پر کفر کے فتوے لگائے گئے۔ اس کو اسلام کا دشمن قرار دیا گیا۔'' (کلمۃ الفصل مرزا بشیر احمد قادیانی)

۴۶..... ''حضرت مسیح موعود نبی تھے۔ آپ کا درجہ مقام کے لحاظ سے رسول کریم ﷺ کا شاگرد اور آپ کا ظل ہونے کا تھا۔ آپ دیگر انبیاء علیہم السلام میں سے بہتوں سے بڑے تھے۔ ممکن ہے سب سے بڑے ہوں۔''

(اخبار الفضل قادیان ج۱۴، مورخہ ۲۹/اپریل ۱۹۲۷ء)

۴۷..... ''میں وہی خاتم الانبیاء ہوں جو بروز ثانی کی شکل میں جلوہ گر ہوا۔''

(ایک غلطی کا ازالہ ص۶، خزائن ج۱۸ص۲۱۲)

۴۸..... ''حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کا ذہنی ارتقاء آنحضرت ﷺ (کے ذہنی ارتقاء) سے زیادہ تھا۔''

(ڈاکٹر شاہ نواز قادیانی، رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ج۲۸ نمبر۵، بابت ماہ مئی ۱۹۲۹ء)

۴۹..... ''دنیا کی عورتوں میں جو ممتاز خواتین ہیں، ان میں حضرت آمنہ خاتون اور حضرت چراغ بی بی صاحبہ ہی دو عورتیں ہیں جنہوں نے ایسے عظیم الشان انسان دنیا کو دیئے جو ایک عالم کی نجات اور رستگاری کا موجب ہوئے۔''

(حیات النبی ج۱نمبر۲ص۱۴۳، یعقوب علی قادیانی)

۵۰..... ''عزیزہ امۃ الحفیظ (مرزا قادیانی کی لڑکی) سارے انبیاء کی بیٹی ہیں۔''

(اخبار الفضل قادیان ج۲نمبر۱۵۱ص۱، مورخہ ۱۰/جون ۱۹۱۵ء)

۵۱..... ''وہ جو خدا کے لئے بمنزلہ اولاد ہے، وہ جس کا ظہور خدا اپنا ظہور قرار دیتا ہے۔ جس

نے چار پانچ لاکھ انسانوں کو (مرزائی) مسلمان بنا دیا۔"

(تشحیذ الاذہان ج۶ نمبر۱۱ص ۴۰۸، بابت ماہ نومبر ۱۹۱۱ء)

۵۲..... "دنیا میں کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس کا نام مجھے نہیں دیا گیا۔ جیسا کہ براہین احمدیہ میں خدا نے فرمایا ہے کہ میں آدم ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحاق ہوں، میں یعقوب ہوں، میں اسماعیل ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں عیسیٰ ابن مریم ہوں، میں محمد ﷺ ہوں۔" (تتمہ حقیقت الوحی ص۷۳، خزائن ج۲۲ص۷۶)

۵۳..... "میرا تو ایمان ہے کہ اگر حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ کریں اور قرآنی شریعت کو منسوخ قرار دیں تو مجھے انکار نہ ہوگا۔"

(سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص۹۹، روایت نمبر۱۰۹، مرزا بشیر احمد قادیانی)

۵۴..... "اس زمانہ میں خدا نے چاہا کہ جس قدر راست باز اور مقدس نبی گزر چکے ہیں۔ ایک ہی شخص کے وجود میں ان کے نمونہ ظاہر کئے جاویں۔ سو وہ میں ہوں۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۹۱، خزائن ج۲۱ص۱۱۷)

۵۵..... "اس صورت میں گویا تمام انبیائے گزشتہ اس امت میں دوبارہ پیدا ہوگئے۔ یہاں تک کہ سب کے آخر میں مسیح پیدا ہوگیا اور جو میرے مخالف تھے، ان کا نام (خدا کی طرف سے) عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھا گیا۔"

(نزول المسیح حاشیہ ص۵، خزائن ج۱۸ص۳۸۲)

۵۶..... "حضرت مرزا صاحب کے ذریعہ اسلام زندہ ہوا۔ قرآن کریم زندہ ہوا۔ محمد (رسول اللہ) ﷺ کا نام زندہ ہوا۔ خدا کی توحید زندہ ہوئی۔ ہر نیکی زندہ ہوئی۔ ہر نبی زندہ ہوا۔" (اخبار الفضل ج۱۱نمبر۸۹ص۱۰کالم۱، مورخہ ۱۶رمئی ۱۹۲۴ء)

۵۷..... "یہ بالکل غیر معقول اور بیہودہ امر ہے کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی ہو اور الہام اس کو کسی اور زبان میں ہو، جس کو وہ سمجھ بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ اس میں تکلیف مالایطاق ہے۔" (چشمہ معرفت ص۲۱۰، خزائن ج۲۳ص۲۱۸)

۵۸..... "زیادہ تر تعجب کی بات یہ ہے کہ بعض الہامات مجھے ان زبانوں میں بھی ہوتے ہیں، جن سے مجھے کچھ بھی واقفیت نہیں، جیسے انگریزی یا سنسکرت یا عبرانی وغیرہ۔"

(نزول المسیح ص۵۸، خزائن ج۱۸ص۴۳۵)

نوٹ: یاد رہے کہ اس کتاب کے اکثر حوالہ جات جناب پروفیسر محمد الیاس برنی کی کتاب ''قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ'' سے ماخوذ ہیں۔

مرزا طاہر احمد قادیانی سے ایک آخری سوال؟

فرقہ غلامیہ کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی نے گورداسپور کے مجسٹریٹ جے.ایم ڈوئی کی عدالت میں مورخہ ۲۴ر جنوری ۱۸۹۹ء کو اپنے تاریخی توبہ نامہ میں تحریر کیا تھا کہ میں مرزا غلام احمد قادیانی بحضور خداوند تعالیٰ صالح اقرار کرتا ہوں کہ آئندہ میں اس بات سے پرہیز کروں گا کہ مولوی ابوسعید محمد حسین یا ان کے کسی دوست یا پیرو کو اس امر کے مقابلہ کے لئے بلاؤں کہ میرے خدا کے پاس مباہلہ کی درخواست کریں تا کہ وہ ظاہر کرے کہ فلاں مباحثہ میں کون سچا ہے اور کون جھوٹا ہے؟ جہاں تک میرے احاطۂ طاقت میں ہے میں تمام اشخاص کو جن پر میرا کچھ اثر و اختیار ہے، ترغیب دوں گا کہ وہ بھی بجائے خود اس طریق پر عمل کریں۔ جس پر کاربند ہونے کے لئے میں نے اقرار کیا ہے۔

العبد	گواہ شد	دستخط
مرزا غلام احمد	خواجہ کمال الدین	جے ایم ڈوئی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ
رسالہ فاتح ربوہ ص ۴ ملخص	بی.اے، ایل.ایل.بی	ضلع گورداسپور (بھارت)

۲۴ر جنوری ۱۸۹۹ء

اس پر ہمارا سوال یہ ہے کہ جب مرزا غلام احمد قادیانی نے تحریری طور پر راہ فرار اختیار کرتے ہوئے مباہلہ کی دعوت دینے سے توبہ کر لی تھی اور اپنے تمام اشخاص کو مباہلہ کی دعوت دینے سے منع کیا تھا تو اس صراحت کے باوجود آپ کا یہ لکھنا: ''جماعت احمدیہ کی طرف سے دنیا بھر کے معاندین اور مکفرین اور مکذبین کو مباہلہ کا کھلا کھلا چیلنج۔''

کیا آپ کی یہ غلطی نہیں ہے اگر ہے تو اس کا اقرار کر کے اپنا توبہ نامہ اخبارات اور رسائل میں شائع کیجئے۔ ورنہ مرزا غلام احمد قادیانی کے مذکورہ بالا توبہ نامہ کو سوائے غلط بیانی، عہد شکنی، جعل سازی اور دھوکہ دہی کے اور کیا کہا جا سکتا ہے؟

شاید کہ اتر جائے ترے دل میں میری بات

نقوی

قادیانیوں کی کہانی، خود ان کی زبانی

منم کلیم خدا و منم مسیح زماں — منم محمد و احمد که مجتبیٰ باشد

(اخبار الفضل قادیان، مورخہ ۱۸/فروری ۱۹۳۰ء، تریاق القلوب ص ۳، خزائن ج ۱۵ ص ۱۳۴)

احمد آخر زماں نام من است — آخریں جامے ہمیں جام من است

(درثمین فارسی)

آدم نیز احمد مختار — دربرم جامۂ ہمہ ابرار

آنچہ من بشنوم زوحی خدا — بخدا پاک دانمش زخطا

ہمچوں قرآن منزہ اش دانم — از خطاھا ہمیں است ایمانم

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے — من بعرفاں نہ کمترم زکسے

(نزول المسیح ص ۱۰۰، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں — وہ پہلے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں

محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل — غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

(قاضی محمد ظہور الدین اکمل، اخبار بدر قادیان ج ۲ نمبر ۴۳ ص ۱۴، مورخہ ۲۵/اکتوبر ۱۹۰۶ء)

صدی چودھویں کا ہوا سر مبارک — کہ جس پر وہ بدرالدجیٰ بن کے آیا

محمد پئے چارہ سازی امت — ہے اب احمد مجتبیٰ بن کے آیا

حقیقت کھلی بعث ثانی کی ہم پر — کہ جب مصطفےٰ میرزا بن کے آیا

(اخبار الفضل قادیاں، ج ۱۳ ص ۱۹۲۸ء)

کیا ادا ہے مرے خالق، مرے مالک میرے گھر — چھپ کے چوروں کی طرح رات کو آنے والے

ہو اجازت تو ترے پاؤں پہ سر رکھ کے کہوں — کیا ہوئے دن تری غیرت کے دکھانے والے

(کلام مرزا طاہر احمد قادیانی ص ۲۳، ۲۴)

مہدی عہد و عیسیٰ موعود — احمد مجتبیٰ سلام علیک

مطلع قادیاں پہ تو چمکا — ہو کے شمس الہدیٰ سلام علیک

تیرے آنے سے سب نبی آئے — مظہر الانبیاء سلام علیک

جانتے ہیں تیری رسالت کو — اے رسول خدا سلام علیک

(اخبار الفضل قادیان ج ۷، مورخہ یکم/جولائی ۱۹۲۰ء)

اے مرے پیارے مری جان رسول قدنیؔ ترے صدقے ترے قربان رسول قدنی
انت منی وانا منک خدا فرمائے میں بتاؤں تیری کیا شان رسول قدنی
عرش اعظم پہ تری حمد خدا کرتا ہے ہم ہیں ناچیز سے انسان رسول قدنی
دستخط قادر مطلق تری مسلوں پہ کرے اللہ اللہ یہ تری شان رسول قدنی
آسماں اور زمیں تو نے بنائے ہیں نئے ترے کشفوں پہ ہے ایمان رسول قدنی
پہلی بعثت میں محمد ہے تو اب احمد ہے تجھ پہ اترا ہے قرآن رسول قدنی
سرمہ چشم تری خاک قدم بنواتے غوث اعظم شہ جیلان رسول قدنی
اپنے اکمل کو بچا لیجئے کہ ہے زوروں پر اس کے عصیان کا طغیان رسول قدنی

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۶/اکتوبر ۱۹۲۲ء)

ذکر سے بھر گئی ربوہ کی زمیں آج کی رات اتر آیا ہے خداوند یہیں آج کی رات
جسے جنت کے ملا کرتے تھے طعنے وہ شہر بن گیا واقعۂ خلد بریں آج کی رات

(کلام مرزا طاہر احمد قادیانی ص ۱۷)

ہوئے بدنام الفت میں تمہاری رکھایا نام اپنا میرزائی
ترحم یا نبی اللہ ترحم دہائی یا رسول اللہ دہائی
کہیں ہم کس سے یہ درد نہانی بجز تیرے مسیح قادیانی

(اخبار الفضل قادیاں ج ۲۷ نمبر ۶۷ ص ۴ کالم ۲، مورخہ ۲۳/مارچ ۱۹۳۹ء)

پس جو نبی رسول نہیں مانتا اسے ایسے نبی کہ جیسے محمد خدا یگاں
ایماں اس کا حضرت مرزا پہ کچھ نہیں منہ سے اگر کہے تو ہے دل منکر بیاں

(تشحیذ الاذہان ج ۹ نمبر ۱۲، بابت ماہ دسمبر ۱۹۱۴ء)

اے قادیاں اے قادیاں تیری فضائے نور کو دیتی ہے ہر دم روشنی جو دیدۂ ہائے حور کو
میں قبلہ وکعبہ کہوں یا سجدہ گاہ قدسیاں اے تخت گاہ مرسلاں اے قادیاں اے قادیاں

(اخبار الفضل ج ۲۰ نمبر ۲۱ ص ۲ کالم ۲، مورخہ ۱۸/اگست ۱۹۳۲ء)

سنو میرے یارو، چلو قادیاں کو تساہل کو چھوڑو، چلو قادیاں کو

ؔ قادیانی کا ہو گیا قدنی
اونٹ تھا پاد اونٹنی پدنی

بہت سوئے اٹھو، چلو قادیاں کو نبی آ گیا لو چلو قادیاں کو
چلو قادیاں کو، چلو قادیاں کو

(اخبار الفضل قادیان ج ۱۸، مورخہ ۱۳/جون ۱۹۳۱ء)

سو دن چور کے تو ایک دن بادشاہ کا

اسلامی بم ..... بر قادیانی دم

مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ نبوت جھوٹا ہے۔ کیونکہ:

۱..... عورت نبی نہیں ہو سکتی، مرزا کہتا ہے میں مریم ہوں۔

۲..... نبی شاعر نہیں ہوا۔ مرزا ٹوٹا پھوٹا شاعر تھا۔

۳..... نبی مصنف نہیں ہوتا، مرزا تقریباً سو بیہودہ کتابوں کا مصنف تھا۔

۴..... نبی اکمل العقل والحفظ ہوتا ہے، مرزا کے ہاں ان دونوں چیزوں کا فقدان تھا۔

۵..... نبی کا دنیا میں کوئی استاد نہیں ہوتا۔ مرزا کے استاد مولانا فضل احمد، فضل الٰہی اور گل علی شاہ تھے۔

۶..... حضرت محمد رسول عربی ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا کفر ہے۔ مرزا قادیانی نبوت کا دعویدار تھا۔

۷..... نبی جہاں فوت ہوتا ہے، وہیں دفن ہوتا ہے۔ مرزا لاہور میں مرا اور قادیاں میں دفن ہوا۔

۸..... نبی کی کوئی پیش گوئی جھوٹی نہیں ہوتی، مرزا کی سب بڑی بڑی پیش گوئیاں جھوٹی نکلیں۔

۹..... نبی کا نام مفرد ہوا کرتا ہے، جب کہ مرزا کا نام مرکب تھا۔

۱۰..... نبی کے پاس معجزہ ہوتا ہے، مرزا کے ہاں شعبدہ تھا۔

۱۱..... نبی خدا کی طرف سے ہوتا ہے، مرزا کو انگریزوں نے نبی بنایا تھا۔

۱۲..... نبی پر شیطان کا غلبہ نہیں ہوتا، مرزا پر شیطان کا غلبہ تھا۔

۱۳..... نبی روحانیت کا مرکز ہوتا ہے، مرزا نفسانیت کا مجسمہ تھا۔

۱۴..... نبی قبر میں زندہ رہتا ہے، مرزا مر کر مٹی میں مل چکا ہے۔

۱۵..... نبی مراق وجنوں کا مریض نہیں ہوتا، مرزا مراق وجنون کا مریض تھا۔

۱۶..... نبی انسان کامل ہوتا ہے، مرزا بقول خود اعتراف کرتا ہے۔

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں

۱۷..... نبی جہاد کی دعوت دیتا ہے، مرزا جہاد سے منع کرتا ہے۔

۱۸..... کسی نبی نے یہ نہیں فرمایا کہ میرے معجزات حضور سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات سے زیادہ ہیں۔ مرزا حضور اقدس سید عالم ﷺ کے معجزات کی تعداد تین ہزار بتاتا ہے۔ مگر اپنے معجزات دس لاکھ سے بھی زیادہ کہتا ہے۔ (معاذ اللہ)

۱۹..... کسی نبی نے یہ انہیں فرمایا کہ میں محمد ہوں (ﷺ) مرزا کہتا ہے کہ میں ہی محمد (ﷺ) ہوں۔

۲۰..... نبی کو خدا گناہ نہیں کرنے دیتا۔ مرزا گناہوں پر دلیر تھا۔

۲۱..... نبی فضول گوئی سے پاک ہوتا ہے۔ مرزا فضول گوئی کا فاضل و ماہر تھا۔

۲۲..... نبی کفریہ کلمات نہیں بول سکتا۔ مرزا کی کتابیں کفریہ کلمات سے بھری پڑی ہیں۔

۲۳..... کسی نبی نے یہ نہیں فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ ہوں، مرزا کہتا ہے میں اللہ تعالیٰ ہوں اور میں نے آسمان بھی بنایا اور زمین بھی۔

۲۴..... نبی اسلام کو پھیلاتا اور کفر کو مٹاتا ہے۔ مرزا اسلام کو مٹاتا اور کفر کو پھیلاتا ہے۔

۲۵..... نبی پر خدا کی محبت غالب ہوتی ہے۔ مرزا پر دنیا کی محبت غالب تھی، اسی لئے نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔

۲۶..... کسی نبی نے یہ نہیں کہا کہ میرا خدا سوتا بھی ہے، مرزا کہتا ہے کہ میرا خدا سوتا ہے۔

۲۷..... کسی نبی نے یہ نہیں کہا کہ میرا خدا غلطی بھی کرتا ہے۔ مرزا کہتا ہے کہ میرا خدا غلطی بھی کرتا ہے۔ (معاذ اللہ)

۲۸..... کسی نبی نے یہ نہیں کہا کہ میرا خدا ہاتھی دانت کا ہے، مرزا کہتا ہے میرا خدا ہاتھی دانت کا ہے۔

۲۹..... کسی نبی نے یہ نہیں کہا کہ میں خدا تعالیٰ کا باپ ہوں، مرزا کہتا ہے میں خدا تعالیٰ کا باپ ہوں۔

۳۰..... کسی نبی نے یہ نہیں کہا کہ خدا تعالیٰ میرا بیٹا ہے اور میں خدا کا بیٹا ہوں۔ مرزا کہتا ہے کہ خدا میرا بیٹا ہے اور میں خدا کا بیٹا ہوں۔

۳۱..... کسی نبی نے یہ نہیں کہا کہ میں خدا کا نطفہ ہوں، مرزا کہتا ہے میں خدا کا نطفہ ہوں۔

۳۲..... کسی نبی نے یہ نہیں کہا کہ خدا نے میرے ساتھ رجولی کا اظہار فرمایا ہے۔ یعنی زنا کیا ہے، مرزا کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے میرے ساتھ رجولیت کا اظہار فرمایا ہے۔

۳۳..... سوائے حضور اقدس حضور سید عالم ﷺ کے کسی نبی نے یہ نہیں فرمایا کہ میں تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ مرزا کہتا ہے کہ میں تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

۳۴..... حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوا کسی نبی نے یہ نہیں فرمایا کہ اگر خدا تعالیٰ مجھے پیدا نہ کرتا، تو افلاک کو پیدا نہ کرتا۔ مرزا کہتا ہے کہ اگر میں پیدا نہ ہوتا، تو کچھ بھی نہ ہوتا۔

۳۵..... مرزا کہتا ہے کہ قرآن مجید کی وہ آیات جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اقدس میں نازل ہوئی تھیں۔ وہی آیات مقدسہ میری شان میں نازل ہوئی ہیں۔

۳۶..... مرزا کہتا ہے کہ محمد ﷺ کی نبوت آخر محمد ہی کو ملی، مگر بروزی طور پر نہ کسی اور کو۔

۳۷..... مرزا کہتا ہے ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا، چونکہ میں ظلی طور پر محمد ہوں (ﷺ) پس اس طور سے خاتم النّبیین کی مہر نہیں ٹوٹی۔ کیونکہ محمد ﷺ کی نبوت محمد تک ہی رہی۔

۳۸..... مرزا کہتا ہے میری کتاب براہین احمد یہ خدا کا کلام ہے۔

۳۹..... مرزا کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یوسف نجار کے بیٹے تھے۔

۴۰..... مرزا کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔

۴۱..... مرزا کہتا ہے ؎

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے

۴۲..... مرزا کہتا ہے ؎

میں کبھی آدم، کبھی موسیٰ، کبھی یعقوب ہوں نیز ابراہیم ہوں، نسلیں ہیں میری بے شمار

۴۳..... مرزا کہتا ہے خدا نے مجھے وحی فرمائی کہ زمین و آسمان تیرے ایسے ہی تابع ہیں، جیسے میرے تابع ہیں۔

۴۴..... مرزا کہتا ہے خدا نے فرمایا اے مرزا تیرا ظہور میرا ظہور ہے۔

۴۵..... مرزا کہتا ہے خدا نے فرمایا اے مرزا تیرا نام کامل ہو گیا اور میرا نام ناتمام ہے۔

۴۶..... مرزا کہتا ہے کہ اے مرزائیو! جو تمہارا دل چاہے کرتے رہو، میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔ (البدر ج ۳ نمبر ۱۶، ۱۷، مورخہ ۲۴/اپریل ویکم مئی ۱۹۰۴ء، تذکرہ ص ۵۱۱، طبع چہارم)

لہٰذا ساری گفتگو کا نتیجہ یہ نکلا کہ مرزا غلام احمد قادیانی دائرہ اسلام سے خارج ہے اور اسے مسلمان قرار دینے والا بھی اسلام سے خارج ہے۔ کسی نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

بیڑی غرق ہو جائے مرزے مردار دی ریس پیا کردا کملی والی سرکار دی
نقوی

میرا مدنی نبی یگانہ ایں جیہدا عرش تے اونا جانا ایں
اوہ سچا، مرزا جھوٹا اے اوہ سوہنا ایں ایہہ کانا ایں
اوہنوں عرش تے رب بلواندا اے ایہہ ٹٹی وچہ مر جاندا اے
اوہ براق اوہدی اسواری اے ایہہ چھکڑیاں وچہ کھیہ کھاندا اے
چھڈ مرزے قادیاں والے نوں انگریز دے گھالے مالے نوں
کیہ پتہ اے نقوی ملت دا اس انہے دل دے کالے نوں
کیہ اوہنے چند چڑھایا اے کیہ کھویا اے کیہ پایا اے
اے نقوی نفس دے پالن لئی جس رب رسول بھلایا اے
سب جھوٹھے دعوے کردا اے ہر مسئلے[1] دے وچہ ہردا اے
لکھ لعنت نقوی مرزے تے وچہ ٹٹی خانے[2] مردا اے

.....

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا
کہہ رہی ہے آج دنیا جابجا تو نے نقوی کیا رسالہ ہے لکھا
صوبہ پنجاب کے دجال کا ہر طرح بیڑا غرق تو نے کیا
ایسی برسائی ہوئی تو نے لعنتیں منہ لعینوں کا ہے کالا ہوگیا
برکمال حسن تحریر وبیاں مرحبا، صد مرحبا، صد مرحبا
درد وعالم شاد باش و شادزی خوش نصیب و خوش گوار و خوشنما
میں یہ کہتا ہوں کہ میرے دوستو ہے کرم سارا یہ اللہ پاک کا
اس کی رحمت کی ہیں ساری برکتیں ورنہ میں تو ہوں فقیر بے نوا
تھا ازل ہی سے خدا کے علم میں کام جو نقوی سے ہے اس نے لیا

[1] یادرہے کہ مرزا قادیانی کی پیدائش ۱۸۴۰ء میں ہوئی۔ جب کہ میری پیدائش ۱۹۴۰ء میں ہے۔ لہٰذا سو کا فرق ہوا۔ سو دن چور کے تو ایک دن بادشاہ کا۔

[2] فرقہ غلامیہ کے بانی مرزا قادیانی پر موت کے وقت ہیضہ کی صورت میں ایسا عذاب نازل ہوا کہ اس کا بستر ہی بیت الخلاء بن چکا تھا۔ حق حق حق، ہو ہو ہو۔ (نقوی)

ہو مسلمانان عالم کو قبول اے خدا بہر جناب مصطفےٰ

(ﷺ)

حکیم الامت حضرت علامہ اقبال فرماتے ہیں: ''قادیانی ایک علیحدہ مذہب ہیں اور معاشرتی اور سماجی طور پر مسلمانوں سے بالکل الگ ہیں۔''

''ہر ایسی مذہبی جماعت جو تاریخی طور پر اسلام سے وابستہ ہو، لیکن اپنی بنیاد نئی نبوت پر رکھے اور بزعم خود اپنے الہامات پر اعتقاد نہ رکھنے والے تمام مسلمانوں کو کافر سمجھے۔ مسلمان اسے اسلام کی وحدت کے لئے خطرہ تصور کرے گا اور یہ اس لئے کہ اسلام وحدت ختم نبوت ہی سے استوار ہوئی ہے۔ قادیانیت باطنی طور پر اسلام کی روح اور مقاصد کے لئے مہلک ہے اور یہ اپنے اندر یہودیت کے اتنے عناصر رکھتی ہے کہ گویا یہ تحریک ہی یہودیت کی طرف رجوع ہے۔''

(حرف اقبال، بحوالہ تاریخی فیصلہ ص ۵۱)

مولانا ظفر علی خاں فرماتے ہیں:

قادیانیت

اگر منہ زور ہے باطل کا گھوڑا تو میرے پاس بھی ہے حق کا کوڑا
غلام احمد مرا لوہا گیا مان اٹھایا میں نے جب دیں کا ہتھوڑا
ہر اک میداں سے بھاگے قادیانی کہ ان کا پیشوا بھی تھا بھگوڑا
بشیر الدین کا ٹٹو تھا مریل لگے چابک نہ لیکن پھر بھی دوڑا
چلی پنجاب میں جب دیں کی گاڑی تو اٹکا قادیانیت کا روڑا
کیا مرزا نے بدنام انبیاء کو محمد مصطفےٰ تک کو نہ چھوڑا
دیئے اسلام کو چر کے جنہوں نے انہیں سے اس نے اپنا رشتہ جوڑا
نبوت لنگڑی اور اندھی خدائی ملا ہے خوب ان دونوں کا جوڑا
یہی اس کی نبوت کی ہے پہچان کہ مر کر بھی نہ منہ لندن سے موڑا

(چمنستان ص ۱۷، مورخہ یکم ستمبر ۱۹۳۶ء)

مولانا ظفر علی خاں

خدا کے فضل سے نقوی کسی نے
علی الاعلان چیرا ہے یہ پھوڑا

تاثرات

مداح اہل بیت، شاعر اہل سنت جناب صائم چشتی صاحب، فیصل آباد پاکستان

ہے امیں نقوی کی صورت میں وقار حیدری
سیرت پر نور میں ہے انکسار حیدری

قادیانی مرحبوں اور عنتروں کے واسطے
اس کی ہر اک ضرب کاری ہے شعار حیدری

پھر اکیلا کذب کے طوفان سے ٹکرا گیا
آ گیا جب جوش میں یہ جاں نثار حیدری

قادیانی آنجہانی کے گروہ مکر میں
کون لا سکتا ہے تاب تاجدار حیدری

کون دنیا میں ہے جو ایسا قصیدہ لکھ سکے
کون ہو گا ایسا مہر تابدار حیدری

لے کے پورے زور سے زور قلم زور بیاں
آ گیا میدان میں اب شہسوار حیدری

آ گیا موسم خزاں کا قادیانی باغ میں
ہے سدا باغ حسینی میں بہار حیدری

میرا دعویٰ ہے کہ انگریز نبی کا جانشیں
دم بخود ہے پیش شیر زور دار حیدری

غیر طاہر مرزا طاہر کے لئے صائم کہو
یہ صحیفہ ہے نواب ذوالفقار حیدر

۳ر صفر المظفر ۱۴۰۹ھ

سچا دین محمدی شان دا اے

اٹھ مردا مجاہدا جانبازا دیویں انہاں نوں سبق نادانیاں دا
فیر کریں مباہلے دی یاد تازہ نقشہ رکھ کے پیش نصرانیاں دا
چنڈ مار گستاخاں نوں اک ایسی، مزا دس دے نافرمانیاں دا
کدوں کسے میدان چوں نسیاں ایں، ول جاندا ایں کامرانیاں دا
کاری ضرب لا کے ایسا بھن بوتھا، نسل یاد رکھے قادیانیاں دی
ربوہ چھڈ کے نس پلیت جاون، مکے دیس چوں کھیڈ شیطانیاں دی
ول دین بچان دا دسیا اے، میرے پیر حسین حسین تینوں
کیہڑے باغ دی پاپی ایہہ ہین مولی، روکن جوگے نہیں ایہہ بیدین تینوں
جان شمع رسالت توں وار کے تے، دس گیا غازی علم دین تینوں
بیڑا کڈھ طوفان چوں پار کھڑنا، اوکھا کوئی نہیں ویر امین تینوں

پھوک مار کے علم دی گل کر دے، دیوے کاذباں دے قادیانیاں دے
کتھے آل تطہیر دا باغ نوری، کتھے ٹبیاں تے بوجھے کانیاں دے
اللہ کہوے مکمل کر دین چھڈیا، آیت آ گئی پاک قرآن اندر
فیر دعویٰ نبوت دا کرن والی، آئی سوچ کیوں ذہن شیطان اندر
زیر زبر وچ اہدے نہیں فرق کوئی، اہدا ثانی نہیں دونوں جہان اندر
اہدا لفظ گھٹا ودھا سکے، طاقت کسے دی نہیں انسان اندر
جیہڑا گل قرآن دی نہ منے، پکا پیڑا اوہ چیلا شیطان دا اے
کلمہ حشر تیکر جس دا ہے جاری، سچا دین محمد دی شان دا اے
نہیں شمع توحید دی بجھ سکی، کئی لد گئے شمع بجھان والے
ایتھے کئی نمرود فرعون ورگے، لعنت کھٹ گئے رب کہلان والے
کئی ہوئے یزید ملعون پیدا، بوٹا دین دا پٹ گوان والے
پر نہیں دین نوں ذرا وی آنچ آئی، آپے مٹ گئے دین مٹان والے
اج انہاں دی موت نوں سیدیا اے، سمجھ لین ایہہ دن بربادیاں دے
جس ویلے وی گدڑ دی موت اوندی، آپ بھیج دا ول آبادیاں دے
توں تے ذرا وی قلم نوں سد ماریں، نسی آوندی اے قلمدان وچوں
بناں نقطیوں لفظ تعظیم کردے، تیری رہبری کرن قرآن وچوں
جوتوں گل کہنی پوری ہو جانی، ذرا کڈھ تے سہی زبان وچوں
کون تیری اے ہمسری کون جوگا، باب العلم دے توں خاندان وچوں
اللہ پاک تیرا پنجتن پاک تیرے، کیہڑی گل دی اے تینوں تھوڑ ایتھے
زیارت کہوے للکار امین نقوی، تیرا نظر نہیں آوندا جوڑ ایتھے

ازقلم: سید زیارت حسین جمیل رضوی
صدر، بزم نوید علم وادب، غلام محمد آباد، فیصل آباد

درہ نادریہ
بر سر فرقہ مرزائیہ

جناب نادر علی ہوشیارپوری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ رب العٰلمین والعاقبة للمتقین والصلوٰة والسلام علٰی رسوله الکریم. اما بعد!

برادران اسلام! عرصہ دراز سے میں مرزا قادیانی کی تالیفات کو دیکھ رہا تھا۔ آخر جب میں ان کو دیکھتے دیکھتے اس نتیجہ پر پہنچا کہ مرزا قادیانی نے اپنی ہر ایک کتاب میں توہین انبیاء وتکذیب وتذلیل مرسلان وتجہیل وتکفیر علمائے کرام کی ہے اور عام مسلمانوں کو دھوکا دے کر اپنے جال میں پھنسایا ہے تو اس اثناء میں میں نے اپنا فرض اوّلین سمجھ کر اس میدان میں قدم بڑھایا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کی مدد سے یہ ایسا رسالہ لکھا کہ اگر فرقۂ باطلہ مرزائیہ پورا پورا زور لگائے تو بھی اس کا جواب ہرگز ہرگز نہ دے سکے۔ رسالہ ہذا میں قادیانی نام نہاد مسیح کے ایسے واقعات جھوٹے تحریر کئے گئے ہیں کہ مقلدین مرزا تا قیام ثابت نہیں کر سکیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ! ناظرین! غور سے ملاحظہ فرمائیں۔

دوستو! برا نہ مانئے گا۔ شکوہ وشکایت اپنے ہی سے ہوتا ہے۔ خدارا ایک نظر اس پر ڈالئے کہ وہ دن قریب ہے کہ احکم الحاکمین کا دربار ہوگا۔ ہم اور آپ اور سب اگلے پچھلے حاضر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ''وامتازوا الیوم ایھا المجرمون'' اے مجرمو! آج کے دن ہمارے دربار سے الگ ہو جاؤ۔ آپ کی دوکانداری اور گاہک سے میٹھی چپڑی باتیں آپ کا مال ودولت آپ کی دنیاوی وجاہت آپ کی کثرت اولاد اس دن کام نہ آئے گی۔ اس دن کام آنے والی چیز صرف اتباع خاتم النبیین رسول اللہ ﷺ ہوگی۔ پھر یہ کیا اتباع ہے کہ جس پودے کی پرورش میں محبوب رب العالمین نے پیٹ سے پتھر باندھے ہوں، پیٹھ پر اونٹ کی اوجھڑی رکھوائی ہو، گلا گھٹوایا ہو، دندان مبارک شہید کرائے ہوں، رخسار مبارک پر زخم کھایا ہو، مکہ چھوڑ کر مدینہ بسایا ہو، دنیاوی آرام وآسائش میں ایک دن نہ گزرا ہو، اور جس پودے کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے خون کی ندیوں سے سینچ کر پرورش کیا ہو اور جس پودے کی پرورش میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جیسا بزرگ سب کچھ نثار کر دے اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جیسا خلیفہ پیوند لگائے پھرے آج اس پودے کے لئے ایک جانب تو مخالفین اسلام اس کی بیخ کنی کے درپے ہیں۔ دوسری جانب بطلان پرست وناعاقبت اندیش فرقہ مرزائیہ اسلام میں خواہ مخواہ گھس کر، بھیس بدل کر اس کی بیخ کنی کر رہے ہیں

اور اپنے مواد فطرت کی ہواؤں اور جہالت کے بخارات سے عوام کے اعتقاد متعفن اور گندے کر رہے ہیں۔ مزید برآں تیسری جانب مسلمانوں کی خواب غفلت اس کے لئے باعث زوال بن رہی ہے آپ جانتے ہیں کہ اہم فرض ایک مسلمان کا اس پودے کے لئے اشاعت وتبلیغ اسلام ہے۔ زمانہ نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسی کام میں مشغول رہے۔ خلفائے راشدین المہدین کے وقت میں بھی یہی سب سے بڑا فرض سمجھا جاتا رہا ہے۔ حضرات تابعین بھی اسی میں کوشاں تھے۔ مگر جب سے دنیا کے مال ودولت اور لذات وغیرہ نے مسلمانوں کے دلوں میں جگہ پائی اسی وقت سے اس کام میں کمی ہونی شروع ہوگئی۔ جوں جوں محبت دنیا بڑھتی گئی، مال ودولت میں ترقی اور مسلمانوں میں تنزل ہونے لگا اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا پسندیدہ پودہ یعنی دین اسلام جس کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے خون سے آبیاری کر کے پروان چڑھایا تھا۔ آج ہم اس کو اپنے باریک اور قیمتی کپڑوں اور کامدار ٹوپیوں اور جوتیوں اور شادی اور غمی کی فضول اور بری رسموں اور اسراف وتبذیر کی بھینٹ چڑھا دیں۔

اے مسلمانو! اٹھو اور ایک ہو جاؤ۔ اپنے گھر کے جھگڑوں کو چھوڑ دو۔ ان بدرسموں کو اپنے دلوں سے نکال دو۔ دنیا کو دکھا دو کہ اس پودے یعنی دین اسلام کی اشاعت وتبلیغ کے لئے مسلمان اپنا مال اور جان، چین اور آرام سب کچھ نثار کرنے والے ہیں۔ آج آزمائش کا دن تمہارے سامنے ہے۔ عمل سے ثابت کر دو کہ دنیا ومافیہا مسلمان اپنے مالک کی رضا جوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں نثار کرنا ادنیٰ سی بات سمجھتے ہیں۔ اسی طرح ''وتکونوا شھداء علی الناس'' کا مصداق بن جاؤ اور تمہارے لئے یہ ارشاد عزوجل ہے: ''کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنھون عن المنکر'' اللہ عزوجل نے مسلمانوں کو معلم الناس بنایا اور ایک کام ان کے سپرد کیا کہ لوگوں کو اچھی اور مفید باتوں کی طرف توجہ دلائیں اور بری باتوں سے روکیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''من رأمنکم منکرًا فلیغیرہ بیدہٖ فان لم یستطع فبلسانہٖ فان لم یستطع فبقلبہٖ وذلک اضعف الایمان'' یعنی تم میں سے جو کوئی خلاف شرع بات دیکھے تو ہاتھ سے روکے اگر ایسا نہ کر سکے تو زبان سے بذریعہ نصیحت منع کر دے۔ اگر ایسا نہ کر سکے تو دل سے برا سمجھ کر اس میں شرکت نہ کرے۔ یہ درجہ آخری درجہ ایمان ہے۔ لہٰذا یہ رسالہ اسی غرض سے لکھا گیا تا کہ لوگ اس کو پڑھ کر فرقہ باطلہ مرزائیہ سے پرہیز کریں اور اس سے نصیحت پکڑیں۔ ''قال اللہ تبارک وتعالیٰ فی القراٰن المجید: تنزیل من

الرب العٰلمین ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منه بالیمین ثم لقطعنا منه الوتین (الحاقه: ۴۳تا۴۶، پاره: ۲۹)''

برادران اسلام! مرزا قادیانی خود اپنی کتاب (اربعین نمبر۳ص۴، خزائن ج۱۷ص۳۸۹) سے اوران کے مرید اس بات سے مرزا قادیانی کی صداقت ثابت کرتے ہیں کہ جب کبھی ان کے ساتھ مناظرہ کیا جاتا ہے تو ان کی طرف سے یہ آیت بطور استدلال پیش کی جاتی ہے اور اس آیت کا یہ مطلب بتلاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مفتری علی اللہ کو تیئیس برس سے زیادہ مہلت نہیں ملتی ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے غضب کی آگ وہ صاعقہ ہے کہ ہمیشہ جھوٹے ملہموں کو جلدی کھاتی رہی ہے۔ اگر مرزا قادیانی تمہارے زعم کے مطابق جھوٹے اور مفتری تھے تو اللہ نے ان کو عرصہ دراز تک کیوں چھوڑ دیا تھا۔ جب کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ جھوٹا ملہم اور مفتری علی اللہ تیئیس برس سے زیادہ زندہ نہیں رہ سکتا ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو حضرت ﷺ کی صداقت کے لئے نازل فرمایا ہے اور ترجمہ اس آیت کا یہ ہے کہ: ''یہ قرآن مجید اتارا ہوا ہے پروردگار عالموں کی طرف سے۔ اگر حضرت ﷺ باندھ لیوے اوپر ہمارے بعض جھوٹی باتیں البتہ پکڑیں ہم اس کا داہنا ہاتھ۔ پھر کاٹ ڈالیں ہم اس سے رگ گردن کی۔'' اب حضرت ﷺ کا بعد دعویٰ نبوت کے تیئیس برس تک زندہ رہنا دلیل ہے اس بات کی کہ جھوٹا ملہم اور مفتری علے اللہ تیئیس برس تک زندہ نہیں رہ سکتا ہے۔ لہٰذا اسی طرح سے مرزا قادیانی کا بعد دعویٰ نبوت وغیرہ کے تیئیس برس تک زندہ رہنا ثابت کرتا ہے کہ وہ اپنے تمام دعاوی میں سچے اور صادق تھے۔ اگر وہ بالفرض محال تمہارے زعم کے مطابق جھوٹے اور مفتری ہوتے تو ضرور تھا کہ وہ بعد دعویٰ نبوت کے تیئیس برس سے پہلے نیست ونابود ہو جاتے۔ لہٰذا اس آیت سے ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی اپنے تمام دعاوی میں سچے اور صادق تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ قضیہ شخصیہ ہے نہ کہ کلیہ۔ ہاں! اگر کلیہ مان بھی لیا جائے یعنی اگر نبی بالعموم لیا جائے تو نبی ہونا پہلے شرط ہے۔ یعنی نبی ہو اور جھوٹ بولے تو پھر اس کو جلد سزا ملے۔ مرزا قادیانی نبی نہیں تھے۔ جھوٹ بولا، ہلاک نہیں ہوئے۔ ہاں! اس پر یہ اعتراض اٹھنا کہ سچا نبی اور جھوٹ بولے اس کا کیا مطلب؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ''لو'' محال کے لئے آتا ہے۔ یعنی یہ بات محال ہے کہ نبی جھوٹ بولے۔ جیسے ''**لو کان فیهما الهة الا الله لفسدتا**'' یعنی یہ بات محال ہے کہ ایک خدا کے علاوہ کوئی دوسرا خدا ہو جب دنیا کے تاریخی واقعات پر غور کیا جاتا ہے تو مسلمان اور غیر مسلمان سب ہی کو اس بات کی تصدیق ہو جاتی ہے کہ

عالم دنیا جھوٹے اور مفتری ملہم کی سزا کا مقام نہیں ہے اور نہ ان کی گرفت کے لئے کوئی میعاد مقرر ہے۔ جب قرآن مجید پر غور کیا جاتا ہے تو ثابت ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے لئے جو کامیابی اور فلاح کی بشارت دی گئی ہے اور مفتریوں اور کافروں کے لئے ناکامی اور عدم فلاح کی وعید سنائی گئی ہے۔ ان دونوں کا وقت مرنے کے بعد ہے اور آیت مذکورہ بالا سے مرزا قادیانی کی صداقت کے لئے یہ استدلال پیش کرنا سراسر غلط ہے۔ کیونکہ اس آیت میں جو بعض الاقاویل کا لفظ آیا ہے وہ جھوٹے ملہم کو سزا سے خارج کر دیتا ہے۔ کیونکہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ سچا ملہم اگر اپنے سچے الہاموں کے ساتھ بعض جھوٹے الہام بیان کر دے تو اس کی سزا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان کی ہے۔

غرض بعض الاقاویل کی قید نے نہایت صفائی سے جھوٹے ملہم کو اس آیت سے نکال دیا ہے۔ چونکہ یہ آیت بالاتفاق مکی ہے۔ یعنی اس وقت نازل ہوئی ہے جس وقت تھوڑا سا قرآن شریف نازل ہوا تھا۔ اس لئے بعض کے معنی کل کے، کسی طرح نہیں ہو سکتے۔ جیسا کہ بعض مرزائیوں کے مولوی اپنی ناسمجھی سے اور عام لوگوں کو دھوکہ دینے کی غرض سے بیان کیا کرتے ہیں۔ حاصل کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو حضرت محمد ﷺ کی صداقت کے لئے نازل فرمایا ہے۔ یعنی حضرت محمد ﷺ جیسا سچا ملہم اگر بالفرض بعض جھوٹی باتیں اپنی طرف سے ملا کر کہے اور بعض سچی باتیں تو ان کے لئے اس آیت میں فرمایا جاتا ہے کہ: ''البتہ پکڑیں ہم اس کا داہنا ہاتھ۔ پھر کاٹ ڈالیں ہم اس سے رگ گردن کی۔'' اگر سراسر جھوٹا ملہم جھوٹی باتیں لوگوں سے بیان کرے اور کہے کہ میرے اوپر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہوتی ہے تو ان کے لئے عالم دنیا سزا کا مقام نہیں بلکہ بعد مرنے کے ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''**ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا اوقال اوحی الی ولم یوح الیہ شیٔ ومن قال سانزل مثل ما انزل اللہ ولو تری اذالظّٰلمون فی غمرات الموت والملٰئکۃ باسطوا ایدیھم اخرجوا انفسکم الیوم تجزون عذاب الھون** (انعام:۹۳)'' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس سے بڑھ کر کون ظالم ہے جس نے خدا پر افترٰی کیا یا یہ کہا کہ مجھ پر وحی کی گئی۔ حالانکہ اس پر کچھ وحی نہیں کی گئی۔ (محض جھوٹا دعویٰ کرتا ہے) یا کوئی اپنے کمال کے غرور پر یہ کہے کہ جیسی باتیں خدا کی طرف سے اس رسول پر اتری ہیں ایسی ہم بھی اپنی طرف سے اتار سکتے ہیں۔ یعنی اپنے ذہن اور دماغی قوت سے بیان کر سکتے ہیں۔ ان تینوں گروہوں کو بڑا ظالم فرما کر ظالموں کی حالت اللہ تعالیٰ بیان

فرماتا ہے۔ اے مخاطب! اگر تو ان ظالموں کی حالت کو دیکھے تو تیرا عجب حال ہو کہ موت کی بیہوشی میں پڑے ہیں (جان کنی ہو رہی ہے) اور فرشتے جان نکالنے کے لئے ہاتھ بڑھا رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ اپنی جانیں نکالو (اب تک تو تم نے چین کیا یا جس طرح رہے) مگر اب تمہارے کئے کا بدلہ تم پر عذاب کیا جائے گا۔ جس کی وجہ سے تم ذلیل ورسوا ہو گے۔ یہ عذاب اس وجہ سے ہوگا کہ تم خدا پر افترئ کرتے تھے اور جھوٹی بات اس کی طرف منسوب کرتے تھے۔﴾

ناظرین! اس آیت سے معلوم ہو گیا ہے کہ مفتری اور جھوٹے کی سزا کا وقت مرنے کے بعد ہے اور جانکنی کے وقت جو کچھ تکلیف ہوتی ہے وہ اس کی تمہید ہے جس طرح بدمعاشوں کو جیل میں جانے کے پہلے کچھ مار پیٹ ہو جاتی ہے۔ اصل سزا کی جگہ جیل ہے۔ اسی طرح سورۂ اعراف میں یہ آیت ہے: ''فمن اظلم ممن افتری علی اللہ کذباً او کذب بایٰتہ اولٰئک ینالھم نصیبھم من الکتاب حتیٰ اذا جاء تھم رسلنا یتوفونھم قالوا اینما کنتم تدعون من دون اللہ قالوا ضلوا عنا وشھد واعلیٰ انفسھم انھم کانوا کافرین وقال ادخلوا فی امم قد خلت من قبلکم من الجن والانس فی النار (الاعراف: ۳۷)'' ﴿پس کون شخص ہے زیادہ ظالم اس شخص سے کہ باندھ لیوے اوپر اللہ کے جھوٹ یا جھٹلاوے نشانیوں اس کی۔ یہ لوگ پہنچے گا ان کو حصہ ان کے لکھے میں سے۔ یہاں تک کہ جب آویں گے ان کے پاس بھیجے ہوئے۔ ہمارے قبض کرتے ہوئے کہیں گے کہاں ہیں جن کو تھے تم پکارتے۔ سوائے خدا تعالیٰ کے۔ کہیں گے کھوئے گئے ہم سے اور گواہی دیں گے اوپر جانوں اپنی کے یہ کہ وہ تھے کافر کہے گا داخل ہو بیچ ان جماعتوں کے کہ تحقیق گزری ہیں پہلے تم سے جنوں اور آدمیوں سے بیچ آگ کے۔﴾

دوستو! اسی آیت سے تین باتیں ثابت ہوتی ہیں۔ اوّل: یہ آیت عام ہے کسی خاص مفتری یا مکذب کے لئے نہیں جملہ ''من افتریٰ'' میں جو لفظ من ہے وہ عموم پر دلالت کرتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس میں ہر قسم کے مفتری کا حکم بیان کیا گیا ہے اور آیت کا ماسبق بھی اس عموم کا شاہد ہے۔ دوم: ہر قسم کا افترئ کرنے والا اور اس کی آیتوں سے انکار کرنے والا ایک ہی حکم میں ہے۔ ان دونوں کے لئے نہ دنیا میں کوئی فرق ہے نہ آخرت میں۔ ان دونوں گروہوں کی مقدار راحت وآرام وآسائش دنیا اور مقررہ رزق اور معینہ عمر میں کچھ کمی نہیں ہوتی۔ بلکہ دنیا میں ان کو مال ودولت دے کر خوش کیا جاتا ہے۔ جیسے کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے: ''من کان

یرید حرث الدنیا نؤتہ منھا وما لہ فی الاخرۃ من نصیب (شوریٰ: ۲۰)'' ﴿جو کوئی چاہتا ہے کھیتی آخرت کی۔ زیادہ دیتے ہیں ہم اس کو بیچ کھیتی اس کی کے اور جو کوئی چاہتا ہے کھیتی دنیا کی۔ دیتے ہیں ہم اس کو اس میں سے اور نہیں ہے واسطے بیچ آخرت کے کچھ حصہ۔﴾

مطلب یہ ہے کہ جو شخص دنیا میں مال و دولت چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اس کی نیت کے مطابق مال و دولت دنیا میں دے کر خوش کر دیتا ہے اور اس شخص کے لئے آخرت میں کچھ حصہ نہیں ہے۔ بلکہ دوسری آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو مال و دولت دے کر آزمائش کرتا ہے: ''فاما الانسان اذا ما ابتلاہ ربہ فاکرمہ ونعمہ فیقول ربی اکرمن واما اذا ما ابتلاہ فقدر علیہ رزقہ فیقول ربی اھانن (الفجر: ۱۵، ۱۶)'' ﴿جب انسان کا پروردگار اس کو آزمائش کے طور پر عزت دیتا ہے اور اس کو دنیاوی انعام واکرام یعنی مال و دولت بخشتا ہے تو وہ انسان یوں کہتا ہے کہ میرے رب نے مجھے بزرگی دی اور جب اسے آزمائش میں ڈال کر فلاکت (تنگ دستی) میں مبتلا کرتا ہے تو وہ انسان یوں کہتا ہے کہ میرے رب نے مجھے ذلیل کیا۔﴾

الحاصل! آیات قرآنیہ اور نصوص قطعیہ سے ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی اور ان کے مریدوں کا اپنی کسی دنیاوی کامیابی کو اپنی صداقت میں پیش کرنا عظیم الشان غلطی ہے۔ دیکھو خدائے قہار نے فرعون کو جو مدعی الوہیت تھا کس قدر مال دیا تھا اور اس کی عمر کو اس قدر بڑھایا کہ چار سو برس کی طویل زندگی میں اس کو خفیف سا بخار تک بھی نہیں ہوا۔ علیٰ ہذا القیاس!

صالح بن طریف کو دیکھو وہ انتہائے مغرب میں قوم برغواطہ کا عالم تھا جس کے واقعات اور حالات پر نظر کرنے سے مرزا قادیانی آنجہانی کا بہت بڑا دعویٰ غلط ہو جاتا ہے اور پھر کسی منصف مزاج شخص کو ان کے کاذب و مفتری اور خود ساختہ نبی ہونے میں تأمل نہیں رہتا۔ اس کے مختصر حالات ملاحظہ ہوں۔ اس کا باپ طریف ایک غریب شخص تھا۔ مگر دوسری صدی کے شروع میں اپنی قوم کا بادشاہ اور سردار ہو گیا تھا اور نبوت کا دعویٰ بھی اس نے کیا تھا۔ بعد دعویٰ نبوت اس کو ایسا فروغ ہوا اور اس قدر لوگ اس کے معتقد ہوئے کہ وہ اپنی قوم کا بادشاہ ہو گیا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کی سرداری اور حکومت اس کے بیٹے صالح کو مل گئی۔ چونکہ یہ صالح پہلے سے عالم اور نیک مشہور تھا اور حکومت ملنے کے بعد اس کی حالت پلٹی اور اس کے ایسے خیالات بلند ہوئے کہ اس نے نبوت کا دعویٰ کر دیا اور یہ بھی دعویٰ کیا کہ مجھ پر قرآن شریف نازل ہوتا ہے اور الگ الگ

سورتوں کے نام بتلائے۔ مثلاً سورۃ الدیک، سورۃ الحمر، سورۃ الفیل، سورۃ آدم، سورۃ نوح اس کے سوا بہت انبیاء وغیرہم کے نام پر سورتوں کے نام تھے اور اس میں کچھ احکامات حلال اور حرام بھی بیان کئے تھے۔

دوستو! جائے غور ہے کہ یہ شخص اور اس کے متبعین قرآن مجید کو مان کر اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو سچا جان کر یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے بعد مستقل نبی آسکتا ہے اور اس پر بہت ایسے الہامات ہوئے کہ جس میں حلال وحرام کے متعلق احکامات تھے اور ان کے پیروان ان احکامات پر عمل بھی کرتے تھے اور ان سورتوں کو اپنی نماز میں پڑھا کرتے تھے۔

حضرات! اب یہ دیکھنا چاہئے کہ یہ صالح بن طریف جھوٹا مدعی نبوت جس نے وحی والہام کا اس زور سے دعویٰ کیا کہ دوسرے اپنے اوپر قرآن کا نزول بتایا اور اس کے زمانے کے لوگوں نے اس کو مانا۔ باوجود جھوٹا اور مفتری ہونے کے کس قدر یہ شخص کامیاب ہوا۔ تاریخ ابن خلدون سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ اس شخص نے چھیالیس برس یا اس سے بھی زیادہ دعویٰ نبوت کے ساتھ بادشاہت کی اور اس کی اولاد میں کئی سو برس تک زور شور سے بادشاہت رہی۔ تاریخ مذکور کی ج ۶ ص ۲۰۷ میں پہلے لکھا ہے کہ اس کا باپ مرا اور اس کی سلطنت کا یہ مالک ہوا۔ پھر اس کے دعویٰ نبوت اور نزول قرآن کا ذکر کر کے لکھا ہے کہ صالح کا ظہور یعنی اس کے دعویٰ کی ابتداء یا اس کا شہرۂ ہشام ابن عبدالملک کی خلافت میں ہوا اور تاریخ ابن خلدون کی عربی عبارت کو اہل علم دیکھ کر کامل یقین کر سکتے ہیں کہ اس سے مقصود صالح کے دعویٰ کی ابتداء کا بیان کرنا ہے۔ اس کے بادشاہ ہونے کا وقت بتانا مقصود نہیں ہے۔ اوّل تو اس کے لفظ اس کو ظاہر کر رہے ہیں۔ کتب تاریخ میں دیکھا جائے کہ جب کسی کی طرف ظہور یا خروج منسوب کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص کا ظہور ہوا یا اس کا خروج ہوا۔ اس سے مقصود اس کا پیدا ہونا یا اس کا بادشاہ ہونا نہیں ہوتا۔ جس طرح سے اکثر مرزائیوں کے مولوی کہا کرتے ہیں بلکہ اس کے خاص کام اور بالتخصیص دعویٰ نبوت یا امامت پر بیعت لینا ہوتا ہے یا اس کی اغویٰ کی ابتداء بیان کرنا مقصود ہوتا ہے اور تاریخ ابن خلدون کی عربی عبارت ملاحظہ کی جائے۔

”وکان ظهور صالح هذا فی خلافة هشام بن عبدالملک من سنة سبع وعشرین من المائة الثانیة من الهجرة ثم زعم انه المهدی الاکبر الذی یخرج فی آخر الزمان وان عیسٰی یکون صاحبه ویصلی خلفه وان اسمه فی

العرب صالح وفی العبرانی روبیا وفی البر بری وربا ومعناہ الذی لیس بعدہ نبی وخرج الی المشرق بعد ان ملک امرھم سبعًا واربعین سنۃ وعدھم انہ یرجع الیھم فی السابع منھم واوحٰی بدینہٖ'' ﴿یعنی ۱۲۷ھ میں دعویٰ نبوت کے بعد اس نے یہ کہا کہ مہدی اکبر میں ہوں۔ جو آخر وقت میں ظہور کریں گے اور عیسیٰ علیہ السلام ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے (چونکہ سلف میں یہ امر محقق اور سب کا مسلم تھا کہ مہدی اور عیسیٰ دو ہیں اور مہدی اکبر کے وقت مسیح کا نزول ہوگا اور امام مہدی کے پیچھے وہ نماز پڑھیں گے۔ اس لئے وہ کہتا تھا کہ میں مہدی اکبر ہوں اور عیسیٰ میرے مصاحب ہوں گے) عرب کی زبان میں اس کا نام صالح تھا اور سریانی میں مالک اور فارسی میں عالم اور عبرانی میں روبیا اور بربری میں وربا (اس لفظ کے معنی خاتم النبیین کے ہیں) اور سینتالیس برس بادشاہت اور دعویٰ نبوت کر کے اپنی قوم کے دینی اور دنیاوی امور کا حاکم رہ کر غالباً زہد کے غلبہ سے مشرق کی جانب چلا گیا تھا اور اپنے لوگوں سے وعدہ کر گیا تھا کہ تمہاری ساتویں پشت کا جو بادشاہ ہوگا اس وقت میں لوٹ کر آؤں گا۔﴾

یہ وعدہ صاف شہادت دیتا ہے کہ اس پر زہد کا غلبہ ہو گیا تھا اور اس کی وجہ سے اس کے خیال میں سما گیا تھا کہ اس مدت تک میں زندہ رہوں گا۔ اس لئے پیش گوئی کرتا تھا کہ پھر آؤں گا اور اپنے بیٹے کو اپنے مذہب پر چلنے کی وصیت کی اور اس سے عہد لیا کہ اندلس کے حاکم سے دوستی رکھنا۔

دوستو! غور کرو کہ اس صالح بن طریف نے کس قدر عمر پا کر دعویٰ نبوت اور بادشاہت کی اور تمہاری صداقت مسیح میں یہ دلیل پیش کرنی کہ جھوٹا مدعی نبوت یا مفتری تیئیس برس سے زیادہ زندہ نہیں رہ سکتا ہے، سراسر غلط ہے۔ کیونکہ تم صالح ابن طریف کو سچا نبی مانتے ہو کہ جھوٹا؟ اگر جھوٹا تھا تو پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو تمہارے زعم کے مطابق کیوں نہیں تیئیس برس سے پہلے ہلاک کیا تھا اور ان کو مال و دولت بھی اس قدر دیا گیا تھا کہ وہ اپنی قوم کی بادشاہت کرتا تھا اور لوگ ان کو نبی مانتے تھے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ یہ استدلال تمہارا سراسر غلط ہے اور اس صالح بن طریف نے تو تمہارے پیر و مرشد کی طرح دعویٰ نبوت ہی کیا تھا۔ فرعون کو نہیں دیکھتے ہو کہ اس نے خدائی والوہیت کا دعویٰ کر کے لوگوں سے اپنے آپ کو خدا منوایا اور قریباً چار سو برس تک زندہ رہ کر حکومت اور بادشاہت کرتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو ان کے لئے بھیجا اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنی رسالت کی تبلیغ کی اور خدائی دعویٰ سے اس کو روکا۔ قرآن شریف سورۂ طٰہٰ میں مذکور ہے: ''قال لھم موسٰی

ویلکم لا تفتروا علی اللہ کذبا فیسحتکم بعذاب وقد خاب من افتریٰ ‘‘ ﴿(تمہارے حال پر افسوس آتا ہے) تم خدا تعالیٰ پر افترئ نہ کرو۔ اگر ایسا کرو گے تو خدا تعالیٰ تمہیں کسی عذاب سے ہلاک کردے گا۔﴾

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ پیش گوئی خاص فرعون اور اس کے لوگوں کے لئے کی۔ پھر عام طور سے فرمایا اور اس کا یقین کرو کہ جس شخص نے اللہ تعالیٰ پر افتراء کیا وہ نامراد رہا اور فائز المرام نہ ہوگا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ فرعون اور ان کے ماننے والوں کو مفتری علی اللہ کہا گیا اور مفتری علی اللہ کے ہلاک ہونے کی کوئی تعیین نہیں بلکہ فرعون نے چار سو برس تک حکومت کی اور اس کے عروج اور غرور کی یہ نوبت پہنچی کہ الوہیت کا مدعی ہوا اور ’’انا ربکم الاعلیٰ ‘‘ کہا اور باوجود اس سرکشی اور افتراء پردازی کے ایسا کامیاب رہا کہ اس کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی اور اس عرصہ دراز میں کبھی اسے بخار بھی نہ آیا۔ اس کی نسبت بھی ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ خائب وخاسر رہا۔ فائز المرام نہ ہوا۔ جب فرعون کی نسبت ایسا کہا گیا جس نے چار سو برس حکومت کی اور دعویٰ خدائی کر کے مخلوق خدا سے اپنے آپ کو خدا منوایا تو اظہر من الشمس ثابت ہوگیا کہ دنیا میں کوئی کیسا ہی خوش حال ہو جائے کسی بلند مرتبہ پر پہنچ جائے۔ ہر طرح کی مرادیں اس کی پوری ہوں۔ اسے قرآن مجید فائز المرام نہیں کہتا۔ اس مقصد کے لئے یہی ایک آیت کافی ہے اور اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ پر افتراء کرنے والا تین چار سو برس تک نہایت کامیابی سے زندہ رہ سکتا ہے۔ کیونکہ فرعون کو مفتری کہا گیا اور باوجود مفتری ہونے کے غالباً چار سو برس تک اس نے حکومت کی اور لوگوں سے اپنی خدائی منوائی۔

اب مرزا قادیانی اور ان کے مریدوں کا یہ کہنا کہ جو شخص الہام ووحی کا جھوٹا دعویٰ کر کے خدا پر افتراء کرے وہ جلد ہلاک ہو جاتا ہے۔ بعد دعویٰ کے تیئیس برس سے زیادہ زندہ نہیں رہ سکتا ہے۔ محض زبردستی ہے جسے تھوڑی بھی عقل دی گئی ہے۔ وہ سمجھ سکتا ہے کہ یہ بالکل خلاف عقل ہے کہ جو خدائی کا دعویٰ کرے اور خدا تعالیٰ کی ہستی کا منکر ہو اور مخلوق خدا سے اپنی خدائی کو منوائے اور خدا کے ماننے والوں کو سخت تکلیف دیوے وہ تو جلد ہلاک نہ ہو اور جو خدا تعالیٰ کو مان کر اپنے طمع نفس کے لئے الہام ووحی کا جھوٹا دعویٰ کرے وہ جلد ہلاک کیا جائے۔ مرزا قادیانی نے بھی اپنی کتاب (اربعین نمبر۳ ص۴، خزائن ج۱۷ ص۳۸۹) میں ایسے مفتری کے ہلاک ہونے کی وجہ یہی لکھی ہے کہ: ’’جو دنیا کو ہلاکت کی راہ بتاتا ہے۔ اس لئے وہ خود ہلاک کر دیا جاتا ہے۔‘‘

ہائے افسوس! صد افسوس!! نظر غور سے نہیں دیکھتے کہ یہ وجہ تو دونوں میں پائی جاتی ہے۔ کیونکہ جس طرح مدعی وحی اپنی جھوٹی وحی کو منوا کے خلق خدا کو گمراہ کرتا ہے۔ اسی طرح فرعون نے مخلوق خدا سے اپنی خدائی منوا کر گمراہ کیا اور فرعون کی گمراہی جھوٹے ملہم کی گمراہی سے لاکھ حصہ زیادہ ہے۔ مگر اس خدائے قہار کی آتش غضب نے ایسے مفتری کو چار سو برس کی مہلت دی پھر کیا وجہ ہوسکتی ہے کہ ایسا مفتری سخت مجرم گمراہ کرنے والا تو جلد ہلاک نہ ہو اور ایک جھوٹا مدعی الہام ورسالت جلد ہلاک کیا جائے۔ اسے کوئی عقل سلیم والا شخص مان سکتا ہے؟

میرے دوستو! خدارا اللہ تعالیٰ کے غضب سے ڈرو۔ تم بدیہی باتوں کو نہیں مانتے ہو اور قرآن مجید کے نصوص قطعیہ کے خلاف اور صریح عقل کے مخالف ایسی بدیہی حماقت کو الہامی بات خیال کرتے ہو۔ حالانکہ فرعون اور صالح بن طریف کے قصہ سے معلوم ہوگیا ہے کہ قرآن مجید میں فلاح سے مراد دنیا کی کامیابی نہیں ہے۔ اگر یہی کامیابی مراد ہے تو پھر ان دونوں کو کامیاب کہنا چاہئے تھا۔ حالانکہ فرعون کو تو قرآن مجید میں ''قد خاب من افتریٰ'' سے یاد کیا گیا ہے۔ یعنی فرعون ٹوٹے اور گھاٹے میں رہا۔ فائز المرام نہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے جو برگزیدہ بندے ہوتے ہیں۔ ان پر ہر طرح کی مصیبتیں نازل ہوتیں ہیں۔ دیکھو حضرت ایوب علیہ السلام کا قصہ۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کو ہر طرح سے آسودہ کیا تھا۔ کھیت اور مویشی اور لونڈی اور غلام کماتے تھے اور اولاد صالح اور موافق مرضی اور بڑے شکر گزار تھے پھر آزمانے کو اس پر شیطان کو ہاتھ دیا کھیت جل گئے۔ مویشی مر گئے اور اولاد اکٹھی دب مری اور دوستدار الگ ہوگئے۔ بدن میں آبلے پڑ کر کیڑے پڑ گئے۔ صرف ایک عورت رفیق حال رہی۔ جیسے نعمت میں شاکر تھے ویسے ہی بلا اور مصیبت میں صابر رہے۔ ایک زمانے کے بعد یہ دعا کی اور فوراً باری تعالیٰ نے قبول کی۔ صرف یہ ایک امتحان تھا۔

''وایوب اذ نادیٰ ربہ انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین فاستجبنا لہ فکشفنا ما بہ من ضر واتینہ اھلہ ومثلھم معھم رحمۃ من عندنا وذکریٰ للعابدین (الانبیاء: ۸۳، ۸۴)'' ﴿اور ایوب نے جس وقت پکارا اپنے رب کو تحقیق مجھ کو پہنچی ہے ایذا اور تو بہت مہربان ہے سب مہربانی کرنے والوں سے، پس قبول کیا ہم نے واسطے اس کے، کھول دی ہم نے جو کچھ تھی ایذا اس کو اور دی ہم نے اس کو اولاد اس کی اور مانندان کے اور کی ساتھ ان کے مہربانی اپنی طرف سے اور یہ نصیحت ہے واسطے عبادت کرنے والوں کے۔﴾

حضرت یحییٰ علیہ السلام کا قصہ سنو آپ لڑکپن ہی سے بڑے عابد اور پرہیز گار تھے اور اعلیٰ درجہ کا فہم رکھتے تھے۔ ایک روز لڑکوں نے آپ سے کھیلنے کو کہا تو فرمایا کہ ہم اس لئے نہیں بنائے گئے۔ آپ کی خوراک درختوں کے پتے اور جنگل کی گھاس تھی۔ آپ کے پاس دنیا کے مال ومتاع سے کچھ بھی نہ تھا اور نہ رہنے کو مکان تھا۔ کمبل پہنتے اور جہاں رات ہوتی، پڑ رہتے۔ عبادت کرتے کرتے آپ بالکل نحیف اور لاغر ہو گئے تھے اور خوف خدا سے روتے روتے آپ کے رخساروں کا گوشت جاتا رہا تھا۔ جس سے آپ کی داڑھیں معلوم ہوتی تھیں۔ جس پر آپ کی والدہ نے دو ٹکڑے سوتی کپڑے کے رکھ دیئے تھے تاکہ دانت مبارک ڈھانک لیں۔ خدا تعالیٰ کی خشیت اور زہد وتقویٰ ایسا غالب تھا کہ دنیا کی کسی شئے پر نظر نہیں پڑتی تھی اور نہ دنیا کی کوئی خواہش آنجناب کے دل میں پیدا ہوتی تھی۔ اس لئے تمام عمر آپ نے عورت کی صورت نہیں دیکھی۔ آپ کے والد حضرت زکریا علیہ السلام اگر وعظ فرماتے اور اس میں آپ ہوتے تو حضرت زکریا علیہ السلام آپ کے خیال سے دوزخ وجنت کا ذکر نہ کرتے تھے۔

عزیزان من! آپ کی تمام عمر کی عسرت وتنگی پر نظر کی جائے تو اہل دنیا اور تمہارے پیرومرشد مرزا قادیانی ایسے سخت گزران کو کیا کہیں گے اور اس وقت جو حضرت یحییٰ علیہ السلام کے مخالف تھے وہ آپ کو کس قدر نامراد اور ناکامیاب کہتے ہوں گے اور خصوصاً اس واقعہ سے جو انجام کار آپ کے ساتھ پیش آیا اور باوجود نہایت عالی مرتبہ نبی ہونے کے کس مظلومانہ حالت سے شہید کئے گئے قریباً تیس برس کی عمر میں بادشاہ نے آپ کو قید کیا اور دو برس قید میں رہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی آسمان پر اٹھائے نہیں گئے تھے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کا سر مبارک بادشاہ نے کٹوا کر آپ کے مخالف دشمن کے حوالہ کیا۔ غرضیکہ ۳۲ برس کا آپ کا سن تھا کہ آپ شہید کئے گئے۔ آپ کی پوری حالت بیان کرنے کے لئے تو ایک رسالہ ہونا چاہئے اور آپ کی شہادت کو تمہارا مجدد مسیح قادیان مرزا غلام احمد قادیانی اپنی مایۂ فخر کتاب میں فرماتے ہیں: ''حضرت یحییٰ علیہ السلام نے بھی یہودیوں کے فقیہوں اور بزرگوں کو سانپوں کے بچے کہہ کر ان کی شرارتوں اور کارسازیوں سے سر کٹوایا۔'' (ازالہ اوہام ص ۷، خزائن ج ۳ ص ۱۱۰)

اب مرزا قادیانی کے مرید کہاں ہیں جو حضرت یحییٰ علیہ السلام کے واقعہ شہادت کو جھوٹا بتاتے ہیں۔ اب انہیں چاہئے کہ اپنے پیرومرشد کو جھوٹا کہیں۔ کیونکہ وہ صاف کہہ رہے ہیں کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے سخت کلامی کر کے یہود سے اپنا سر کٹوایا یعنی یہود نے آپ کو شہید کیا۔ حاصل کلام یہ کہ جھوٹے مدعی نبوت کو تیئیس برس سے زیادہ مہلت نہ ملنا بوجوہ ذیل باطل ہے۔

۱..... جب کہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ مفتری جلد ہلاک کیا جاتا ہے تو تیئیس برس کی مدت معیار صداقت نہیں ہوسکتی۔ اس لئے کہ ۲۳ برس سے کچھ کم مدت مثلاً ۲۲ برس اور چند مہینے کو کوئی ذی شعور جلدی نہیں کہہ سکتا۔

۲..... جن سچے نبیوں کی نبوت کا زمانہ ۲۳ برس سے کم ہے وہ حضرات بھی سچے نبی نہیں ثابت ہوسکتے۔ (نعوذ باللہ منہ)

۳..... جب آیت کے معنی کی صحت حضور پرنور ﷺ کی وفات پر موقوف ہے تو قبل وفات آیت کے صحیح معنی معلوم نہیں کرسکتے اور اس سے لازم آتا ہے کہ خود آنحضرت ﷺ نے آیت کے صحیح معنی نہیں سمجھے ہوں۔ (نعوذ باللہ)

۴..... جب یہ آیت آنحضرت ﷺ کی نبوت کی صداقت ثابت کرنے کے لئے استدلالاً پیش کی گئی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ نبوت کی صداقت کا ثبوت نبی کی زندگی میں ہونا چاہئے۔ جب اس کے معنی کی صحت آپ کی وفات پر موقوف ہے تو پھر آپ کی زندگی میں یہ دلیل صدق نبوت کیونکر ہوسکتی ہے۔ آپ نے یہود و نصاریٰ وغیرہ مخالفین کے مقابلہ میں اس کو کیوں پیش کیا ہے۔

مرزا قادیانی کے گیارہ سفید جھوٹ منقول از کتب مرزا قادیانی

قرآن مجید و توریت دونوں اس امر کی شہادت دیتے ہیں کہ اگر کسی مدعی نبوت کی ایک پیشین گوئی بھی غلط ہو جائے تو اس کا کاذب ہونا قطعی اور یقینی ہے۔ ملاحظہ ہو: توریت کتاب استثناء باب ۱۸ میں لکھا ہے: ''لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا میں نے اس کے حکم نہیں دیا تو قتل کیا جاوے اور اگر تو اپنے دل میں کہے کہ میں کیونکر جانوں کہ یہ بات خداوند کی کہی ہوئی تھیں تو جان رکھ کہ جب نبی خداوند کے نام سے کچھ کہے اور جو اس نے کہا ہے واقع نہ ہو یا پورا نہ ہو تو وہ بات خداوند نے نہیں کہی بلکہ اس نبی نے گستاخی سے کہی ہے۔''

لیجئے! مرزا قادیانی بھی اس کے قائل ہیں۔ مرزا قادیانی اپنے رسالہ (چشمہ معرفت ص۲۲۲، خزائن ج۲۳ ص۲۳۱) میں فرماتے ہیں: ''ظاہر ہے کہ جو شخص ایک بات میں جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں ہوتا۔''

میں نے تمہارے پیرومرشد کی مستند تحریروں سے ان کے سفید دس گیارہ جھوٹ ثابت کئے ہیں جو مندرجہ ذیل نمبروار تحریر کئے گئے ہیں۔ بنظرغور ملاحظہ فرماویں۔ لہٰذا مرزا قادیانی اپنی مذکورہ بالا تحریر کے موجب اپنے تمام دعاوی میں کاذب ثابت ہوئے۔

جھوٹ نمبر:۱..... متضاد تحریرات در بیان قبر عیسیٰ علیہ السلام منقول از کتب مرزا قادیانی۔

(ازالہ اوہام ص ۱۲۷، خزائن ج ۳ ص ۱۵۳)	(راز حقیقت ص ۳، ۲۰، خزائن ج ۱۴ ص ۱۵۵)	(اتمام الحجہ حاشیہ ص ۱۹، ۲۰، خزائن ج ۸ ص ۲۹۹)
یہ سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں فوت ہوا اور وہاں ان کی قبر ہے۔	اور یہودیوں کی دوسری قوموں کو جو بابل کے تفرقہ کے زمانہ سے ہندوستان اور کشمیر جنت نظیر میں انتقال فرمایا اور سری نگر محلہ خانیار میں باعزاز تمام دفن کئے گئے اور آپ کی قبر مشہور ہے۔ بحوالہ تاریخ اعظمی لکھتے ہیں کہ سید نصیر الدین کے مزار کے پاس عام خیال ہے کہ یہ ایک پیغمبر کی قبر ہے۔	حضرت عیسیٰ کی قبر بلدہ قدس میں ہے اور اب تک موجود ہے اس میں ایک گرجا بنا ہوا ہے اور وہ تمام گرجوں سے بڑا ہے۔ اس کے اندر حضرت عیسیٰ کی قبر ہے اور دونوں قبریں علیحدہ علیحدہ ہیں۔

دوستو! تمہارے پیرومرشد کی تین کتابوں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر تین جگہ ثابت ہوتی ہے اور یہ تینوں کتابیں ان کی تحریر شدہ ہیں اور یہ ممکن نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر تین جگہ ہو۔ لہٰذا ضرور ماننا پڑے گا کہ تمہارے قول کے مطابق حضرت عیسیٰ کی قبر ایک جگہ ہے اور دو جگہ جو مرزا قادیانی نے تحریر کیا ہے وہ جھوٹ ہے۔ یہ پہلا جھوٹ ان کی تحریروں سے ثابت ہوا۔ اب مرزا قادیانی اپنی تحریر رسالہ (چشمہ معرفت ص ۲۲۳، خزائن ج ۲۳ ص ۲۳۱) کے موجب دوسری باتوں میں بھی صادق نہیں سمجھے جائیں گے۔ بلکہ اپنے تمام دعاوی میں کاذب سمجھے جائیں گے۔

جھوٹ نمبر:۲..... مرزا قادیانی اپنی کتاب (الاستفتاء ص ۴۳، خزائن ج ۲۲ ص ۶۶۴) میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت پر تمام صحابہ کرام کا اجماع تھا۔ ''**ایصرون علی حیوٰۃ عیسٰی ویخفون اجماعًا اتفق علیہ الصحابۃ کلھم اجمعون ویتبعون غیر سبیل قوم ادرکوا صحبۃ رسول اللہ ﷺ علٰی موت عیسٰی وھو الاجماع الاوّل**

بعد رسول اللہ ویعلمہ العالمون ''اے لوگو! کیوں اصرار کرتے ہو حضرت عیسیٰ کی حیات پر اور بھول گئے ہو اس اجماع کو جس کے اوپر تمام صحابیوں نے اتفاق کیا تھا اور اتباع کرتے ہو اس راستے کا جو غیر ہے اس قوم کے راستے سے جنہوں نے صحبت رسول اللہ کو پایا تھا اور ہر ایک نے نبی ﷺ سے تعلیم و استفاضہ کو حاصل کیا تھا اور ان کا اجماع ہو گیا تھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت پر اور وہ اجماع پہلا تھا رسول اللہ کے بعد اور اس اجماع کو سب جانتے ہیں۔

عزیزو! ذرا غور کرو تمہارے میں جرأت ہے کہ اس اجماع کو دکھا سکو۔ کتب احادیث موجود ہیں۔ کوئی حدیث ضعیف ہی اس اجماع کے بارہ میں دکھا دو۔ ورنہ کہوں گا کہ ؎

لولبس الحمار ثیاب خز لقال الناس یا لک من حمار

ترجمہ: اگر گدھا ریشم کے کپڑے پہن لے تو لوگ گدھا ہی کہیں گے آدمی نہیں بن سکتا۔

لہٰذا مرزا قادیانی ایسے سفید جھوٹ لکھ کر نبی نہیں بن سکتے بلکہ ''**سیکون امتی ثلثون دجالون کذابون**'' (عنقریب میری امت سے تیس شخص دجال ہوں گے) کے مصداق ہیں۔

جھوٹ نمبر: ۳..... مرزا قادیانی اپنی کتاب (شہادۃ القرآن ص ۴۱، خزائن ج ۶ ص ۳۳۷) میں تحریر فرماتے ہیں کہ اگر حدیث کے بیان پر اعتماد ہے تو پہلے ان حدیثوں پر عمل کرنا چاہئے جو صحت اور وثوق میں اس حدیث پر کئی درجہ بڑھی ہوئی ہیں۔ مثلاً صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے۔ خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کے لئے آواز آئے گی۔ ''**ھذا خلیفۃ اللہ المھدی**'' اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔

اجی حضرت! سوچا اور خوب سوچا۔ یہ حدیث اس پایہ اور مرتبہ کی ہے جس پایہ اور مرتبہ کے آپ کے پیرو مرشد نبی اور رسول تھے۔ بخاری جیسی مشہور کتاب بھی جناب کو ادنیٰ ادنیٰ بات پر وحی کی بارش اور پھر آنجناب کی وحی دخل شیطانی سے محفوظ روح القدس ہر وقت آپ کے ساتھ، الہام جناب کا قطعی مگر اس قدر جھوٹ سے نہ وحی نے روکا اور نہ روح القدس نے بخاری شریف جہاں میں موجود ہے اس کی ایک ایک حدیث پڑھ کر دیکھ لو اگر تم کو یہ حدیث مل جائے جس میں یہ الفاظ ہوں: ''**ھذا خلیفۃ اللہ المھدی**'' تو پھر میں تمہارے پیرو مرشد کو اس میں سچا مان لوں گا ورنہ کہوں گا ؎

دام تزویر بنا رکھا ہے قرآن کریم کار افسانہ حدیثوں سے لیا کرتے ہیں

مرزا قادیانی کے مناسب حال ایک عجیب حکایت

ایک دفعہ فرعون کے زمانہ میں بسبب بارش نہ ہونے کے دریائے نیل کا چڑھاؤ نہ ہوا۔ قحط سالی پڑ گئی۔ لوگ بھوک سے مرنے لگے فرعون سے کہا گیا تو خدا کیا ہے۔ ہم تو بھوک سے مرے جاتے ہیں۔ بارش ہوتی نہیں۔ دریائے نیل کو طغیانی آتی نہیں۔ زمین دریا کے پانی سے سیراب ہوتی نہیں۔ فرعون نے لوگوں سے کہا کہ آج رات کو بارش ہو جائے گی۔ جب رات ہوئی تو فرعون اللہ تعالیٰ سے بارش کے لئے عاجزی کرنے لگا۔ اس وقت شیطان نے فرعون سے کہا کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ خدا ہو کر عاجزی کرتا ہے۔ اس کام کو تو میں کرادوں گا۔ فرعون نے کہا حضور بہت اچھا۔ اندھے کو کیا چاہئے۔ دو آنکھیں۔ شیطان نے فرعون سے کہا آپ بے فکر رہیں آج رات کو بارش ہو جائے گی۔ شیطان نے رات کو اپنے تمام شیاطین کو جمع کر کے کہا کہ جس قدر آج رات کو تمہیں پیشاب آوے۔ اس بستی پر کرنا شیاطین نے ایسا ہی کیا جب صبح ہوئی تو لوگ تعفن اور بو سے مرنے لگے۔ لوگوں نے فرعون سے کہا حضور اچھی بارش ہوئی ہے۔ لوگ تو بو سے مرے جاتے ہیں۔ اس وقت شیطان بھی فرعون کے پاس آ حاضر ہوا۔ فرعون نے شیطان سے کہا ارے یار تم نے اچھی بارش کرائی ہے۔ لوگ بو سے مرے جاتے ہیں۔ شیطان نے کہا تیرے جیسا خدا، میرے جیسا وحی۔ بارش بھی تو ایسی ہی ہونی چاہئے تھی۔ لہٰذا مرزا قادیانی جیسا نبی ویسا ہی جناب کا وحی۔ نبوت بھی ویسی ہی ہونی چاہئے تھی۔

جھوٹ نمبر:۴..... مرزا قادیانی اپنی کتاب (اعجاز احمدی ص۱، خزائن ج۱۹ ص۱۰۷) میں تحریر فرماتے ہیں: ''اگر ان پیش گوئیوں کے پورا ہونے کے لئے تمام گواہ اکٹھے کئے جائیں تو وہ ساٹھ لاکھ سے زیادہ ہوں گے۔'' مگر مرزا قادیانی (نزول المسیح ص۱۲۰، خزائن ج۱۸ ص۴۹۸) میں لکھتے ہیں کہ ستر ہزار میرا مرید ہے۔ اب ظاہر ہے جو مرید ہے وہی ان پیش گوئیوں پر گواہ ہو سکتا ہے۔ ساٹھ لاکھ مرید نہیں تو ثابت ہوا کہ ساٹھ لاکھ گواہ ان پیش گوئیوں پر مرزا قادیانی کا فرمانا سراسر جھوٹ ہے۔ حالانکہ کثیر التعداد مرزا قادیانی کی پیش گوئیاں جھوٹی ثابت ہوئی ہیں۔ مثلاً: (۱) عبداللہ آتھم کی موت کی پیش گوئی۔ (۲) منکوحہ محمدی بیگم کی پیش گوئی۔ (۳) ڈاکٹر عبدالحکیم کی پیش گوئی۔ (۴) قادیان کے طاعون سے محفوظ رہنے کی پیش گوئی۔ (۵) مولوی ثناء اللہ صاحب کی موت کی

پیش گوئی اور بہت سی پیش گوئیاں ہیں جو کہ علماء زمانہ نے جھوٹی ثابت کی ہیں۔

جھوٹ نمبر:۵..... مرزا قادیانی اپنی کتاب (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۵۹، خزائن ج۱۷ ص۶۶) میں فرماتے ہیں کہ مجھ کو الہام ہوا اور پینتیس برس الہام کو گزر گئے۔ وہ الہام یہ ہے کہ تیری عمر اسّی برس کی ہوگی یا دو چار برس کم یا چند سال زیادہ اور تو اس قدر عمر پائے گا کہ ایک دور کی نسل دیکھ لے گا۔ مگر مرزا قادیانی کے سن پیدائش اور سن وفات کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی عمر چھیاسٹھ برس کی ہوتی ہے۔ جیسے کہ ان کی کتاب براہین احمدیہ سے چھیاسٹھ برس کی عمر ثابت ہوتی ہے۔ براہین احمدیہ کے دیکھنے سے ظاہر ہوگا کہ یہ عاجز تجدید دین کے لئے اپنی عمر کے سن چالیس میں مبعوث ہوا۔ جسے گیارہ برس کے قریب گزر گیا اور باعتبار پیش گوئی جو ازالہ اوہام میں درج ہے: ''ثمانین حولاً او قریباً من ذالک'' ایام بعثت چالیس برس ہوتے ہیں۔ واللہ اعلم!

بلفظہ کتاب (نشان آسمانی ص۱۳، خزائن ج۴ ص۳۷۴) اس الہام کے حساب سے سن پیدائش مرزا قادیانی کا ۱۸۴۱ء پایا جاتا ہے اور ۱۸۹۲ء کو گیارہ سال پورے ہوتے ہیں اور مرزا قادیانی مئی ۱۹۰۸ء میں انتقال فرما گئے۔ اب ۱۹۰۷ء سے ۱۸۴۱ء منہا کرو تو مرزا قادیانی کی عمر پوری چھیاسٹھ سال ہوتی ہے اور یہی صحیح ہے اور دوسری جگہ براہین احمدیہ ص۲۳۸ بلفظہ وہی (نشان آسمانی ص۱۳، خزائن ج۴ ص۳۷۴) میں فرماتے ہیں۔ اس روز سے جو امام ملہم ہو کر اپنے تئیں ظاہر کرے گا چالیس برس تک زندگی حاصل کرے گا۔ اب واضح رہے کہ یہ عاجز اپنی عمر کے چالیسویں برس میں دعوت حق کے لئے بالہام خاص مامور کیا گیا اور بشارت دی گئی کہ اسّی برس تک یا اس کے قریب تیری عمر ہے۔ سو اس الہام سے چالیس برس تک دعوت حق ثابت ہوتی ہے جن میں سے دس برس کامل گزر بھی گئے۔ اس سے ثابت ہوا کہ سن ۱۳۰۰ھ میں مرزا قادیانی کی عمر چالیس برس ہوئی اور ۱۳۲۶ھ میں مرزا قادیانی انتقال کر گئے۔ پس چالیس اور چھبیس کو جمع کیا تو آپ کی عمر پوری چھیاسٹھ برس ہوئی۔ یہی صحیح ہے۔

بھائیو! یہ الہام تمہارے پیر و مرشد کا من جانب اللہ تھا یا القائے شیطانی تھا۔ اگر من جانب اللہ تھا تو آؤ مرد میدان بنو اور سچا کر کے دکھا دو۔

جھوٹ نمبر:۶..... (اربعین نمبر۳ ص۹، خزائن ج۱۷ ص۳۹۴) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ مولوی غلام دستگیر قصوری اپنی کتاب میں اور مولوی اسماعیل علی گڑھ والے نے میری نسبت قطعی حکم لگایا کہ

وہ اگر کاذب ہے تو ہم سے پہلے مرے گا اور ضرور ہم سے پہلے مرے گا۔ کیونکہ وہ کاذب ہے۔ مگر جب ان تالیفات کو دنیا میں شائع کر چکے تو پھر بہت جلد آپ ہی مر گئے اور اس طرح پر ان کی موت نے فیصلہ کر دیا کہ کاذب کون تھا۔ مگر پھر بھی یہ لوگ عبرت نہیں پکڑتے۔

اے بطلان پرست مرزائیو! تمہارے پیرومرشد کا یہ لکھنا سراسر جھوٹ ہے۔ نہ مولوی غلام دستگیر قصوری نے کسی اپنی کتاب میں ایسا لکھا اور نہ مولوی اسماعیل صاحب نے۔ عرصہ دراز سے تمہارے مولویوں سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ ان دونوں صاحبوں کی کتاب میں سے دکھاؤ مگر کوئی مولوی مرزائی اس کا جواب نہیں دیتا ہے۔ اگر مرد میدان ہو تو آؤ ان باتوں کو سچا کر کے دکھاؤ۔ ورنہ یاد رکھو موت سر پر ہے۔

بیٹھی ہے موت تاک لگائے کمین میں لے جائے گی کھینچ کر آخر زمین میں

جھوٹ نمبر:۷..... مرزا قادیانی اپنی کتاب (شہادت القرآن ص۸۱، خزائن ج۶ ص۳۷۵) میں تحریر فرماتے ہیں کہ مرزا احمد بیگ کا داماد میاں سلطان محمد ۱۸۹۳ء تک مر جائے گا اور اس کی بیوی محمدی بیگم میرے نکاح میں آئے گی۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص۵۴، خزائن ج۱۱ ص۳۳۸) میں لکھتے ہیں کہ اگر پیش گوئی کی دوسری جزو پوری نہ ہوئی (یعنی احمد بیگ کا داماد میرے سامنے نہ مرا تو میں ہر بد سے بدتر ٹھہروں گا)

دوستو! کیا احمد بیگ کا داماد مرزا قادیانی کی زندگی میں مر گیا۔ محمدی بیگم نکاح میں آئی؟ اور اب تمہارے پیرومرشد اپنے قول کے موجب ہر بد سے بدتر ٹھہرے یا نہ۔ خدارا اب بھی بطلان پرستی کو ترک کرو ورنہ کہوں گا ؎

کیا لطف جو غیر پردہ کھولے جادو وہ جو سر پر چڑھ کے بولے

جھوٹ نمبر:۸..... (اربعین نمبر۳ ص۱۷، خزائن ج۱۷ ص۴۰۴) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

''لیکن ضرور تھا کہ قرآن شریف اور احادیث کی وہ پیش گوئیاں پوری ہوتیں جن میں لکھا ہے کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو اسلامی علماء کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے گا۔ وہ اس کو کافر قرار دیں گے اور اس کے قتل کے لئے فتوے دیئے جائیں گے اور اس کی سخت توہین کی جائے گی۔ اس کو دائرہ اسلام سے خارج اور دین کا تباہ کرنے والا خیال کیا جائے گا۔''

عزیزو! قرآن شریف دنیا میں موجود ہے کوئی مرزائی مولوی بتلا دے کہ یہ کس آیت کا

ترجمہ یا کس حدیث کے الفاظ ہیں۔ خدا پر افتراء باندھا۔ رسول اللہ ﷺ پر قصداً جھوٹ بولا۔ حضرت ﷺ فرماتے ہیں: ''من کذب علی متعمداً فلیتبوا مقعدہ فی النار ''یعنی جس شخص نے حضرت ﷺ پر قصداً جھوٹ بولا وہ اپنا گھر دوزخ میں بنالیوے۔

اے چودھویں صدی! تیری قسمت تیرا قمر الانبیاء ایسا ہے تو تیرے کذاب اور دجال کیسے ہوں گے۔ اے چودھویں صدی کے نبی میں تیرے قربان جاؤں۔ ایسے سفید جھوٹ بول کر پھر بھی قمر الانبیاء ہی رہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہر شان میں افضل ہی رہے۔

جھوٹ نمبر:۹..... (چشمہ معرفت ص۲۸۶، خزائن ج۲۳ ص۲۹۹) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ ہمارے نبی کریم کے گیارہ بیٹے فوت ہوئے۔ اے بطلان پرست مرزائیو! ذرا غور تو کرو کس کتاب میں لکھا ہے کہ نبی ﷺ کے گیارہ بیٹے فوت ہوئے۔ تمہارے پیرومرشد کے اوپر تو بارش کی طرح وحی نازل ہوتی تھی۔ مگر وحی نے یہ نہ بتلایا کہ نبی ﷺ کے تین بیٹے تھے اور تین ہی فوت ہوئے ہیں۔ مگر جن کو عادت جھوٹ بولنے کی ہوتی ہے۔ وہ خوف خدا سے بھی نہیں ڈرا کرتے اور ہمارے مہربان بطلان پرستوں کے دلوں میں ذرا بھی خوف خدا باقی نہیں رہا۔ ہیہات صد ہیہات ؎

حیا و شرم و ندامت اگر کہیں بکتیں تو ہم بھی لیتے کسی اپنے مہرباں کے لئے

جھوٹ نمبر:۱۰..... (حقیقت الوحی ص۳۹۰، ۳۹۱، خزائن ج۲۲ ص۴۰۶) مرزا قادیانی نے اپنی مدح میں ایک پیش گوئی کی ہے اور اسے حدیث رسول اللہ ٹھہرایا ہے۔ لکھتے ہیں: ''واضح ہو کہ احادیث نبویہ میں پیش گوئی کی گئی ہے کہ آنحضرت ﷺ کی امت میں ایک شخص پیدا ہوگا جو عیسیٰ ابن مریم کہلائے گا اور نبی کے نام سے موسوم کیا جائے گا۔''

اے بطلان پرست دوستو! احادیث کی کتابیں جہاں میں موجود ہیں۔ اگر مرد میدان ہو تو آؤ ان باتوں کو سچا کر دکھاؤ۔ ورنہ کہوں گا ؎

مے پلا کر ساقیان سامری فن آب میں کرتے ہیں جادو سے اپنے آگ روشن آب میں

جھوٹ نمبر:۱۱..... (ملفوظات ج۹ ص۹۹، اخبار البدر ج۵ نمبر۵۲ ص۵ کالم۲، مورخہ ۲۷/دسمبر ۱۹۰۶ء) میں مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ''جتنے لوگ مباہلہ کرنے والے ہمارے سامنے آئے سب کے سب ہلاک ہوئے۔''

دوستو! تمہارے پیرومرشد نے کتنا بڑا جھوٹ لکھا ہے۔ سوائے صوفی عبدالحق صاحب

کے مرزا قادیانی نے کسی کے ساتھ مباہلہ نہیں کیا۔ صوفی صاحب کے سامنے مرزا قادیانی ہلاک ہوکر راہی ملک عدم ہوئے۔ اب معلوم نہیں وہاں کی کیا حالت ہے ؎

کہئے یاران عدم کیا گزری کچھ تو لب گور سے فرمائے گا

اے بطلان پرستو! اب ایک اشتہار (اخبار البدر ج ۵ نمبر ۲۹ ص ۳ کالم ۲، مورخہ ۱۹ر جولائی ۱۹۰۶ء) سے نقل کیا جاتا ہے۔ جس سے آپ صاحبان کو تمہارے پیرومرشد کا جھوٹا ہونا اظہر من الشمس ثابت ہوجائے گا۔ مرزا قادیانی فرماتے ہیں: ''میں یہ بات پیش کرتا ہوں کہ میرا کام جس کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوا ہوں یہ ہے کہ میں عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں۔ بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلاؤں اور آنحضرت ﷺ کی جلالت اور عظمت شان کو دنیا پر ظاہر کردوں۔ پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آوے تو میں جھوٹا ہوں۔ پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے۔ وہ میرے انجام کو کیوں نہیں دیکھتے۔ اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود اور مہدی موعود کو کرنا چاہئے تھا تو میں سچا ہوں اور اگر کچھ نہ ہوا اور میں مرگیا تو پھر سب لوگ گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔''

اے بطلان پرست مرزائیو! بتلاؤ تمہارے پیرومرشد نے عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑا۔ بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلایا۔ کیا کوئی عیسائی دنیا میں موجود نہیں۔ کیا پادری تثلیث کو جابجا نہیں پھیلا رہے۔ اگر مرد میدان ہو تو ان باتوں کو سچی کر کے دکھاؤ۔ ورنہ ہٹ دھرمی کو چھوڑ کر اسلام میں داخل ہوجاؤ۔

سچائی چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے
خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

توہین انبیاء علیہم السلام منقول از کتب مرزا قادیانی

دوستو! (ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ص ۴ تا ۹، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۸ تا ۲۹۲) دیکھا جائے کہ مرزا قادیانی نے کیسے سخت اور فحش کلمات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت لکھے ہیں۔ جن کے تحریر کرنے سے بھی قلم رکتی ہے اور تلفظ کرنے سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ مگر بمشہور نقل کفر کفر نباشد مجبوراً تحریر وتطیر کرنے پڑے۔ لکھتے ہیں کہ: ''ایک فاضل پادری صاحب فرماتے ہیں کہ آپ کو اپنی تمام زندگی میں تین مرتبہ شیطانی الہام بھی ہوا تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپ اس الہام

سے خدا سے منکر ہونے کے لئے بھی تیار ہو گئے تھے۔ عیسائیوں نے بہت سے معجزات آپ کے لکھے ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا اور اس دن سے آپ نے معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اور ان کو حرام کار اور حرام کی اولاد ٹھہرایا اور اسی روز سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کیا اور نہ چاہا کہ معجزہ مانگ کر حرام کار اور حرام کی اولاد بنیں۔ ممکن ہے کہ آپ نے معمولی تدبیر کے ساتھ کسی شب کور وغیرہ کو اچھا کیا ہو یا کسی اور ایسی بیماری کا علاج کیا ہو۔ مگر آپ کی بدقسمتی سے اسی زمانہ میں ایک تالاب بھی موجود تھا جس سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے۔ خیال ہو سکتا ہے کہ اس تالاب کی مٹی آپ بھی استعمال کرتے ہوں گے۔ اس تالاب سے آپ کے معجزات کی پوری حقیقت کھلتی ہے اور اس تالاب نے فیصلہ کر دیا کہ آپ سے کوئی معجزہ بھی ظاہر ہوا ہو تو وہ آپ کا نہیں بلکہ اسی تالاب کا معجزہ ہے۔''

اور نیز اس کے آگے یوں رقمطراز ہیں۔ ''ہاں! آپ کو یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی۔ یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔ آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار تھیں۔ آپ کا کنجروں سے میلان وصحبت ایک جوان کنجری زنا کار نے اپنی کمائی کا پلید عطر آپ کے سر پر ملا۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص ۷، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱)

کتاب (دافع البلاء ٹائٹل، خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۰) پر تحریر کرتے ہیں: ''لیکن مسیح عیسیٰ کی راست بازی اپنے زمانے میں دوسرے راست بازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت تھی۔ کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کسی فاحشہ عورت کنجری نے آ کر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا اپنے ہاتھ اور سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔ اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور رکھا۔ مگر عیسیٰ مسیح کا نام نہ رکھا۔ کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع ہیں۔''

اس اجمال کی تفصیل (فتح مسیح ص ۴۷) میں مرزا قادیانی اس طرح تحریر فرماتے ہیں۔ مگر یسوع صاحب کی نسبت کیا کہیں اور کیا لکھیں اور کب تک ان کی چال پر روئیں۔ کیا یہ مناسب تھا کہ وہ ایک زانیہ عورت کو یہ موقع دیتا کہ وہ عین جوانی اور حسن کی حالت میں ننگے سر اس سے مل کر بیٹھے اور نہایت ناز ونخرہ سے ان کے پاؤں پر بال ملے اور اپنے حرام کاری کے عطر سے اس کے سر

پر مالش کرے۔ اگر یسوع کا دل بدخیال سے پاک ہوتا تو وہ ایک کسبی عورت کو نزدیک آنے سے ضرور منع کرتا۔ مگر ایسے لوگ جن کو حرام کار عورتوں کے چھونے سے مزہ آتا ہے وہ ایسے نفسانی موقع پر کسی ناصح کی نصیحت بھی نہیں سنا کرتے اور کتاب (ضمیمہ انجام آتھم کے حاشیہ ص۷، خزائن ج۱۱ ص۲۹۳) میں تحریر کرتے ہیں: ''پس ہم ایسے ناپاک خیال اور متکبر اور راست بازوں کے دشمن کو ایک بھلا مانس آدمی بھی نہیں قرار دے سکتے۔ چہ جائیکہ اس کو نبی قرار دیں۔''

ان تحریروں سے ثابت ہوگیا کہ مرزا قادیانی کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت کیا خیال ہے۔

دوستو! اکثر مرزائیوں کے مولوی کہا کرتے ہیں کہ یہ مرزا قادیانی کی تحریریں یسوع کی نسبت ہیں۔ حضرت عیسیٰ کی نسبت نہیں۔ مگر ان کو یہ معلوم نہیں کہ مرزا قادیانی اپنی کتاب (توضیح المرام ص۳، خزائن ج۳ ص۵۲) میں حضرت عیسیٰ اور یسوع کو ایک کہتے ہیں۔ دوستو! حضرت عیسیٰ علیہ السلام وہ پیغمبر ہیں جن کی نسبت اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں: ''**وجیھا فی الدنیا والاخرۃ ومن المقربین**'' فرمایا ہے۔ آپ کی شان میں ہے: ''**یکلم الناس فی المھد وکھلا ومن الصالحین**'' جس پیغمبر کو اللہ تعالیٰ اپنے مقربوں اور صالحین سے فرمادے۔ اس کی نسبت مرزا قادیانی کا ایسا لکھنا خالی از کفر نہیں۔ اسی پر بس نہیں بلکہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی نسبت اپنے رسالہ (اعجاز احمدی ص۵۲، خزائن ج۱۹ ص۱۶۴) میں تحریر کرتے ہیں:

وقالوا علی الحسین فضل نفسہ	**اقول نعم واللہ ربی سیظھر**
وشتان ما بینی وبین حسینکم	**فانی ارید کل ان وانصر**
واما حسین فاذکروا دشت کربلا	**الٰی ھذہ الایام تبکون فانظروا**

وہ حسین رضی اللہ عنہ سید الشہداء جن کے لئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرۃ العینی فرمایا ہے اور جنہوں نے اپنے نانا جی کی امت کے لئے اپنی جان قربان کی تھی اور کلمہ حق کہنے سے نہ رکے تھے۔ ان کے لئے مرزا قادیانی فرماتے ہیں۔ بس یاد کرو تم ان کے واقع کربلا کو جن کے لئے تم سالہا سال سے اب تک روتے ہو۔ وہ ذلت اور خواری کی موت سے مرے ہیں اور میرے لئے ہر وقت فتح اور نصرت ہے۔ پس وہ میرے مرتبے کو ہرگز نہیں پہنچ سکتے۔

(اعجاز احمدی ص۵۸، خزائن ج۱۹ ص۱۷۰) پر لکھتے ہیں:

تکدر ما السابقین وعیننا الٰی آخر الایام لا تتکدر

ترجمہ: جتنے اولیاء اور انبیاء پہلے گزرے ہیں ان کے فیض کا چشمہ میلا اور گندھلا ہو گیا اور میرا چشمہ قیامت تک میلا اور گندھلا نہ ہوگا۔ یہ نہایت بدیہی دعویٰ ہے تمام انبیائے کرام پر فضیلت کا۔ جس میں جناب رسول اللہ ﷺ بھی شامل ہیں اور اپنے خاتم الانبیاء ہونے کا اور اپنی نبوت قیامت تک باقی رہنے کا دعویٰ ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی کے مریدین آپ کو خاتم الانبیاء اپنے اخباروں میں لکھتے ہیں۔ اسی واسطے عبداللطیف گناچوری اور نبی بخش سیالکوٹی کی نبوت سے انکار کرتے ہیں اور وہ دوسری جگہ مرزا قادیانی اپنی فضیلت اس زور سے بیان کرتے ہیں کہ کوئی سچا مسلمان اسے سن نہیں سکتا۔ اس کا نمونہ ملاحظہ ہو۔ کیا جناب رسول اللہ ﷺ کو سید المرسلین اور خاتم النّبیین مان کر کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ میرے لئے نشانات ومعجزات جناب سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوحصہ زیادہ ہیں۔ ہرگز نہیں یہ تو فضیلت کلی کا دعویٰ ہے۔ اس دعویٰ کا ثبوت ملاحظہ ہو۔ (اخبار بدر ج ۲ نمبر ۲۹، مورخہ ۱۹/ جولائی ۱۹۰۶ء) میں مرزا قادیانی نے اپنے باب میں ایک فیصلہ شائع کیا ہے جو لائق ملاحظہ ہے۔ اس کی تمہید میں لکھتے ہیں: ''جو میرے لئے نشانات ظاہر ہوئے۔ وہ تین لاکھ سے زیادہ ہیں اور کوئی مہینہ نشانوں سے خالی نہیں گزرتا'' اپنی کتاب (تحفہ گولڑویہ ص ۴۰، خزائن ج ۱۷ ص ۱۵۳) میں لکھتے ہیں کہ: ''ہمارے حضرت ﷺ کے لئے تین ہزار نشان ومعجزے تھے۔''

دوستو! مرزا قادیانی کا اپنے لئے تین لاکھ سے زیادہ معجزے اور حضرت ﷺ کے لئے تین ہزار معجزے تحریر کرنا ظاہر کر رہا ہے کہ مرزا قادیانی اپنی عظمت شان کو حضرت ﷺ کی شان سے سوحصہ بلکہ سوا سوحصہ سے بھی زیادہ بتاتے ہیں اور ان کے بطلان پرست مریدین اس پر آمنا کہہ رہے ہیں۔ اس ایمان پر غور سے نظر کی جائے اور اس بات پر غور کرنا چاہئے کہ جو رسول سید الاوّلین والآخرین ہو جس پر نبوت کا خاتمہ ہو گیا ہو اور خداوند تعالیٰ نے قطعی طور سے جسے آخر الانبیاء قرار دیا ہو اور تمام جہان کے لئے رحمت فرمایا ہو۔ اس کی امت میں سے کوئی اپنے آپ کو نبی کہے اور وہ سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوحصہ سے زیادہ فضیلت رکھتا ہو۔ یہ ہو سکتا ہے کسی مسلمان کا دل اسے مان سکتا ہے، ہرگز ہرگز نہیں۔ اب غور کرو کہ مرزا قادیانی کا خیال جناب رسول اللہ ﷺ سے کیسا ہے اور ان کے حضرت ﷺ کی تعریف کرنے کا کیا منشاء ہے۔ اس کی

تائید میں ان کا الہام ملاحظہ کیجئے۔(الاستفتاء حقیقت الوحی ص ۹۹، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۲) ''لولاک لما خلقت الافلاک'' مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ اللہ جل شانہ نے میری تعریف اور مدح میں مجھ سے خطاب کر کے فرمایا کہ اے مرزا اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو آسمان زمین کچھ پیدا نہ کرتا۔ اس کا حاصل مطلب یہ ہوا کہ دنیا میں جس قدر مخلوقات پیدا کی گئی ہے وہ سب مرزا قادیانی کے طفیل سے ہے۔ اگر مرزا قادیانی کا وجود شریف نہ ہوتا تو اس تمام جہان کا وجود نہ ہوتا۔ دنیا کے تمام اولیاء وانبیاء اور ان کے کمالات نبوت وغیرہ سب مرزا قادیانی کے طفیلی ہیں۔ انہیں کے طفیل سے تمام انبیاء کرام اور خصوصاً سرور کائنات محمد رسول اللہ ﷺ کا وجود ظہور میں آیا اور انہیں کے سبب سے حضرت ﷺ کو کمالات نبوت ملے۔ اب مرزائیوں کی طرف سے یہ فریب دیا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی پیروی سے مرزا قادیانی کو نبوت ملی اور ان کے اس علانیہ دعویٰ پر غور نہیں کیا جاتا جس میں وہ حضور انور ﷺ کو اپنا طفیلی بتا رہے ہیں۔ نعوذ باللہ من ذالک!

اور اپنی کتاب (الاستفتاء حقیقت الوحی ص ۸۲، خزائن ج ۲۲ ص ۷۰۸) میں مرزا قادیانی تحریر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو تمام جہان کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ ''وما ارسلناک الا رحمة للعالمین'' اور کتاب مذکورہ بالا (ص ۸۲، خزائن ج ۲۲ ص ۷۱۳) میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مقام محمود کو بھی میرے ہی لئے مخصوص کیا ہے۔ ''اراد اللہ ان یبعثک مقاماً محمود'' اور حوض کوثر مجھ کو دیا ہے۔ ''انا اعطینک الکوثر'' اور کتاب مذکورہ بالا (ص ۸۱، ۸۲، خزائن ج ۲۲ ص ۸۹) میں مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے فرمایا ہے: ''انت منی بمنزلة توحیدی وتفریدی انت منی بمنزلة عرشی انت منی بمنزلة ولدی وانت منی بمنزلة لا یعلم بالخلق اذا غضبت غضبت قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ'' مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے فرمایا ہے تو میرے نزدیک اے مرزا بمنزلہ توحید کے ہے تو میرے نزدیک بمنزلہ عرش کے ہے تو میرے نزدیک بمنزلہ لڑکے کے ہے تو میرے نزدیک ایسے مرتبہ پر ہے کہ اس کو خلق نہیں جانتی۔ جس وقت تو اے مرزا غصہ ہوتا ہے میں بھی غصہ ہوتا ہوں۔ کہہ تو اے مرزا لوگوں سے اگر تم اللہ تعالیٰ کو دوست رکھنا چاہتے ہو اور اس سے محبت کرنی چاہتے ہو تو میری پیروی اور اتباع کرو۔ اللہ تعالیٰ تم کو دوست رکھے گا اور کتاب (الاستفتاء حقیقت الوحی ص ۸۶، خزائن ج ۲۲ ص ۷۱۴) میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مرتبہ ''کن

فیکون'' کا بھی دیا ہے۔''اذا اردت شیئا ان تقول له کن فیکون'' اے مرزا جب تو کسی شئے کے ہونے کا ارادہ کرے تو اس کے لئے لفظ کن کہہ پس فوراً وہ شئے ہو جائے گی۔ یعنی عدم سے وجود میں آ جائے گی۔

لیجئے جناب! اب مرزا قادیانی کو خدائی اختیارات بھی مل گئے جو چاہیں وہ کر سکتے ہیں۔ مگر خدا کا یہ فضل ہوا کہ ادنیٰ ادنیٰ ان کی دل آرزوئیں پوری نہ ہوئیں اور اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے دعویٰ میں جھوٹا ثابت کر دیا۔ اب اس عظیم الشان دعویٰ پر نظر کی جائے کہ کسی پیغمبر نے یہ دعویٰ نہیں کیا۔ مگر مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ یہ مرتبہ مجھے ہی ملا ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ پیغمبری کے درجہ سے ترقی کر گئے اور خدائی اختیارات انہیں مل گئے۔ مگر افسوس یہ ہے کہ تمام عمر محمدی بیگم کے لئے رؤیا کئے اور اس کے شوہر کے مرنے کی تمنا میں رہے۔ مگر یہ آرزو پوری نہ ہوئی اور اس کے وصال کی حسرت قبر میں لے گئے۔ واہ رے خدائی اختیارات یہ تو الہامی دعویٰ تھا۔ اب کشفی دعویٰ بھی ملاحظہ ہو۔ کتاب (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۶۴، خزائن ج ۵ ص ۵۶۴، کتاب البریہ ص ۷۹، خزائن ج ۱۳ ص ۱۰۳)''رأیتنی فی المنام عین اللہ وتیقنت اننی ھو فخلقت السمٰوات والارض'' دیکھا میں نے خواب میں کہ میں ہو بہو خدا ہوں اور یقین کیا میں نے کہ ہو بہو میں خدا ہی ہوں۔ خدا ہوتے ہی خدائی کا روبار شروع کر دیئے۔ پس میں نے آسمان اور زمین پیدا کیا۔

لیجئے جناب! پہلے الہام کے ذریعہ سے تو خدائی اختیارات ملے تھے اب کشف کے دعویٰ سے پورے خدا ہو گئے اور آسمان وزمین کے قلابے ملا دیئے۔ اس کشف کے بارے میں اکثر مرزائیوں کے مولوی کہا کرتے ہیں کہ جناب پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ کو بھی ایسا خواب آیا تھا مرزا قادیانی کو ایسا کشف ہوا تو کیا مضائقہ ہے۔ مگر پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ کے خواب کو پورا بیان نہیں کرتے۔ ہم پورا بیان کر دیتے ہیں جس سے آپ صاحبان کو مرزا قادیانی کے کشف اور پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ کے خواب میں فرق معلوم ہو جائے گا۔ وہو ہذا!

ایک دفعہ پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خواب میں ایک نورانی شکل کو آسمان کے افق پر دیکھا اور اس نے کہا کہ اے عبدالقادر جیلانی میں تیرا رب ہوں۔ تیری عبادت منظور ہے۔ اب شریعت کی تکلیف تجھ پر نہیں رہی جو چاہے سو کر۔ حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اے لعین شیطان دور ہو''لاحول ولا قوۃ الا باللہ'' یعنی پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خواب کو شیطانی خواب

تصور کر کے کہا اے لعین شیطان دور ہو۔ مگر مرزا قادیانی نے اپنے کشف کے متعلق ایسا نہ کہا بلکہ (الاستفتاء حقیقت الوحی ص ۷۹، خزائن ج ۲۲ ص ۷۰۵) میں تحریر فرماتے ہیں کہ مجھ کو اپنے کشفوں اور الہاموں پر ایسا ایمان ہے جیسا قرآن شریف پر فرماتے ہیں: ''**وکلمنی بکلمات فذکر شیئًا منها فی هذا المقام ونومن بها کما نؤمن بکتاب الله خالق الانام**'' اس عبارت سے ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی کو اپنے کشف مذکورہ بالا پر یعنی خدا ہونے پر ایسا ایمان تھا جیسا قرآن شریف پر۔ اس سے ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی کے کشف مذکورہ بالا اور پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ کے خواب میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔

دوستو! یہ الہامات ہیں جن سے مرزا قادیانی کا کفر اظہر من الشمس ثابت ہوتا ہے۔ چہ جائیکہ ان کو نبی کہا جائے۔ وہ تو سچے مسلمان بھی نہیں ثابت ہوتے۔ باوجود ان واقعات صریحہ کے خدا جانے بطلان پرست مرزائیوں کی آنکھوں پر کیسا پردہ پڑ گیا ہے کہ مرزا قادیانی عینک لگائیں کحل الجواہر استعمال کریں۔ بینائی کافور ہوگئی اور ہٹ دھرمی پر اڑے ہوئے ہیں۔ کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ کا فرمان بھی ایسے ہی لوگوں کے لئے ہے۔ ''**لهم قلوب لا یفقهون بها ولهم اذان لا یسمعون بها ولهم عین لا یبصرون بها اولئک کالانعام بل هم اضل**'' یعنی ان کے لئے دل ہیں مگر دلوں سے سمجھتے نہیں اور ان کے لئے کان ہیں اور کانوں سے سنتے نہیں اور ان کے لئے آنکھیں ہیں۔ آنکھوں سے دیکھتے نہیں۔ وہ مانند چوپاؤں کے ہیں۔ بلکہ ان سے بھی زیادہ بے وقوف ہیں۔ ہمارے مہربانوں کے دلوں میں ذرہ بھر شرم نہیں رہی۔ ہٹ دھرمی پر اڑے ہوئے ہیں۔ ہیہات صد ہیہات

حیا و شرم ندامت اگر کہیں بکتیں تو ہم بھی لیتے کسی اپنے مہربان کے لئے

دوستو! خدارا اب بھی آنکھوں سے پٹی کھولو اور دل کے آئینہ سے سوچو کہ کس ضلالت کے گڑھے میں ڈوبے ہوئے ہو۔ کیوں جان بوجھ کر اپنی آنکھوں میں خاک ڈال رہے ہو۔ یاد کرو خدا کا فرمان: ''**اذا جاء اجلهم لا یستاخرون ساعة ولا یستقدمون**''

بیٹھی ہے موت تاک لگائے کمیں میں لے جائے گی کھینچ کر آخر زمیں میں

اپنے پیر ومرشد کے واقعات کو پیش نظر کر لو کہ تمام عمر محمدی بیگم پر مرتے رہے اور اس کے حصول کے لئے ناجائز کوششیں کرتے رہے۔ مگر افسوس کہ یہ آرزو بھی پوری نہ ہوئی اور کف

افسوس ملتے ہوئے اس جہاں سے سدھارے۔ پھر کس بات پر اتنی ہٹ دھرمی آؤ سمجھ جاؤ۔ ورنہ کہوں گا کہ ؎

بس سمجھانے سے تھا ہمیں سروکار اب مان نہ مان تو ہے مختار

مرزا قادیانی کا محمدی بیگم سے آسمان پر نکاح

''کذبو بایاتی و کانوا بها یستهزؤن فسیکفیکهم الله ویردها الیک امر من لدنا انا کنا فاعلین زوجناکها الحق من ربک ولا تکونن من الممترین لا تبدیل لکلمات الله ان ربک فعال المایرید انا رادوها الیک وقالو متیٰ هٰذا الوعد قل ان وعد الله حق'' (رسالہ دعوت قوم (انجام آتھم) ص۶۰، ۶۱، خزائن ج۱۱ص۶۰، ۶۱)

ترجمہ: لوگوں نے میری نشانیوں کی تکذیب کی اور وہ تمسخر اور ٹھٹھا کرنے لگے۔ پس اللہ تعالیٰ تم کو ان کے لئے کفایت کرے گا اور منکوحہ آسمانی کو تمہاری طرف واپس لائے گا اور اس کا واپس لانا ہماری طرف سے ہے اور ہم اس کو کرنے والے ہیں اور تمہارا نکاح محمدی بیگم سے تیرے رب کی طرف سے سچ ہے۔ پس تو شک کرنے والوں سے مت ہو۔ کیونکہ خدا کی باتیں بدلا نہیں کرتیں۔ تیرا رب جس بات کو چاہتا ہے بالضرور اس کو کر دیتا ہے۔ کوئی نہیں جو اسے روک سکے۔ بے شک ہم محمدی بیگم کو تمہاری طرف واپس لائیں گے۔ لوگوں نے کہا یہ وعدہ کب ہوگا تو لوگوں سے کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے۔

دوستو! یہ وہ الہام ہے جس کی نسبت مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ اس پر ہم اسی طرح ایمان لاتے ہیں جس طرح ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' پر۔ جب اس کے یقین اور صراحت کی یہ حالت ہے تو اس میں کسی طرح کی غلطی کا احتمال بھی نہیں ہوسکتا اور اس کہنے کی بھی گنجائش نہیں ہے کہ اس سے غرض محمدی بیگم کا نکاح میں آنا یا اس کے شوہر کا مرنا مقصود نہ تھا۔ بلکہ صرف ہدایت تھی وہ ہوگئی۔ کیونکہ مکرر بار بار نہایت صراحت و تاکید سے الہام میں اس کا بیان ہے کہ محمدی بیگم نکاح میں آئے گی اور ضرور آئے گی۔ اسے کوئی روک نہیں سکتا۔ پھر مرزا قادیانی نے اس الہام کے بعد ایک عام اشتہار (۱۰ر جولائی ۱۸۸۸ء مجموعہ اشتہارات ج۱ص۱۵۸) کو شائع کیا کہ خدا نے مقدر کر رکھا ہے کہ وہ مکتوب الیہ یعنی احمد بیگ کی دختر کلاں جس کے لئے درخواست کی گئی تھی ہر ایک مانع دور کرنے کے بعد انجام کار اس عاجز کے نکاح میں لائے گا۔ پھر مرزا قادیانی اپنی

کتاب (ازالہ اوہام ص ۳۹۷، خزائن ج ۳ ص ۳۰۵) میں یہی الہام دوسرے لفظوں میں تحریر کرتے ہیں۔ احمد بیگ کی دختر کلاں انجام کار تمہارے نکاح میں آئے گی اور بہت لوگ عداوت کریں گے کہ ایسا نہ ہو۔ لیکن آخر ایسا ہی ہوگا۔ ہر طرح سے اس کو تمہاری طرف لائے گا باکرہ ہونے کی حالت میں یا بیوہ کر کے اور ہر ایک روک کو درمیان سے اٹھائے گا اور اس کام کو ضرور پورا کرے گا۔ کوئی نہیں جو اسے روک سکے اور پھر (انجام آتھم ص ۳۱، خزائن ج ۱۱ ص ۳۱) میں تحریر کرتے ہیں کہ مرزا احمد بیگ کا داماد سلطان احمد اڑھائی سال کے اندر مر جائے گا۔ احمد بیگ کے داماد کا میرے روبرو مرنا تقدیر مبرم ہے۔ اگر میرے روبرو نہ مرے اور میں اس کے سامنے مر جاؤں تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر میں سچا ہوں تو یہ پیش گوئی اسی طرح پوری ہوگی جس طرح آتھم اور احمد بیگ کی پوری ہوئی اور احمد بیگ کی لڑکی بیوہ ہوگی اور نکاح ثانی تک زندہ رہے گی۔ پھر یہ عاجز بھی ان واقعات کے پورا ہونے تک زندہ رہے گا اور اس عاجز کا اس لڑکی سے نکاح ہوگا اور اس سے ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کی تعریف یہ ہے: ''کان اللہ نزل من السماء'' گویا کہ آسمان سے اتر آیا اور (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۴، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۸) میں مرزا قادیانی تحریر کرتے ہیں۔ یاد رکھو کہ اگر اس پیش گوئی کی دوسری جزو پوری نہ ہوئی۔ یعنی احمد بیگ کا داماد میرے سامنے نہ مرا تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔ اے احمقو! یہ انسانی افتراء نہیں یقیناً سمجھو کہ خدا کا وعدہ سچا ہے۔ وہی خدا ہے جس کی باتیں نہیں ٹلتیں۔

اے بطلان پرست مرزائیو! کیا احمد بیگ کا داماد سلطان احمد کی زندگی میں مر گیا۔ کیا محمدی بیگم نکاح میں آئی کیا اس کے فرزند نرینہ پیدا ہوا۔ کیا اب بھی مرزا قادیانی اپنے اس فرمان کے موجب ہر بد سے بدتر اور ہر جھوٹے سے جھوٹا ٹھہرا یا نہ۔ افسوس صد افسوس کہ مرزا قادیانی خود سلطان احمد کے سامنے ذلت وخواری کی موت مر گیا وہ تمام عمر مرزا قادیانی کی چھاتی پر مونگ دلتا رہا۔ اس کا بال تک بھی بیکا نہ ہوا۔

کیا لطف جو غیر پردہ کھولے جادو وہ جو سر پر چڑھ کر بولے

میرے دوستو! تمہارے پیر ومرشد نے یہ سب الہامات مذکورہ بالا اپنے صدق وکذب کے بارے میں تحریر کئے ہیں۔ لہٰذا وہ اپنے مقرر کردہ معیار کے موجب اپنے تمام دعاوی میں جھوٹے ثابت ہوئے۔ اس لئے کہ اگر یہ الہامات سچے ہوتے تو اس میں محمدی بیگم کا ہر طرح سے مرزا قادیانی کے نکاح میں آنا ضروری تھا اور احمد بیگ کے داماد کا مرنا بھی ضروری تھا اور جب محمدی

بیگم نکاح میں نہ آئی اور سلطان احمد مرزا قادیانی کے سامنے نہ مرا تو یقیناً ظاہر ہو گیا کہ مرزا قادیانی اپنے تمام دعاوی میں صادق نہ تھے۔ بلکہ کاذب اور مفتری تھے اور یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ یہ سب الہامات غلط تھے۔ خداوندی نہ تھے بلکہ خیالات نفسانی تھے۔ اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ لڑکی مرزا قادیانی کے رشتہ داروں کی تھی۔ وہ بسبب تقاضائے طبیعت پسند آ گئی۔ مگر چونکہ وہ لڑکی کم سن تھی اور مرزا قادیانی کا سن زیادہ ہو گیا تھا۔ اس کے علاوہ ان کے لڑکے بالے بیوی موجود تھی۔ اس لئے انہیں کہنے کی جرأت نہیں ہوتی تھی۔ مگر اس کی محبت اور عشق کا غلبہ انہیں بے چین کر رہا تھا۔ پیغام کے لئے موقع کے منتظر تھے۔ اتفاق سے ایک موقع آیا اس وقت مرزا قادیانی نے نکاح کا پیغام کیا اور لڑکی کے باپ نے انکار کیا۔ اب شعلۂ محبت میں زیادہ اشتعال ہوا۔ چونکہ غلبہ محبت میں بعض اوقات یہ کیفیت ہوتی ہے کہ اسے اپنے محبوب کے ملنے کا یقین ہوتا ہے اور اسی کے تصور میں ہر وقت رہتا ہے۔ لہٰذا اسی قسم کے خیالات و خوابات رات کو نیند میں آتے ہیں۔ انہیں خوابات کو مرزا قادیانی نے الہامات سمجھ کر لوگوں میں مشتہر کر دیا اور اگر ان خوابات نفسانیہ کو الہامات رحمانی بقول مرزا تسلیم کیا جائے تو پھر آخر کہنا پڑے گا کہ:

۱..... اللہ تعالیٰ تمام برائیوں سے پاک نہیں۔

۲..... جھوٹ بولتا ہے۔

۳..... وعدہ خلافی کرتا ہے۔

۴..... اپنے رسول کو فریب دیتا ہے۔

۵..... نہایت پختہ وعدہ کر کے اور بار بار الہام سے اس کا یقین دلا کر اور برسوں اس کے پورا ہونے کے انتظار میں رکھ کر اور یہ کہہ کر کہ انجام کار اسے ضرور پورا کروں گا۔ مگر پھر بھی پورا نہیں کرتا۔

۶..... خدا کے بعض وعدوں میں پوشیدہ شرطیں ہوتی ہیں جنہیں کوئی بندہ کیونکر پورا کر سکتا ہے۔ اس کا نتیجہ بالضرور یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام وعدے غیر معتبر ہیں۔

۷..... علانیہ طور سے خدا اپنے رسول کا جھوٹا ہونا مخلوق کو دکھاتا ہے اور اس کی وحی والہام کو جھوٹا ثابت کرتا ہے۔ منکوحہ آسمانی کے نکاح میں نہ آنے سے یہ سب الزام مرزا قادیانی کے خدا پر ضرور آئے اور تمام مخلوق ان کو جھوٹا ماننے پر مجبور ہو گئی۔ اس واسطے علماء زمانہ نے ان کے اوپر کفر کا فتویٰ لگایا اور یہی مرزائیوں کے عقائد ہیں۔

اگرچہ مرزائیوں کے مولوی محض فریب سے اپنے وہی عقیدے ظاہر کرتے ہیں جو اہل سنت والجماعت کے ہیں۔

اے دوستو! اگر مرزا قادیانی کے تمام عقائد کو دیکھنا ہو تو مرزا محمود بیگ کے رسالہ تشحیذ الاذہان ج ۶ بابت ماہ اپریل ۱۹۱۱ء وغیرہ کو دیکھو۔

مرزا قادیانی کو حیض آنا منقول از کتب مرزا قادیانی

مرزا قادیانی اپنی کتاب (اربعین نمبر ۳ ص ۱۹، خزائن ج ۱۷ ص ۴۵۲ حاشیہ) میں تحریر کرتے ہیں۔ یہ لوگ خون حیض تجھ میں دیکھنا چاہتے ہیں اور خون حیض سے تجھے کیونکر مشابہت ہو اور اب وہ کہاں تجھ میں باقی ہے۔ پاک تغیرات نے اس خون کو خوبصورت لڑکا بنا دیا ہے اور وہ لڑکا جو اس خون سے بنا میرے ہاتھ سے بنا۔ اس لئے تو مجھ سے بمنزلہ اولاد ہے۔

اے بطلان پرستو! کبھی نہیں سنا گیا تھا کہ کسی مرد کو بھی حیض آیا کرتا ہے۔ یہ تمہارے پیرومرشد کے تین لاکھ معجزوں میں سے ایک معجزہ ہے۔ کیونکہ معجزہ اسی کو کہتے ہیں جو خارق عن العادت ہو۔ مرزا قادیانی کو حیض آنا بھی خارق عن العادت تھا۔ مگر معلوم نہیں کہ حضور کو کس راستے سے حیض آیا کرتا تھا۔ یہ آپ صاحبان کو معلوم ہوگا۔

دوستو! یہ سب کچھ ہوا لیکن سنت اللہ کے خلاف کچھ نہ ہوا۔ کیونکہ مرزا قادیانی تو سنت اللہ کے خلاف کو غیر ممکن سمجھا کرتے تھے۔ اسی وجہ سے پہلی تاریخ کے چاند گرہن کو غیر ممکن خیال کرتے تھے اور جس شخص کو حیض آیا کرتا ہے اس کو حمل بھی ہو جایا کرتا ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی کتاب میں تحریر کرتے ہیں۔ بنظر غور ملاحظہ فرمایا جائے۔

مرزا قادیانی کا حاملہ ہونا منقول از کتب مرزا قادیانی

مرزا قادیانی اپنی کتاب (کشتی نوح ص ۴۶، ۴۷، خزائن ج ۱۹ ص ۵۰) میں تحریر کرتے ہیں کہ میں[1] ابن مریم کس طرح بنا ہوں۔ میں نے دو برس تک صفت مریمیت میں پرورش پائی۔ (یعنی غلام احمد سے مریم بنا) اور پردہ میں نشوونما پاتا رہا۔ پھر جب اس پر دو برس گزر گئے تو مریم کی طرح

[1] مرزا قادیانی نے یہاں پر خواہ مخواہ محنت شاقہ اٹھا کر اپنے تئیں عیسیٰ علیہ السلام ثابت کیا۔ بہتر تھا کہ جہاں مرزا قادیانی نے یہ لکھا تھا کہ تمام انبیاء کے نام سے میں موسوم کیا گیا (دیکھئے درثمین) وہاں اسی طرح مرزا قادیانی یہ لکھ دیتے کہ عیسیٰ کے نام سے میں موسوم کیا گیا ہوں اور میری ماں کا نام مریم رکھا گیا ہے۔ خواہ مخواہ اتنی مشقت اٹھائی۔

عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔

حاصل مطلب یہ کہ مرزا قادیانی نے ابن مریم کا دعویٰ کیا تو ان کے مریدوں نے دریافت کیا کہ آپ ابن مریم کس طرح ہیں۔ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب مذکورہ بالا میں اپنے بطلان پرست مریدوں کی تسلی کے لئے لکھا کہ میں ابن مریم اس طرح بنا ہوں کہ پہلے اپنی والدہ صاحبہ چراغ بی بی کے پیٹ سے مرد پیدا ہوا تھا۔ جب میری عمر چالیس برس کو پہنچی تب میں مرد سے عورت بنایا گیا اور میرا نام بجائے غلام احمد کے مریم رکھا گیا اور دو برس تک صفت مریمیت میں پرورش پاتا رہا۔ یعنی مرد سے عورت بنا رہا اور پھر مجھ میں مریم کی طرح عیسیٰ کی روح نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ پس اس طور سے میں ابن مریم بنا۔

دوستو! یہ تحریر تمہارے پیرومرشد کی قابل غور ہے۔ مرد سے عورت بنے۔ یعنی غلام احمد سے مریم بنے اور بغیر مرد کے صحبت کے حاملہ ہوئے اور دس مہینے تک حاملہ رہے۔ پھر وضع حمل اس طرح ہوا کہ گھر کے کسی مرد وزن نے نہیں دیکھا۔ بلکہ ظاہر میں اسی مرزائی صورت میں نظر آتے رہے اور پھر عجیب بات یہ ہوئی کہ مرزائی مریم کا پیٹ ایسا وسیع اور فراغ ہوا کہ جوان لڑکا داڑھی مونچھ والا نکل آیا۔ جس کا نام ابن مریم رکھا گیا اور پیدا ہوتے ہی نبوت کا دعویٰ کر دیا اور ان کے قول کے مطابق قریباً تئیس برس تک لوگوں کو جہنم کا راستہ بتلا کر راہی ملک عدم ہوا۔

دوستو! اس واقعہ سے معلوم ہو گیا کہ مرزا قادیانی اپنے اس بیان میں صادق نہ تھے۔ بلکہ کاذب تھے۔ کیونکہ مرد کا حاملہ ہونا اور خون حیض کا آنا خلاف سنت اللہ ہے اور نہ اس کو عقل تسلیم کرتی ہے اور نہ کبھی ایسا سنا ہی گیا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار!

مرزا قادیانی کا شہر لاہور میں فوت ہو کر قادیان میں دفن ہونا

مرزا قادیانی ۱۹۰۸ء کے شروع میں بغرض علاج ام المرزائین لاہور میں تشریف لے گئے اور اپنے ایک خاص الخاص مرید کے مکان پر رونق افروز ہوئے اور علاج کرانے کی فکر میں تھے۔ اچانک مرزا قادیانی کو پاخانہ کی حاجت ہوئی اور اپنے مرید صاحب کو ساتھ لے کر قضائے حاجت کے لئے گئے اور وہاں پر مرزا قادیانی کو ایک قے اور دست آیا جس کی وجہ سے

مرزا قادیانی منہ کے بل پاخانہ میں گر گئے اور تمام منہ اور سر پاخانہ سے بھر گیا اور راہی ملک عدم ہوگئے اور جب آپ کے مرید صاحب نے دیکھا کہ مرزا قادیانی تو انتقال فرما گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون کہہ کر حکیم نورالدین صاحب کو بلا کر لے آئے اور حکیم نورالدین نے مرزا قادیانی کو پاخانہ وغیرہ سے صاف کر کے قادیان کے پہنچانے کا فکر کیا اور اس وقت شہر کے لوگ مرزا قادیانی کی ماتم پرسی کے واسطے آ جمع ہوئے۔ آریوں نے کہا چونکہ مرزا قادیانی کرشن اوتار تھے اس لئے ہم اپنے کرشن صاحب کی نعش کو جلائیں گے اور پادریوں نے کہا چونکہ مرزا قادیانی یسوع مسیح ابن مریم تھے اس لئے مرزا قادیانی کی نعش کا ہم انتظام کریں گے۔ آخر کار بڑے جھگڑے فساد کے بعد مرزا قادیانی کی نعش کو قادیان میں پہنچانے کا انتظام کیا گیا اور جب آپ کی نعش کو قادیان میں لے گئے اور تجہیز و تکفین کرنے لگے۔ اس وقت آپ کے بطلان پرست مریدوں نے کہا کہ حضرت صاحب کی آخری زیارت کرائی جائے اور باہر سے بھی بہت لوگ آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے بھی کہا کہ مرزا قادیانی کی زیارت کرائی جائے۔ مگر حکیم نورالدین نے فرمایا کہ یہ مسئلہ ہے کہ جب کوئی نبی اس دنیا سے رحلت فرما جاتا ہے اس کا تعلق اپنے حقیقی محبوب سے ہو جاتا ہے تو پھر اس کی زیارت دنیادار لوگوں کو نہیں کرائی جاتی۔ چونکہ مرزا قادیانی نبی اور رسول تھے۔ اس واسطے آنجناب کی بھی زیارت نہیں کرائی جائے گی۔ مگر جو لوگ صاحب بصیرت تھے وہ سمجھ گئے کہ دال میں کچھ کالا کالا ہے۔ اس واسطے حکیم نورالدین زیارت کرانے سے گریز کرتے ہیں۔

مگر اے عزیزان من! اس وقت حکیم نورالدین کو یہ حدیث یاد نہ آئی کہ حضرت ﷺ فرماتے ہیں: ''ما توفی اللہ نبیا قط الا دفن حیث قبض (کنزالعمال ج ۲ ص ۱۱۱)''

﴿اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو نہیں فوت کیا۔ مگر دفن کیا گیا اسی جگہ جس جگہ وہ فوت کیا گیا۔﴾

اے بطلان پرست مرزائیو! یہ وہ حدیث ہے جس سے تم ہرگز روگردانی نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اس حدیث کو خلیفہ ثانی امام جماعت قادیانی مرزا محمود احمد اپنے رسالہ (تشحیذ الاذہان ج ۱۱ نمبر ۴ ص ۷، ماہ اپریل ۱۹۱۶ء) میں تحریر فرماتے ہیں۔ عزیزو! اس حدیث سے ثابت ہو گیا کہ نبیوں کی سنت یہ ہے کہ جس جگہ وہ مرتے ہیں اسی جگہ دفن کئے جاتے ہیں۔ اگر مرزا قادیانی تمہارے زعم کے مطابق نبی تھے تو ضرور تھا کہ نبیوں کی سنت کے مطابق شہر لاہور بیت الخلاء میں دفن کئے جاتے۔ کیونکہ وہ اسی جگہ فوت ہوئے تھے جس طرح سے ''محبوب رب العالمین محمد مصطفٰے ﷺ'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرۂ شریف میں رحلت فرما گئے تھے اور اس حدیث کے

مطابق اسی حجرۂ شریف میں دفن کئے گئے۔ لہٰذا اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی نبی نہ تھے بلکہ مفتری اور کاذب تھے۔ اگر وہ سچے نبی ہوتے تو ضرور تھا کہ مرزا قادیانی کا مقبرہ شہر لاہور میں بنتا۔ کیونکہ وہ اسی جگہ فوت ہوئے تھے۔

دوستو! ان واقعات مذکورہ بالا سے تمہارے پیرومرشد کا کاذب اور مفتری ہونا اظہر من الشمس ثابت ہوگیا ہے۔ اس لئے کہ اس نے تمام حضرات انبیاء علیہم السلام کی شان کو پامال کر کے اپنے آپ کو افضل ہونے کا دعویٰ کیا اور محبوب رب العالمین محمد مصطفےٰ ﷺ کو اپنا طفیلی بیان کیا اور اپنے ایک کشف میں ہو بہو خدا بنا اور جھوٹی باتوں کو حدیث کی طرف منسوب کیا۔ چنانچہ اپنی کتاب (شہادۃ القرآن ص۴۱، خزائن ج۶ ص۳۳۷) میں تحریر کرتے ہیں۔ بخاری شریف کی وہ حدیث جس میں اخیری زمانے کے خلیفہ کے متعلق لکھا ہے کہ اس کے لئے آسمان سے آواز آئے گی۔ ''ھٰذا خلیفة الله المهدی'' اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے جو ''اصح الکتب بعد کتاب الله'' ہے۔ اسی طرح اپنی کتاب (نشان آسمانی ص۱۶، خزائن ج۴ ص۳۷۸) میں تحریر کرتے ہیں۔ ''جاننا چاہئے اگرچہ عام طور پر رسول اللہ کی طرف سے یہ حدیث صحیح ہو چکی ہے کہ خدا تعالیٰ اس مدت کی اصلاح کے لئے ہر ایک صدی پر ایسا مجدد مبعوث کرتا رہے گا جو اس کے دین کو نیا کرے گا۔ لیکن چودھویں صدی کے لئے یعنی اس بشارت کے بارہ میں جو ایک عظیم الشان مہدی چودھویں صدی کے سر پر ظاہر ہوگا اس قدر اشارات نبویہ پائے جاتے ہیں۔ ان سے کوئی طالب منکر نہیں ہوسکتا۔'' علیٰ ہذا القیاس!

وہ حدیث جو جھوٹ نمبر۳ میں تحریر کی گئی ہے۔

عزیزو! مرزا قادیانی نے یہ من گھڑت باتیں حدیث کی طرف منسوب کی ہیں اور بخاری شریف کا حوالہ دیا ہے۔ مگر صفحہ بالکل نہیں تحریر کیا ہے۔ اگر تم میں جرأت ہے اور اپنے پیرومرشد کو سچا جانتے ہو تو آؤ مرد میدان بنو۔ بخاری شریف جہاں میں موجود ہے۔ اس کی ایک ایک حدیث کو دیکھ لو۔ اگر بخاری شریف کی کسی حدیث میں یہ الفاظ ''ھٰذا خلیفة الله المهدی'' یا اس کا مضمون مل جائے اور کسی حدیث میں چودھویں صدی کے مہدی کے لئے اشارات پائے جائیں تو میں تمہارے پیرومرشد کو سچا مان لوں گا۔ ورنہ یاد رکھو ایسے جھوٹے شخص کے لئے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ''من کذب علی معتمداً فلیتبوا مقعده فی النار'' حضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے میرے اوپر قصداً جھوٹ بولا پس چاہئے کہ وہ شخص اپنا گھر دوزخ میں بنالیوے۔

پس اس حدیث سے ثابت ہوا کہ تمہارا پیرومرشد کا ملجاہ وماویٰ دوزخ ہے۔ کیونکہ بخاری شریف جیسی مشہور کتاب پھر آنجناب کو ادنیٰ ادنیٰ بات پر وحی کی بارش اور پھر حضور کی وحی دخل شیطانی سے محفوظ اور روح القدس ہر وقت آپ کے ساتھ الہام جناب کا قطعی مگر اس قدر جھوٹ سے نہ وحی نے روکا اور نہ روح القدس نے۔

اے پیارے دوستو! ہٹ دھرمی کو چھوڑ دو اور واقعات حال پر غور کرو کہ قرآن مجید کی نصوص قطعیہ اور احادیث صحیحہ نے قطعی فیصلہ کر دیا ہے کہ حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ چہ جائیکہ ایک جھوٹا شخص جس کے بے شمار جھوٹ ثابت کئے گئے ہوں وہ دعویٰ نبوت کا کرے اور اپنے نہ ماننے والوں پر کفر کا فتویٰ دیوے۔ ایسے شخص کے لئے محبوب رب العالمین سرور کائنات محمد مصطفےٰ ﷺ فرماتے ہیں: ''**سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلھم یزعم انہ نبی اللہ وانا خاتم النّبیین لا نبی بعدی** (رواہ مسلم ترمذی ابوداؤد) '' حضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ بلاشبہ میری امت میں تیس شخص جھوٹے ہوں گے اور ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ میں خدا کا نبی اور رسول ہوں۔ حالانکہ میں تمام انبیاء کا ختم کرنے والا ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ اس حدیث میں پہلے حضور علیہ السلام نے اپنی امت کے مدعیان نبوت کو جھوٹا فرما کے ان کے جھوٹے ہونے کی دلیل میں ''**وانا خاتم النّبیین لا نبی بعدی** '' فرمایا۔ جس کا حاصل مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مجھے خاتم النّبیین فرمایا ہے جس کے معنی ہیں۔ آخر النّبیین مگر آنحضرت ﷺ نے اس کی دوسری تفسیر کرنے کی غرض سے الفاظ بدل دیئے اور ''**لا نبی بعدی** '' فرمایا یعنی میرے بعد کوئی نبی کسی قسم کا نہ ہوگا۔ خواہ تشریعی ہو یا غیر تشریعی ظلی ہو یا غیر ظلی بروزی ہو یا غیر بروزی۔ یہ عموم اس وجہ سے ہوا کہ لفظ نبی نکرہ ہے۔ پھر اس پر لا نفی جنس کا لا کر یہ فرمایا کہ کسی قسم کا کوئی نبی میرے بعد نہیں ہے۔ یعنی انسان کو کسی قسم کی نبوت کا مرتبہ نہ ہوگا۔ اس لفظ سے ''النّبیین'' کی کامل تشریح ہوگئی کہ اس پر الف لام استغراق کا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ حضرت رسول اللہ ﷺ تمام انبیاء کے آخر میں ہیں۔ خواہ وہ انبیاء کرام کامل ہوں یا کم مرتبہ کے ہوں۔ آپ کا وہ عالی مرتبہ اور شان رحمت ہے کہ آپ کے ماننے والا کسی کے نہ ماننے سے جہنمی نہیں ہوسکتا۔ اس لئے آپ کے بعد کسی نبی کا آنا آپ کی نہایت کسر شان ہے کہ آنجناب کا ماننے والا دوسرے جھوٹے شخص کے نہ ماننے سے سایۂ رحمت میں آکر پھر سخت زحمت میں پڑ جائے اور جہنم کا مستحق ہو جائے اور حضور ﷺ کی رحمت عامہ اس کے کچھ کام نہ آئے اور وہ جدید

نبی آپ کی شان رحمت کو ملیا میٹ کر دے۔ جیسے کہ مرزا قادیانی نے تمام جہان کے مسلمانوں کو جہنمی بنا کر آپ کی عالی شان کو اپنے خیال میں پامال کیا ہے۔ جیسا کہ میں نے توہین انبیاء میں ثابت کیا ہے کہ مرزا قادیانی نے حضرت ﷺ کی شان کو ملیا میٹ کیا ہے۔ بلکہ تمام اولیاء انبیاء، خصوصاً حضرت محمد ﷺ کو اپنا طفیلی بتایا ہے اور تمام کائنات کے وجود کا موجد اپنے آپ کو بتایا ہے اور ان کا وہ کشف جو میں نے پہلے توہین انبیاء کے باب (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۶۴، خزائن ج ۵ ص ۵۶۴) میں تحریر کیا ہے: ''رأیتنی فی المنام عین اللہ وتیقنت اننی ھو فخلقت السمٰوات والارض'' بنظر غور ملاحظہ فرمایا جائے۔ صد ہزار لعنت کا ہار ایسے جھوٹے کے گلے میں کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی ذات پر حملہ کیا اور خود خدا ہونے کا مدعی ہوا اور جناب رسول خدا کی شان کو پامال کر کے تمام انبیاء واولیاء کے مرتبہ کو ملیا میٹ کر دیا۔ ایسے جھوٹے شخص کے لئے حضرت ﷺ صحیح بخاری میں فرماتے ہیں: ''یبعث دجالون کذابون قریب من ثلاثین کلھم یزعم انہ رسول اللہ'' یعنی قیامت کے قریب تیس جھوٹے دجال پیدا ہوں گے اور ہر ایک نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جو شخص حضرت ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت کرے گا وہ جھوٹا ہوگا اور اس کو دجال کہا جائے گا۔ چنانچہ اس حدیث کے موجب مرزا قادیانی بھی دجال ثابت ہوئے۔ چہ جائیکہ ان کو نبی کہا جائے اور ترمذی شریف میں حضرت ﷺ فرماتے ہیں: ''لا تقوم الساعۃ حتیٰ یبعث کذابون دجالون قریب من ثلاثین کلھم یزعم انہ رسول اللہ'' یعنی جب تک دنیا میں قریب تیس کے جھوٹے دجال پیدا نہ ہولیں گے قیامت قائم نہ ہوگی۔ اس حدیث میں بھی حضرت ﷺ نے جھوٹے مدعیوں کو دجال فرمایا ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی اس حدیث کے موجب بھی دجال تھے۔ ایسے شخصوں کے بارہ میں حضرت ﷺ صحیح مسلم میں فرماتے ہیں: ''قال جابر بن سمرۃ سمعت النبی ﷺ ان بین یدی الساعۃ کذابین فاحذروھم (رواہ صحیح مسلم)'' روایت ہے جابر رضی اللہ عنہ سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ نے اپنی تمام امت سے فرمایا کہ قیامت کے قریب جھوٹے مدعی ہونے والے ہیں۔ ان سے بچو۔

دوستو! جھوٹوں کے آنے کی اور ان سے بچنے کی تاکید کس طرح ہو رہی ہے۔ مگر کسی نئے نبی کے آنے اور اس پر ایمان لانے کا ذکر کسی حدیث میں نہیں آیا۔ حالانکہ اس کا ذکر بھی ضرور تھا اور ان حدیثوں میں نہایت صاف طور سے یہ بیان ہے کہ ان جھوٹے مدعیوں کے لئے جناب

رسول اللہ ﷺ کے بعد سے قیامت تک کوئی وقت معین نہیں ہے۔ بلکہ الفاظ حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قرب قیامت میں زیادہ ہوں گے۔ یعنی اگرچہ جھوٹے مدعی رسول اللہ ﷺ کے آخر وقت سے شروع ہوگئے۔ مگر قیامت تک ان کا سلسلہ آہستہ آہستہ رہے گا۔ کوئی وقت ایسا نہیں ہوسکتا کہ کہا جائے کہ اس پیش گوئی کا وقت تمام ہوگیا۔ اب سچے نبی آسکتے ہیں۔ کیونکہ حدیث کے الفاظ اس کے بالکل خلاف ہیں۔ اگر سچے نبی آتے تو ان حدیثوں میں ضرور ان کا بیان ہوتا۔ کیونکہ جس طرح جھوٹوں سے ڈرانا اور بچانا ضرور تھا۔ اسی طرح اگر سچے نبی آنے والے تھے تو ان پر ایمان لانے کی ترغیب ہوتی اور ضرور ہوتی کیونکہ جس طرح جھوٹوں سے بچنے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح سچوں پر ایمان لانا فرض ہے۔ اس لئے کسی حدیث میں مثلاً آتا: ''ان انبیاء اللہ یبعثون تحت نبوتی فامنوا بھم'' مگر اس مضمون کی تو ایک روایت میں بھی پتہ نہیں ہے اور جھوٹوں کے بیان میں متعدد حدیثیں مختلف طور سے آئی ہیں اور بعض میں اس کے بعد نہایت صفائی ہے۔ ''لا نبی بعدی'' فرما کر متعدد طریقے سے ہر قسم کے نبی کی نفی فرمائی ہے۔ کسی قسم کی تخصیص کسی حدیث سے ثابت نہیں ہوتی۔ الفاظ حدیث اور قرینہ ماسبق اور ملحق سب عموم پر شہادت دیتے ہیں جنس نبی کی نفی ثابت ہوتی ہے۔ مگر اس کے خلاف آنکھوں پر جہالت اور تعصب کی پٹی باندھ کر ان حدیثوں میں بلا دلیل تخصیص کا دعویٰ کیا جاتا ہے اور عوام کے فریب دینے کو وہ اقوال پیش کئے جاتے ہیں جو کسی دلیل عقلی اور نقلی سے خاص کئے گئے ہیں۔ اس پر ذرا غور نہیں کرتے کہ کس کس طریقے سے حضور علیہ السلام نے سچے نبی کے ہونے کی عام طور پر نفی کی ہے اور خصوصیت کا کہیں اشارہ بھی نہیں فرمایا ہے۔ جس بطلان پرست کو دعویٰ ہو۔ وہ مرد میدان بن کر کوئی حدیث پیش کرے۔

ناظرین! احادیث مذکورہ بالا سے روز روشن کی طرح ظاہر ہوگیا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے عقیدہ ختم نبوت کو اس قدر ضروری اور مہتم بالشان سمجھا تھا کہ متعدد اصحاب سے مختلف اوقات میں صاف بیانی کے مختلف طریقوں سے بیان فرمایا ہے تاکہ کسی کم علم اور ناقص فہم کو بھی اس کے سمجھنے میں کوئی عذر نہ رہے۔ مگر قادیانی بطلان پرست مبلغ اپنی کمائی کی دھن میں حواس باختہ ہوگئے ہیں کہ احادیث صحیحہ قطعیہ کے مقابلہ میں ''قول لا فتی الا علی'' پیش کرتے ہیں اور ''لا صلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب'' کو دکھاتے ہیں اور اتنا نہیں سمجھتے کہ ''لا فتی الا علی'' کی خصوصیت تو چشم دید اور ہاتھوں کی حس معائنہ اور مشاہدہ کرا رہی ہے کہ بے انتہاء دوسرے جوان

موجود ہیں۔اس لئے ''لا فتی'' سے ایک خاص صفت کے جوان مرد ہیں۔اگر خاص جوان مراد نہ لئے جائیں تو معائنہ اس کو جھوٹا قرار دے گا۔''لا نبی بعدی'' میں تخصیص کی کون سی دلیل ہے۔اسی طرح ''لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب'' کو دوسری حدیث قرأۃ الامام قراۃ لہ خاص کر رہی ہے۔اب بطلان پرست دوستوں کا ''لا نبی بعدی'' کو خاص کرنا ایسا ہے جیسے کوئی بت پرست ''لا الہ الا اللہ'' کو خاص کرے اور یہ معنی بیان کرے کہ جو معبود بلند مرتبہ ہے وہ الٰہ ہے۔ اس سے جھوٹے معبودوں کی نفی نہیں ہوتی جو کم مرتبہ ہیں۔اب اگر آپ بت پرستوں کے شریک ہوں اور کلمہ طیبہ کے لائے نفی جنس میں خصوصیت کے قائل ہوں اور جھوٹے معبودوں کو مانیں تو ہم آپ سے خطاب چھوڑ دیں گے اور اگر آپ ان کے معبودوں کو تسلیم نہ کریں گے اور کلمہ ''لا الہ الا اللہ'' سے عام معبودوں کی نفی ثابت کریں گے تو ''لا نبی بعدی'' میں بھی آپ کو عام نفی ثابت کرنی ہوگی۔کوئی خصوصیت آپ ثابت نہیں کر سکتے۔کیونکہ الفاظ عرب، محاورہ عرب میں جس معنی کے لئے موضوع ہیں اس سے جو مطلب سمجھا جاتا ہے وہی مطلب ہر عربی جملہ کا ہونا ضروری ہے۔البتہ بعض وقت کسی دلیل عقلی یا نقلی سے اس کے خلاف ہوسکتا ہے جس طرح پہلے جملے جو لکھے گئے ہیں ''لا فتی الا علی'' اور ''لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب'' ان میں دلیل عقلی اور نقلی خاص کرنے کی موجود ہے۔جیسا کہ تحریر کیا گیا۔

دوستو! مذکورہ بالا بیان سے روز روشن کی طرح ظاہر ہوگیا کہ مرزا قادیانی اپنے تمام دعاوی میں صادق نہ تھے۔بلکہ مفتری اور کاذب تھے اگر وہ صادق اور سچے ہوتے تو ضرور تھا کہ پہلے مکہ معظمہ یا کابل وغیرہ جا کر دعویٰ نبوت کی تبلیغ کرتے یا وہاں کے بادشاہوں کے نام خط لکھتے کہ میں نبوت کا مدعی ہوں۔میرے پر ایمان لاؤ۔ورنہ تمہاری سلامتی نہیں۔جس طرح محبوب رب العالمین محمد مصطفےٰ ﷺ نے اپنی نبوت کا خط روم کے بادشاہ ہرقل کے نام لکھا تھا۔وہو ہذا!

''بسم اللہ الرحمن الرحیم من محمد عبد اللہ ورسولہ الیٰ ھرقل عظیم الروم سلام علیٰ من التبع الھدیٰ اما بعد فانی ادعوک بدعایۃ الاسلام اسلم تسلم یوتیک اللہ اجرک مرتین فان تولیت فان علیک اثم الیریسیین ویا اھل الکتاب تعالو الیٰ کلمۃ سواء بیننا بینکم ان لا تعبدو الا اللہ ولا یشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون'' یہ خط محمد کی طرف سے جو اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہے طرف بادشاہ روم ہرقل کے۔

سلام ہے اوپر اس شخص کے جو ہدایت کی اتباع کرتا ہے۔ اما بعد پس میں آپ کو تبلیغ کرتا ہوں اسلام کی۔ اسلام قبول کرلو سلامت رہو گے۔ اللہ آپ کو اجر دے گا دگنا۔ پس اگر تم روگردانی کرو گے تو تمہارے پر گناہ ہوگا۔ تمہاری قوم کا۔ اے اہل کتاب آؤ طرف ایک بات کے کہ برابر ہے درمیان ہمارے اور تمہارے یہ کہ نہ عبادت کریں ہم مگر اللہ تعالیٰ کی اور نہ شریک لاویں ساتھ اس کے کچھ اور نہ پکڑے بعض ہمارا بعض کو پروردگار سوائے اللہ تعالیٰ کے، پس اگر پھر جاویں پس کہو گواہ رہو تم ساتھ اس کے کہ ہم مسلمان ہیں۔ (بخاری شریف ج ا ص ۵)

اے بطلان پرستو! غور کرو کہ محبوب رب العالمین محمد مصطفےٰ ﷺ نے روم کے بادشاہ ہرقل کو کس زور سے اپنی نبوت کا خط لکھا ہے کہ اسلام قبول کرلو۔ ورنہ تمہاری سلامتی نہیں حالانکہ آنجناب کی رسالت کا ابتدائی زمانہ تھا اور تمام کفار مکہ دشمن تھے اور ہر ایک طرح کی تکلیف دی جاتی تھی۔ مگر حضور کلمہ توحید کے ظاہر کرنے سے نہیں رکتے تھے۔ یہاں تک حضور کو اپنا اصلی وطن مکہ شریف چھوڑ کر مدینہ منورہ تشریف لے جانا پڑا۔ وہ اصلی وطن جس کے لئے ایک شاعر نے کہا ہے۔

حب وطن از ملک سلیمان خوشتر خار وطن از سنبل و ریحاں خوشتر

اور اس وقت کو یاد کیا جاوے جب حضرت ﷺ نے مکہ شریف چھوڑ کر غار حرا میں پناہ لی تھی اور اوپر کفار قتل کے ارادہ سے گھوم رہے تھے۔ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کفار کو دیکھ کر گھبرا گئے۔ حضرت ﷺ نے فرمایا: ''لا تحزن ان اللہ معنا'' اے ابوبکر رضی اللہ عنہ ڈرو مت اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

دوستو! پیغمبر خدا ﷺ نے ایسی ایسی سخت تکلیفیں برداشت کر کے اپنی رسالت کو لوگوں سے منوایا اور نہ آنجناب کو مال و دولت کی ضرورت تھی اور نہ کبھی اپنے ماننے والوں سے چندہ جمع کیا تھا اور نہ کوئی اپنا عالی شان مکان بنایا تھا اور نہ کبھی رنگا رنگ کے کھانے کھائے تھے۔ بلکہ کئی کئی روز فاقہ کشی میں رہنا پڑتا تھا اور پیٹ پر پتھر باندھتے تھے۔ اب جدید نبی کی حالت کو دیکھا جائے کہ اب تک ان کے مریدوں سے چندہ جمع کیا جاتا ہے۔ گویا کہ ایک قسم کا خدائی ٹیکس مقرر کیا ہوا ہے جو بعد مرنے کے بھی نہیں چھوٹتا۔ قیامت تک اسی طرح جاری رہے گا۔ چنانچہ جو مریدان کا چندہ نہ دیوے وہ بیعت سے خارج سمجھا جاتا ہے۔

دوستو! تم کو معلوم ہے کہ تمہارا روپیہ کہاں خرچ کیا گیا ہے۔ قادیان میں جا کے دیکھو کہ ان کا کیسا عالی شان مکان بنا ہوا ہے۔ جس کے اوپر ہزاروں روپیہ خرچ آیا ہوگا اور ان کی باقی ماندہ عمارتوں کو بہ نظر غور ملاحظہ فرمایا جائے کہ کس قدر ان کے اوپر روپیہ خرچ کیا ہوگا اور منارۃ المسیح کو

دیکھا جائے کہ جس کے اوپر ہزاروں روپیہ خرچ کیا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''ان المبذرین کانو اخوان الشیاطین'' بے جا خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں کیا یہ نبی کی شان ہے کہ لوگوں سے زبردستی چندہ کر کے اپنے مکانات وغیرہ پر بے جا خرچ کرے اور جو شخص نہ دیوے وہ بیعت اور اپنی امت سے خارج کر دیا جائے۔ کس نبی نے ایسا کیا۔ ہرگز ہرگز نہیں بلکہ آپ نے حضرت یحییٰ کا ذکر پہلے اس کتاب میں پڑھا ہوگا کہ آپ کی خوراک درختوں کے پتے اور جنگل کی گھاس تھی۔ آپ کے پاس دنیا کے مال ومتاع سے کچھ بھی نہ تھا اور نہ رہنے کے لئے کوئی مکان تیار کیا تھا۔ کمبل پہنتے اور جہاں رات ہوتی پڑ رہتے اور عبادت کرتے کرتے بالکل نحیف اور لاغر ہو گئے تھے۔ خدا تعالیٰ کی خشیت اور زہد ایسا غالب تھا کہ دنیا کی کسی شئے پر نظر نہیں پڑتی تھی اور نہ دنیا کی کوئی خواہش آپ کے دل میں پیدا ہوتی تھی۔ اس لئے تمام عمر آپ نے عورت کی صورت نہیں دیکھی تھی۔

اب جدید نبی کی حالت کو دیکھا جائے کہ تمام عمر محمدی بیگم کے خواب آتے رہے اور اسی کے عشق میں راہی ملک عدم ہو گئے اور اس واقع کو یاد کیا جائے کہ جب اس نے ایک بیگانی عورت کا بوسہ لیا اور دانت سے رخسارہ کاٹ لیا۔ ایسا کام کوئی نکما سے نکما اور نالائق سے نالائق آدمی بھی نہیں کر سکتا۔ اس واقع کو اگر مفصل دیکھنا ہو تو رسالہ عشق مجازی قادیانی کی بوسہ بازی میں دیکھا جائے۔ یہ رسالہ منظوم مرزا قادیانی کے اس واقع کے متعلق ۱۹۰۳ء، ۱۹۰۴ء میں دو دفعہ ہزاروں کی تعداد میں چھپ کر پیسے پیسے، ادھیلے ادھیلے کو بازاروں میں فروخت ہوا۔ بلکہ مفت تقسیم ہوا۔ چونکہ یہ رسالہ مرزا قادیانی کی حیات میں چھپا اور انہوں نے اس پر خاموشی اختیار کی۔ اس لئے یہ رسالہ مسلمہ مرزا قادیانی کا ہے۔ الخاموشی نیم الرضا اور اس واقع کو منشی پیر بخش سیکرٹری نے بھی اپنے رسالہ انجمن تائید الاسلام بابت ماہ دسمبر ۱۹۲۲ء میں تحریر کیا ہے۔

عزیزو! تمہارے پیرومرشد ان واقعات صریحہ سے تو سچے مسلمان بھی ثابت نہیں ہوتے۔ چہ جائیکہ ان کو نبی کہا جائے۔ پھر کس بات پر اتنی ہٹ دھرمی کی جاتی ہے۔ خدارا! اب بھی غور کرو اور سوچو کہ کس ضلالت کے گڑھے میں پڑے ہوئے ہو۔ کیوں جان بوجھ کر اپنی آنکھوں میں خاک ڈال رہے ہو۔ کیا یہی قمر الانبیاء ہے۔ اس کی نبوت پر زمین وآسمان نے گواہی دی اور اسی کے لئے ''وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین'' فرمایا گیا اور اسی کے لئے ''لولاک لما خلقت الافلاک'' کہا گیا۔

اثبات دعویٰ نبوت منقول از کتب مرزا قادیانی

پہلا الہام: جو مرزا قادیانی کو بغیر کسی استثناء کے رسول بناتا ہے: ''قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا'' اے مرزا تو ان لوگوں کو کہہ دے کہ میں اللہ کا رسول ہو کر تمام لوگوں کی طرف آیا ہوں۔ (اشتہار معیار الاخیار مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۶۸)

دوسرا الہام: ''انا ارسلنا الیکم رسولًا شاھدًا علیکم کما ارسلنا الٰی فرعون رسولا'' اے لوگو ہم نے تمہاری طرف رسول بھیجا جس طرح فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا۔ مرزا قادیانی نے اس آیت کا ترجمہ اس طرح کیا ہے کہ ہم نے تمہاری طرف رسول بھیجا ہے۔ اس رسول کے مانند جو فرعون کی طرف بھیجا۔ مرزا قادیانی کا اس الہام کی بناء پر حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے رسول ہونے کا دعویٰ ہے جو صاحب شریعت و کتاب تھے۔

(شہادۃ القرآن ص ۲۶، خزائن ج ۶ ص ۳۲۲)

تیسرا الہام: ''یٰسین انک لمن المرسلین علٰی صراط المستقیم'' اے مرزا تو خدا کے مرسلوں میں سے ہے اور راہ راست پر ہے۔

(حقیقت الوحی ص ۱۰۷، خزائن ج ۲۲ ص ۱۱۰)

چوتھا الہام: ''قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ'' کہہ تو اے مرزا لوگوں سے اگر اللہ سے محبت چاہتے ہو پس میری پیروی اور اتباع کرو۔ اللہ تم سے محبت کرے گا۔ (الاستفتاء: ۸۱، خزائن ج ۲۲ ص ۷۰۷)

پانچواں الہام: ''قل انما انا بشر مثلکم یوحٰی الٰی انما الٰھکم اللہ واحد'' کہہ دے تو اے مرزا کہ میں تمہاری طرح انسان ہوں۔ مگر میری طرف وحی کی گئی ہے کہ تمہارا خدا ایک ہے۔ (حقیقت الوحی ص ۸۲، خزائن ج ۲۲ ص ۸۴)

چھٹا الہام: ''وما ارسلنک الا رحمۃ للعٰلمین'' ہم نے اے مرزا تجھے تمام دنیا پر رحمت کر کے بھیجا ہے۔ (الاستفتاء ص ۸۲، خزائن ج ۲۲ ص ۸۵)

ساتواں الہام: ''ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ'' خدا وہ خدا ہے جس نے اپنا رسول اور اپنا فرستادہ اپنی ہدایت اور اپنے سچے دین کے ساتھ بھیجا تا کہ اس دین کو تمام دینوں پر غالب کرے۔

(حقیقت الوحی ص ۷۱، خزائن ج ۲۲ ص ۷۴)

اس الہام میں خدا تعالیٰ مرزا قادیانی کو دین حق اور ہدایت کے ساتھ بھیجتا ہے تو پھر مرزا قادیانی جدید دین لے کر آئے تو پھر کیوں صاحب شریعت وکتاب نبی نہیں۔ لاہوری جماعت بتائے ورنہ اس کا یہ الہام غلط ہو جائے گا۔

آٹھواں الہام: ''لولاک لما خلقت الافلاک'' اے مرزا اگر میں تجھ کو نہ پیدا کرتا تو آسمان وزمین کو نہ پیدا کرتا اور جو اولیاء وانبیاء ہیں تمہارے طفیلی ہیں۔

(الاستفتاء ص ۸۵، خزائن ج ۲۲ ص ۷۱۲)

نواں الہام: ''انما امرک اذا اردت شیئا ان تقول له کن فیکون''

(الاستفتاء ص ۸۶، خزائن ج ۲۲ ص ۷۱۴)

اب مرزا قادیانی کو بذریعہ الہام ہذا مرتبہ کن فیکون بھی مل گیا۔ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے مرزا جب تو ارادہ کرے کسی شئے کے ہونے کا تو کلمہ کن کہہ فوراً وہ شئے ہو جائے گی۔ (الاستفتاء ص ۸۶، خزائن ج ۲۲ ص ۴۳۵)

قول مرزا نمبر:۱..... میں خدا کے فضل سے نبی ورسول ہوں۔ (اخبار بدر قادیان مارچ ۱۹۱۸ء)

قول مرزا نمبر:۲..... خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو کشتی نوح قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے اس کو مدار نجات ٹھہرایا۔ (اربعین نمبر ۴ ص ۶، خزائن ج ۱۷ ص ۴۳۵)

جب مدار نجات اب مرزا قادیانی کی بیعت اور تعلیم پر ہے تو وہ ناسخ دین محمدی ہیں۔ پھر کیوں ان کو بقول ان کے رسول نہ مانا جاوے۔

قول مرزا نمبر:۳..... جس نے اپنی وحی کے ذریعے سے چند امر نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب شریعت ہو گیا۔ میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی۔

(اربعین نمبر ۴ ص ۶، ۷، خزائن ج ۱۷ ص ۴۳۵)

یہاں مرزا قادیانی کا دعویٰ صاحب شریعت نبی ہونے کا ہے کوئی بطلان پرست شخص انکار نہیں کر سکتا۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی مستقل نبی تھے نہ کہ ظلی اور بروزی۔

قول مرزا نمبر:۴..... الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ خدا کا مامور خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے۔ (رسالہ دعوت قوم ص ۶۲، خزائن ج ۱۱ ص ۶۲)

اب لاہوری جماعت بتائے کہ اگر مرزا قادیانی مدعی نبوت ورسالت نہیں تھے تو پھر اس

کا دشمن جہنمی کیوں کر ہے اور جب آپ ان کی رسالت پر ایمان نہیں لائے تو کیوں جہنمی نہ ہوئے۔

قول مرزا نمبر ۵..... سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔

(دافع البلاء ص ۱۱، خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۱)

قول مرزا نمبر:۶..... خدا وہی ہے جس نے اپنے رسول یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا۔ (اربعین نمبر ۳ ص ۳۶، خزائن ج ۱۷ ص ۶۲)

قول مرزا نمبر:۷..... جب کہ مجھ کو اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ تورات اور انجیل اور قرآن شریف پر۔ (اربعین نمبر ۴ ص ۱۹، خزائن ج ۱۷ ص ۴۵۴)

لاہوری بطلان پرست مرزائی بتلادیں کہ جس کی وحی انجیل، توریت اور قرآن شریف کی مانند یقینی ہے وہ کیوں رسول نہیں اور اس کی وحی کیوں وحی رسالت نہیں اور مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ بعد حضرت خاتم النّبیین کے وحی رسالت مسدود ہے۔ کیوں جھوٹ نہیں دونوں میں ایک بات ضرور جھوٹ ہونی چاہئے۔ ''لان الحق لا یکون فی طرفی نقیض'' کیونکہ حق دو مخالف سمتوں میں نہیں ہوتا یا یہ جھوٹ ہے کہ وحی رسالت بعد آنحضرت ﷺ کے مسدود ہے یا یہ جھوٹ ہے کہ مرزا قادیانی کی وحی قرآن کریم کے مانند قابل ایمان لانے کے ہے۔ دونوں صورتوں میں مرزا قادیانی جھوٹے ہیں۔ لعنة الله علی الکاذبین!

قول مرزا نمبر:۸..... میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں۔ اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے۔ (حقیقت الوحی ص ۱۱۲، خزائن ج ۲۲ ص ۲۲۰)

قول مرزا نمبر:۹..... جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں گزر گئے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں۔ دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔

(حقیقت الوحی ص ۳۹۱، خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۶)

لاہوری مرزائی جماعت بتاوے کیا مجدد نبی ورسول ہونے کا دعویٰ بھی کیا کرتا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ سے ہی ثابت کردو۔

قول مرزا نمبر:۱۰..... جو میرے لئے نشان ظاہر ہوئے وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں۔

(اخبار بدر قادیان ج ۲ نمبر ۲۹، مورخہ ۱۹/ جولائی ۱۹۰۶ء، حقیقت الوحی ص ۴۶، خزائن ج ۲۲ ص ۴۸ حاشیہ)

اور حضرت ﷺ کی نسبت لکھا ہے کہ تین ہزار معجزے ہمارے نبی ﷺ سے ظہور میں آئے۔ (تحفہ گولڑویہ ص۴۰، خزائن ج۱۷ ص۱۵۳)

لاہوری جماعت بتاوے کہ وہ شخص جس کے معجزات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے معجزوں سے سوگنا زیادہ ہیں جو فرق ہزار اور لاکھ میں ہے۔ وہ فرق مرزا قادیانی اور حضرت رسول اللہ ﷺ کے مرتبہ میں ہے۔ پھر وہ کیوں نبی و رسول نہیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ اگر آپ کو نور ایمان اس پایہ کا دیا ہے کہ جس کی روشنی میں مرزا قادیانی اپنی تمام دعاوی میں کاذب دکھائی دیتے ہیں تو بسم اللہ۔ پھر صاف الفاظ میں من کل الوجوہ عقائد فاسدہ مرزائیہ سے توبہ کر کے مسلمانوں کے ساتھ ہو جاؤ اور راہ نجات پر آؤ۔ کس قدر غضب ہے کہ ایک غلام دعویٰ کرتا ہے کہ میں اپنے آقا سے نشان دکھانے اور اعجاز نمائی میں اس قدر زیادہ ہوں اگر اس کے آقا کے تین ہزار معجزے ہیں تو میرے تین لاکھ معجزے ہیں۔ مگر کاذب ایسا ہو کہ منافقانہ طور پر مسلمانوں کو قابو رکھنے کے لئے کہے کہ میں نے جو کچھ پایا ہے محمد ﷺ کی وساطت سے پایا ہے۔ حالانکہ عمل اس پر ہے ؎

پنجہ در پنجہ خدا دارم من چہ پرواہ مصطفٰے دارم

مرزا قادیانی اپنی کتاب (اعجاز احمدی ص۱۷، خزائن ج۱۹ ص۱۸۳) میں اپنی مدح میں ایک شعر تحریر فرماتے ہیں۔ وہو ہذا:

لہ خسف القمر المنیر وان لی غسا القمران المشرقان اتنکر

دوستو! جاہل سے جاہل بھی جانتا ہے کہ شق القمر معجزہ رسول اللہ ﷺ کا یہ تھا کہ چاند دو ٹکڑے ہوا۔ مگر خود پرست اور کاذب مرزا اپنے جھوٹے دعویٰ کے ثابت کرنے کے واسطے حضور ﷺ کے معجزہ شق القمر سے بھی ایک معمولی چاند گہن کہہ کر انکار کرتا ہے اور گستاخ اس قدر آنحضرت ﷺ پر اپنی فضیلت جتاتا ہے اور یہاں تک کہہ گزرا ہے کہ حضرت خلاصہ موجودات محمد رسول ﷺ کو جنت و دجال و مسیح موعود و دابۃ الارض یاجوج و ماجوج و طلوع شمس من المغرب کی حقیقت معلوم نہ تھی۔ (ازالہ اوہام ص۶۹۱، ۶۹۲، خزائن ج۳ ص۴۷۳)

انکار دعویٰ نبوت منقول از کتب مرزا قادیانی

''ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ''

(ازالہ اوہام حصہ دوم ص۶۱۴، خزائن ج۳ ص۴۳۱)

یہ آیت صاف دلالت کرتی ہے کہ کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا۔ پس اس سے بھی بکمال وضاحت ثابت ہے کہ مسیح ابن مریم دنیا میں نہیں آسکتا۔ کیونکہ مسیح ابن مریم رسول ہے اور رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ دینی علوم کو بذریعہ جبرائیل ظاہر کرے اور ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ اب وحی رسالت تا قیامت منقطع ہے۔ (تحفہ گولڑویہ ص۵۱، خزائن ج۱۷ ص۱۷۴)

''اکملت لکم دینکم ''اور''ولٰکن رسول اللہ وخاتم النّبیین ''میں اللہ تعالیٰ صریح طور پر نبوت کو آنحضرت ﷺ پر ختم کر چکا ہے اور صریح لفظوں میں فرما چکا ہے کہ آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔ جیسا کہ فرمایا ہے:''ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیین''

(فیصلہ آسمانی ص۴، خزائن ج۴ ص۳۱۳) میں مرزا قادیانی تحریر کرتے ہیں کہ:''میں نبوت کا مدعی نہیں ہوں۔ بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔''

میرا ان الزامات کی نسبت اگرچہ میں نے بار بار بیان کیا ہے اور اپنی کتابوں کا مطلب سنایا کہ کوئی کلمہ کفران میں نہیں ہے اور نہ مجھے دعویٰ نبوت وخروج از امت اور نہ میں منکر معجزات ہوں اور نہ ملائک اور لیلۃ القدر سے انکاری ہوں اور آنحضرت ﷺ کے خاتم النّبیین ہونے کا قائل اور یقین کامل سے جانتا ہوں اور اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہیں آئے گا۔ نیا ہو یا پرانا۔

(جنگ مقدس ص۶۷، خزائن ج۶ ص۱۵۶)

ہست او خیر الرسل خیر الانام ہر نبوت را بروشد اختتام

(سراج المنیر ص۹۳، خزائن ج۱۲ ص۹۵)

ہمارے نبی ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ جیسے کہ ان کی وفات کے بعد وحی منقطع ہوگئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے نبیوں کا خاتمہ کر دیا ہے۔ (حمامۃ البشریٰ ص۲۰، خزائن ج۷ ص۲۰۰)

سیدنا ومولانا حضرت رسول ختم المرسلین کے سوا کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ (مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۲۳۰، ۲۳۱)

یہ مجھے کہاں حق پہنچتا ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کروں اور اسلام سے خارج ہو جاؤں اور قوم کافرین سے جا کر مل جاؤں۔ یہ کیونکر ممکن ہے کہ میں مسلمان ہو کر نبوت کا دعویٰ کروں۔

(حمامۃ البشریٰ ص۷۹، خزائن ج۷ ص۲۹۷)

(مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۲۵۵) میں لکھا ہے کہ:''جناب خاتم المرسلین کی ختم نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔''

بار بار کہتا ہوں کہ یہ الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے میری نسبت خدا تعالیٰ کی طرف سے بے شک ہیں۔ لیکن اپنے حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں۔ ایسا ہی نبی کر کے پکارنا جو مسیح موعود کے لئے حدیثوں میں آیا ہے وہ بھی اپنے حقیقی معنوں پر اطلاق نہیں پاتا۔ یہ وہ علم ہے جو خدا تعالیٰ نے مجھے دیا ہے جس نے سمجھنا ہو سمجھ لے میرے پر یہی کھولا گیا ہے کہ حقیقی نبوت کے دروازے خاتم النّبیین ﷺ کے بعد بکلی بند ہیں۔ اب نہ کوئی جدید نبی حقیقی معنوں کے رو سے آ سکتا ہے اور نہ کوئی قدیم نبی۔ (سراج منیر ص ۳، خزائن ج ۱۲ ص ۵)

من نیستم رسول ونیاوردہ ام کتاب ہاں ملہم استم وزخدا وند منذرم

(ازالہ اوہام حصہ اوّل ص ۱۷۸، خزائن ج ۳ ص ۱۸۵)

اگر خداوند تعالیٰ صادق الوعدہ ہے اور جو خاتم النّبیین میں وعدہ دیا گیا ہے اور جو حدیثوں میں بتصریح بیان کیا گیا ہے۔ (ازالہ اوہام ص ۵۷۷، خزائن ج ۳ ص ۴۱۲)

''وان رسولنا خاتم النّبیین وعلیه انقطعت سلسلة المرسلین فلیس حق احد ان یدعی النبوة بعد رسولنا المصطفٰی علی الطریقة المستقلة'' اور تحقیق ہمارا رسول نبیوں کا ختم کرنے والا ہے اور آنجناب کے اوپر مرسلین کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے۔ بس کسی شخص کے لئے نہیں حق یہ کہ دعویٰ نبوت کرے اور ہمارے رسول اللہ ﷺ کے اوپر طریقہ مستقلہ کے۔ (الاستفتاء حقیقت الوحی ص ۶۴، خزائن ج ۲۲ ص ۶۸۹)

ختم نبوت منقول از کتاب اللہ واحادیث محمد مصطفٰے ﷺ

''فقد قال الله تبارک وتعالیٰ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول الله وخاتم النّبیین وکان الله بکل شئ علیما''

دوستو! مذکورہ بالا آیت کا سبب نزول یہ ہے کہ حضرت زید صحابی آنحضرت ﷺ کے پسر متبنّٰی لے پالک تھے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ کی شادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے ہوئی تھی۔ میاں بیوی میں سخت نااتفاقی رہا کرتی تھی۔ آخر حضرت زید رضی اللہ عنہ نے شرع کے موجب حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی۔ بعد از طلاق مدت گزرنے پر خداوند کریم کے حکم سے حضرت زینب رضی اللہ عنہا آنحضرت ﷺ کے عقد نکاح میں آئیں اور ازواج مطہرات میں داخل ہوئیں۔ ان پر دشمنان اسلام نے طعن وطنز کے راہ سے یہ کہنا شروع کیا کہ محمد ﷺ نے اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر لیا ہے۔ حالانکہ بیٹے کی بیوی قرآن شریف کے رو سے حرام ہے۔ اس بیہودہ اعتراض کا جواب

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ارشاد فرمایا ہے: ''ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیین'' محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے (حقیقی اور نسبی) باپ نہیں ہیں۔ پس زید آپ کے حقیقی اور نسبی بیٹے نہیں ہوئے اور زید کی بیوی آپ پر حرام نہیں ہوئی ہیں۔ مذکورہ بالا اعتراض لغو ہے اور ناسمجھی پر مبنی ہے۔ بلکہ محمد ﷺ خدا کے رسول ہیں اور تمام نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں۔ اس آیت میں لفظ خاتم النّبیین کی قرأت میں اختلاف ہے۔ سات قاریوں میں سے چھ قاریوں کے نزدیک خاتم النّبیین بفتح تا ہے۔ اگرچہ یہ قرأت مشہور نہیں۔ مگر ہندوستان میں اسی قرأت کا رواج ہوگیا ہے۔ چنانچہ یہاں کے قرآن مجید میں خاتم النّبیین بفتح تا ہی ہے۔ بہرکیف اگر خاتم کو بکسر تا پڑھئے تو یہ صیغہ اسم فاعل کا ہے۔ ختم مختم باب ضرب یضرب سے اور اس کے معنی ختم کرنے والا یا مہر کرنے والا خاتم النّبیین کے معنی یہ ہوں گے کہ نبیوں کا ختم کرنے والا اور دوسرے معنی صحیح نہیں ہوسکتے۔ پس اس صورت میں نبوت کا ختم ہو جانا روز روشن کی طرح ثابت ہوتا ہے۔ تھوڑی سمجھ کا آدمی بھی اس کو اچھی طرح سمجھ سکتا ہے اور اگر خاتم برفتح تا پڑھے تو خاتم کے تین معنی ہیں۔ (۱) انگوٹھی جیسے خاتم قضۃ چاندی کی انگوٹھی۔ (۲) مہر جیسے خاتم الکتاب خط کی مہر۔ (۳) آخر جیسے خاتم القوم قوم کا آخری شخص عربی لغات یا عربی محاورات پر غور کرنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خاتم بالکسر وخاتم بالفتح یہ الفاظ جب کبھی ایسی چیز کی طرف مضاف ہوتے ہیں جس کے بہت سے افراد ہوں تو ختام خاتم بالکسر، خاتم بالفتح ہر ایک کے معنی آخر کے ہوتے ہیں۔ جیسے خاتم القوم قوم کا آخری شخص مجمع البحار جو احادیث کی ایک معتبر لغت ہے اور قاموس اس کی شرح تاج العروس اور لسان العرب وغیرہ عربی کی مشہور لغتوں میں صاف لکھا ہے۔ ''ختام الوریٰ اقصاہ ختام لقوم وخاتمھم وخاتمھم اخرھم'' کہ ختام الوریٰ کے معنی انتہائے وادی ہے اور ختام القوم اور خاتم القوم۔ خاتم القوم کے معنی آخر قوم ہیں اور اس کے ساتھ ان کتابوں میں اس کی تصریح موجود ہے کہ خاتم النّبیین یا خاتم النّبیین کے معنی آخر النّبیین کے ہیں۔ پس خاتم النّبیین پڑھو ختم النّبیین ہر حالت میں یہی مطلب ہوگا کہ آنحضرت ﷺ آخر النّبیین ہیں۔ یعنی تمام انبیائے کرام کے آخر ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ اسی طرح حضرت ﷺ حدیث میں فرماتے ہیں: ''انا آخر الانبیاء وانتم آخر الامم'' رواہ ابن ماجہ فی باب الدجال یعنی میں سب نبیوں کا آخری شخص ہوں اور تم سب امتوں میں آخری امت ہو۔ یعنی نہ میرے بعد کوئی نبی ہے اور نہ تمہارے بعد کوئی دوسری امت۔ جب

خود حضور ﷺ نے اپنے کو آخر الانبیاء فرمایا تو اس سے صاف ثابت ہو گیا کہ خاتم النّبیین کے معنی آخر النّبیین ہیں اور حضرت ﷺ حدیث میں مختلف الفاظ سے اپنے کو آخر الانبیاء فرماتے ہیں۔

''انا آخر الانبیاء (ابن ماجه) فانی اخر الانبیاء (صحیح مسلم) انا خاتم الانبیاء (کنز العمال ص ۲۵۲) ''ان الفاظ سے روز روشن کی طرح ظاہر ہو گیا کہ خاتم النّبیین کے معنی آخر النّبیین کے ہیں۔ جیسا کہ اہل سنت لکھتے ہیں۔ اب کسی مسلمان کی مجال نہیں ہے کہ آخر کے سوا خاتم کے کوئی دوسرے معنی لے۔ اس لئے کہ مسلمان کی شان یہ ہے کہ ؎

ہر کجا قول رسول آمدہ لنگر گیرند

بلکہ مرزائیوں کی ہی مجال نہیں ہے کہ خاتم النّبیین کے معنی آخر النّبیین ہونے میں چون و چرا کر سکیں۔ اس لئے کہ مرزا قادیانی اور ان کے خلیفہ اوّل نور الدین کا مذہب یہ ہے کہ وحی والہام کے معنی جو صاحب وحی والہام بیان کرے وہی صحیح ہے اور اس کے سوا سب غلط۔ یہاں پر جب خود صاحب وحی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ''انا اٰخر الانبیاء ''فرمایا تو اب آخر کے سوا خاتم کے دوسرے معنی لینا کسی طرح جائز نہیں ہو سکتا۔ وہو المراد!

اور اس جگہ مرزائی صاحبان (بخاری ص ۹۱۴) کے حوالہ سے ایک حدیث بیان کیا کرتے ہیں کہ جس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنے لڑکے ابراہیم کے لئے فرمایا تھا کہ اگر ابراہیم زندہ رہتا تو نبی ہوتا۔ لہٰذا اس حدیث سے امکان نبی ثابت ہوتا ہے۔ یعنی بعد حضرت ﷺ کے نبی ہو سکتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث غلط ہے۔ کیونکہ صحیح بخاری ص ۹۱۴ مطبع نظامی میں ایک حدیث مروی ہے اور اس حدیث کو اس حدیث پر ترجیح ہے۔ کیونکہ وہ حدیث ابن ماجہ یا کسی اور کتاب کی ہے اور یہ حدیث صحیح بخاری کی ہے جو ''اصح الکتب بعد کتاب اللہ '' ہے اور وہ حدیث صحیح بخاری کی یہ ہے: ''حدثنا اسماعیل قلت لا بن ابی اوفٰی رأیت ابراھیم بن النبی ﷺ قال مات صغیراً ولو قضی ان یکون بعد محمد ﷺ نبی عاش ابنه ولکن لا نبی بعده ''مطلب اس حدیث کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر میں آنحضرت ﷺ کے بعد کسی قسم کا نبی ہونا مقدر ہوتا تو آنحضرت ﷺ کے صاحبزادے ابراہیم زندہ رہتے اور لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بعد رسول اللہ ﷺ کے نبوت کا سلسلہ بالکل بند ہو گیا ہے۔ نا کہ اس حدیث سے نبی ثابت ہوتا ہے۔ ''ولو کان بعدی نبی لکان عمر ''یعنی اگر میرے بعد تقدیر خدا میں امکان نبی ہوتا تو البتہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہوتے۔

اثبات حیات مسیح علیہ السلام منقول از کتب احادیث

(۱)''عن ابی هریرة قال قال رسول اللہ ﷺ والذی نفسی بیده لیوشکن ان ینزل الیکم ابن مریم حکما عدلاً فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیة ویفیض المال حتی لا یقبله احد حتٰی تکون السجدة الواحدة خیر من الدنیا وما فیها ثم یقول ابو هریرة واقرؤا ان شئتم وان من اهل الکتاب الا لیومنن به قبل موته (رواه صحیح بخاری درباب نزول عیسیٰ علیه السلام)'' رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں اس ذات کی مجھ کو قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ بے شک قریب ہے کہ ابن مریم تم میں حاکم عادل ہو کر اتریں گے۔ صلیب کو توڑیں گے۔ خنزیر کو قتل کریں گے۔ جزیہ کو اٹھا دیں گے۔ مال کی کثرت ہو جائے گی اور اسے کوئی قبول نہ کرے گا۔ یہاں تک کہ دنیا اور مافیہا کے مال ومتاع سے ایک سجدہ اچھا معلوم ہوگا۔ پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تم نزول عیسیٰ علیہ السلام کی دلیل اس ارشاد نبوی کے ساتھ قرآن سے چاہتے ہو تو یہ آیت پڑھ لو: ''ان من اهل الکتٰب الا لیؤمنن به قبل موته'' کیونکہ اس آیت میں صاف طور پر خدا تعالیٰ نے فرما دیا ہے کہ جتنے اہل کتاب ہیں وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت پانے سے پہلے ان پر ایمان لائیں گے۔

(۲)''عن عبداللہ ابن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ ینزل عیسیٰ ابن مریم الٰی الارض فیتزوج ویولد له ویمکث خمسا واربعین سنة ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا وعیسٰی ابن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر وعمر (رواه ابن جوزی فی کتاب الوفا)'' روایت ہے عبداللہ ابن عمر سے۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: اتریں گے عیسیٰ بیٹے مریم کے طرف زمین کے۔ پس نکاح کریں گے اور پیدا کی جائے گی ان کے لئے اولاد اور ٹھہریں گے زمین میں پینالیس برس۔ پھر مریں گے اور دفن کئے جاویں گے میرے مقبرے میں درمیان ابوبکر وعمر کے۔ پاس اٹھوں گا میں اور عیسیٰ بیٹا مریم کا ایک مقبرے سے ابوبکر اور عمر کے درمیان سے۔ روایت کیا اس حدیث کو ابن جوزی نے کتاب الوفا میں اور یہ حدیث مشکوٰۃ کی شرح مظاہر الحق ج ۴ ص ۳۸۶ میں موجود ہے اور اس حدیث کو مرزا قادیانی بھی مانتے ہیں۔ (نزول المسیح حاشیہ ص ۳، خزائن ج ۱۸ ص ۳۸۱)

اگر یہ لوگ سمجھتے کہ ''یدفن معی فی قبری'' کے کیا معنی ہیں تو اتنی شوخیاں نہ کرتے۔ پس اس:

(۳) حدیث سے کوئی مرزائی انکار نہیں کرسکتا۔ کیونکہ ان کے پیرومرشد کی مسلمہ ہے۔ (کنزالعمال ج ۷ ص ۲۶۸، مطبوعہ دائرۃ المعارف نظامیہ حیدرآباد) میں اسی مضمون کی حدیث نقل کی ہے اور اس میں لفظ ''ینزل عیسیٰ ابن مریم الی الارض من السماء'' کا بھی ہے۔ یعنی عیسیٰ بیٹا مریم کا آسمان سے زمین کی طرف نزول کرے گا اور اس حدیث کو مرزا قادیانی اپنی کتاب (توضیح المرام ص ۳) میں بدیں الفاظ تحریر کرتے ہیں: ''اب ہم پہلے صفائی بیان کے لئے یہ لکھنا چاہتے ہیں کہ بائبل اور ہماری احادیث اور اخبار کی کتابوں کے رو سے جن نبیوں کا اس وجود عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا تصور کیا گیا ہے وہ دو نبی ہیں۔ ایک یوحنا جس کا نام ایلیا اور ادریس بھی ہے۔ دوسرے مسیح ابن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔ ان دونوں کی نسبت عہد قدیم وجدید کے صحیفے بیان کررہے ہیں کہ وہ دونوں آسمان کی طرف اٹھائے گئے اور پھر کسی زمانے میں زمین پر نہ رہیں گے اور قسم ان کو آسمان سے آتے ہوئے دیکھو گے۔ ان ہی کتابوں سے کس قدر ملتے جلتے الفاظ احادیث نبویہ میں پائے جاتے ہیں۔

(۴) ''ان عیسیٰ لم یمت وانہ راجع الیکم قبل یوم القیامۃ'' (تفسیر درمنثور) عیسیٰ علیہ السلام مرا نہیں تحقیق وہ واپس آنے والا ہے۔ قیامت کے دن سے پہلے۔ ان احادیث سے ثابت ہوگیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں۔ قیامت کے پہلے زمین پر اتریں گے۔ فھو المراد!

اثبات حیات مسیح عیسیٰ علیہ السلام منقول از کتب مرزا قادیانی

''ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ''

یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ کیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔ (براہین احمدیہ ص ۴۹۸ حصہ چہارم، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳)

اور حضرت مسیح نہایت جلالت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور راہوں اور سڑکوں کو خس

وخاشاک سے صاف کر دیں گے اور کج اور ناراست کا نام ونشان نہ رہے گا اور جلال الٰہی گمراہی کے تخم کو اپنی تجلی قہری سے نیست ونابود کر دے گا۔ (براہین احمدیہ ص ۵۰۵ حصہ چہارم، خزائن ج ۱ ص ۶۰۱)

اب یہ سوال بھی قابل قبول ہے کہ مسیح ابن مریم تو دجال کے لئے آئے گا۔ آپ اگر مسیح ابن مریم کے رنگ میں ہو کر آئے ہیں تو آپ کے مقابل پر دجال کون ہے۔ اس سوال کا جواب میرے طرف سے یہ ہے کہ گویا میں اس بات کو تو مانتا ہوں کہ ممکن ہے کہ میرے بعد کوئی اور ابن مریم آوے اور بعض احادیث کے رو سے وہ موجود بھی ہو اور کوئی ایسا دجال بھی آوے جو مسلمانوں میں فتنہ ڈالے۔ مگر میرا مذہب یہ ہے کہ اس زمانہ کے پادریوں کی مانند کوئی اب تک دجال پیدا نہیں ہوا اور نہ قیامت تک پیدا ہوگا۔ (ازالہ اوہام ص ۴۸۸، خزائن ج ۳ ص ۳۶۲)

اس عاجز کی طرف سے صرف یہ دعویٰ نہیں ہے کہ مسیحیت کا میرے وجود پر ہی خاتمہ ہو گیا ہے اور آئندہ کوئی مسیح نہیں آئے گا۔ بلکہ میں تو مانتا ہوں اور بار بار کہتا ہوں کہ ایک کیا دس ہزار سے بھی زیادہ مسیح آ سکتا ہے اور ممکن ہے کہ ظاہری جلال واقبال کے ساتھ بھی اوے اور ممکن ہے کہ دمشق میں ہی نازل ہو۔ (ازالہ اوہام حصہ اوّل ص ۲۹۵، خزائن ج ۳ ص ۲۵۱)

اب ہم پہلے صفائی بیان کے لئے یہ لکھنا چاہتے ہیں کہ بائبل اور ہماری احادیث اور اخبار کی کتابوں کے رو سے جن نبیوں کا اسی وجود عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا تصور کیا گیا ہے۔ وہ دو نبی ہیں ایک یوحنا جس کا نام ایلیا اور ادریس ہی ہے۔ دوسرے مسیح ابن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔ ان دونوں کی نسبت عہد قدیم وجدید کے صحیفے بیان کر رہے ہیں کہ وہ دونوں آسمان کی طرف اٹھائے گئے ہیں اور پھر کسی زمانہ میں زمین پر اتریں گے اور تم ان کو آسمان سے آتے ہوئے دیکھو گے۔ ان ہی کتابوں سے کس قدر الفاظ ملتے جلتے احادیث نبویہ میں پائے جاتے ہیں۔ (توضیح المرام ص ۳، خزائن ج ۳ ص ۵۲)

دوستو! مرزا قادیانی کی ان کتابوں سے روز روشن کی طرح ثابت ہو گیا کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں مرے نہیں اور قیامت کے پہلے آسمان سے زمین پر اتریں گے۔ تم ان کو آسمان سے آتے ہوئے دیکھو گے۔ اب کسی ناعاقبت اندیش مرزائی کی مجال نہیں کہ وہ انکار کر سکے۔ کیونکہ ان کے پیر ومرشد کی معتبر ایسا الہامی کتابوں سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مرے نہیں بلکہ زندہ آسمان پر موجود ہیں اور پھر کسی زمانے میں زمین پر اتریں گے اور تم ان کو آسمان سے آتے ہوئے دیکھو گے۔ **فھو المراد! فاعتبروا یا اولی الابصار فان علینا بلاغ المبین!**

اثبات ممات مسیح علیہ السلام منقول از کتب مرزا قادیانی

نقل کفر کفر نباشد

اگرچہ مرزا قادیانی اپنی اکثر کتابوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کو ثابت کرتے ہیں۔ مگر اپنے رسالہ (الاستفتاء حقیقت الوحی ص۴۳، خزائن ج۲۲ ص۶۶۴) میں علماء کرام کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں: ''**ایصرون علی حیٰوۃ عیسیٰ ویخفون اجماعاً اتفق علیه الصحابة کلهم اجمعون ویتبعون غیر سبیل قوم ادرکوا صحبة رسول الله علیه وسلم وکل واحد ملهم استفاض من النبی وتعلم انعقد اجماعهم علیٰ موت عیسیٰ وهو الاجماع الاول بعد رسول الله ویعلمه العالمون**'' اے لوگو! کیوں اصرار کرتے ہو حضرت عیسیٰ کی حیات پر اور بھول گئے ہو اس اجماع کو، جس کے اوپر تمام صحابہ نے اتفاق کیا تھا اور اتباع کرتے ہو اس راستے کا جو غیر ہے۔ اس قوم کے راستے سے جنہوں نے صحبت رسول اللہ کو پایا تھا اور ہر ایک نے نبی ﷺ سے تعلیم و استفاضہ کو حاصل کیا تھا اور ان کو اجماع ہو گیا تھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت پر، اور وہ اجماع پہلا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد اور اس اجماع کو سب جانتے ہیں۔ مرزا قادیانی نے دعویٰ تو عظیم الشان کیا ہے۔ مگر اس اجماع کے بارہ میں کوئی حدیث تحریر نہیں کی۔

اے بطلان پرست مرزائیو! خدارا اب بھی غور کرو اور سوچو کہ کس ضلالت کے گڑھے میں پڑے ہوئے ہو۔ کیوں جان بوجھ کر اپنی آنکھوں میں خاک ڈال رہے ہو۔ تمہارے میں جرأت ہے کہ اس اجماع کو دیکھا سکو۔ کتب احادیث دنیا میں موجود ہیں۔ دنیا سے اٹھ نہیں گئیں۔ اگر مرد میدان ہو تو میدان میں نکلو اور کسی معتبر کتاب سے اس اجماع کو ثابت کرو۔ مگر میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ تم کسی حدیث ضعیف سے بھی اس اجماع کو ثابت کر نہیں سکو گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ! اور اگر بالفرض والمحال اس اجماع کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو پھر مرزا قادیانی نے اپنی کتابوں میں حیات مسیح کو کیوں تحریر کیا ہے۔ جیسا کہ میں نے ابھی اثبات حیات مسیح کو نقل کیا ہے کہ مرزا قادیانی کی اتنی کتابوں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ثابت ہوتی ہے اور ان کتابوں کے صفحے بھی تحریر کر دئے ہیں۔ (براہین احمدیہ ص۴۹۸، خزائن ج۱ ص۵۹۳، ص۵۰۵، خزائن ج۱ ص۶۰۱، ازالہ اوہام حصہ دوم ص۸۴۸، خزائن ج۳ ص۳۶۲، ۲۹۵، خزائن ج۳ ص۲۵۱، توضیح المرام ص۳، خزائن ج۳ ص۵۲) کی

عبارت بنظر غور ملاحظہ کی جائے کہ مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پھر کسی زمانہ میں زمین پر اتریں گے اور تم ان کو آسمان سے آتے ہوئے دیکھو گے۔

ہائے افسوس صد افسوس! مرزائیوں کی حالت پر کہ اپنے پیر و مرشد کی تصانیف کو ہی بغرض تحقیق نہیں دیکھتے۔ میرے مرزائی دوستو! خدارا اب بھی غور کرو اور سوچو کہ کس ضلالت کے گڑھے میں پڑے ہوئے ہو۔ کیوں جان بوجھ کر اپنی آنکھوں میں خاک ڈال رہے ہو۔ اگر تم صاف دل ہو کہ میری اس کتاب کو پڑھو گے تو خدا کے فضل سے پوری امید ہے کہ جو کچھ میں نے اپنے اس رسالہ میں تمہارے نبی صاحب کے متعلق ان کی کتابوں سے نقل کیا ہے۔ اس کی تصدیق آپ صاحبان کے دلوں میں ہو جائے گی اور تم دوزخ کی آگ سے بچ جاؤ گے اور تمہارے پیر و مرشد کی متضاد تحریریں اور ان کے کذب اور توہین انبیاء اسی غرض سے لکھی گئی ہیں اور مرزا قادیانی ان متضاد تحریروں سے اپنے تمام دعاوی میں کاذب اظہر من الشمس ثابت ہو گئے ہیں۔ اب بھی خدارا باز آؤ۔

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ گر کافر و گبرو بت پرستی باز آ

اور جو اہل علم شائقین مناظرہ ہیں ان کو چاہئے کہ جب کبھی ان کو مرزائیوں کے ساتھ مناظرہ کا اتفاق پڑے اور جس بحث میں مناظرہ طے ہووے اسی بحث کے متعلق اس میری کتاب سے مرزا قادیانی کی تحریروں اور اقوالوں کو پیش کیا جائے۔ اگر بحث مناظرہ حیات و ممات مسیح پر ہو تو پھر مرزا قادیانی کی وہ تحریریں جو میں نے اثبات حیات مسیح کے بارہ میں کتب مرزا قادیانی سے نقل کی ہیں ان کو پیش کیا جائے اور اگر ختم نبوت پر بحث ہو تو پھر مرزا قادیانی کی وہ تحریریں جو میں نے مرزا قادیانی کے انکار دعویٰ نبوت کے متعلق مرزا قادیانی کی کتب سے نقل کی ہیں پیش کی جائیں اور اگر بحث صداقت مرزا پر ہو تو پھر مرزا قادیانی کے وہ سفید جھوٹ جو میں نے نمبروار تحریر کئے ہیں ان کو بطور آیت کے پیش کر کے صداقت مرزا کو ثابت کرنے کی کوشش کریں تو پھر اس وقت وہ جواب جو میں نے اس آیت کے متعلق شروع کتاب میں تحریر کیا ہے اس کو پیش کیا جائے اور جو امثلہ اس جواب کے متعلق تحریر کی گئی ہیں ان کو پیش کر کے ان کو لاجواب کیا جائے اور توہین انبیاء کرام کو دکھایا جائے تا کہ ان کو عبرت ہو اور اپنے عقائد قبیحہ و باطلہ و فاسدہ سے توبہ کریں۔

پس سمجھانے سے تھا ہمیں سروکار اب مان نہ مان تو ہے مختار

آئینہ مرزائیت

جناب عزیز الرحمٰن سنجرانی ملتانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ!

سوال نمبر:۱..... کیا نبی معصوم ہوتا ہے یا گنہگار؟

مرزا قادیانی کا عقیدہ ہے کہ نبی معصوم ہوتا ہے۔

۱..... ''نبی کی عصمت ایک اجماعی عقیدہ ہے کہ نبی کے لئے معصوم ہونا ضروری ہے۔''

(سیرۃ المہدی ج ۳ ص ۵)

۲..... ''ڈاکٹر محمد اسماعیل خان صاحب نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ حضور مرزا صاحب فرماتے تھے کہ انبیاء کے لئے عصمت ہے وہ ہمیشہ گناہ سے پاک ہوتے ہیں۔ انبیاء گناہ سے معصوم ہوتے ہیں۔'' (سیرۃ المہدی ج ۳ ص ۵)

۳..... مولوی شیر علی نے مجھ سے بیان کیا کہ: ''ایک دفعہ ڈاکٹر محمد اسماعیل خان صاحب نے حضرت مسیح موعود مرزا قادیانی سے عرض کیا کہ میرے ساتھ شفاخانہ میں ایک انگریز لیڈی ڈاکٹر کام کرتی ہے اور وہ ایک بوڑھی عورت ہے۔ کبھی میرے ساتھ مصافحہ بھی کرتی ہے۔ اس کا کیا حکم ہے؟ حضرت صاحب (مرزا قادیانی) نے فرمایا یہ تو جائز نہیں۔ آپ کو عذر کر دینا چاہئے۔ کیونکہ ہمارے مذہب میں یہ جائز نہیں۔'' (سیرۃ المہدی ج ۲ ص ۷۶، روایت نمبر ۴۰۱)

عقیدہ اور عمل میں فرق

۱..... ''حضور (مرزا قادیانی) کو مرحومہ سے پاؤں دبانے کی خدمت بہت پسند تھی۔''

(الفضل ج ۱۵ نمبر ۴۷ ص ۷ کالم ۳، مورخہ ۲۰/ مارچ ۱۹۲۸ء)

''مرحومہ کا نام عائشہ تھا جو کنواری تھی۔ چودہ سال کی عمر میں مرزا قادیانی کی خدمت میں بھیجی گئی۔'' (الفضل ج ۱۵ نمبر ۴۷ ص ۷ کالم ۳، مورخہ ۲۰/ مارچ ۱۹۲۸ء)

''ڈاکٹر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت ام المؤمنین نے ایک دن سنایا کہ حضرت صاحب کے ہاں ایک بوڑھی ملازمہ تھیں، جن کا نام بھانو تھا۔ وہ ایک رات جب کہ خوب سردی پڑ رہی تھی۔ حضور کو دبانے بیٹھی۔ چونکہ وہ لحاف کے اوپر سے دباتی تھی۔ اس لئے یہ پتہ نہ لگا کہ جس چیز کو میں دبا رہی ہوں وہ حضور کی ٹانگیں نہیں بلکہ پلنگ کی پٹی ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا۔ بانو آج بڑی سردی ہے۔ بھانو کہنے لگی: ''ہاں جی! تدے تاں تہاڈیاں لتاں لکڑی وانگر ہویاں ہویاں نے۔ یعنی جی ہاں جب ہی تو آپ کی ٹانگیں لکڑی کی طرح

سخت ہو رہی ہیں۔'' (سیرۃ المہدی ص ۲۱۰، روایت نمبر ۷۸۰)

۲..... ''مائی رسول بی بی صاحبہ بیوہ حافظ حامد علی نے بواسطہ مولوی عبدالرحمٰن جٹ نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک زمانہ میں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے وقت میں اور اہلیہ بابو شاہ دین رات کو پہرہ دیتی تھیں اور حضرت نے فرمایا ہوا تھا کہ اگر میں سونے میں کوئی بات کیا کروں تو مجھے جگا دینا۔ ایک رات کا واقعہ ہے میں نے آپ کی زبان پر کوئی الفاظ جاری ہوتے سنے اور آپ کو جگا دیا۔ اس وقت رات کے بارہ بجے تھے۔ ان ایام میں عام طور پر پہرہ پر مائی فجو منشیانی اہلیہ منشی محمد دین گوجرانوالہ اور اہلیہ بابو شاہ دین ہوتی تھیں۔'' (سیرۃ المہدی حصہ سوم ص ۲۱۳، حدیث نمبر ۷۸۶)

۳..... ''ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ مجھ سے میری لڑکی زینب بیگم نے بیان کیا کہ تین ماہ کے قریب حضرت اقدس (مرزا قادیانی) کی خدمت میں رہی ہوں۔ گرمیوں میں پنکھا وغیرہ اور اسی طرح کی خدمت کرتی تھی۔ بسا اوقات ایسا ہوتا کہ نصف رات یا اس سے زیادہ مجھ کو پنکھا ہلاتے گزر جاتی تھی۔ مجھ کو اس اثناء میں کسی قسم کی تھکان اور تکالیف محسوس نہیں ہوتی تھی۔ بلکہ خوشی سے دل بھر جاتا تھا۔ دو دفعہ ایسا موقعہ آیا کہ عشاء کی نماز سے لے کر صبح کی اذان تک مجھے ساری رات خدمت کرنے کا موقع ملا۔ پھر اس حالت میں مجھ کو نہ نیند نہ غنودگی اور نہ تھکان محسوس ہوئی۔ بلکہ خوشی اور سرور پیدا ہوتا تھا۔ اسی طرح جب مبارک احمد صاحب بیمار ہوئے تو مجھ کو ان کی خدمت کے لئے بھی اسی طرح کئی راتیں گزارنی پڑیں تو حضور نے فرمایا کہ زینب اس قدر خدمت کرتی ہے کہ ہمیں اس سے شرمندہ ہونا پڑتا ہے اور آپ کئی بار اپنا تبرک مجھے دیا کرتے تھے۔'' (سیرۃ المہدی حصہ سوم ص ۲۷۲، ۲۷۳، نمبر ۹۱۰، یہ مرزائیوں کی حدیث کی کتاب ہے)

سوال نمبر ۲:..... کیا نبی فضل الٰہی، فضل احمد، گل علی شاہ، امیر شاہ اور کسی بھی انسان سے پڑھا ہوا ہوتا ہے؟

قرآن میں وضاحت

۱..... ''**فوجد اعبدا من عبادنا اٰتینٰہ رحمۃ من عندنا وعلمنٰہ من لدنا علما** (کھف: ۲۱)'' ﴿پس پایا ان دونوں (موسیٰ و یوشع بن نون) نے ایک بندے کو کہ دی تھی ہم نے اس کو رحمت اپنی طرف سے۔ (یعنی بلاواسطہ) اور سکھایا تھا ہم نے اس کو اپنے پاس سے علم (وہ بندہ حضرت خضر علیہ السلام) تھا۔﴾

۲..... ''**ذالکما مما علمنی ربی** (یوسف: ۱۵)'' ﴿یہ اس چیز سے ہے کہ سکھلایا ہے

مجھ کو رب میرے نے۔﴾ (یعنی حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا) کہ دیکھو جو کھانا تمہارے پاس آتا ہے جو تم کو کھانے کے لئے جیل خانہ میں ملتا ہے۔ میں اس کے آنے سے پہلے تمہارے خواب کی حقیقت اور تاویل تم کو بتلادوں گا اور یہ بتلا دینا اس کے علم کی بدولت ہے جو مجھ کو میرے رب نے تعلیم فرمایا۔

۳..... ''وکذالک اوحینا الیک روحًا من امرنا ما کنت تدری ما الکتٰب ولا الایمان (شوریٰ:۶)''﴿اور اسی طرح وحی کی ہم نے طرف تیرے روح کو۔ (یعنی قرآن مجید) حکم اپنے سے نہ جانتا تھا تو کیا ہے کتاب اور نہ ایمان۔﴾ یعنی ہم نے آپ کے پاس وحی اور اپنا حکم بھیجا ہے۔ آپ کو نہ یہ خبر تھی کہ کتاب (اللہ) کیا چیز ہے اور نہ یہ خبر تھی کہ ایمان کا انتہائی کمال کیا چیز ہے۔

۴..... ''وانزل اللہ علیک الکتٰب والحکمۃ وعلمک مالم تکن تعلم (نســـاء:۱۴)''﴿اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب اور علم کی باتیں نازل فرمائیں اور آپ کو وہ وہ باتیں بتلائیں ہیں جو آپ نہ جانتے تھے۔﴾

مندرجہ بالا آیات سے ثابت ہوا کہ انبیاء کو تعلیم خدا کی طرف سے ہوتی ہے۔ مگر اب مرزا قادیانی کے استاد ملاحظہ ہوں۔

یہ انداز طنزیہ نہیں بلکہ استفہامیہ ہے کہ جب ''آپ (مرزا قادیانی) بچہ ہی تھے تو آپ کے والد نے ایک استاد آپ کی تعلیم کے لئے ملازم رکھا۔ جن کا نام فضل الٰہی تھا۔ ان سے حضرت مرزا صاحب نے قرآن کریم اور فارسی کی چند کتب پڑھیں۔ اس کے بعد دس سال کی عمر میں فضل احمد نامی ایک استاد ملازم رکھے گئے۔ اس استاد سے مرزا صاحب نے صرف اور نحو کی بعض کتب پڑھیں۔ اس کے بعد سترہ اٹھارہ سال کی عمر میں گل علی شاہ آپ کی تعلیم کے لئے ملازم رکھے گئے۔ ان سے نحو، منطق اور حکمت کی چند کتب آپ نے پڑھیں۔'' (سیرت مسیح موعود ص ۱۴)

اسی زمانہ میں جب کہ مرزا قادیانی سیالکوٹ کی کچہری میں ملازم تھے۔ اسی زمانہ میں مولوی الٰہی بخش کی سعی سے جو چیف محرر مدارس تھے (اب اس عہدہ کا نام ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ہے) کچہری کے ملازم منشیوں کے لئے ایک مدرسہ قائم ہوا کہ رات کو کچہری کے ملازم منشی انگریزی پڑھا کریں۔ ڈاکٹر امیر شاہ جو اس وقت اسسٹنٹ سرجن پنشنر استاد مقرر ہوا۔ مرزا قادیانی نے بھی انگریزی شروع کی اور ایک دو کتابیں انگریزی کی پڑھیں۔ (سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص ۱۵۵)

بنا سپتی نبی

جناب شاہ نواز اعوان الحسینی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ، امام العصر حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ اور آفتاب چشت حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر فاتح ربوہ حضرت علامہ منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ اور صاعقہ حق وصداقت حضرت علامہ محمد ضیاء القاسمی جیسے اکابرین دین نے مسیلمۂ پنجاب مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے چیلوں کے دجل وتلبیس سے امت کو اس قدر آگاہ کر دیا ہے کہ اب مجھ جیسے ناکارہ کی تحریر وتقریر کی کوئی گنجائش نظر نہیں آتی۔ لیکن جب امام المفسرین حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ارشاد سامنے آتا ہے کہ ''ہم پر یہ بات کھل گئی ہے کہ گلی کا کتا بھی ہم سے بہتر ہے۔ اگر ہم ختم نبوت کا تحفظ نہ کر سکیں۔'' تو پھر ہم پر یہ فرض عائد ہو جاتا ہے کہ خاتم النبیین، نسل انسانی کو عزت بخشنے والے، رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے لئے کچھ نہ کچھ ضرور حق ادا کریں۔ کبھی وہ وقت بھی تھا کہ ہمارے سادہ لوح مسلمان بھائی قادیانی دجل وفریب سے بالکل ناواقف تھے اور انہیں بھی مسلمانوں کا ایک فرقہ سمجھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی مرقد اقدس پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ جنہوں نے اپنی خطابت سے پوری امت کو قادیانی امت کے فتنہ سے آگاہ فرمایا۔ ان کے بعد اکابرین دیوبند، خصوصاً حضرت علامہ منظور احمد چنیوٹی اور خطیب پاکستان علامہ محمد ضیاء القاسمی نے اپنی خطابت سے قادیانی مشن کا اس قدر پوسٹ مارٹم کیا ہے کہ اب الحمد للہ مسلمانان عالم کا بچہ بچہ قادیانی دجل وفریب سے آگاہ ہو چکا ہے۔ خادم ختم نبوت: شاہ نواز اعوان الحسینی

مقدمہ

''الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خاتم النّبیین سیدنا محمد وعلیٰ اٰلہ واصحابہ اجمعین''

امت مسلمہ کو جہاں کئی اور فتنوں سے دوچار ہونا پڑا، وہاں مرزا قادیانی کا فتنہ بھی سرفہرست ہے۔ اسلامی تاریخ کا یہ ایک المناک حادثہ ہے کہ ایک جھوٹا مدعی نبوت انگریزی دور میں انگریز کا خود کاشتہ پودا بن کر اٹھا اور انگریز بے ایمان کی سرپرستی میں پروان چڑھا اور عقائد باطلہ کے وہ گل کھلائے کہ الامان والحفیظ۔ بلاشبہ یہ ایک ایسا فتنہ تھا کہ علمائے دین کے میدان میں

آئے بغیر کوئی چارہ کار نہیں تھا۔ حضرت علامہ منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت علامہ خالد محمود رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی رحمۃ اللہ علیہ جیسے دور حاضرہ کے اکابرین نے اپنی تصنیفات سے قادیانی مشن کو خاک میں ملایا۔ چونکہ یہ مسئلہ اس قدر اہم ہے اور یہ فتنہ امت مسلمہ کے لئے اس قدر ضرر رساں ہے کہ اس کے رد میں جتنا تقریری اور تحریری جہاد کیا جائے کم ہے۔ اسی سلسلہ میں یہ مختصر سا رسالہ تحریر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو محشر کے دن احقر کے لئے اور احقر کے والدین کے لئے نجات اور شفاعت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذریعہ بنائے۔ آمین!

شاہ نواز اعوان الحسینی

مسیلمہ پنجاب کا مختصر تعارف

مرزا غلام احمد قادیانی ہندوستان کے ضلع گورداسپور کے ایک قصبہ قادیان میں ایک دیہاتی زمیندار کے گھر پیدا ہوا۔ ابتداً کچہری میں بیچارہ ملازمت کرتا تھا۔ کچھ عرصہ بعد مختاری کے امتحان میں بیٹھنے کا شوق پیدا ہوا۔ مگر بدقسمتی سے فیل ہو کر ملازمت کے لئے دربدر کی ٹھوکریں کھاتا رہا۔ جب کوئی اور دھندا نہ ملا تو پھر تبلیغ اسلام کے نام پر چندہ جمع کرنا شروع کر دیا۔ جب چندہ کی کچھ فراوانی ہوئی تو اور قدم بڑھا کر مبلغ اسلام سے ترقی کر کے مجدد دین ہونے کا دعویٰ کیا۔

جب انگریز کی مہربانیوں سے حالات اور سازگار ہوئے تو رسول اور خاتم الانبیاء کہلوانا شروع کر دیا اور اپنی روحانیت کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت سے (العیاذ باللہ) بڑھ کر بتلایا۔ قادیان قصبہ کو رسول کی تخت گاہ بنایا اور اپنی بیوی کو ام المؤمنین کہلوایا۔ القصہ تمام خصوصیات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر ڈاکہ مارا۔ حتیٰ کہ اپنے آپ کو خدا کا باپ (نعوذ باللہ) کہلوانا شروع کر دیا۔

مارچ ۱۹۸۲ء میں مسیلمہ پنجاب نے دعویٰ کیا کہ انہیں الہام ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ایک مقصد ذمہ لگایا ہے۔ دوسرے لفظوں میں گویا وہ مامور من اللہ ہیں۔ ۱۸۸۸ء میں انہوں نے پھر ایک الہام کی بناء پر اپنے مریدین سے بیعت کا مطالبہ کیا۔ ہوتے ہوتے آخر کار ۱۹۰۱ء میں مرزا قادیانی نے ظلی نبی ہونے کا دعویٰ کیا اور ''ایک غلطی کا ازالہ'' کے عنوان سے ایک اشتہار شائع کیا جس میں بتایا گیا کہ عقیدہ ختم نبوت کا مطلب یہ ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد کوئی ایسا نبی پیدا نہ ہوگا جو کسی نئی شریعت کا حامل ہو۔ لیکن کسی غیر تشریعی نبی کا ظہور عقیدہ ختم نبوت کے خلاف نہیں ہے۔

یہ تو تھا مرزا قادیانی کا مختصر الفاظ میں تعارف۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا ایسا بیہودہ انسان

بھی نبوت کا دعویدار ہوسکتا ہے۔ جس کی چال، ڈھال، کردار و گفتار، اٹھنا بیٹھنا، سونا جاگنا اور دیگر معاملات زندگی سب کے سب خلاف احکام خداوندی ہوں۔ یہ تو ہر سادہ لوح مسلمان کا عقیدہ ہے کہ نبی اللہ کی ہر بات اور ہر فعل من جانب اللہ ہوتا ہے۔ نبی اللہ جہاں سے گزر جائے وہ راستے بھی گواہی دیتے ہیں۔ لیکن جس کا ذب، دجال کی ہر بات کفر و شرک سے دھلی ہوئی ہو، اسے خدا کب کائنات میں نبی ہونے کا دعویدار ہونا برداشت کرسکتا ہے۔ یہ تو بات ہی خلاف عقل ہے۔ مرزا قادیانی پتہ نہیں بھنگ یا چرس کا شوق فرماتے تھے۔ کیونکہ ان کے ملفوظات اور پھل جھڑیاں ایسے بے ہوش شخص سے ملتی جلتی ہیں جو ہر وقت کسی نشہ میں بدمست رہتا ہو اور جو منہ میں آئے بکتا رہتا ہو۔ کہیں تو اس بدبخت نے اپنے آپ کو خدا کہا، کہیں اپنے آپ کو حضور اقدس ﷺ سے (نعوذ باللہ) افضل کہا، کہیں اپنے آپ کو مسیح موعود کہا، کہیں قادیان کو مکہ معظمہ سے افضل کہا۔ المختصر جو منہ میں آیا کہا۔

اب احقر مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے چیلوں کی خلاف اسلام اور خلاف پاکستان سرگرمیوں سے پردہ اٹھاتا ہے کہ اس ناپاک عزائم کی مالک جماعت نے مسلمانان عالم کو کتنا نقصان پہنچایا اور مزید کتنے پروگرام بنائے ہوئے ہیں۔ اس معلوم شدہ حقیقت کے بعد کہ عالمی استعمار باقی ماندہ پاکستان کے مزید حصے بخرے کرنے پر تلا ہوا ہے۔ سوال ہے کہ وہ کون سی جماعت ہے جو اس سطح پر عالمی استعمار کی آلہ کار بنی ہوئی ہے۔

ظاہر ہے کہ وہ کوئی ایسی جماعت ہی ہوسکتی ہے جس کی تاریخی خصوصیت پر عالمی استعمار کو بھروسہ ہو اور وہ ہیں قادیانی۔ جب کبھی قادیانی امت کا احتساب کیا گیا۔ گو اس احتساب کی عمر بہت تھوڑی ہے۔ لیکن خود قادیانی مذہب کی عمر بھی زیادہ نہیں۔ مرزا قادیانی نے ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ پھر ۱۹۰۱ء میں اپنے نبی ہونے کا اعلان کیا۔ گویا ۱۹۷۳ء میں ان کی جھوٹی نبوت کی عمر ۸۳ سال بنتی ہے۔ تو اس امت نے اپنے اقلیت ہونے کی پناہ لی اور واویلا کیا کہ اسے سواد اعظم ہلاک کرنا چاہتا ہے۔ ہندوستان میں برطانوی عملداری تک قادیانی اپنے لئے کوئی خطرہ محسوس نہیں کرتے تھے۔ انہیں مرزا قادیانی کے الہام کی رو سے اپنے خود کاشتہ پودا ہونے کا احساس تھا اور وہ جانتے تھے کہ جس استعمار نے انہیں پیدا کیا وہی ان کا محافظ و نگہبان ہے۔ پاکستان بنا تو وہ اقلیت نہ تھے بلکہ اہم عنصر ضرور تھے۔ انہوں نے اوّلاً ہندوستان میں رہنے کی بہت کوشش کی۔ ریڈ کلف کو اپنا الگ میمورنڈم دیا۔ چوہدری ظفر اللہ خان نے پاکستان کی سرحدی ترجمانی کے علاوہ اس یاداشت کی ترجمانی کی۔ جب اس طرح بات نہ بنی تو وہ قادیان میں تین سو

تیرہ درویشوں کو چھوڑ کر پاکستان آ گئے۔ پاکستان میں ظفر اللہ خان کی وزارت خارجہ ان کے لئے ایک سہارا بن گئی۔ جن لوگوں کو سیاسی اقتدار سونپا گیا، وہ مذہبی پہلو سے بالکل ناواقف تھے۔ ان کا خیال تھا کہ قادیانی ان کے لئے کسی خطرے کا باعث نہیں ہو سکتے بلکہ حکومت سے وفاداری ان کی گھٹی میں پڑی ہوئی ہے۔ جب پاکستان کی سیاست خواجہ ناظم الدین جیسے بزرگوں کے ہاتھ میں آ گئی اور ان کی کابینہ میں وہ لوگ شامل ہو گئے جو سیاسی نہ تھے، بلکہ برطانوی سامراج کی عملداری کے دنوں سے ملازم چلے آ رہے تھے تو قادیانیت اور محفوظ ہو گئی۔ اس کے بعد ملک غلام محمد اور سکندر مرزا نے اس کو مزید تحفظ دیا۔ وہ سمجھتے تھے کہ قادیانی پاکستان جیسے مذہبی ملک میں ایک ایسی اقلیت ہیں کہ ان کے خلاف کسی سازش یا منصوبہ میں شریک نہیں ہو سکتے۔ بلکہ ان پر مقتدرین کے شخصی و حزبی تحفظ کا بار ڈالا جا سکتا ہے اور سیاستاً اعتماد کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اس کے برعکس عام مسلمانوں کا اجتماعی مزاج یہ تھا کہ وہ کسی حالت میں بھی مرزائیت کے ساتھ مصالحت کے لئے تیار نہ تھے۔ غرض پانچ سال کے اندر اندر ۱۹۵۳ء کی تحریک نے قادیانیت کا معنوی اعتبار سے پول کھول دیا۔ قادیانی تبلیغ کے دروازے بند ہو گئے۔ وہ پردہ بھی اتر گیا جو ان کے سیاسی منصوبوں پر مذہب کا لبادہ بنا ہوا تھا۔ بظاہر اس وقت مرزا ناصر نے (الفضل ربوہ ج ۲۶، ۲۷ نمبر ۱۰۶ ص ۷، مورخہ ۱۳ مئی ۱۹۷۳ء) میں دعویٰ کیا کہ: ''وہ دنیا میں ایک کروڑ ہیں اور پاکستان میں چالیس لاکھ۔'' لیکن واقعہ یہ ہے کہ قادیانی نہ ایک کروڑ ہیں نہ چالیس لاکھ۔ اگر وہ پاکستان میں اس قدر ہیں تو حکومت سے اپنی گنتی کرا لینے کا مطالبہ کیوں نہیں کرتے؟ اور مردم شماری سے گریزاں کیوں ہیں؟

قادیانی امت کا تعاقب پہلی جنگ عظیم ۱۸-۱۹۱۴ء کے اختتام تک مذہبی محاذ پر حد درجہ محدود تھا۔ پھر ۱۹۳۲ء تک محاسبہ مذہبی حدود میں پھیلتا گیا۔ چوہدری افضل حق رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلے ان کی سیاسی روح کا جائزہ لیا۔ علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۳۵ء میں پنڈت جواہر لال نہرو کے جواب میں مضمون لکھ کر مرزائیت کو اس طرح بے نقاب کیا کہ مسلمانوں میں سیاسی طور پر یہ ذہنی فضا پیدا ہو گئی کہ قادیانیوں سے دوستانہ ہاتھ بڑھانے والا اونچا طبقہ، جس کی ذہنیت مغربی افکار کی آزادی سے مرعوب تھی۔ مرزائیت سے چوکنا ہو گیا اور مسلمانوں کے عمرانی، سیاسی، معاشرتی، تہذیبی، تعلیمی ادارے بڑی حد تک ان کے لئے بند ہو گئے۔ اس کے بعد وہ مسلمانوں سے مخاطبت کا حوصلہ نہ رکھتے تھے۔ سر ظفر اللہ خان نے پاکستان بن جانے کے بعد خواجہ ناظم الدین کی مرضی کے خلاف کراچی میں اپنے ایک جلسۂ عام سے خطاب کرنا چاہا۔ لیکن عوامی احتجاج کی تاب نہ لا کر دم دبا کر بھاگ گئے۔

قادیانی بحیثیت جماعت پاکستان آ کر اپنے مستقبل کے بارے میں متذبذب تھے۔ لیکن مرزا بشیر الدین محمود اس غلط فہمی کا شکار ہو گئے کہ جو عناصر قادیانیت کے مخالف تھے۔ چونکہ ان کی جماعت تحریک پاکستان میں شامل نہ تھی۔ لہٰذا وہ پاکستان کے عوام میں متروک ہو چکے ہیں۔ اب اگر قادیانی اقتدار کی طرف قدم اٹھائیں یا تبلیغ کے لئے بڑھیں تو انہیں روکنے والا کوئی نہیں ہوگا۔ بلوچستان کو احمدی صوبہ بنانے کا اعلان مرزا محمود کی اس غلط فہمی ہی کا نتیجہ تھا۔ لیکن ''مجلس تحفظ ختم نبوت'' کا مشترکہ محاذ کہہ لیجئے یا رئیس احرار سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہی کا کارنامہ سمجھئے۔ بہرحال ۱۹۵۳ء میں مرزائی چاروں شانے چت ہو کر رہ گئے۔ تب سے ان کی حیثیت ایک ایسے طائفہ کی ہے جو بین الاقوامی بساط پر استعماری مہرے کی حیثیت سے کام کرتا اور پاکستان میں عالمی طاقتوں کے سامراجی مقاصد کی آبیاری کرتا ہے۔ اس کے علاوہ قادیانی ہمیشہ سے یہ تاثر دیتے چلے آ رہے ہیں کہ انہیں ملا قسم کے لوگ مذہب کے ذریعہ سے مارنا چاہتے ہیں اور ان کی مٹھی بھر اقلیت کی جان و مال اور آبرو کے دشمن ہیں۔ اس تاثر کے عام دنیا یا بالخصوص مغربی دنیا میں پھیل جانے کی واحد وجہ یہ ہے کہ پاکستان میں جو لوگ ان کا محاسبہ کر رہے ہیں اور ان کے لئے خطرہ کی گھنٹی بجاتے ہیں۔ وہ اکثر و بیشتر نہ تو یورپ کی زبانوں سے واقف ہیں۔ نہ ان ممالک میں کوئی اور امدادی طاقت میسر ہے اور نہ ان کے پاس مغربی دنیا سے بات چیت کرنے کے لئے ظفر اللہ خان جیسی استعماری شخصیت ہے۔ ایک خطرناک صورتحال جو ہمارے یہاں پیدا ہو چکی ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہمارے مغرب زدہ طبقے نے جس کے متعلق علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا تھا کہ میں ڈکٹیٹر بن جاؤں تو سب سے پہلے اس طبقہ کو ہلاک کر دوں۔ ابھی تک نہ قادیانی مذہب کو سمجھنے کی ضرورت محسوس کی ہے کہ وہ خود مذہب سے بیگانہ ہو رہا ہے اور نہ وہ قادیانی امت کے سیاسی عزائم کی مضرتوں سے آگاہ ہے۔ وہ یہی سمجھتا ہے کہ ایک چھوٹی سی اقلیت کو مسلمانوں کے کٹر ملا تنگ کر رہے ہیں۔ وہ ان کی چگی داڑھی دیکھ کر اور ان کے تبلیغی اداروں کی زوردار سن کر انہیں مسلمان سمجھتا ہے۔ کیونکہ اس کے اپنے ظاہری و باطنی وجود سے اسلام خارج ہو چکا ہے۔ ان لوگوں سے بجا طور پر سوال کیا جا سکتا ہے کہ مسلمان ایک وحدت کا نام ہیں اور یہ وحدت ختم نبوت کے تصور سے استوار ہوئی ہے۔ اگر کوئی اس وحدت کو توڑتا ہے اور ختم نبوت کی مرکزیت کو ظلی و بروزی کی آڑ میں اپنی طرف منتقل کرتا ہے تو کیا اس کا وجود خطرناک نہیں۔ باغی کون ہے؟ وہ یا محاسب؟ کیا اپنی قومی سرحدوں کی حفاظت کرنا جرم ہے یا مذہبی جارحیت؟ بعض لوگ رواداری کا

سبق دیتے ہیں۔ لیکن وہ رواداری کے معنی نہیں جانتے۔ اگر رواداری کے معنی غیرت، حمیت، عقیدے، مسلک اور اپنے شخصی یا اجتماعی وجود سے دستبردار ہو جانے کے ہیں تو یہ معنی کہاں ہیں؟ اور کس تحریک، داعی، پیغمبر اور نظام نے بتلائے ہیں۔ قادیانیوں کے باب میں مسلمانوں کا معاملہ ذاتی نہیں۔ اجتماعی ہے اور اس کے عناصر اربعہ میں غیرت وحمیت، عقیدہ ومسلک شامل ہیں۔

مسلمانوں کا مطالبہ کیا ہے؟ صرف اتنا کہ قادیانی جب مسلمانوں سے الگ ہیں تو وہ مسلمانوں میں رہتے کیوں ہیں؟ ہمارا اعتراض ان کے پاکستان میں رہنے پر نہیں، مسلمانوں میں رہنے پر ہے۔ وہ پاکستان میں رہنا چاہتے ہیں تو شوق سے رہیں۔ لیکن پھر اس کا فیصلہ وہ خود ہی کر لیں کہ مسلمانوں کے مسلمات کا استعمال ان کی ظلی نبوت اور علیحدہ اقلیت کے حسب حال ہوگا۔

ہم جو کچھ کہتے ہیں وہ یہ ہے کہ قادیانی امت ہمارے مطالبہ سے قطع نظر خود اپنے پیغمبر اور خلیفہ کی ہدایت وروایت کے مطابق مسلمانوں سے الگ امت ہے تو پھر وہ سرکاری طور پر الگ کیوں نہیں ہو جاتی؟ اس طرح وہ محمد مصطفےٰ ﷺ کی امت میں سے غلام احمد کی امت بنا کر امت تیار کرنا چاہتی ہے اور عالمی استعمار کے مہرے کی حیثیت سے مسلمانوں کی وحدت کو پاش پاش کر کے اپنے لئے ایک عجمی اسرائیل پیدا کرنے کی متمنی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر قادیانی مسئلہ صرف مذہب کا ہوتا تو علماء کا تعاقب کافی تھا۔ لیکن قادیانی مسئلہ سیاسی مسئلہ ہے۔ جس نے بتدریج ایک ایسی صورت اختیار کر لی ہے کہ وہ باطنیت، اخوان الصفا اور بہائیوں کی طرح اپنی زمین پیدا کرنے میں منہمک ہے۔ اس کے سامنے معتزلہ کی تاریخ ہے۔ قادیانی جانتے ہیں کہ کس طرح معتزلہ نے اقتدار حاصل کیا اور کس طرح باطنیہ نے فاطمیہ سلطنت قائم کی۔ وہ ان سب تاریخی تجربوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے جدید سیاسی نہج پر اقتدار حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اس زمانہ میں جب کہ انسان عالمی ہو گیا اور سیاست بین الاقوامی ہو گئی ہے۔ ایک دوسرے پر انحصار کے تحت مغربی استعمار کی بدولت پاکستان کو عجمی اسرائیل میں منتقل کرنا چاہتے ہیں اور افریقہ میں جزیرہ عرب کے خلاف قادیانی اسلام کا استعماری سیل بنانا چاہتے ہیں۔ قادیانیوں کا سیاسی روپ اسی صورت میں معلوم ہو سکتا اور سمجھ میں آ سکتا ہے۔ جس صورت میں کہ ہم اس کے تاریخی مآخذ اور اس کی عمومی رفتار سے واقف ہوں۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریزوں کی حمایت میں بہ قول خود اتنی کتابیں لکھیں کہ پچاس الماریوں میں بمشکل سمائیں اور پھر انگریز کی وفاداری میں نہ صرف قرآن سے جہاد کو منسوخ کیا۔ بلکہ برطانیہ کے

ہاتھوں اسلامی حکومتوں کی شکست وریخت پر چراغاں کیا اور یہی قادیانی امت کی تخلیقی غرض وغایت تھی۔ اس غرض ہی سے قادیانی فرقہ وجود میں آیا اور برطانوی استعمار نے گود میں لے کر جوان کیا۔ اس بات کا ثبوت کیمبرج کے ایک پروفیسر کی کتاب سے یوں ملتا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ:

''پادریوں کی ایک نمائندہ جماعت نے برطانوی وزارت خارجہ سے شکایت کی کہ افریقہ میں مسیحیت کی تبلیغ کے راستہ میں قادیانی مزاحم ہوتے ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ ان قادیانیوں کے تمام مشن برطانوی مقبوضات ہی میں ہیں اور وزارت خارجہ ان کی حفاظت کرتی ہے۔''

وزارت خارجہ نے جواب دیا۔ سلطنت کے مقاصد تبلیغ کے مقاصد سے مختلف ہیں۔ آپ ان کا مذہب کی صداقت سے مقابلہ کریں۔ سلطنت کی طاقت سے نہیں۔ امور سلطنت کے مضمرات مختلف ہیں۔ اس راز کی گرہ ایک برطانوی دستاویز ''دی ارائیول آف برٹش ایمپائر ان انڈیا'' سے کھلتی ہے۔ ۱۸۶۹ء میں انگلینڈ سے برطانوی مدیروں اور مسیحی راہنماؤں کا ایک وفد اس بات کا جائزہ لینے کے لئے ہندوستان پہنچا کہ ہندوستانی باشندوں میں برطانوی سلطنت سے وفاداری کا بیج کیسے بویا جاسکتا ہے اور مسلمانوں کو رام کرنے کی صحیح ترکیب کیا ہوسکتی ہے؟ اس زمانہ میں جہاد کی روح مسلمانوں میں خون کی طرح دوڑ رہی تھی اور یہی انگریزوں کے لئے پریشانی کا سبب تھا۔ اس وفد نے ۱۸۷۰ء میں دو رپورٹیں پیش کیں۔ ایک سیاستدانوں نے، ایک پادریوں نے جو محولہ نام کے ساتھ یکجا شائع کی گئیں۔ اس مشترکہ رپورٹ میں درج ہے کہ:

''ہندوستانی مسلمانوں کی اکثریت اپنے روحانی راہنماؤں کی اندھا دھند پیروکار ہے۔ اگر اس وقت ہمیں کوئی ایسا آدمی مل جائے، جو اپاسٹالک پرافٹ (حواری نبی) ہونے کا دعویٰ کرے تو بہت سے لوگ اس کے گرد اکٹھے ہو جائیں گے۔ لیکن مسلمانوں میں سے ایسے کسی شخص کو ترغیب دینا مشکل نظر آتا ہے۔ یہ مسئلہ اگر حل ہو جائے تو پھر ایسے شخص کی نبوت کو حکومت کی سرپرستی میں بہ طریق احسن پروان چڑھایا جاسکتا ہے اور کام لیا جاسکتا ہے۔ اب جب کہ ہم پورے ہندوستان پر قابض ہیں تو ہمیں ہندوستانی عوام اور مسلمان جمہور کی داخلی بے چینی اور باہمی انتشار کو ہوا دینے کے لئے اسی قسم کے عمل کی ضرورت ہے۔''

مرزا قادیانی اس برطانوی ضرورت ہی کی استعماری پیداوار تھے۔ مفکر اسلام حضرت مولانا سید انوار الحسن علی ندوی صاحبؒ اس استعماری پیداوار کا تجزیہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''مرزا غلام احمد قادیانی نے درحقیقت اسلام کے علمی ودینی ذخیرہ میں کوئی ایسا ذخیرہ نہیں کیا، جس

کے لئے اصلاح وتجدید کی تاریخ ان کی معترف اور مسلمانوں کی نسل جدید ان کی شکر گزار ہو۔ انہوں نے نہ کوئی دینی خدمت انجام دی۔ جس کا نفع دنیا کے سارے مسلمانوں کو پہنچے۔ نہ وقت کے جدید مسائل میں سے کسی مسئلہ کو حل کیا، نہ ان کی تحریک موجودہ انسانی تہذیب کے لئے جو سخت مشکلات اور موت وحیات کی کشمکش سے دوچار ہے۔ کوئی پیغام رکھتی ہے۔ نہ اس نے یورپ اور ہندوستان کے اندر تبلیغ واشاعت کا کوئی کارنامہ انجام دیا ہے۔ اس کی جدوجہد کا تمام تر میدان مسلمانوں کے اندر ہے اور اس کا نتیجہ صرف ذہنی انتشار اور غیر ضروری کشمکش ہے جو اس نے اسلامی معاشرے میں پیدا کر دی ہے۔ اسلام کی صحیح تعلیمات سے انحراف اور ان مخلصین ومجاہدین کی، جو ماضی قریب میں اس ملک میں پیدا ہوئے اور اسلام کے عروج اور مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ کے لئے اپنا سب کچھ لٹا کر چلے گئے۔ ناقدری کی سزا خدا نے یہ دی کہ مسلمانوں پر ایک ذہنی طاعون کو مسلط کر دیا اور ایک ایسے شخص کو ان کے درمیان کھڑا کر دیا۔ جو امت میں فساد کا بیج بو گیا ہے۔''

(قادیانیت از ابوالحسن علی ندوی ص ۲۲۳، ۲۲۴)

بناسپتی نبی مرزا قادیانی کی خصوصیت اس کے سوا کچھ نہ تھی کہ اس نے:

۱..... مسلمانوں میں اپنی نبوت ومسیحیت کا ڈھونگ رچا کر انتشار، تقسیم اور فساد پیدا کیا۔

۲..... جہاد کی قرآنی تعلیم کو منسوخ کیا۔

۳..... ہندوستانی اقوام میں باہمی فساد کی بنیاد ڈالی۔

۴..... دینی لٹریچر میں شب وشتم کی بنیاد رکھی۔

۵..... برطانوی حکومت کی نسلاً بعد نسل وفاداری کو مذہبی عقیدہ کی الہامی سند مہیا کی۔

۶..... سرور کائنات ﷺ کی امت میں سے اپنی امت پیدا کی۔ جس نے اپنے نہ ماننے والوں کو کافر جان کر مسلمانان عالم کے ابتلاء ومصائب سے لاتعلقی اختیار کی۔ حتیٰ کہ ان کی شکست وریخت پر خوشیاں منائیں اور برطانوی فتح ونصرت کو انعامات ایزدی قرار دیا۔

ان کے فرزند مرزا محمود احمد نے قادیانی امت کو برطانوی خواہشوں کے محور ومرکز پر مستحکم بنایا اور اسے ایک ایسی سیاسی تحریک بنا دیا۔ جو برطانوی سامراج کی خدمت گزار اور اپنے حزبی اقتدار کی طلب گار ہو گئی۔ مرزا محمود جب مر گیا تو اس کے بیٹے مرزا ناصر نے دادا کے مشن اور باپ کے منصوبے کو ایسی شکل دی کہ آج وہ سب کچھ پاکستان کے لئے ایک سیاسی خطرہ بنا کر خود بھی فی

النار یعنی دنیا سے کوچ کر گیا اور مرزا طاہر کو اپنا جانشین چھوڑ گیا۔ پس منظر کے طور پر یہ جاننا بھی بہت ضروری ہے کہ مرزائی امت کا اصل کردار کیا رہا اور اس نے تبلیغ کی آڑ میں برطانوی ملوکیت کے لئے کہاں کہاں جاسوسی کے فرائض سرانجام دیئے۔ بالخصوص مسلمان ملکوں میں ان کے وفود کا مقصد کیا تھا؟ کیا وہ مسلمانوں کو مسلمان بنانے کے لئے جزیرہ العرب، افغانستان اور ترکی میں گئے تھے اور اب تک اسی لئے افریقہ اور اسرائیل میں موجود ہیں۔ پاکستان میں اسلام کے خلاف ۱۹۷۰ء کے جنرل الیکشن میں جو سب سے بڑی ذہنی بغاوت ہوئی اس کے منتظم قادیانی تھے جو اسرائیل کے حسب ہدایت کام کر رہے تھے۔ یہ کوئی مفروضہ نہیں بلکہ واضح حقیقت ہے اور پیش آمدہ واقعات وحالات کا تسلسل اس کی تصدیق کرتا ہے۔ پھر یہ کوئی نئی چیز نہیں۔ قادیانی امت شروع ہی سے اس قسم کے مشن قائم کرنے کی عادی ہے۔

مثلاً مرزا محمود نے شاہ سعود اور شریف مکہ کی آویزش کے زمانہ ۱۹۲۱ء میں اپنے ایک مرید محمد سعید حیدر آبادی کو مکہ بھیجا۔ وہاں اس نے اونے پونے راز افشاں کئے اور آ گیا۔ اسی طرح ترکی میں دو قادیانی مصطفےٰ صغیر کی ٹیم کا رکن ہو کر گئے۔ ایک ثقہ روایت کے مطابق مصطفےٰ صغیر خود قادیانی تھا اور مصطفےٰ کمال کو قتل کرنے پر مامور ہوا تھا۔ لیکن قبل از اقدام پکڑا گیا اور موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔

افغانستان میں نعمت اللہ قادیانی کو جولائی ۱۹۲۵ء میں پکڑا گیا۔ اس پر جاسوسی اور ارتداد ثابت ہو گیا تو سنگسار کر دیا گیا۔ فروری ۱۹۲۵ء میں دو اور قادیانی کے قتل پر ملا عبدالحلیم اور ملا نور علی کو اس جرم میں موت کے گھاٹ اتارا گیا۔

اس کے علاوہ برطانوی ہندوستان میں بھی قادیانی امت کا شعار تھا کہ ان کے جو افراد پولیس میں بھرتی ہوتے، وہ عموماً سی.آئی.ڈی میں چلے جاتے یا انگریز انہیں چن چن کے سی.آئی.ڈی میں لے لیتا۔ جہاں انہیں ہندوؤں، سکھوں اور مسلمانوں پر کوئی سا ظلم توڑتے ہوئے رتی بھر حیا محسوس نہ ہوتی۔ بلکہ ہر ظلم کو اپنے فرائض کا حصہ سمجھتے تھے۔ پنجاب میں سی.آئی.ڈی کا محکمہ برطانوی حکومت کے لئے ریڑھ کی ہڈی رہا۔ اس محکمہ کے قادیانی افسروں نے برطانوی استعمار کی جو خدمات سرانجام دیں وہ کوئی انگریز افسر بھی انجام نہیں دے سکتا تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ ہر اسلامی ملک میں قادیانیوں کے خلاف حکومت اور عوام دونوں سطح پر ذہنی احتساب موجود ہے۔ لیکن جہاں قومی آزادی طاقتور ہے اور ان کی آزادی عالمی استعمار کے

رختوں سے محفوظ ہے۔ وہاں قادیانی مشن نہ کبھی تھے اور نہ اب ہیں۔ مثلاً مصر، ترکی، افغانستان، شام، حجاز، عراق، شرق اردن وغیرہ میں قادیانی مشن نہیں۔

۱۹۵۳ء کی پاکستان مزاحمت کے بعد بالعموم اور پچھلے سالوں سے بالخصوص قادیانی امت نے اپنے سیاسی ہتھکنڈے تبدیل کر لئے ہیں اور اب عالمی استعمار کی جاسوس امت کے طور پر افریشیائی ممالک سے خفیہ معلومات فراہم کر رہے ہیں۔

تل ابیب میں ان کا مشن گردوپیش کی عرب دنیا کے خلاف جاسوسی کا مرکز ہے۔ دمشق کے ایک مطبوعہ رسالہ القادیانیۃ سے ان کے سیاسی خط وخال اور استعماری فرائض ومناصب کی نشاندہی ہوتی ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ: ''کسی بھی عرب مسلمان ریاست میں ان کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ بلکہ ان کے وجود کی بدولت پاکستان کو عربوں میں ہدف بنایا جاتا ہے۔''

درج ذیل واقعہ رسالہ میں مذکورہ ہے کہ: ''پہلی جنگ عظیم کے وقت انگریزوں نے ولی اللہ زین العابدین (مرزا محمود احمد کے سالے) کو سلطنت عثمانیہ میں بھیجا۔ وہاں پانچویں ڈویژن کے کمانڈر جمال پاشا کی معرفت قدس یونیورسٹی (۱۹۱۷ء) میں اسلامیات کا لیکچرار ہو گیا۔ جب انگریزی فوجیں دمشق میں داخل ہوئیں تو یہی ولی اللہ زین العابدین اپنا جامہ اتار کر انگریزی لشکر میں آ گیا اور عربوں کو ترکوں سے لڑانے بھڑانے کی مہم کا انچارج رہا۔ عراقی اس سے واقف ہوئے تو بھاگ کر قادیان آ گیا اور ناظر امور عامہ مقرر ہو گیا۔''

قادیانیوں کا دجل وفریب سے بھرپور ماضی اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ یہ باطل گروہ ہر زمانہ میں ہر موقع پر مسلمانوں کو ہر لحاظ سے نقصان پہنچانے کی تگ ودو میں رہا اور یہ بات بھی اب کوئی ڈھکی چھپی نہیں کہ قادیانی پاکستان بننے پر خوش نہ تھے اور نہ ہی پاکستان بننے کے حق میں تھے۔ مرزا محمود نے پاکستان بننے سے تین ماہ پہلے خطبہ دیا۔

''ہندوستان کی تقسیم پر اگر ہم رضامند ہوئے ہیں تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے اور پھر کوشش کریں گے کہ یہ کسی نہ کسی طرح پھر متحد ہو جائے۔''

(الفضل قادیان ج ۳۵ نمبر ۱۱۶، مورخہ ۱۶/ مئی ۱۹۴۷ء)

خلیفہ ثانی کی ایک دوسری تقریر درج ہے۔ کہتے ہیں: ''بہرحال ہم چاہتے ہیں کہ اکھنڈ ہندوستان بنے اور ساری قومیں باہم شیروشکر رہیں۔''

(الفضل قادیان ج ۳۵ نمبر ۸۱ ص ۳ کالم ۲، مورخہ ۵/ اپریل ۱۹۴۷ء)

مرزا قادیانی نے قادیان میں رہنے کی بہتیری کوشش کی۔ لیکن جب کوئی سی بیل منڈھے نہ چڑھی تو یہ پروگرام بنایا:

۱..... تقسیم کی مخالف قوتوں سے گٹھ جوڑ کر کے قادیان کسی نہ کسی طرح حاصل کیا جائے۔

۲..... کشمیر کے کسی حصے پر اقتدار حاصل کیا جائے۔

۳..... پاکستان کے کسی علاقے کو قادیانی صوبہ میں تبدیل کیا جائے۔

جسٹس منیر نے ۱۹۵۳ء کے واقعات سے متعلق مسلمانوں سے مرزائیوں کی نزاع پر جو رپورٹ لکھی ہے، اس کے ص ۱۹۶ پر درج ہے: ''۱۹۴۵ء سے لے کر ۱۹۴۷ء کے آغاز تک احمدیوں کی بعض تحریروں سے منکشف ہوتا ہے کہ وہ برطانیہ کا جانشین بننے کا خواب دیکھ رہے تھے۔ وہ نہ تو ایک ہندو دنیاوی حکومت یعنی ہندوستان کو اپنے لئے پسند کرتے تھے اور نہ پاکستان کو منتخب کر سکتے تھے۔''

۴ر جون ۱۹۴۰ء کے الفضل میں ہے: ''نہیں معلوم کب خدا کی طرف سے دنیا کا چارج سپرد کیا جاتا ہے۔ ہمیں اپنی طرف سے تیار رہنا چاہئے کہ دنیا کو سنبھال سکیں۔''

یہ اس وقت مرزائی امت کے خیالات تھے، جب ہٹلر نے برطانیہ کو ہلا ڈالا تھا اور مرزائی وسکھ دونوں پنجاب پر قبضہ کرنے کی تیاری میں تھے۔

یہ تھا قادیانیوں کا ماضی جس سے مترشح ہوتا ہے کہ یہ اسلام دشمن گروہ پاکستان کو کس طرح مٹانے پر تلا رہا ہے اور تلا ہوا ہے۔ منکرین ختم نبوت کے اس باطل گروہ کے خطرناک عزائم پورے عالم اسلام کو مٹانے کے ہیں۔ تاریخ شاہد ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ابھی تھوڑے دن ہوئے تھے۔ حکومت کی باگ ڈور سنبھالے ہوئے۔ لیکن باغی ختم نبوت مسیلمہ کذاب کو عبرتناک انجام سے دوچار کیا اور کسی ملکی وقومی مصلحت کو اس معاملہ میں ترجیح نہیں دی۔

قادیانیوں کی یہ اسلام دشمن سرگرمیاں خطرناک عزائم کی حامل ہیں۔ حاکم وقت کا یہ اوّلین فریضہ ہے کہ وہ ملکی وقومی ہر مصلحت کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اس اسلام دشمن مشن کے پیروکاروں کا قلع قمع کرے۔ ورنہ قادیانیوں کی یہ خطرناک سرگرمیاں مستقبل کی اسلامی تاریخ کا سیاہ باب بن سکتی ہیں۔

نبوت ختم

جناب محمد اقبال لودھی جالندھری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انداز بیاں گرچہ بہت شوخ نہیں ہے
شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات

مسلمانان دنیائے اسلام کو خبردار کرنے کے لئے، قادیانی اور لاہوری پارٹی کی ہدایت کے لئے اور حکومت پاکستان کی اطلاع کے لئے وہ غیر متبدل اور بنیادی حقائق جو قدرت کاملہ نے ہر قسم کی نبوت ختم کر دیئے جانے کے بارہ میں وحی الٰہی کی زبان میں قرآن کریم میں محفوظ کر رکھے ہیں۔ پیش خدمت ہیں۔

اس کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

میری اس تحریر کے محرکات چند ایسے الم انگیز واقعات ہیں جن کی خلش میں نے ایک عرصہ سے اپنے ذہن میں محسوس کی اور جن سے میں ایک کیا؟ اسلامیان عالم من حیث القوم بالعموم اور پاکستانی مسلمان بحیثیت مجموعی بالخصوص دوچار ہیں۔ میں نے ان محرکات کو الم انگیز واقعات کیوں کہا۔ اس لئے کہ امت مسلمہ کا چودہ سو سال سے بالاتفاق اور مسلسل یہ عقیدہ چلا آ رہا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ اللہ کے آخری پیغمبر اور قرآن کریم اللہ کا آخری پیغام ہے اور اب نہ کسی ظلی یا بروزی، تشریعی یا غیر تشریعی نبی کی بعثت کا امکان و جواز موجود ہے اور نہ ہی کوئی کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوگی۔ لیکن بدقسمتی اس خالص اسلامی مملکت میں ایک گروہ ایسا بھی موجود ہے جو اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ متفقہ اور مسلمہ مسلمانوں کے عقائد اور ان کے جذبات و احساسات کے سراسر خلاف مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی کو ظلی اور بروزی کی آڑ لے کر ایک نبی ثابت کرنے کی مذموم کوشش میں سرگرم عمل ہے۔ حال ہی میں سندھ کے علاقہ میں اس گروہ کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں کے خلاف گزشتہ دنوں ہفت روزہ ''چٹان'' لاہور نے احتجاج کیا اور ان کی تخریبی سرگرمیوں کی نشاندہی کی تو دنیا کی اس سب سے بڑی اسلامی مملکت کے ہوم ڈیپارٹمنٹ کے ذمہ دار افسر نے صوبائی حکومت کی ہدایت پر ۲۵ر جون ۱۹۶۳ء کو مدیر ''چٹان'' آغا شورش کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے دفتر میں بلا کر وارننگ دی کہ وہ قادیانی نبوت اور اس کے اعوان و انصار سے متعلق کچھ نہ لکھیں۔ چنانچہ اس حکم کی تعمیل میں آغا صاحب نے سرمو انحراف نہیں کیا اور ہم سمجھتے ہیں کہ ملک کے وسیع تر مفاد کے تحت انہیں ایسا ہی کرنا چاہئے تھا۔ کیونکہ ملک آج جس

نازک دور سے گزر رہا ہے اس کا تقاضا ہے کہ گروہی مناقشت سے قطعی اجتناب کیا جائے۔ لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ ملک کے وسیع تر مفادات اور حالات کی نزاکت کا یہ بھی تقاضا ہے کہ قادیانی گروہ کو جو ملک میں آٹے میں نمک کے برابر ہیں، مفاد عامہ اور جمہور المسلمین کے عقائد کے خلاف گلا پھاڑ پھاڑ کر پروپیگنڈا کرنے کی کھلی چھٹی دے دی جائے اور معترضین کی آواز پر پہرہ بٹھا کر قادیانی گروہ کو پوری طرح موقع فراہم کیا جائے کہ وہ مسلمانوں کے عقائد کو باطل قرار دیتے پھریں۔ ان کے جذبات سے جی بھر کر کھیلیں اور مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی ثابت کرنے کی مہم تیز تر کر دیں؟

یہ دستور زباں بندی ہے کیسا تیری محفل میں یہاں تو بات کرنے کو ترستی ہے زباں میری

اس وقت ہمارے سامنے قادیانی پارٹی کا ایک پمفلٹ بعنوان ''ختم نبوت اور بزرگان امت'' موجود ہے جو سیکرٹری اصلاح وارشاد جماعت احمدیہ دہلی گیٹ لاہور کی طرف سے مولانا مودودی کی ایک کتاب ''ختم نبوت'' کے جواب میں شائع کیا گیا ہے اور جس میں بزرگان امت کے اقوال کو قطع وبرید کر کے یا بالکل موضوع صورت میں ان کے نام سے منسوب کر کے اپنی تائید میں پیش کیا گیا ہے اور مولانا موصوف کو چیلنج کیا گیا ہے کہ وہ اس کا جواب نہیں دے سکیں گے۔ اس کتابچہ کی اشاعت اتنی عام کی گئی ہے کہ وہ صوبہ کے ہر بڑے شہر سے لے کر چکوک، دیہات تک میں تقسیم کیا گیا ہے۔ وہ کتابچہ مجھے بھی یہاں لائل پور میں تقسیم ہوا ہے۔

میں وثوق سے نہیں کہہ سکتا کہ کسی قادیانی نے جو کہ حکومت کی کسی کلیدی اسامی پر تعینات ہے۔ قادیانیوں کو شہ دی ہو کہ وہ اب موقع پا کر تبلیغ شروع کر دے اور میں اس کے حق میں بھی نہیں کہ آغا شورش کو دی گئی وارننگ سے یہ تأثر لیا جائے کہ حکومت نے مسلمانوں کو تو قادیانی نبوت پر لکھنے کی اجازت نہیں دی اور قادیانیوں کو کھلم کھلا تبلیغ کرنے کی کھلی چھٹی دے دی ہے۔ لیکن یہ عین ممکن ہے کہ قادیانی پارٹی کی یہ نیت ہو کہ اس طرح مسلمانوں کے جذبات کو بھڑکایا جائے اور ملک میں مخدوش حالات پیدا کر کے مغربی ممالک کی جانب جھکایا جائے۔ ایسے مخدوش حالات جس طرح ایام عاشورہ یا پھر ۱۹۵۳ء میں پیدا کئے گئے۔

الحمدللہ! کہ مسلمان اب بہت حد تک سماج دشمن عناصر سے باخبر ہو چکے ہیں اور ان کی نیتوں پر ان کی نظر ہے۔ وہ اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ مرزائیت کا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ بلکہ یہ ایک خالص سیاسی تحریک ہے۔ لاہوری ہوں یا قادیانی۔ بہرحال مسلمانوں کے کسی طرح دوست نہیں ہو سکتے۔ مسلمان اپنے تمام تر اختلافات کو فروعی سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب کبھی

ملک وملت کو کسی خطرہ کا سامنا ہوا، یہ اختلافات ختم ہو گئے اور تمام مسلمان شانہ بشانہ ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو گئے۔ لیکن یہودیت یا عیسائیت کی طرح مرزائیت بھی ہمیشہ تماشائی کی حیثیت سے الگ تھلگ رہی۔

بہر حال قادیانی پارٹی کی طرف سے ایسا کتابچہ جاری ہونا بجائے خود قابل غور مسئلہ ہے کہ جب ہمیں رواداری کے تحت روک دیا جائے کہ اس طرح قادیانی پارٹی کے جذبات کو ٹھیس آنے کا خطرہ ہے تو آخر امت مسلمہ کے اجتماعی عقیدہ ختم نبوت کے خلاف اور جمہور المسلمین کے جذبات کے برعکس قادیانی پارٹی کو تبلیغ کی اجازت کیوں ہے؟ ام الکتاب کا ارشاد ہے کہ دین کی تکمیل ہو چکی اور اس دین اسلام کو اللہ تعالیٰ نے پسند فرمالیا اور پھر اسے تمام ادیان پر فضیلت دے دی گئی۔ امت محمدیہ کو خیر الامم بھی قرار دیا جا چکا۔ تو اب ایسے واضح احکام قرآنی کے بعد قادیانیوں کو حقائق قرآنی اور احکام ربانی کے خلاف تبلیغ کرنے اور پمفلٹ شائع کر کے عوام کو گمراہ کرنے کی اجازت کیوں ہے؟

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

حکومت میری اس عرضداشت کو درخور اعتنا سمجھے یا نہ سمجھے۔ حکام وقت اپنے مناصب کی مصلحتوں کے پیش نظر اسے لائق التفات سمجھیں یا نہ سمجھیں۔ بہر حال روز محشر میزان عدل کے سامنے وہ ضرور سرنگوں اور متاسف ہوں گے۔ ان سے کوئی جواب بن نہیں پڑے گا اور نبوت کے سارقوں کے ساتھ ان کی یہ اعانت یا چشم پوشی یقیناً قابل مواخذہ ہوگی ؎

قریب ہے یار روز محشر چھپے گا کشتوں کا خون کیونکر جو چپ رہے گی زبان خنجر، لہو پکارے گا آستیں کا

قادیانی پارٹی کی طرف سے وہ پمفلٹ جاری کر کے تقسیم کرنا بڑی بھاری جسارت ہے۔ جو صرف قابل اعتراض ہی نہیں مسلمانوں کی کھلے طور پر دلآزاری کا موجب بھی ہے۔ قادیانی پارٹی نے بارہ بزرگان امت کے نام دے کر اور ان کے اقوال دے کر یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے کہ وہ بزرگان امت اس حق میں ہیں کہ نبوت جاری ہے۔ اس سلسلہ میں ان کا گستاخ ہاتھ سب سے پہلے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے آستانے کی جانب بڑھا ہے اور ان کے نام پر ایک روایت کو منسوب کر کے اپنی روایتی دسیسہ کاری کا خوب خوب مظاہرہ کیا۔ ملاحظہ ہو: ''اے لوگو! آنحضرت ﷺ کو خاتم الانبیاء تو ضرور کہو، مگر یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کسی قسم کا نبی نہیں آئے گا۔''

قول مندرجہ بالا ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے منسوب کرنا

کتنی کھلی فریب کاری ہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا سب سے بڑا کارنامہ تو یہ ہو کہ وہ مدعیان نبوت کے خلاف جہاد کا حکم دیں اور اس دروازہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیں کہ: ''میری امت میں بہت سے جھوٹے مدعی پیدا ہوں گے۔ جو نبوت کا دعویٰ کریں گے۔ حالانکہ میں خاتم النّبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔'' (مسلم، ترمذی، ابوداؤد)

اور پھر اس فرمان نبی پر ہزاروں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنی جانیں نثار کر دیں۔ لیکن اسی صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی، ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا یہ کہے کہ لوگو! نبوت کا دروازہ ابھی بند نہیں ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

بریں عقل و دانش بباید گریست

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے عظیم مرتبہ اور علمیت کے بارہ میں ہم ہی نہیں بلند پایہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی بکمال ادب اعتراف تھا اور ہمارا ایمان ہے کہ ان کی علمی فضیلت یا شخصی عظمت کا راز یہ تھا کہ انہوں نے وہی کہا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انہوں نے وہ کچھ پایا جو اکثر و بیشتر صحابہ کے مقدر میں نہ تھا تو قادیانی حضرات کو معلوم ہونا چاہئے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ ہزاروں صحابہ رضی اللہ عنہم کی جمعیت کے ارادۂ جہاد کے راستہ میں، جب کہ ''فتنۂ نبوت'' نے سر اٹھایا تھا۔ ایک ہلکی سی رکاوٹ بھی پیدا نہیں کی گئی اور ان پاک باز لوگوں کو اس نکتہ سے آشنا نہیں کیا جس سے آج قادیانی جماعت سہارا تلاش کرنے کی کوشش میں مصروف ہے۔

اور پھر سند کی حیثیت تو اللہ کے بعد اللہ کے محبوب کی بات ہے نہ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول۔ جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو تضاد پایا جائے۔ (نعوذ باللہ)

اب اسی پمفلٹ کا ص ۲ ملاحظہ فرمائیں۔ دیکھئے کس طرح یہاں بھی دجل و فریب کاری کا سہارا لیا گیا۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بہ نفس نفیس آیت ''خاتم النّبیین'' کے نزول کے پانچ سال بعد اپنے فرزند ارجمند حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات پر فرماتے ہیں۔ ''لو عاش ابراھیم لکان صدیقًا نبیًا (ابن ماجہ ج ۱، کتاب الجنائز ص ۳۳۷) '' کہ اگر میرا بیٹا ابراہیم رضی اللہ عنہ زندہ رہتا تو ضرور صدیق نبی بنتا۔ اب ذرا تاویل ملاحظہ ہو کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النّبیین کا مطلب یہ سمجھتے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ اگر ابراہیم رضی اللہ عنہ زندہ بھی رہتا جب بھی نبی نہ ہوتا۔ کیونکہ میں خاتم النّبیین ہوں۔ گویا آیت خاتم النّبیین صاحبزادہ ابراہیم کے نبی بننے میں روک نہ تھی۔ محض ان کا وفات پا جانا ان کے نبی بننے میں روک تھا۔

اب داد دیجئے اس ذہن کی اور سر دھنئے اس تاویل پر ؎

وے تاویلے شاں در حیرت انداخت خدا و جبرائیل و مصطفٰے را

جب ایمان کی قوتیں سلب ہو جائیں تو عقل وشعور اور فہم وادراک میں بھی فتور آ جاتا ہے۔ اب ہم سوال کرتے ہیں کہ اگر بقول تمہارے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتم النّبیین کا وہ مطلب سمجھتے تھے جو تم ثابت کرنا چاہتے ہو تو پھر آیت خاتم النّبیین کے بعد یہ کیوں فرمایا؟ ''وانا خاتم النّبیین لا نبی بعدی'' اور پھر صحابہ رضی اللہ عنہم نے علماً اور عملاً اس حدیث رسول پر جانیں کیوں قربان کیں اور کیوں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انقطاع وحی اور ختم رسالت کا وہی مفہوم لیا جو آج ہم لے رہے ہیں۔

اب رہا حدیث کا دوسرا حصہ کہ ''اگر میرا بیٹا ابراہیم زندہ رہتا تو ضرور صدیق نبی بنتا'' تو یہ الفاظ تو بذات خود تمہاری تاویل کی تردید کرتے ہیں کہ خدا کا اگر نبوت کا جاری رکھنا مطلوب ہوتا تو صلب پیغمبر سے پیدا ہونے والے انسان سے بڑھ کر اور کون موزوں ہو سکتا تھا۔ لیکن چونکہ نبوت کا سلسلہ ختم کیا جا چکا ہے۔ اس لئے اس بات کو شک وشبہ سے یوں صاف کرتے ہیں کہ اولاد نرینہ کا سلسلہ بھی منقطع کر دیتے ہیں تا کہ آئندہ کسی کو چور دروازہ بھی میسر نہ آ سکے اور اس آیت کی تفسیر کا منشا پورا ہو جائے کہ سلسلہ نبوت واقعی ختم ہو چکا ہے۔

اور پھر (اگر اس حدیث کو صحیح ماننے میں کوئی امر مانع نہ ہو) تو حضور ﷺ کا یہ ارشاد اس وقت کا ہے جب کہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ فوت ہو جاتے ہیں۔ اب ہم دعوت دیتے ہیں کہ اب ایسی حدیث بنا کر لاؤ جس میں حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی زندگی میں حضور ﷺ نے یہ کہا ہو کہ: ''اگر یہ میرا بیٹا زندہ رہا تو ضرور صدیق نبی ہوگا۔''

اب ہم نبوت کے متعلق ضابطۂ خداوندی پیش کرتے ہیں جس پر انسانی دماغ اپنی پوری عیاریوں اور شاطرانہ چالوں کے باوجود فوقیت نہیں پا سکتا۔ قدرت کاملہ نے نبوت کی عطائیگی کے لئے کچھ قاعدہ کلیہ مقرر کر رکھا ہے۔ سورۂ بقرہ میں ارشاد ہوتا ہے: ''تمام نوع انسان ایک امت ہے۔ سو اللہ نے انبیاء کو بھیجا جو خوشخبری دینے والے اور ڈر سنانے والے تھے اور ان سب کے ساتھ حق کے ساتھ کتاب نازل کی۔''

سورۃ الحدید میں فرمایا: ''ہم نے بھیجے ہیں اپنے رسول نشانیاں دے کر اور نازل کی ان کے ساتھ کتاب اور ترازو (انصاف)''

مندرجہ بالا ہر دو آیات میں فرمایا گیا ہے کہ نبیوں کے ساتھ اور رسولوں کے ساتھ بھی

کتاب نازل کی جایا کرتی تھی۔ یعنی کوئی نبی یا رسول بغیر کتاب کے نہیں بھیجا گیا اور پھر جس پیغمبر کو کتاب حق (آسمانی کتاب) دی جایا کرتی تھی وہ نبی یا رسول جب احکام خداوندی اپنی اپنی قوم کی طرف لے جاتے تھے تو ان کا ایسا کرنا فریضۂ رسالت کہلاتا تھا۔ جس کی ادائیگی میں سوائے اللہ کی ذات کے کسی پر بھروسہ، اعتماد یا توکل نہیں کیا جاتا۔ خطرات، مشکلات اور مخالفتوں کے مقابلے میں کبھی عافیت کوشی، صلح و آشتی یا مصلحت وقتی کا سہارا نہیں لیا جاتا تھا۔

سورۃ الحدید کی اب ایک اور آیت ملاحظہ ہو جو ہمیں ایک اور موضوع سمجھاتی ہے۔ ارشاد ہے: ''ہم نے نوح علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں پیغمبری اور کتاب جاری رکھی۔''

تاریخ اسلام شاہد ہے کہ نبی آخر الزمان ﷺ کا شجرۂ نسب حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جاملتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ کے بڑے برگزیدہ پیغمبر ہوئے ہیں۔ قدرت کاملہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاں حضرت اسحاق علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام عطاء کئے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل چلتی چلتی حضور سرور کائنات ﷺ تک پہنچی۔ پیغمبری اور کتاب بھی حضور ﷺ کو عطاء کی گئی جو فرمودۂ خداوندی کے عین مطابق تھی۔ پھر حضور سرور کائنات ﷺ کو بھی اولاد عطاء کی گئی۔ جن میں لڑکے بھی تھے اور لڑکیاں بھی۔ قاسم رضی اللہ عنہ، طیب رضی اللہ عنہ یا طاہر رضی اللہ عنہ اور ابراہیم رضی اللہ عنہ آپ کے بیٹے تھے۔ لیکن حکمت خداوندی کے تحت یہ سب کمسنی میں ہی وفات پا گئے۔ اب پیغمبری کے اس نسلاً بعد نسلٍ تسلسل پر غور فرمایئے اور نرینہ اولاد کے اختتام کی غایت و حکمت خداوندی پر نظر ڈالئے کہ کس طرح سے آیت خاتم النبیین کی شرح وبسط سے تفسیر عملی طور پر بیان کی گئی ہے کہ سلسلۂ نبوت ختم کیا جاتا ہے اور اب کوئی راستہ باقی نہیں جس سے کوئی شخص نبوت کے تخت پر بیٹھنے کی جرأت کر سکے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک نظام کے تحت پیغمبری ختم کر دی۔ جس کی مخالفت کر کے انسان سوائے ذلت و رسوائی اور خدا کے احکام کی نافرمانی کے اور کچھ حاصل نہیں کر سکتا۔ **فاعتبروا یا اولی الابصار!**

یہ اللہ تعالیٰ کی تجویز تھی جسے جامۂ عمل پہنایا گیا۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''اور اللہ تعالیٰ کا ہر کام تجویز کیا ہوا ہوتا ہے۔ (القرآن)''

اس حقیقت سے مجال انکار نہیں کہ اللہ تعالیٰ کا علم، عالم موجودات پر پوری طرح محیط ہے جو کچھ ہو چکا جو ہو رہا ہے اور جو آئندہ ہوگا وہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے طے شدہ پروگرام کے عین مطابق ہے اور اللہ تعالیٰ کو اس کا پورا پورا علم ہے۔ وہ خوب جانتا ہے کہ کوئی کب پیدا کیا جائے گا اور کب اٹھا لیا جائے گا تو پھر جب حضور اکرم ﷺ کے فرزند ارجمند حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے زندگی

کے دنوں کا علم تھا اور یہ معاملہ ایک طے شدہ پروگرام کے مطابق تھا اور حضور ﷺ کو یہ بھی بتایا جاچکا تھا کہ آپ خاتم النبیین ہیں۔ تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ آپ ﷺ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی نبوت کی اطلاع دیتے۔

مذکورہ حقائق کی روشنی میں تو یہ حدیث ہی اپنے وجود کا سرے سے انکار کر رہی ہے۔ سورۂ الحدید کی اس عام فہم آیت سے یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ اگر نبوت جاری رکھنا مقصود ہوتی تو حضور ﷺ کی نرینہ نسل بڑھتی، پھلتی، پھولتی اور پھر اصولی طور پر بوقت ضرورت مناسب مقامات پر ان میں سے اللہ تعالیٰ نبی مبعوث کیا کرتے۔

مولانا مودودی صاحب کی کتاب ''ختم نبوت'' نظر سے نہیں گزری۔ قادیانیوں کے کتابچہ کے بعد منتظر رہا کہ مولانا شاید اس کا جواب دیں گے۔ لیکن مولانا سیاسی گتھیاں سلجھانے میں کچھ زیادہ مصروف ہیں۔ اس لئے ایک مسلمان کی حیثیت سے اپنی استطاعت کے مطابق جواب عرض کر رہا ہوں۔ نبوت کی عطائیگی کا ربانی پروگرام زیر بحث تھا۔ جن لوگوں کو وحی الٰہی کے غیر متبدل مبادیات کا علم ہے وہ جانتے ہیں کہ سورۂ آل عمران میں عطائیگی نبوت کا ایک یہ کلیہ بھی بتایا گیا ہے کہ نبیوں یا رسولوں کی بعثت سے پہلے بشارت دی جایا کرتی تھی اور وہ اقوام ان پیش گوئیوں (بشارتوں) کے مطابق آنے والے پیغمبر کی منتظر رہتیں۔ جیسے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق بشارت دی گئی۔ اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بشارت سن کر فرعون نے جو قتل اولاد کا اقدام کیا وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ اسی قاعدہ کلیہ کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نبی آخر الزماں، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ ﷺ کی بعثت کی بشارت بنی اسرائیل کو دی تھی جس کا ذکر سورۂ الصف میں موجود ہے جسے ہم آیہ: ''اسمہ احمد'' کا نام دیتے ہیں۔ فرمایا ہے: اور جب عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نے کہا اے بنی اسرائیل! میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں۔ اپنے سے پہلے کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوں اور اس رسول کی بشارت سناتا ہوں۔ جو میرے بعد تشریف لائیں گے۔ ان کا نام ''احمد'' ہے اور جب پھر روشن دلیلیں لے کر آپ آگئے ہیں تو (یہ لوگ) آپ کو جادوگر کہتے ہیں۔ (الصف)

آئینہ مذکورہ صاف اور واضح ہے جو صیغہ واحد متکلم میں حضور ﷺ کے ساتھ کلام ہوا ہے۔ جس میں مستقبل کا کوئی حصہ نہیں۔ حال کی بابت ہے۔ لیکن مرزا بشیر الدین محمود احمد قادیانی اس پر بضد ہیں کہ یہ آیت مرزا غلام احمد قادیانی کے حق میں نازل ہوئی۔ حالانکہ قرآن کریم اور دیگر سابقہ آسمانی کتب میں بھی تمام انبیاء علیہم السلام کے نام ''مفرد'' ہیں۔ مثلاً: ابراہیم، نوح، موسیٰ،

عیسیٰ، یعقوب، یونس علیہم السلام وغیرہ۔ لیکن مرزا قادیانی آنجہانی کا نام مرکب یعنی غلام احمد ہے۔

سورۂ آل عمران کے قاعدہ کے مطابق ضروری تھا کہ وحی الٰہی حضور ﷺ کی مبارک زبان سے کہلواتے کہ میرے بعد فلاں نبی مبعوث ہوں گے۔ جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو اطلاع دی کہ میرے بعد احمد تشریف لائیں گے۔ آپ اپنی قوم کو مطلع فرماتے اور پھر ہم لوگ انتظار میں رہتے۔ لیکن یہاں تو معاملہ ہی برعکس نظر آتا ہے۔ اللہ جل شانہ قرآن میں فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ خاتم النّبیین ہیں۔ حضور ﷺ خود فرماتے ہیں: میں خاتم النّبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اس کا یہی مفہوم لے کر مسیلمہ کذاب سے ٹکرا جاتے ہیں۔ بھلا اب اس معاملہ میں مرزا قادیانی کی نبوت کی کہاں گنجائش رہ جاتی ہے؟

آیت: ''اسمہ احمد'' سے مراد محض اور محض حضور تاجدار مدینہ ﷺ کی ذات ہی ہے۔ کیونکہ تاریخ اس بات کی شہادت دیتی ہے کہ حضور ﷺ کی پیدائش پر آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ نے آپ ﷺ کا نام احمد رکھا اور دادا نے محمد جس کی تائید خود مرزا قادیانی کے الفاظ سے ظاہر ہے: ''آج کل کے علمائے مسیحی اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ کسی طرح حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا بنا دیا جائے۔ توحید کی عظمت دلوں میں بٹھانے کے لئے ایک بزرگ نبی ملک عرب میں گزرا ہے۔ جس کا نام محمد اور احمد تھا۔ خدا کے اس پر بیشمار سلام ہوں۔''

اس صاف اور واضح سی بات میں کہ آیت ''اسمہ احمد'' سے مراد حضور نبی اکرم ﷺ کی ذات ہے۔ مرزا بشیر الدین محمود احمد کی طرف سے استدلال کہ یہ آیت مرزا قادیانی کے لئے نازل ہوئی۔ کتنا بڑا دجل اور عالم اسلام کے عقائد کے ساتھ کتنا کھلا مذاق ہے۔

پھر بھی ہم سے یہ گلہ ہے کہ وفادار نہیں

سورۂ الشعرا میں حضور ﷺ کے بارے میں نبوت کی تصدیق اللہ تعالیٰ اس انداز میں فرماتے ہیں: ''کہ بے شک ان کا چرچا اگلی کتابوں میں ہے۔''

اور پھر آئندہ سطور میں مزید تکرار کی گئی: ''کیا یہ ان کے لئے (کفار کے لئے) نشانی نہ تھی؟ کہ ان (محمد ﷺ) نبی کو جانتے ہیں بنی اسرائیل کے عالم۔''

تو گویا ''اسمہ احمد'' کی پوری طرح تشریح ہوگئی اور کسی شک وشبہ کی گنجائش ہی باقی نہ رہی۔ ذرا اور تفصیل سن لیجئے۔ ''لقد انزلنا الیکم کتابًا فیہ ذکرکم افلا تعقلون (الانبیاء)'' ''ہم نے نازل کی آپ ﷺ پر ایسی کتاب، جس میں آپ ﷺ کا تذکرہ ہے کیا آپ نہیں سمجھتے؟

کتنے زوردار الفاظ میں نبی آخر الزمان ﷺ کو یقین دلایا گیا ہے کہ اس کتاب تقدیر

میں آپ ﷺ ہی کا تو ذکر ہے۔ یعنی سورۂ صف میں ''اسمہ احمد'' سے حضرت آمنہ کے لال احمد ﷺ ہی مراد ہیں۔ نہ کہ غلام احمد ابن غلام مرتضیٰ۔ (نعوذ باللہ)

مندرجہ بالا حقائق کے پیش نظر قادیانی نبوت ایک مذاق بن کر رہ جاتی ہے۔ لیکن خوئے بدرا بہانہ بسیار کے مصداق قادیانی ٹولہ بھی اپنی بات منوانے پر اڑ چکا ہے۔ اس لئے انہوں نے نبوت کی دو قسمیں بنا کر ان میں سے ایک اپنا لی۔ یعنی تشریعی اور غیر تشریعی کا ڈھونگ رچایا اور مرزا قادیانی کو غیر تشریعی ظلی نبی قرار دینے لگے۔ رب لم یزل کے غیر فانی کلام نے اس کا بھی پردہ چاک کر ڈالا ہے۔ دیکھئے سورۂ مائدہ میں ارشاد ہوتا ہے۔

اور ہم نے تمہاری طرف سچائی کے ساتھ کتاب بھیجی۔ ان کتابوں کی تصدیق کرتی ہوئی جو پہلے سے موجود ہیں اور (آپ ﷺ اور یہ کتاب) ان پر نگہبان۔ سوچاہئے کہ خدا کی نازل کی ہوئی کتاب کے مطابق لوگوں کے درمیان فیصلے کرو۔ تم میں ہر گروہ کے لئے ہم نے شرع اور منہاج (طریقہ) مقرر کر دیا۔ یعنی شریعت، طریقہ تجویز کر دیا۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوتا ہے کہ جتنے نبی یا رسول مامور کئے جاتے رہے سب کو شریعت دے کر ہی بھیجا جاتا رہا ہے اور نبی آخر الزمان ﷺ پر بھی جو کچھ نازل کیا جاتا رہا وہ سب کا سب شریعت ہی تو ہے۔ قدرت کاملہ نے جس کی تکمیل کر دی ہے اور اعلان بھی کر دیا ہے کہ یہی دین سب ادیان پر غالب رہے گا۔ ان سب حقائق کی تکمیل کے بعد آخر وہ کون سی بات رہ گئی تھی جو (نعوذ باللہ) قدرت کاملہ کے علم سے ادھوری رہ گئی تھی اور جو حضور ﷺ کو عطاء کرنے سے خدا بھول گیا؟ (نعوذ باللہ من ذلک)

اب قادیانی پارٹی کی توجہ اس حدیث کی جانب میں پھر منعطف کراتا ہوں جو حضور ﷺ نے فرمایا: ''لانبی بعدی'' (کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے)

مندرجہ بالا حقائق قرآنی کے پیش نظر قادیانی گروہ یہ بتا سکتا ہے کہ اس میں کس لفظ کے معنی ''تشریعی یا غیر تشریعی'' کے استدلال کا راستہ دیتے ہیں؟ اللہ کی کتاب، حدیث رسول اور صحابہ کا عمل ہمارے سامنے ہے۔ قرآن پاک سورۂ فاتحہ سے والناس تک محفوظ و موجود ہے۔ اس پاک کتاب کے مندرجات میں کوئی الجھن نہیں۔ عام فہم اصول ہیں اور غیر متبدل احکام۔ اب اس سند ربانی کی موجودگی میں ممکن ہو سکتا ہے کہ بزرگان امت کے نام سے ایسی روایات کو منسوب کیا جائے جو اصول دین اور کتاب مبین کے خلاف ہوں۔ یہ دیدہ دلیری یقیناً تعجب خیز ہے۔

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

میں اس امر کی پھر وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ بزرگان امت ہمارے لئے بے حد احترام کی جگہ ہیں۔ لیکن اگر ان کا کوئی قول قرآن وسنت سے متضاد ہوگا تو وہ ہمارے لئے حجت نہیں بن سکتا۔ اس میں کوئی سابقون الاوّلون میں سے ہو یا مولانا مودودی۔ کیونکہ یہ معاملہ خالص دین کا معاملہ ہے۔ اس دین کا جس کا اتمام حضور رسالت مآب ﷺ پر ان واشگاف الفاظ میں ان کی زندگی ہی ہو چکا ہے کہ ''الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا'' کہ یارسول اللہ! آج کے دن تمہارے لئے دین کو مکمل کر دیا گیا اور تمام کر دیں تم پر اپنی نعمتیں اور پسند کیا تمہارے لئے دین اسلام کو۔

اور ہمیں یہ کہنے میں تأمل نہیں کہ قادیانی حضرات نے جن بزرگان سے وہ خلاف دین وعقل اقوال منسوب کئے ہیں۔ وہ بجائے خود غلط بلکہ ان بزرگان پر اتہام ہیں۔ ہم گزشتہ صفحات میں لکھ آئے ہیں کہ نبی یارسول جب احکام خداوندی اپنی اپنی قوم کی طرف لے جاتے تھے تو ان کا ایسا کرنا فریضہ رسالت کہلاتا تھا۔ جس کی ادائیگی میں سوائے اللہ کی ذات کے کسی پر بھروسہ، اعتماد یا توکل نہیں کیا جاتا تھا۔ خطرات، مشکلات اور مخالفتوں کے مقابلے میں وہ کبھی وقتی مصلحت، عافیت کوشی یا صلح وآشتی کا سہارا نہیں لیا کرتے تھے اور پھر نبی کے قول وفعل میں تضاد مطلقاً نہیں ہوتا۔ کیونکہ نبی کے اقوال میں اس کا اپنا منشاء نہیں بلکہ اللہ جل شانہ کا منشاء ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ نبی پوری امانت ودیانت سے وہ قوم کے سامنے پیش کر دیتا ہے اور یہی کتاب وشریعت کہلاتا ہے اور پھر یہ کلام الٰہی غیر فانی اور غیر متبدل بھی ہوتا ہے اور اس میں مصلحت وقتی کو دخل نہیں ہوتا۔

اب ذرا مرزا قادیانی کے فریضہ رسالت کی ادائیگی کا انداز دیکھئے: ''اور پھر دوسرا شکر یہ ہے کہ وہ خدا جو کبھی اپنے وجود کو بے دلیل نہیں چھوڑتا۔ وہ جیسا کہ تمام نبیوں پر ظاہر ہوا اور ابتداء سے زمین کو تاریکی میں پا کر روشن کرتا آیا ہے۔ اس نے اس زمانہ کو بھی اپنے فیض سے محروم نہیں رکھا۔ بلکہ دنیا کو آسمانی روشنی سے دور پایا۔ تب اس نے چاہا کہ زمین کی سطح کو ایک نئی معرفت سے منور کرے اور نئے نشان دکھائے اور زمین کو روشن کرے۔ سو اس نے مجھے بھیجا۔'' (تحفہ قیصریہ ص ۳۱، خزائن ج ۱۲ ص ۲۸۳)

خیال رہے کہ تحفہ قیصریہ وہ کتابچہ ہے جو (اس کے دیباچہ کی تحریر کے مطابق) مرزا قادیانی نے ملکہ وکٹوریا کو تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں اسلام میں داخل ہونے کی دعوت دی تھی۔ مفصل تشریح وتبصرہ سے پہلے لگے ہاتھوں ذرا اس کے بعد کی تحریر بھی ملاحظہ فرمالیں تاکہ اس نبوت کا خاکہ مرتب کرنے اور اس کا حدود اربعہ ناپنے میں غلطی کا احتمال نہ رہے۔ یہ عبارت ص ۳۱ سے شروع ہو کر ص ۳۲ پر ختم ہوتی ہے۔

''اور میں اس کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایک ایسی گورنمنٹ کے سایۂ رحمت کے نیچے جگہ دی۔ جس کے زیر سایہ میں بڑی آزادی سے اپنا کام نصیحت اور وعظ کا ادا کر رہا ہوں۔ اگرچہ اس محسن گورنمنٹ کا ہر ایک پر رعایا میں سے شکر واجب ہے۔ مگر میں خیال کرتا ہوں کہ مجھ پر سب سے زیادہ واجب ہے۔ کیونکہ یہ میرے اعلیٰ مقاصد، جو جناب قیصرہ ہند کی حکومت کے سایہ کے نیچے انجام پذیر ہو رہے ہیں۔ ہرگز ممکن نہ تھا کہ وہ کسی اور گورنمنٹ کے زیر سایہ انجام پذیر ہو سکتے۔ اگر چہ وہ کوئی اسلامی گورنمنٹ ہی ہوتی۔'' (تحفہ قیصریہ ص ۳۱، ۳۲، خزائن ج ۱۲ ص ۲۸۳، ۲۸۴)

اب اس کی تجزی کیجئے اور فریضۂ رسالت کو اس کے اصل خدوخال میں دیکھئے۔ سوال پیدا ہوتا کہ:

۱..... مرزا قادیانی اور ان کی امت کہتی ہے کہ وہ غیر تشریعی ہیں۔ مگر ان کی تحریر کہتی ہے کہ وہ سابقہ انبیاء کی طرح نئی معرفت اور نئے نشانات لے کر زمین کو روشن کرنے آئے ہیں۔ اب ان کا کون سا قول صحیح تسلیم کیا جائے۔ عبارت مذکور سے مرزا قادیانی کا دعویٰ صاحب شریعت نبی ہونے کا ہے۔ جس سے یہ امر بھی واضح ہوتا ہے۔ وہ سابقہ نشانات جو حضور خاتم النّبیین نے پیش کئے تھے مرزا قادیانی کے نشانات و معارف ان سے بالکل نئے اور انوکھے ہیں۔

۲..... اور اگر بقول ان کے حواریوں کے یہ تسلیم کیا جائے کہ وہ ظلی اور غیر تشریعی ہیں تو ان کا نئی معرفت اور نئے نشانات لے کر آنے کا ادعا محض ایک یاوہ گوئی بن کر رہ جائے گا۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

جمہور المسلمین کا مدت سے یہ مطالبہ چلا آ رہا ہے (جو اپنی جگہ بالکل درست اور جائز مطالبہ ہے) کہ امت مرزائیہ مذہب اسلام سے ایک الگ قوم ہے۔ لہٰذا اسے ایک علیحدہ اقلیت قرار دیا جائے اور اس علیحدہ قومیت کے لئے یہ ٹھوس دلیل پیش کی جایا کرتی رہی ہے کہ قومیت کی اساس مذہب پر ہے۔ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کہتا ہے ؎

قوم مذہب سے ہے مذہب جو نہیں تم بھی نہیں

اور مذہب نبی دیا کرتے ہیں۔ اگرچہ سابقہ انبیاء پر بھی بدستور ایمان رہے اور اسی بنیاد پر عیسائی، یہودی، پارسی، ہندو، سکھ، جینی، مسلمان، الگ الگ اقوام کی تخلیق و تاسیس ہوئی۔ اس لئے میں کہوں گا کہ شرافت کا تقاضا یہ ہے کہ قادیانی گروہ حکومت پاکستان سے خود یہ مطالبہ کرے کہ ایک غیر مسلم اقلیت کی حیثیت سے اس کا الگ وجود تسلیم کیا جائے۔ میں پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ اگر وہ اپنے حقیقی بہروپ میں قوم کے سامنے آ جائیں۔ تو ہم ان سے قلمی مخالفت روک دیں گے۔

۳..... عبارت مذکورہ جو مرزا قادیانی نے تبلیغ اسلام کے لئے لکھی۔ اس کا یہ حصہ کتنا پرکشش ہے کہ وہ خدا کا شکر ادا کرنے پر مجبور ہیں کہ اس نے مرزا قادیانی کو گورنمنٹ انگلشیہ کے سایۂ رحمت میں جگہ دی ہے۔

جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی

۴..... اور پھر شکر کی یہ بھی وجہ ہے کہ اس سایۂ رحمت کے نیچے نیچے بڑی آزادی سے وہ اپنا کام نصیحت و وعظ ادا کر رہا ہے۔ کیا اب بھی کسی وضاحت کی گنجائش ہے۔ جب کہ یہ شخص خاتم النّبیین ﷺ (فداہ امی وابی) کے ظل (سایہ) کی بجائے خود معترف ہے کہ وہ ظلی انگریز تھا اور کیا اب بھی مسلمانوں کو اسلام کے لبادے سے دھوکا دینے میں تمہیں عار نہیں۔ ظل نبی انگریز کے طوق غلامی کو کبھی سایۂ رحمت نہیں سمجھ سکتا۔

۵..... فریضۂ رسالت کی ادائیگی میں یہ فقرہ ذرا زیادہ ہی غور طلب ہے: ''اگرچہ اس محسن گورنمنٹ کا ہر ایک رعایا میں سے شکر واجب ہے۔ مگر میں خیال کرتا ہوں کہ مجھ پر سب سے زیادہ واجب ہے۔''

کیوں نہ ہو۔ خود کاشتہ بلکہ داشتہ و پرداختہ نبوت اگر مشکور و ممنون نہ ہو تو نمک حرام کہلائے گی۔ جس کی صراحت مرزا قادیانی کا آئندہ فقرہ خود ہی کر دیتا ہے کہ: ''کیونکہ یہ میرے اعلیٰ مقاصد جو جناب قیصرۂ ہند کی حکومت کے زیر سایہ انجام پذیر ہو رہے ہیں۔ ہرگز ممکن نہ تھا کہ وہ کسی اور گورنمنٹ کے زیر سایہ انجام پذیر ہو سکتے۔ اگرچہ وہ کوئی اسلامی گورنمنٹ ہی ہوتی۔''

کیا اب ہم قادیانی حضرات سے پوچھ سکتے ہیں کہ یہ کسی نبی کا تبلیغی انداز ہے یا شاہی گداگر کا؟ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا تھا ؎

وہ نبوت ہے مسلماں کے لئے برگ حشیش جس نبوت میں نہیں قوت و شوکت کا پیام

اور کیا یہی ہے آپ کا وہ اسلام؟ جس کی تبلیغ ''قیصرۂ ہند'' کو کی گئی تھی کہ جسے سوائے حکومت انگلشیہ کے سایۂ رحمت کے کوئی بھی اسلامی حکومت برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں تھی اور نہ اب ہے۔ حکومت پاکستان سے میں صرف اتنا عرض کروں گا ؎

آپ ہی اپنے ذرا طرز عمل کو دیکھیں ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

حقیقت حال یہ ہے کہ مرزا قادیانی کی نئی معرفت، نئے نشانات اور وعظ و نصیحت کا کام کوئی مذہبی تحریک نہ تھی بلکہ اس کا مقصد اور اس کا منشاء محض سیاسی تھا۔ جس کے پس پردہ انگریز کا ہاتھ تھا۔ اس تحریک نے ایک طرف اسلامیان ہند کی وحدت فکر کو نقصان عظیم پہنچایا تو دوسری

طرف انگریز کی عملداری کو عملاً استحکام بخشا۔ ورنہ ایک نبی تو کیا تاریخ شاہد ہے کبھی ایک سچے مسلمان نے بھی دنیاوی جاہ وحشم اور عظمت وجلال کے سامنے یوں سر نہیں جھکایا۔ جس طرح مرزا قادیانی بار احسان سے جھک جھک کر گورنمنٹ انگلشیہ کے آستانہ تک پہنچ رہے ہیں اور دست بستہ مؤدبانہ، ملتجیانہ اور فدویانہ طور پر اپنی روئیداد اس عیسائی قوم کی سلطنت کے سربراہ (اور وہ بھی مرد نہیں محض ایک عورت) کے سامنے پیش کر رہے ہیں جو دین اسلام کی بدترین دشمن ہے اور جو چودہ سو سال سے دین اسلام کے درپے آزار ہی نہیں رہی بلکہ مصمم ارادہ کر کے ہندوستان آئی تھی کہ ہندوستان میں اسلام کو فروغ پانے نہیں دیں گے۔ اس لئے کہ اگر ہندوستان جیسے بڑے ملک میں اسلام بغیر محاسبہ کے چھوڑا گیا تو عیسائیت کی خیر نہیں ہوگی۔ چنانچہ ہندوستان پہنچ کر انہیں مرزا غلام احمد قادیانی جیسی موزوں شخصیت مل گئی۔ جس نے جہاد کے خلاف (بقول مرزا قادیانی) اتنا لکھا کہ ''اس سے پچاس الماریاں بھر سکتی ہیں۔'' مرزا قادیانی شاید چھنی ہوئی ریاست کے اسّی گاؤں کا خواب دیکھ رہے تھے۔ لیکن انگریز شاطر نے صرف نبوت پر ہی ٹرخا دیا۔ عیسائیت کے پرستاروں کی نفسیات کے واقف کار علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب کہا ہے۔

شریک حکم غلاموں کو کر نہیں سکتے خریدتے ہیں فقط ان کا جوہر ادراک

نتیجتاً کچھ نام نہاد مسلمان، مسلمانوں سے کٹ کر گمراہ ہوگئے اور ہندوستان میں اس تحریک کے باعث ایک اور افتراق کا دروازہ کھل گیا اور گورنمنٹ برطانیہ آزادی سے ایسا طریقۂ تعلیم جاری کرنے میں کامیاب ہوگئی جس کی بدولت مسلمان قرآن سے دور ہوگئے۔ حکیم مشرق رحمۃ اللہ علیہ نے اسی خطرہ سے مسلمانوں کو خبردار کرتے ہوئے فرمایا تھا۔

اور یہ اہل کلیسا کا نظام تعلیم ایک سازش ہے فقط دین ومروت کے خلاف

انگریز قوم بڑی شاطر، دور اندیش اور عیار قوم ہے۔ وہ محتاط ہوگئے کہ مرزا قادیانی کو اب اگر ان کی خدمات کے صلہ میں کچھ دے دیا گیا تو اسلامی دنیا پر یہ سازش بے نقاب ہو جائے گی کہ اس ادعائے نبوت کے پس پشت انگریز کا ہاتھ ہے۔ لیکن بھلا حقیقت بھی کہیں چھپ سکتی ہے؟ مرزا قادیانی کو خوشامد پسند طبع رسا اور انگریز کے ساتھ ان کی دلی ارادت جس کو وہ وارفتگی کے عالم میں ظاہر کر بیٹھے۔ سارا راز فاش کر گئی کہ اس نبوت کے ترکیبی عناصر کیا ہیں۔

یہاں اللہ کے پیارے رسول، نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ برٹش انڈیا کے مداح مرزا غلام احمد قادیانی کے تقابل کا خیال تک دل میں لانا گناہ عظیم سمجھتا ہوں۔

چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک

محض فریضۂ رسالت کی ادائیگی کا انداز اور شان نبوت کا تبرکاً دکھانا مقصود ہے۔ صلح حدیبیہ کے بعد جب مسلمانوں کو قدرے اطمینان حاصل ہوا تو حضور ﷺ نے خدا کے حکم سے دعوت دین حقہ رؤسائے عرب اور شاہان قیصر و کسریٰ کے نام جاری کئے اور وہ سب کے سب فتح مکہ سے پہلے ۷ ہجری میں جاری فرمائے گئے اور یہ وہ زمانہ تھا جب کہ ابھی عالم اسباب میں اسلامی دبدبہ نہ تھا۔ خسرو پرویز کے نام دعوت اسلام کا متن ملاحظہ ہو: ''خدائے رحیم کے نام سے محمد پیغمبر کی طرف سے کسریٰ (رئیس فارس) کے نام سلام ہے اس شخص پر جو ہدایت کا پیرو ہو اور خدا اور پیغمبر پر ایمان لائے اور یہی گواہی دے کہ خدا صرف ایک ہے اور یہ کہ خدا نے مجھے تمام دنیا کے لئے پیغمبر مقرر کر کے بھیجا ہے۔ تاکہ وہ زندہ شخص کو خدا کا خوف دلائے تو اسلام قبول کر، تو سلامت رہے گا۔ ورنہ مجوسیوں کا وبال تیری گردن پر ہوگا۔''

مندرجہ بالا دعوت نامہ حضور ﷺ کی طرف سے وقت کے اس بادشاہ کو بھیجا گیا تھا جو جابر و قاہر ہونے کے علاوہ دین اسلام کا بدترین دشمن تھا۔ دعوت دین میں آپ دیکھ رہے ہیں کہ ایک بھی خوشامدی اور درباری جملہ تو کیا لفظ تک موجود نہیں۔ نہ ہی اس سلطنت کی عظمت و جلالت کا اعتراف یا اس کی حسن و خوبی مذکور ہے۔ ابتداء اللہ کے نام سے ہے اور پھر اپنا منصب ظاہر کیا ہے۔ بعد ازاں سلامتی کی بشارت دی ہے۔ لیکن ساتھ ہی واضح فرما دیا کہ یہ بشارت صرف اس کے لئے ہے جو ہدایت کا پیرو ہوگا۔ خدا اور خدا کے رسول ﷺ پر ایمان لائے گا اور اس بات کی شہادت دے گا کہ خدا کا کوئی شریک نہیں ہے۔ سلامتی اور ہدایت کی وضاحت فرماتے ہوئے یہ بھی واضح کر دیا کہ آپ ﷺ تمام دنیا کے لئے پیغمبر بنا کر بھیجے گئے ہیں اور آخر میں قوت و شوکت خداوندی کا مظاہرہ بھی کر دیا ہے کہ اگر تو نے اسلام قبول کر لیا تو تو سلامت رہے گا اور اگر ایسا نہیں کیا تو یاد رکھ اسلام قبول نہ کرنے کے پاداش میں مجوسیوں کے وبال کی (ان کی نافرمانیوں کے عوض جو کہ وہ اپنے سردار کی پیروی میں کریں گے) ذمہ داری تمہیں پر عائد ہوگی اور تم سزا کے مستحق ہوگے۔

کتنے زوردار الفاظ اور کتنا بے جھجک الٹی میٹم دیا گیا ہے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ نبی یا رسول کو صرف خدا ہی کا خوف ہوتا ہے۔ وہ دنیا کی بڑی سے بڑی طاغوتی طاقتوں کو بھی خاطر میں نہیں لاتا۔ اس کی ذات کے پیچھے قدرت کا مضبوط ہاتھ ہوتا ہے۔ دیکھئے حضور ﷺ نے دعوت دین دیتے وقت خوشامدانہ پہلو ہرگز اختیار نہیں کیا۔ نبی یا رسول کی تعریف ہی یہی ہے اور یہی پہچان کا معیار ہے۔ نبوت کا اصل مقصد ہی ظالم حکومت سے ٹکر ہوتا ہے۔ نبوت کا مقصد پورا نہیں ہوتا اگر وہ ظالم حکومت کے ظلم و استبداد کی لعنت سے عوام کو نجات دلانے کے لئے متحد نہ کرے اور

نبی کی یہ ہدایت ہمیشہ اس ظالم حکومت کے لئے چیلنج کی حیثیت رکھتی ہے۔

اسی سلسلہ میں ایک لائل پوری مرزائی کے ساتھ ذکر چھڑ گیا تو اس نے اپنے مخصوص طرز استدلال سے یہ مؤقف اختیار کیا کہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی طرف بھیجتے وقت خدا نے نرمی سے کلام کرنے کا حکم دیا تھا۔ اسی طرح مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی ملکہ معظّمہ وکٹوریہ کو دعوت دین دیتے ہوئے نرمی اختیار کی ہے۔

لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ:

۱..... کیا حضرت موسیٰ کی نرمی میں کوئی خوشامد کا پہلو بھی تھا؟

۲..... اور پھر کیا باوجود نرمی اختیار کرنے کے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پیغام کو فرعون نے اپنے لئے چیلنج نہیں سمجھا؟

۳..... کیا فرعون نے اس نرمی کا جواب شدت سے نہیں دیا؟

۴..... کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کی عملداری میں پرامن تبلیغ کی استدعا کی؟

اور کیا اس آئینے میں مرزا قادیانی کا کردار سنت موسوی پر پورا اترتا ہے؟ جس کا جواب صاف اور واضح ہے کہ مرزا قادیانی اپنے دعویٰ کئے گئے پروگرام میں قطعی ناکام رہے۔ نہ ملکہ برطانیہ نے ان کی دعوت کو قبول کیا اور نہ وہ اپنے ادعا میں کامیاب رہے۔ البتہ یہ ضرور ہوا کہ مسلمان قوم میں انتشار پیدا ہو گیا۔ جس سے براہ راست عیسائیت کی خدمت ہوئی۔

مرزا قادیانی کی ایک اور تحریر ملاحظہ ہو۔ جس میں ان کے خدوخال مزید روشن صورت میں سامنے آتے ہیں۔ مرزا قادیانی (تحفۂ قیصریہ ص۱۱، ۱۲، خزائن ج۱۲ ص۲۶۳، ۲۶۴) میں تحریر کرتے ہیں: ''غرض ہمارے نبی ﷺ کے وقت میں اسلامی جہاد کی جڑ یہی تھی کہ خدا کا غضب ظلم کرنے والوں پر بھڑکا تھا۔ لیکن کسی عادل گورنمنٹ کے سایۂ معدلت کے نیچے رہ کر جیسا کہ ہماری ملکہ معظّمہ قیصرۂ ہند کی سلطنت ہے۔ پھر اس کی نسبت بغاوت کا قصد رکھنا اس کا نام جہاد نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک نہایت وحشیانہ اور جہالت سے بھرا ہوا خیال ہے۔ جس گورنمنٹ کے ذریعہ آزادی سے زندگی بسر ہو اور پورے طور پر امن حاصل ہو اور فرائض مذہبی کما حقہ، ادا کر سکیں۔ اس کی نسبت بغاوت کا قصد رکھنا اس کا نام جہاد نہیں ہے بلکہ یہ ایک نہایت وحشیانہ اور جہالت سے بھرا ہوا خیال ہے جس گورنمنٹ کے ذریعہ آزادی سے زندگی بسر ہو اور پورے طور پر امن حاصل ہو اور فرائض مذہبی کما حقہ ادا کر سکیں۔ اس کی نسبت بدنیتی کو عمل میں لانا ایک مجرمانہ حرکت ہے۔ نہ جہاد، اسی لئے ۱۸۵۷ء میں مفسدہ پرداز لوگوں کی حرکت کو خدا نے پسند نہیں کیا اور آخر طرح طرح کے

عذابوں میں وہ مبتلا ہوئے۔ کیونکہ انہوں نے اپنی محسن اور مربی گورنمنٹ کا مقابلہ کیا۔ سو خدا تعالیٰ نے مجھے اس اصول پر قائم کیا ہے کہ محسن گورنمنٹ کا جیسا کہ یہ گورنمنٹ برطانیہ ہے۔ سچی اطاعت کی جائے اور سچی شکر گزاری کی جائے۔ سو میں اور میری جماعت اس اصول کے پابند ہیں۔ چنانچہ میں نے اس مسئلہ پر عملدرآمد کرنے کے لئے بہت سی کتابیں عربی اور فارسی اور اردو میں تالیف کی ہیں اور ان میں تفصیل سے لکھا کہ کیونکر مسلمانان برٹش انڈیا اور اس گورنمنٹ برطانیہ کے نیچے آرام سے زندگی بسر کرتے ہیں اور کیونکر آزادگی سے اپنے مذہب کی تبلیغ کرنے پر قادر ہیں اور تمام فرائض منصبی بے روک ٹوک بجالاتے ہیں۔ پھر اس مبارک اور اس بخشش گورنمنٹ کی نسبت کوئی خیال بھی جہاد کا دل میں لانا کس قدر ظلم اور بغاوت ہے۔ یہ کتابیں ہزار ہا روپیہ کے خرچ سے طبع کرائی گئیں اور پھر اسلامی ممالک میں شائع کی گئیں اور میں جانتا ہوں کہ یقیناً ہزار ہا مسلمانوں پر ان کتابوں کا اثر پڑا ہے۔ بالخصوص وہ جماعت جو میرے ساتھ تعلق بیعت و مریدی رکھتی ہے وہ ایک سچی اور مخلص اور خیر خواہ اس گورنمنٹ کی بن گئی ہے کہ میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ ان کی نظیر دوسرے مسلمانوں میں نہیں پائی جاتی۔ وہ گورنمنٹ کے لئے ایک وفادار فوج ہے۔ جن کا ظاہر و باطن گورنمنٹ برطانیہ کی خیر خواہی سے بھرا ہوا ہے۔''

حکیم مشرق نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

فتویٰ یہ شیخ کا ہے زمانہ قلم کا ہے — دنیا میں اب رہی نہیں تلوار کارگر
باطل کے فال و فر کی حفاظت کے واسطے — یورپ زرہ میں ڈوب گیا دوش تا کمر

مرزا قادیانی کی مندرجہ بالا عبارت برطانوی گورنمنٹ کی نمک حلالی کی زندۂ جاوید تصویر ہے۔ لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ اب جب کہ یہ سرزمین گورنمنٹ برطانیہ کے تسلط سے آزاد ہو چکی ہے اور یہاں اسلامی حکومت ہے۔ ایسی اسلامی حکومت، جن کا عقیدہ ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ پر ہر قسم کی نبوت ختم ہو چکی ہے اور آپ ﷺ کے بعد کسی قسم کے نبی کی احتیاج ہے نہ امکان اور یہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی نہ صرف یہ کہ کسی قسم کے بھی نبی نہیں تھے بلکہ مجدد یا محدث بھی نہیں تھے تو اب ان کے ان ''الہامی شاہکاروں'' کی کیا حیثیت ہے؟ کیا اب بھی وہ گورنمنٹ برطانیہ کے ظاہر و باطن میں اسی طرح وفادار ہیں؟ اور اگر نہیں تو اب مرزا قادیانی کی یہ تحریریں محض خرافات کا ڈھیر بن چکی ہیں؟

وحی الٰہی کی روشنی میں پاکستانی مسلمانوں کو اپنے حکمران بھائیوں کا حکم ماننے کی تاکید ہے۔ دعا ہے کہ ہمارے اپنے بھائی حاکم قرآن و سنت کے مطابق حکم دیں اور خدا ہمیں توفیق دے

کہ ہم اپنی حکومت کے ساتھ تعاون کر کے ملک اور دین کی حفاظت کر سکیں۔ ہر مسلمان کا ظاہر و باطن گورنمنٹ پاکستان کا خیر خواہ ہے اور ہر مسلمان اپنی اس اسلامی حکومت پاکستان کا وفادار فوجی ہے۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ)

چونکہ گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھ ہمارا دینی نقطۂ نگاہ سے اختلاف ہے اور یہ اختلاف چودہ سو سال سے چلا آ رہا ہے۔ قرآن کریم کا فیصلہ ہے کہ: ''یہود و نصاریٰ تم سے خوش ہونے والے نہیں۔ جب تک کہ تم ان کی ملت کی پیروی نہ کرو۔'' (سورۂ بقرہ:۱۳)

اور یہ ملت کی پیروی ان کا مذہب اور عقیدہ تسلیم کرنے سے ہی ہو سکتی ہے۔ اسی لئے چودہ سو سال سے ان اقوام کا ہمیشہ مسلمانوں سے عناد رہا کہ عقیدہ کے لحاظ سے ان کا باہم بعد المشرقین ہے۔ قرآن کریم کا یہ واضح اعلان، حضور نبی اکرم ﷺ اور ان کی امت سے یہود و نصاریٰ کا معاندانہ طرز عمل شاہد ہے کہ یہ لوگ ہمیشہ سے اسلام اور مسلمانوں کو دنیا کے تختہ سے ختم کرنے کی کوشش میں ہیں۔ غزوۂ تبوک (۸ ہجری) میں قیصر روم کے الفاظ بطور سند محفوظ ہیں کہ: ''محمد کی زندگی میں ان سے مقابلہ محال ہے۔ محمد کے بعد ہی بدلہ لیا جا سکے گا۔ فی الحال بدلہ ملتوی۔'' (ماخوذ ''حیات سرور کائنات'' واحدی)

چنانچہ عیسائیت چودہ سو سال سے ہمارے تعاقب میں ہے اور مسلمانوں میں اکثر فرقے انہی کی سازشوں کا نتیجہ تھے۔ تحریک پاکستان میں مسلمانان ہند نے تمام جماعتی اور فروعی اختلافات کو ختم کر کے جدوجہد آزادی میں حصہ لیا۔ لیکن چودھویں صدی ہجری کی یہ عیسائیت کی سازش اتنی سخت جان واقع ہوئی کہ اس (قادیانی پارٹی) نے اپنی ہمدردیاں ایسے نازک وقت میں بھی لارڈ مونٹ بیٹن کے پاس رہن رکھ دیں۔ اگر یہ قادیانی پارٹی اس وقت مسلمانوں کا ساتھ دیتی تو آج گورداسپور کا ضلع بھارت کے قبضہ میں نہ ہوتا۔ اب ذرا مرزا قادیانی کی اس عبارت کو پھر ذہن میں لائیے کہ: ''میں (مرزا غلام احمد) دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ ان (مرزا قادیانی کے مریدین) کی نظیر دوسرے مسلمانوں میں نہیں پائی جاتی۔ وہ گورنمنٹ (برطانیہ) کے لئے ایک وفادار فوج ہے۔ جن کا ظاہر و باطن گورنمنٹ برطانیہ کی خیر خواہی سے بھرا ہوا ہے۔''

یہ اقتباس (تحفۂ قیصریہ ص۱۲، خزائن ج۱۲ ص۲۶۴) سے نقل کیا گیا ہے۔ گویا امت مرزائیہ کو اب بھی یاد دہانی کرائی جا رہی ہے کہ اپنے آقایان ولی نعمت سے انحراف نہ کرنا۔ کیا ہوا اگر ان کے اقتدار کا سورج اب ارض پاکستان پر روشن نہیں۔

چنانچہ مذکورہ حقائق کے پیش نظر ہم بلاخوف تردید کہہ سکتے ہیں کہ قادیانی لوگ کسی طرح

بھی پاکستان کے بہی خواہ نہیں ہو سکتے اور ایسی صورت میں جب کہ مرزا غلام احمد نے یہ واضح اعلان کر دیا ہو کہ: ''قادیانی پارٹی کے اعلیٰ مقاصد جس طرح گورنمنٹ برطانیہ کے زیر سایہ انجام پذیر ہوئے ہیں۔ کسی اسلامی حکومت میں انجام پذیر نہیں ہو سکتے تھے۔'' (تحفہ قیصریہ ص ۳۲، خزائن ج ۱۲ ص ۲۸۴)

صرف یہی نہیں قادیانی پارٹی کا تو دینی نقطۂ نگاہ سے بھی مسلمانوں کے ساتھ کوئی تعلق وواسطہ نہیں ہے۔ ایک طرف تو وہ محمد مصطفیٰ ﷺ سے اپنی جھوٹی عقیدت کا اظہار کر کے اپنے آپ کو مسلمانوں کا ایک فرقہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور دوسری طرف وہ حضور ﷺ کو خاتم النبیین ماننے والوں کو دائرہ اسلام سے خارج بھی کہتے ہیں۔ لیکن اصل بات اور حقیقت تو کتاب تقدیر (قرآن کریم) میں محفوظ ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ بالآخر قرآن کریم کے فرمودات ہی صحیح رہیں گے۔ باقی سب نقش باطل ہیں۔ وضع شدہ اقوال کا ڈنکا اس کے سامنے نہیں بج سکتا۔

چند اصول ہوتے ہیں جو کسی ایک قوم کو دوسری قوموں سے ممتاز کیا کرتے ہیں اور انہی میں سے ایک اہم ترین اصول قومی مرکز ہے۔ مکہ مکرمہ میں کعبۃ اللہ کا قبلہ ہونا مسلمانوں کا مخصوص شعار ہے۔ جو اصلی اور نمائشی مسلمانوں کو الگ الگ کر دیتا ہے۔ حضور ﷺ کا قول ہے کہ مرکز عرب یعنی مکہ مکرمہ سے بغض رکھنا حضور سرور کائنات ﷺ سے بغض رکھنا ہے اور دین سے بالکل الگ ہو جانا ہے۔ قادیانی پارٹی کا مرکز موضع قادیان ضلع گورداسپور (انڈیا) ہے۔ جس طرح یہودیت اور عیسائیت کو مکہ مکرمہ کے ساتھ کوئی عقیدت اور وابستگی نہیں ہے۔ بالکل اسی طرح مرزائیت کو بھی مسلمانوں کے مرکز خانہ کعبہ سے عقیدت نہیں ہے۔ وہ لوگ جس طرح بقول ان کے ایک دریدہ دہن شاعر کے ؎

محمد آ گئے ہیں پھر جہاں میں جو پہلے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

(اخبار البدر قادیان ج ۵ نمبر ۴۳ ص ۱۴ کالم ۱، مورخہ ۲۵/ اکتوبر ۱۹۰۶ء)

مرزا قادیانی کو کیا سے کیا بنا ڈالتے ہیں۔ وہ موضع قادیاں کو خانہ کعبہ پر کیوں ترجیح نہ دیں گے۔ قادیانی پارٹی کا ہر کام یہود و نصاریٰ کے ایماء، ان کی خواہش، خوشنودی اور اسلام کے مبادیات کے خلاف ہے۔ جیسا کہ خود ان کی کتب سے عیاں ہے۔ مجھے امید ہے کہ امت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ہر مسلمان فرد، جس کا عقیدہ ہو کہ نبی آخر الزمان کے بعد کسی قسم کی نبوت جاری نہیں ہے۔ میرے اس پمفلٹ میں عرض کئے گئے قرآنی حقائق کی روشنی میں مجھ سے اتفاق کریں گے اور اپنی اس اسلامی حکومت کے عالی دماغ حکام کی توجہ دلا کر قادیانی پارٹی کو تبلیغ کرنے اور نبوت

کے بارہ میں غلط اور موضوع اقوال پیش کرنے کی جسارت سے روکنے کے اسباب پیدا کرنے کی اپیل کریں گے۔

قادیانی پارٹی کا شیوہ ہے کہ جب بھی کسی نے ان کے باطل عقائد کو بے نقاب کرنے کے لئے قلم اٹھایا، اس نے حکومت کو یہ تأثر دینے کی کوشش کی ہے کہ اس کے پیچھے احرار پارٹی کا ہاتھ ہے اور پھر طرح طرح کے افسانے تراش کر عموماً افسران مجاز کو مشتعل کیا ہے۔ جیسا کہ ۱۹۵۳ء میں لاہور میں مسلمان شہید کرائے گئے۔ اس لئے میں حکومت اور قادیانی حضرات کی خدمت میں اپنا مختصراً تعارف پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ میرا احرار، خاکسار یا کسی بھی سیاسی تحریک سے کوئی تعلق نہیں ہے اور ہو بھی کیسے سکتا تھا۔ جب کہ میں قیام پاکستان سے پندرہ سال ادھر اور پندرہ سال ادھر گویا زندگی کے تیس سال سرکاری ملازم رہا اور پھر اپنا ایمان ہے کہ کسی تخریبی جماعت میں حصہ لینا سرکشی کے مترادف ہے اور یہی سرکشی عام حالات میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت سے بھی باہر لا کھڑا کر دیتی ہے۔ چنانچہ ایسی صورت میں کسی بھی سیاسی جماعت میں حصہ لینا نہ صرف محال بلکہ میرے لئے ناممکن تھا۔ میں ایک سیدھا سادا مسلمان ہوں۔ جسے قرآن وحدیث سے براہ راست تعلق وواسطہ ہے اور میرے یہ الفاظ اپنے ذاتی مطالعہ کا حاصل ہے اور میں نے انہیں کاغذی جامہ اس لئے پہنایا ہے ؎

شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے مری بات

میں نے اپنی مسلم قوم اور اسلامی حکومت کی خدمت میں حقائق پیش کئے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ یہ بھی اپیل کرتا ہوں کہ میرے مسلمان بھائی نہایت ہی بردباری، تحمل مزاجی اختیار کئے رکھیں۔ دشمن ہمیں نقصان پہنچانے کے لئے ہمارے داخلی دشمنوں کے ذریعہ انتشار وافتراق کی آگ میں جھونکنا چاہتا ہے۔ اب تو یہودیت اور عیسائیت اپنے اصل بہروپ میں کھل کر سامنے آرہی ہے کہ اسرائیل اور امریکہ نے بھارت کے ساتھ خفیہ معاہدہ کرلیا ہے۔ آج ہمیں اپنے اسلاف کا چلن اختیار کرنا ہے کہ وہ اعداء کے مقابلہ میں متحد اور مضبوط ہو جایا کرتے تھے۔ آج ہمیں مملکت پاکستان اور دین محمدی کی حفاظت کرنا ہے اور یہ اسی صورت ممکن ہے جب کہ ہم اپنے اندرون ملک دشمنوں اور بدخواہوں سے پوری طرح خبردار رہیں اور اپنے فروعی اختلافات کو نظرانداز کر کے ایک اور نیک ہو جائیں۔

وما علینا الا البلاغ ..... وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

خان محمد اقبال لودھی جالندھری

مرزا غلام احمد قادیانی

اور

قرآن

جناب حافظ محمد الیاس شیخوپوری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وجہ تصنیف

برادران اسلام! اس وقت اسلام کے لئے دو خطرناک فتنے لاحق ہیں۔

۱..... عیسائیت

۲..... مرزائیت

عیسائیت علانیہ فتنہ ہے۔ کیونکہ ہر مسلمان اپنے ایمان کی حفاظت کرتے ہوئے جان لیتا ہے کہ میں اسلام سے خارج ہو جاؤں گا اور مرزائیت اسلام کے پردے میں مسلمانوں کو دھوکہ دے رہی ہے۔ اس لئے کوئی نہ کوئی مسلمان مغالطہ میں آ جاتا ہے۔ سب سے بڑا مغالطہ یہ ہے کہ قرآن مجید کی تاویلات کر کے اور ترجمہ میں ردوبدل کر کے اور مرزا قادیانی قرآن مجید کی عبارت انہی کتابوں میں درج وردوبدل کر کے اپنے دعویٰ کو سچا کرنے کے لئے مسلمانوں کو دھوکہ دے گئے ہیں۔ جس کا سمجھنا نہ ایم.اے کا کام ہے۔ نہ بی.اے کا اور نہ میٹرک کا نہ وکیل نہ جج کا۔ یہ تو صرف قرآن مجید کے دیانتدار حافظوں اور محقق غریب علماء کا کام ہے۔ کیونکہ سونے میں پیتل ملانا سنار کا کام اور سونے سے پیتل نکالنا بھی سنار کا ہی کام ہے۔ اس لئے چند آیات قرآن مجید کی اس مختصر رسالہ میں درج کر کے مسلمانوں کو واضح کیا گیا ہے اور مرزائی دوستوں کی ہمدردی پیش نظر ہے اور دعا ہے کہ یا اللہ العالمین اس کو ہدایت کا سبب بنا اور مصنف کی نجات کا سبب بن جائے۔ آمین ثم آمین!

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قرآن کریم پر پہلا جھوٹ

مرزا قادیانی اپنی کتاب (حقیقت الوحی طبع اوّل ۱۹۰۷ء) پر اس طرح تحریر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قرآن پارہ نمبر ۱۰، رکوع نمبر ۱۴ میں یوں ارشاد فرمایا ہے: ”**الم یعلموا انہ من یحادد اللہ ورسولہ یدخلہ نارًا خالدًا فیھا ذٰلک الخزی العظیم**“

''کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ جو شخص خدا اور رسول کی مخالفت کرے خدا اس کو جہنم میں ڈالے اور وہ اس میں ہمیشہ رہے گا۔ یہ ایک بڑی رسوائی ہے۔''

لیجئے حضرات دیکھئے! مرزا قادیانی نے قرآن مجید کی آیت میں کیسے ملاوٹ کی ہے۔ ''فان له نار جهنم'' تھا جس کو مرزا قادیانی نے نکال کر اس کی جگہ ''یدخله نارًا'' داخل کر دیا۔ اب مرزائی دوستوں کا حق ہے مذکورہ بالا آیات قرآن مجید سے دکھائیں یا یہ مرزا قادیانی کا فتویٰ ہی مرزا قادیانی پر لگائیں جو مرزا قادیانی اپنی کتاب ازالہ اوہام میں فرماتے ہیں۔ اس فرقے میں اور وہ یہ ہیں۔

فتویٰ مرزا

''ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن پاک خاتم کتب سماوی ہے اور ایک شعشہ یا نقطہ اس کی شرائع اور حدود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہوسکتا اور نہ کم ہوسکتا ہے اور اب کوئی ایسی وحی یا ایسا الہام منجانب اللہ نہیں ہوسکتا جو احکام فرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کو تبدیل یا تغیر کرسکتا ہو۔ اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعت مؤمنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہے۔'' (ازالہ اوہام ص ۱۳۷، ۱۳۸، خزائن ج ۳ ص ۱۷۰)

نوٹ: مرزائی دوست اس جرم کو چھپانے کے لئے دو عذر پیش کرتے ہیں یا کہتے ہیں کاتب کی غلطی یا کہتے ہیں مرزا قادیانی بھول گئے اس لئے آیات غلط ہوگئی۔

جواب ۱: کتب مرزا قادیانی میں کاتب کی غلطی یا سہو مصنف نہیں ہونا چاہئے۔ کیونکہ مرزا قادیانی اپنی کتاب (انجام آتھم ص ۲۵۰، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً) میں فرماتے ہیں یہ کتابیں خدا نے لکھوائی ہیں نہ کہ کسی شامی یا رفیق کار نے۔ (پھر یہ مرزا قادیانی کا دعویٰ غلط ہو جائے گا)

جواب ۲: مرزا قادیانی اخبار (البدر ج ۱ ص ۴، مورخہ ۹ رنومبر ۱۹۰۲ء، بروز یکشنبہ منقول از ملفوظات احمدیہ حصہ ہفتم ص ۴۷۲) میں فرماتے کہ وحی کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ ایک وحی خفی اور دوسری جلی۔ اس تصنیف میں وحی خفی کام کر رہی ہے جس میں حس نہیں ہوتی اور نہ اس میں قوت متفرکہ سے کام لینا پڑتا ہے۔ جس طرح ایک نالی رواں ہوتی ہے۔ اسی طرح لگاتار مضامین دل میں پڑتے جاتے ہیں اور میں لکھتا چلا جاتا ہوں اور اس وقت خدا تعالیٰ کی فوق العادت طاقت کام کرتی نظر آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی کی تائید اور فضل پر مجھے اس قدر یقین ہے کہ یہ سب کام ایک ہی دن میں انجام

پاسکتا ہے۔ لیکن چونکہ اسے دوبارہ دیکھنا پڑتا ہے اور اس کی کاپیاں بھی صحیح کرنی پڑتی ہیں۔ اس لئے کچھ دیر ہو جاتی ہے۔

نتیجہ یہ ہوا کہ کتابیں خدا نے لکھائیں اور وحی کے ذریعہ تصنیف کی گئی۔ کاپیاں دوبارہ درست کی گئیں۔ پھر کاتب کی غلطی کہنا یا سہو کہنا اور دیانتداری کے خلاف ہے۔ جہاں وحی ہو غلطی نہیں۔ جہاں غلطی ہو جائے وحی نہیں معیار مرزا ''خدا کی وحی میں غلطی نہیں۔''

(حقیقت الوحی ص ۱۳۵، خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۳)

لیجئے جناب! اب بندہ عاجز مرزا قادیانی کا دوسرا جھوٹ ایسا تحریر کرے گا کہ کاتب کی غلطی یا سہو مصنف کی بحث ہی ختم ہو جائے گی۔

قرآن مجید پر دوسرا جھوٹ

مرزا غلام احمد قادیانی اپنے رسالہ (تحفہ الندوہ ص ۶، خزائن ج ۱۹ ص ۹۸) میں بڑے زور سے فرماتے ہیں یہ کہ اگر قرآن نے میرا نام ابن مریم نہیں رکھا تو میں جھوٹا ہوں۔

لیجئے جناب! کون سی قرآن پاک کی آیات جس میں یہ لکھا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی ابن مریم ہیں۔ یہ بالکل سفید جھوٹ ہے۔

تجربہ: یہ سوال بندہ نے قاضی نذیر احمد قادیانی لائل پور سے کیا کہ قرآن پاک میں وہ کون سی آیات ہیں جس میں یہ عبارت ہے کہ مرزا قادیانی ابن مریم ہیں وہ کہنے لگے قرآن مجید میں تو کوئی نہیں۔ اگر ہے تو اب بھی دکھانی چاہئے یا حق بات کا اعلان کرنا چاہئے کہ مرزا قادیانی نے بالکل جھوٹ بولا۔

قرآن مجید پر تیسرا جھوٹ

مرزا غلام احمد اپنی کتاب (نور الحق حصہ اوّل ص ۵۰، خزائن ج ۸ ص ۶۹) میں فرماتے ہیں:

''موسیٰ اللہ الذی اشار اللہ فی کتابہ الیٰ حیاتہ وفرض علینا ان نؤمن بانہ حیّ فی السمآء ولم یمت ولیس من المیتین''

''موسیٰ مرد خدا ہے جس کی نسبت قرآن پاک میں اشارہ ہے کہ وہ زندہ ہے اور ہم پر فرض ہو گیا کہ ہم اس بات پر ایمان لاویں کہ وہ زندہ آسمان پر موجود ہے اور مردوں میں سے نہیں۔''

لیجئے جناب! مرزا قادیانی کا قرآن مجید کے ساتھ محبت کا پورا پورا ثبوت مل گیا کہ دیدہ دانستہ جھوٹ بولا ہے یا کہ یہ سہو ہے کہ انصاف سے سوچیں کہ ایمان بڑی چیز ہے۔اس کی قدر کرنی چاہئے۔

تجزیہ: بندہ نے ایک دن مرزائی مبلغ سے سوال کیا۔ آپ تو فرماتے ہیں حضرت (یعنی مرزا قادیانی) نے فرمایا عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے اور مرزا قادیانی فرماتے ہیں موسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر موجود ہیں۔قرآن مجید میں ارشاد ہے۔اس نے جواب دیا کہ وہ روحانی لحاظ سے زندہ ہیں۔میں نے کہا نورالحق میں عربی کے لفظ ہیں۔''لم یمت ولیس من المیتین ''اور نہیں مرا اور نہ مردوں میں سے۔میں نے کہا آپ کی تاویل کو مرزا قادیانی نے بند کر دیا ہے۔پھر اور اور باتیں کرنے لگا۔میرے مرزائی دوستوں نورالحق اٹھا کر دیکھو آپ کے مصنوعی مسیح موعود نے قرآن پر کیسا جھوٹ بولا ہے۔کیا یہ کاتب غلطی کر گیا۔

قرآن مجید پر چوتھا جھوٹ

مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتاب (ازالہ اوہام ص۷۷، خزائن ج۳ ص۱۴۰) میں فرماتے ہیں۔''اس روز کشفی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی صاحب مرحوم مرزا غلام قادر میرے قریب بیٹھ کر بآواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو پڑھا کہ:''انا انزلناہ قریبًا من القادیان ''تو میں نے سن کر بہت بڑا تعجب کیا کہ کیا قادیان کا نام بھی قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے۔تب میں نے نظر ڈال کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت قرآن کے دائیں صفحہ شاید قریب نصف کے موقع پر ہی یہ الہامی عبارت لکھی ہوئی موجود ہے۔تب میں نے اپنے دل میں کہا کہ ہاں واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے اور میں نے کہا تین شہروں کا نام بڑے اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے۔مکہ اور مدینہ اور قادیان۔''

لیجئے! جناب اپنے مصنوعی مہدی کا اندازہ لگائیں کس قدر جھوٹ بولا۔

مرزائی عذر: یہ ایک کشف اور الہام ہے۔خواب کی بات ہے جس کا مطلب اور ہوتا ہے۔

جواب: نبی کا خواب وحی ہوتا ہے اور الہام بھی وحی اگر دونوں چیزیں غلط ہو جائیں تو نبی کی نبوت جھوٹ ہوگئی اگر نہیں تو قادیان کا لفظ قرآن میں دکھائیں اور پانچ صد روپیہ انعام پائیں۔

فتویٰ مرزا

''مجھے قسم اللہ تعالیٰ کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جس پر جھوٹ بولنا ایک شیطان اور لعنتی کا کام ہے۔'' (حقیقت الوحی ص ۲۰۹، خزائن ج ۲۲ ص ۲۱۸)

قرآن مجید پر پانچواں جھوٹ

مرزا قادیانی اپنی کتاب (حقیقت الوحی ص ۱۵۴، طبع ۱۹۰۷ء) پر یوں تحریر فرماتے ہیں کہ:

''میرے وقت میں فرشتوں اور شیاطین کا آخری جنگ ہے اور خدا اس وقت وہ نشان دکھائے گا جو اس نے کبھی دکھائے نہیں۔ گویا خدا خود زمین پر اتر آئے گا۔ جیسا کہ وہ فرماتے ہیں: ''**یوم یاتی ربک فی ظلل من الغمام**'' یعنی اس دن بادلوں میں تیرا خدا آئے گا۔''

حالانکہ یہ آیت پاک پارہ نمبر ۲ رکوع ۹ میں اس طرح ہے: ''**ھل ینظرون الا ان یاتیھم اللہ فی ظلل من الغمام**''

میرے مرزائی دوستو! دیکھئے مرزا قادیانی نے اپنے مطلب کی خاطر قرآن کے ساتھ کیسی ردوبدل کر رہے ہیں۔ حالانکہ اپنی کتاب (چشمہ معرفت ص ۱۹۵، ۱۹۶، خزائن ج ص ۲۰۵، ۲۳۷) پر تحریر فرماتے ہیں۔ فرمان مرزا قادیانی ''یوں ہی کسی آیت کا سرکاٹ کر اور اپنے مطلب کے موافق بنا کر پیش کر دینا یہ تو ان لوگوں کا کام ہے جو سخت شریر اور بدمعاشی اور غنڈے کہلاتے ہیں۔'' (اب فیصلہ آپ کے ایمان پر ہے جو بھی کریں)

قرآن پاک پر چھٹا جھوٹ

مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتاب (ازالہ اوہام خورد ص ۶۲۹، طبع ۱۹۵۱ء) میں فرماتے ہیں کہ اللہ جل شانہ قرآن میں ارشاد فرماتا ہے: ''**وما ارسلنا من رسول ولا نبی الا اذا تمنیٰ القی الشیطن فی امنیتہ**''

حالانکہ یہ آیت قرآن مجید میں اس طرح ہے: ''**وما ارسلنا من قبلک من رسول لا نبی الا اذا تمنیٰ القی الشیطن فی امنیتہ**''

حضرات ذرا غور فرمائیں۔ مرزا قادیانی نے اپنے مطلب کی خاطر قرآن مجید کی آیت

کا ٹکڑا درمیان سے ''من قبلک '' نکال لیا۔ کیونکہ اس کی جگہ ''من قبلک '' سے ختم نبوت کی دلیل ثابت ہوتی تھی۔ سنئے کیسے کہ پہلے نبیوں اور رسولوں کا ذکر ہے اور کوئی بعد میں نبی آنا ہوتا تو یہاں اس طرح چاہئے تھا ''من قبلک و من بعدہ '' پھر نبوت جاری ہونے کی دلیل ہو جاتی تھی۔ اس لئے مرزا قادیانی کے خلاف تھا۔ مرزا قادیانی نے ٹکڑا نکال لیا۔ پڑھنے والا لفظ دیکھ کر سمجھ نہ جائے۔

مرزائی دوست مرزا قادیانی کے جھوٹ چھپانے کے لئے جھٹ کہہ دیتے ہیں کہ کاتب غلطی کر گیا ہے۔ ان کے کاتب کی مثال سنئے۔ ایک کھتری کا لڑکا ہاتھ میں دودھ کی گڑوی لئے بازار میں جا رہا تھا۔ ایک جگہ جا کر گر پڑا اور دودھ بہہ گیا۔ لوگوں نے دوڑ کر اسے اٹھایا اور گھر چلا گیا۔ باپ نے پوچھا بیٹا دودھ رستے میں ضائع کر آئے ہو۔ اس نے کہا بابو جی یہاں ایک روپیہ پڑا ہوا تھا۔ اس لئے میں بمعہ دودھ گر پڑا۔ دو آنے کے دودھ کا نقصان ہو گیا اور باقی چودہ آنے بچ گئے۔ میں اس لئے گرا تھا۔ مثل مشہور تھی۔ بنیئے کا بیٹا جب گرتا ہے تو داؤ پر گرتا ہے۔ یہ مثال ہوئی مرزا قادیانی کے کاتب کی۔ پیچھے دیکھئے آپ پڑھ آئے ہیں مرزا قادیانی نے فرمایا کہ وحی کے ذریعہ تصنیف ہوئی۔ دوبارہ کاپیاں وحی صاحب وحی نے دیکھ لیں۔ پھر کاتب کی غلطی کہنا انصاف کے خلاف ہے۔

قرآن مجید پر ساتواں جھوٹ

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب (حقیقت الوحی ص۱۳۲،۱۳۳، خزائن ج۲۲ ص۱۳۵،۱۳۶) میں سورۂ بقر ''الم'' سے لے کر ''مفلحون'' تک تقریباً رکوع پونا رکوع تحریر کیا اور نیچے سب ترجمہ بھی تحریر فرمایا۔ لیکن ''وبالاخرۃ ھم یوقنون '' کا ترجمہ درمیان سے چھوڑ دیا۔ کیونکہ یہ ختم نبوت کی دلیل تھی۔ مرزائی دوستو! حقیقت الوحی اٹھا کر دیکھو مرزا قادیانی نے قرآن کے ساتھ کیسی دھوکہ بازی اختیار کر رکھی تھی۔ بشرطیکہ حقیقت الوحی پہلے ایڈیشن کی یا لاہور والوں کی پرنٹنگ کیونکہ لاہور والوں کا دعویٰ ہے کہ ہم مرزا قادیانی کی کتابیں ویسی چھاپ رہے ہیں جیسی مرزا قادیانی نے تصنیف کی ہیں۔ کوئی ردوبدل نہیں کرتے۔ لیکن ربوہ والے کر رہے ہیں۔ ہم نے بہت سی دیکھی ہیں اور ٹائٹل پیج طبع اوّل کا نقل کر رہے ہیں۔

میرے مرزائی دوستو! اپنے نبی اور مجدد کی ایمانداری کا اندازہ لگا کر فیصلہ کریں کہ مرزا قادیانی اپنے دیئے ہوئے فتویٰ کے حق دار ہیں یا کہ نہیں اور وہ یہ ہے فتویٰ مرزا قادیانی کہ:

''قرآن کو الٹ پلٹ دینا ان لوگوں کا کام ہے جن کی روحیں یہودیوں کی روحوں سے مشابہت رکھتی ہیں۔'' (کتاب البریہ ص۶، خزائن ج۱۳ ص۲۴)

مرزائی عذر

ہم مسلمان ہیں۔ کلمہ پڑھتے ہیں۔ قرآن پر ہمارا ایمان ہے۔ حضور کو خاتم النبیین سمجھتے ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں حج خانہ کعبہ کا کرتے ہیں۔ ہم کافر کیسے ہوئے۔

جواب: اے مرزائی صاحبان! آپ ایک مسجد میں نماز پڑھ رہے ہوں تو فرض کرو ایک آدمی حافظ قرآن بھی اور حاجی بھی اور نمازی بھی ہو۔ لیکن آپ کی جوتی اٹھا کر لے جائے اور آپ وہاں شور مچائیں گے کہ حافظ چور ہے۔ ہماری جوتی اٹھا کر لے گیا اور آپ چور کہنے میں حق بجانب ہوں گے۔ حافظ صاحب نے چوری کی اور چور بنے۔ کیونکہ چور کو چور کہنا ہر آدمی کا فرض ہے۔ اسی طرح مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا اور علمائے اسلام نے کفر کا فتویٰ لگا دیا۔ اگر مرزا غلام احمد قادیانی نبوت کا دعویٰ نہ کرتے تو علمائے اسلام فتویٰ کفر نہ لگاتے۔ حضور ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت کرنا بے شک کفر۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب (حمامۃ البشریٰ ص۷۹، خزائن ج۷ ص۲۹۷) میں کیوں تحریر کر دیا کہ: ''مجھے کیا حق پہنچتا ہے کہ نبوت کا دعویٰ کرو اور اسلام سے خارج ہو جاؤں اور قوم کافرین کے ساتھ جا کر مل جاؤں۔''

لیجئے صاحب! علماء اسلام نے کون سا جرم کیا۔ یہی بات انہوں نے کہی۔

مرزائی عذر

یہ فتویٰ ایسے آدمی کے لئے ہے جو صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ کرے۔ حضرت نے یہ دعویٰ نہیں کیا۔ بلکہ وہ ظلی یا بروزی طور پر اسلام کے لئے خادم اور نبی تھے۔

جواب: لیجئے جناب! بات فیصلہ پر آ گئی۔ اگر مرزا قادیانی کا شرعی نبی ہونے کا دعویٰ ثبوت ہو جائے تو آپ کو بھی حق بات کا اعلان کر دینا چاہئے۔

تعریف شریعت بزبانی مرزا قادیانی

''ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے۔ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ چند امر و نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا۔ وہی صاحب شریعت ہو گیا۔ پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں۔ کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی۔''

(اربعین نمبر ۴ ص ۶، خزائن ج ۱۷ ص ۴۳۵)

''یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعویٰ کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لائے ہیں۔ لیکن صاحب شریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث ہیں گو وہ کیسی ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں۔ ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔''

(تریاق القلوب ص ۱۳۱، خزائن ج ۱۵ ص ۴۳۲)

فتویٰ کفر بزبانی مرزا قادیانی

''دوسرے یہ کفر کہ مسیح موعود کو نہیں مانتا۔'' (یعنی میرا منکر کافر ہے)

(حقیقت الوحی ص ۱۷۹، خزائن ج ۲۲ ص ۱۸۵)

فتویٰ کفر بزبان مرزا بشیر الدین محمود ولد غلام احمد قادیانی

''جو شخص غیر احمدی کو رشتہ دیتا وہ یقیناً حضرت مسیح موعود کو نہیں سمجھتا اور نہ یہ مانتا ہے کہ احمدیت کیا چیز ہے؟ کیا ہے کوئی غیر احمدیوں میں ایسا بے دین ہے جو کسی ہندو یا کسی عیسائی کو اپنی لڑکی دے دے۔ ان لوگوں کو تم کافر کہتے ہو۔ مگر اس معاملہ میں وہ تم سے اچھے رہے کہ کافر ہو کر بھی کسی کافر کو لڑکی نہیں دیتے۔ مگر تم احمدی کہلا کر بھی کافر کو دے دیتے ہو۔''

(ملائکۃ اللہ ص ۴۶، انوار العلوم ج ۵ ص ۴۴۰)

نتیجہ یہ ہوا کہ مرزا قادیانی تشریعی نبی ثابت ہو گئے۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے دو نشان بتائے۔ وحی میں امر نہی اور منکروں کو فتویٰ کفر دونوں نشانیاں مرزا قادیانی موجود ہیں۔ اگر کسی کی قسمت میں ہدایت ہی نہ ہو تو پھر کیا ہو سکتا ہے۔

مرزائی عذر

یہ مولوی لوگ ایسے شخص کی مخالفت کرتے ہیں جس نے دنیا میں انقلاب پیدا کر دیا۔ اگر یہ شخص نہ ہوتا تو تمام ہندوستان میں عیسائی وغیرہ نظر آتے۔

جواب: یہ بات بالکل سچی ہے ایک مناظرہ ہمیں بھی معلوم ہے جو عبداللہ آتھم پادری کے ساتھ ہوا۔ چودہ دن کے بعد ۵ / جون ۱۸۹۳ء کو ختم ہوا اور مرزا قادیانی نے کہا عبداللہ آج کی تاریخ سے پندرہ ماہ تک یعنی ۵ / ستمبر ۱۸۹۴ء کو بسزائے موت ہاویہ میں گرایا جائے گا اور وہ پیش گوئی جھوٹی ہوگئی تو خاصی تعداد اشخاص کی عیسائی ہوگئی۔ یہ ایک بے نظیر انقلاب ہے جس کی مثال نہیں۔

مرزائی عذر

کیا آپ اس وقت موجود تھے نہیں مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (کتاب البریہ ص ۱۴۳، خزائن ج ۱۳ ص ۱۷۳) میں تحریر کیا ہے۔ وہ دیکھ لیں جو بیان ڈاکٹر کلارک نے عدالت میں دیا اور مرزا قادیانی نے تسلیم بھی کر لیا۔ ملاحظہ فرمائیں۔ وہ یہ ہے کہ: ''جب عبداللہ آتھم کی نسبت پیش گوئی پوری نہ ہوئی..... ایک تعداد اشخاص کی عیسائی ہوگئی۔ جن میں سے ایک شخص محمد یوسف خاں جو ایک اچھا معزز آدمی ہے اور پرہیزگار دیندار مجاہد سمجھا جاتا تھا اور سیکرٹری وایلچی مباحثہ کا رہا تھا۔ عیسائی ہوگیا اور دوسرا آدمی میر محمد سعید تھا جو مرزا قادیانی کے بہنوئی[1] کا خالہ زاد بھائی تھا وہ بھی عیسائی ہوا۔''

بیان خلیفہ نورالدین

محمد سعید کو جو عیسائی ہوگیا تھا جانتا ہوں۔ (کتاب البریہ ص ۲۱۲، خزائن ج ۱۳ ص ۲۴۶)

بیان یوسف خاں

میں مرزا قادیانی کا مرید ہوا تھا اور میں محمد سعید کا مددگار تھا جو کتب خانہ کے چارج میں تھا..... بعد مناظرہ کے میں عیسائی ہوا تھا۔ (کتاب البریہ ص ۲۴۲، ۲۴۳، خزائن ج ۱۳ ص ۲۷۷، ۲۷۸)

---

[1] اقبال مرزا یہ غلط ہے بلکہ وہ بیوی کا خالہ زاد بھائی تھا۔ (البریہ ص ۱۴۳، خزائن ج ۱۳ ص ۱۷۳)

فکر انگیز پیغام

جناب بدرالدین مجاہد حیدر آبادی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمدللہ! ہم مسلمان ہیں۔ ختم نبوت پر ہمارا کامل ایمان ہے۔ عقیدۂ ختم نبوت مسلمان کی ایک پہچان ہے اور اس عقیدے پر دلالت کرنے والی دوسو دس احادیث اور ایک سو آیات قرآن ہیں۔ حضور ﷺ آخری نبی ہیں۔ اس پر تمام افراد امت متفق ہیں اور ان کے بعد جو دعویٰ نبوت کرے وہ کذاب دجال اور مفتری ہے۔

حضور ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب خاتم الکتب، حضور ﷺ کا دین خاتم الادیان، حضور ﷺ کی شریعت خاتم الشرائع، حضور ﷺ خاتم الانبیاء اور حضور ﷺ کی نبوت آخری نبوت ہے۔ جناب خاتم النبیین ﷺ کی آمد مبارکہ کے بعد نبوت ورسالت کا دروازہ بند ہوگیا۔ خود محسن انسانیت ﷺ نے فرمایا: ''میں قصر نبوت کی آخری اینٹ ہوں اور میرے آنے کے بعد قصر نبوت اپنی تکمیل کو پہنچ گیا۔''

عہد رسالت سے لے کر آج تک سینکڑوں بدبختوں نے نبوت کے دعوے کئے۔ لیکن تاریخ اسلام شاہد ہے کہ جب کبھی کسی نے تاج ختم نبوت کی طرف للچائی ہوئی نظروں سے دیکھا غیور مسلمانوں نے اس کو گوارا نہیں کیا۔ سرزمین ہندوستان میں جب انگریزوں کے تاریک دور میں کفر والحاد کے سمندر ٹھاٹھیں مار رہے تھے اور اسلام کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لئے سرتوڑ کوششیں کی جارہی تھیں اس ملحدانہ دور میں اسلام پر ضرب کاری لگانے کے لئے ایک جعلی نبوت کی بھیانک سازش تیار کی گئی اور اشارۂ فرنگی پر ایک ضمیر فروش اور دین فروش مرزا غلام احمد قادیانی جہنم مکانی نے ۱۹۰۱ء میں نبوت کا دعویٰ کردیا۔

مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو خدا کا نبی اور رسول کہا۔ مرزا قادیانی نے اپنے ماننے والے مرتدوں کی جماعت کو صحابۂ رسول کے نام سے پکارا۔ اپنی کافرہ بیویوں کو امہات المؤمنین کے نام سے تعبیر کیا۔ اپنے گھر والوں کو اہل بیت کا نام دیا۔ تین سو تیرہ بدری صحابہ رضی اللہ عنہم کے مقابلے میں مرزا قادیانی نے اپنے تین سو تیرہ چیلوں کی فہرست تیار کی۔ آنحضرت ﷺ کی نقل کرتے ہوئے اپنے ننانوے صفاتی نام رکھے۔ اپنے بیٹے کو قمر الانبیاء کے نام سے پکارا۔ قادیان آنے کو ظلی حج قرار دیا۔ جنت البقیع کے مقابلے میں قادیان میں ایک بہشتی مقبرہ تیار کروایا۔ قرآن پاک

میں تحریفات کیں۔ احادیث رسول ﷺ کو بگاڑا۔ اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم و بزرگان دین رحمۃ اللہ علیہم کو مسخ کیا۔ جہاد کو حرام قرار دیا اور انگریز کی اطاعت کو لازمی قرار دیا۔

مرزا قادیانی نے صرف اسی پر بس نہ کیا۔ بلکہ اس نے اپنی انگریزی نبوت کو چلانے اور چمکانے کے لئے دین اسلام، پیغمبر اسلام ﷺ اور مقدس ہستیوں پر رکیک حملے کرنے شروع کر دیئے۔ مرزا قادیانی اور اس کے شیطانی چیلوں نے جس دریدہ دہنی اور زہر افشانی کا مظاہرہ کیا ہے۔ اس کو تحریر میں لاتے ہوئے قلم کانپتا ہے۔ بازو پر رعشہ طاری ہوتا ہے۔ قلب و جگر زخمی ہوتے ہیں۔ آنکھیں خون کے آنسو روتی ہیں اور روح تڑپتی ہے۔ لیکن دوسری طرف وقت پکار پکار کر کہتا ہے کہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے لال ﷺ کے دیوانوں اور پروانوں کو بتادوں کہ سرور کونین ﷺ کی عزت و ناموس پر قادیانی گستاخ کس طرح حملہ آور ہو رہی ہیں۔ بغض و عناد کے زہر میں ڈوبے ہوئے ان کے زہریلے قلم کملی والے آقا ﷺ کی شان میں کیا کیا گستاخیاں کر رہے ہیں اور ان کے منہ میں بچھو نما زبانیں سرور عالم ﷺ کے لائے ہوئے دین حنیف کو کس طرح ڈنک مار رہی ہیں۔ لہٰذا ذہن و ضمیر پر بار گراں محسوس کرنے کے باوجود وہ دل آزار اور روح فرسا تحریریں نقل کی جاتی ہیں جن کے ہر ہر حرف سے کفر و الحاد کا ایک طوفان اٹھتا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کی توہین

یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے۔ حتیٰ کہ محمد رسول اللہ ﷺ سے بڑھ سکتا ہے۔ (نعوذ باللہ)

(اخبار الفضل قادیان ج ۱۰ نمبر ۵ ص ۵ کالم ۳، مورخہ ۱۷/ جولائی ۱۹۲۲ء)

نبی پاک ﷺ کو کئی الہام سمجھ میں نہ آئے

''نبی ﷺ سے کئی غلطیاں ہوئیں۔ کئی الہام سمجھ نہ آئے۔'' (نعوذ باللہ)

(ازالۃ الاوہام حصہ دوم ص ۶۹۱، خزائن ج ۳ ص ۴۷۳)

نبی پاک ﷺ اشاعت دین مکمل نہ کر سکے

''نبی ﷺ سے دین کی مکمل اشاعت نہ ہو سکی۔ میں نے پوری کی ہے۔'' (معاذ اللہ)

(حاشیہ تحفہ گولڑویہ ص ۱۰۱، خزائن ج ۱۷ ص ۲۶۳)

سور کی چربی والا پنیر کھاتے تھے

''آنحضرت ﷺ عیسائیوں کے ہاتھ کا پنیر کھا لیتے تھے۔ حالانکہ مشہور تھا کہ اس میں سور کی چربی پڑتی ہے۔'' (معاذ اللہ) (اخبار الفضل ج ۱۱ نمبر ۶۶ ص ۹ کالم ۳، مورخہ ۲۲/فروری ۱۹۲۴ء)

روضۂ رسول ﷺ کی توہین

''روضۂ اطہر مصطفیٰ نہایت متعفن اور حشرات الارض کی جگہ ہے۔'' (معاذ اللہ)

(حاشیہ تحفہ گولڑویہ ص ۱۱۲، خزائن ج ۱۷ ص ۲۰۵)

حدیث مصطفیٰ ﷺ کی توہین

''میری وحی کے مقابلے میں حدیث مصطفیٰ ﷺ کوئی شے نہیں۔'' (معاذ اللہ)

(اعجاز احمدی ص ۳۵، خزائن ج ۱۹ ص ۱۴۰)

درود شریف کی توہین

مرزا قادیانی اپنے بارے میں بکتا ہے۔ ''خدا عرش پر میری تعریف کرتا ہے، ہم تیری تعریف کرتے ہیں اور تیرے پر درود بھیجتے ہیں۔'' (معاذ اللہ)

(رسالہ درود شریف بحوالہ اربعین نمبر ۲ ص ۱۵ تا ۱۸ نمبر ۳ ص ۲۴ تا ۲۶، خزائن ج ۱۷ ص ۳۶۲ تا ۳۶۵/۴۱۲ تا ۴۱۴)

قرآن مجید کی توہین

''قرآن شریف میں گندی گالیاں بھری ہیں اور قرآن عظیم سخت زبانی کے طریق کو استعمال کر رہا ہے۔'' (نعوذ باللہ) (ازالہ اوہام ص ۲۸، ۲۹، خزائن ج ۳ ص ۱۱۶)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توہین

''بعض نادان صحابہ جن کو درایت سے کچھ حصہ نہ تھا۔'' (نعوذ باللہ)

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۲۸۵، خزائن ج ۲۱ ص ۲۸۵)

حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی توہین

''ابوبکر و عمر کیا تھے وہ حضرت مرزا قادیانی کی جوتیوں کے تسمے کھولنے کے لائق بھی نہ تھے۔'' (معاذ اللہ) (ماہنامہ المہدی جنوری، فروری ۱۹۱۵ء، نمبر ۲، ۳ ص ۵۷)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی توہین

''پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑ دو۔اب نئی خلافت لو اور ایک زندہ علی (مرزا قادیانی) تم میں موجود ہے۔اس کو تم چھوڑتے ہو اور مردہ علی (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کو تلاش کرتے ہو۔'' (معاذ اللہ)

(ملفوظات احمدیہ ج ۱ ص ۱۳۱، از انجمن اشاعت اسلام لاہور)

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی توہین

''کربلا میرے روز کی سیرگاہ ہے۔حسین جیسے سینکڑوں میرے گریبان میں ہیں۔''

(معاذ اللہ) (نزول المسیح ص ۹۹، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی توہین

سید النساء رضی اللہ عنہا کی ذات پاک کے بارے میں مرزا قادیانی نے جو بکواس کی ہے ہمارا قلم اسے لکھنے سے قاصر ہے۔ (ایک غلطی کا ازالہ ص ۵ حاشیہ، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی توہین

''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے قول کو ایک ردی متاع کی طرح پھینک دے۔'' (معاذ اللہ)

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۲۳۵، خزائن ۲۱ ص ۴۱۰)

مسلمانوں کی توہین

''جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔'' (معاذ اللہ) (تذکرہ ص ۳۳۶، ط ۴)

قادیانیوں کا درود

''اللھم صل علٰی محمدٍ وّعلٰی آل محمدٍ وعلٰی عبدک المسیح الموعود والمھدی الموعود وبارک وسلم انک حمید مجید'' (نعوذ باللہ)

(رسالہ درود شریف از محمد اسماعیل قادیانی ص ۲۳۲)

قادیانی امت کا کلمہ

''لا الہ الا اللّٰہ احمد رسول اللہ'' (نعوذ باللہ) اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔احمد (مرزا غلام احمد) اللہ کے رسول ہیں۔(نعوذ باللہ)

نوٹ: محمدؐ حذف کر کے احمد لگا دیا ہے۔ مرزا ناصر احمد (قادیانی مذہب کے تیسرے لیڈر) کے دورۂ افریقہ پر تصویری کتاب افریقہ سپیکس (Africa Speaks) پر احمدیہ سنٹرل ماسک نائیجیریا کا فوٹو موجود ہے۔ وہاں پر یہ کلمہ لکھا ہوا ہے۔ لیکن افسوس صد افسوس مسلمانوں کے نبوت کے ان لٹیروں کے ساتھ برادرانہ و دوستانہ تعلقات میں نبی پاک ﷺ کے گستاخوں کا یہ ذلیل گروہ مسلمانوں کے ساتھ ہی کھاتا پیتا ہے۔ یہ باغیان محمد ﷺ مسلمانوں کی شادیوں اور دیگر خوشی کی تقریبات میں شریک ہوتے ہیں۔ لیکن مسلمان لبوں پر مہر سکوت لگا کر خاموش بیٹھا ہے۔ یہ سب کچھ کیوں ہو رہا ہے؟ اس کے اسباب کیا ہیں؟ اس کے محرکات کیا ہیں؟ اس کے اسباب صرف یہ ہیں کہ آج سرور کائنات ﷺ سے ہمارا الفت و محبت کا رشتہ کمزور پڑ چکا ہے۔ ہمارے قلوب میں عشق مصطفیٰ ﷺ کا نور مدہم پڑ چکا ہے۔ ہم میں جو ہر صدیقیت موجود نہیں۔ ہم میں غیرت فاروقیت رضی اللہ عنہ موجود نہیں۔ نبی پاک ﷺ کی عزت و ناموس پر مٹنے کے جذبۂ عظیم سے ہم محروم ہو چکے ہیں۔ جذبۂ اویسی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے دلوں سے اٹھ چکا ہے۔

لیکن نہیں ہم بھی غصہ میں آتے ہیں۔ ہمارے جذبات بھی بھڑکتے ہیں۔ ہم بھی کشت و خون کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ لیکن کب؟ جب کوئی ہماری ماں کو گالی دیتا ہے۔ جب کوئی ہمارے باپ کی توہین کرتا ہے۔ جب کوئی ہمارے بزرگوں کی توہین کرتا ہے۔ جب کوئی ہمارے جگری یار کے بارے میں نازیبا کلمات کہتا ہے۔ جب کوئی ہمارے خاندان کے بارے میں ناشائستہ زبان استعمال کرتا ہے۔

آؤ مسلمانو! سوچتے ہیں، خوب سوچتے ہیں۔ عقل و فکر کے چراغ روشن کر کے سوچتے ہیں۔ دل و دماغ کی گہرائیوں میں اتر کر سوچتے ہیں۔ کیا فاطمہ رضی اللہ عنہا ہماری ماں نہیں۔ کیا نبی پاک ﷺ امت کے وہ روحانی باپ نہیں جن کی جوتیوں کی خاک پر ہمارے جننے والے باپ قربان؟ کیا ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ ہمارے بزرگ نہیں؟ کیا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ و ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سرور کائنات ﷺ کے جگری یار نہیں؟ کیا اس جہاں رنگ و بو میں نبی پاک ﷺ کا مقدس خاندان دنیا جہان کے سارے خاندانوں میں اعلیٰ و ارفع نہیں؟

قادیانیوں کے ساتھ محبت بھرے تعلقات رکھنے والو! قادیانیوں کی تقریبات میں بڑھ

چڑھ کر حصہ لینے والو، جب تم قادیانیوں سے ملتے ہو تو گنبد خضراء میں دل مصطفیٰ ﷺ دکھتا ہے۔

مسلمانو! یاد رکھو زندگی کے چند روز ساون کے بادلوں کی طرح گزر جائیں گے اور بالآخر وہ وقت آجائے گا جب خدا کے فرشتے ہمارا چراغ زندگی بجھانے کے لئے آجائیں گے۔ جب جسم ڈھیلا پڑ جائے گا..... جب آنکھیں الٹ جائیں گی..... جب نتھنے پھیل جائیں گے..... جب سانس اکھڑ جائے گی..... جب گردن ایک طرف لڑھک جائے گی..... جب موت کی ہچکیاں لگیں گی..... جب روح جسم سے پرواز کر جائے گی اور ہمارا ناز و نعم سے پلا ہوا جسم بے جان پتھر کی طرح پڑا ہوگا اور ہم اپنے چہرے سے مکھی اڑانے سے بھی قاصر ہوں گے..... اور پھر ہر مرنے والے کی طرح ہمیں بھی پیوند زمین کر دیا جائے گا..... قیامت کی صبح کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا..... پھر حشر کا میدان ہوگا..... سورج انگارے اگل رہا ہوگا..... تپتی ہوئی زمین ہوگی..... گرمی کی ہولناکیاں وسفاکیاں ہوں گی..... ہر کوئی اپنے اعمال کے مطابق پسینے میں ڈوبا ہوا ہوگا..... بھوک کی شدت سے انسان اپنا گوشت کھا رہے ہوں گے..... شدت پیاس سے زبان ماہئی بے آب کی طرح تڑپ رہی ہوں گی..... دیگر انسانوں کی طرح ہم بھی نفسی نفسی پکار رہے ہوں گے..... اس روز ہمارے یار دوست سب ساتھ چھوڑ دیں گے..... ہماری اولاد ہمارے سائے سے بھاگے گی..... ہمارے نوکر و خدمت گار ہم سے چھین لئے جائیں گے..... ہماری دولت و ثروت اس روز ہمارے کام نہ آئے گی..... غرضیکہ اس روز ہم بے بس و بے کس ہوں گے۔ جب اس عالم کسمپرسی میں ہم شافع محشر ساقی کوثر ﷺ کے دربار میں حاضر ہوں گے اور جب سرور کائنات ﷺ ہم سے سوال کریں گے کہ تمہارے سامنے میری نبوت و رسالت پر ڈاکہ زنی ہوتی رہی تم نے کیا کیا؟ مجھ پر نازل ہونے والی کتاب مبین میں تحریف و تبدل کے طوفان برپا ہوتے رہے تم نے کیا کیا؟ میری ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن، میرے اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین، میرے صحابہ رضی اللہ عنہم اور میری امت کے اولیاء کے بارے میں قادیانی بازاری زبان استعمال کرتے رہے تم نے کیا کیا؟ تمہاری زندگی میں تمہارے سامنے جھوٹے مدعی نبوت مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت کی تشہیر و تبلیغ ہوتی رہی اور ہزاروں لوگ مرتد ہوتے رہے تم نے کیا کیا؟

سرور کائنات ﷺ کے امتیو! کیا ہمارے پاس ان سوالوں کے جواب ہیں؟ کیا ہم

نے ان سوالوں کی تیاری کر رکھی ہے؟ وقت کے ہر لمحے کو مہلت جانئے۔ ورنہ موت کے بعد کوئی مہلت نہیں اور یاد رکھو اگر حشر کے میدان میں شافع محشر ﷺ نے ہم سے اپنا رخ انور پھیر لیا تو پھر ہم کس کے پاس جا کر شفاعت کا سوال کریں گے؟ اگر رحمت للعالمین ﷺ ہم سے روٹھ گئے تو پھر کس کے دامن رحمت میں ہمیں پناہ ملے گی؟ اگر ساقی کوثر ﷺ ہم سے خفا ہو گئے تو پھر کہاں جا کر ہم اپنی پیاس کے انگارے بجھائیں گے۔

محسن انسانیت ﷺ کے امتیو! آج محبت رسول ﷺ ہم سے تقاضا کرتی ہے کہ ہم تاج وتخت ختم نبوت ﷺ کی پاسبانی ونگہبانی کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر دیں۔

ملت اسلامیہ کے مشائخ عظام! اپنے مریدوں اور عقیدت مندوں کو قادیانیوں کے خلاف جہاد کا حکم دیجئے اور حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی یاد تازہ کیجئے۔

ملت اسلامیہ کے نوجوانو! اپنی مہکتی ہوئی جوانیاں تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے لئے وقف کر دو۔ اہل دولت وثروت کا فرض ہے کہ اپنے مال کا ایک حصہ تحفظ ختم نبوت کے لئے وقف کر دیں۔ اہل قلم حضرات فتنۂ قادیانیت کی سرکوبی کے لئے قلم سے تلوار کا کام لیں۔ مقررین حضرات اپنی شعلہ نوائیاں، اپنی فصاحت وبلاغت، اپنا علم وعرفان تحفظ ختم نبوت کے لئے مختص کر دیں۔ طلباء کو چاہئے کہ نئی نسل کو قادیانیت کے زہر سے محفوظ رکھنے کے لئے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں ختم نبوت کے ذیشان موضوع پر لیکچرز کا اہتمام کریں تاکہ ہماری نئی نسل زیور تعلیم ختم نبوت سے آراستہ ہو سکے اور مجاہدین ختم نبوت کی ایک فوج ان اداروں سے تیار ہو کر نکلے۔ علماء کا فرض ہے کہ ملت اسلامیہ میں اتحاد واتفاق کی فضاء پیدا کریں تاکہ قادیانی کوئی رخنہ ڈال کر امت مسلمہ کی صفوں میں کوئی انتشار پیدا کر کے کسی قسم کا کوئی فائدہ حاصل نہ کر سکیں اور عوام الناس کا یہ فرض ہے کہ قادیانیوں سے معاشرتی معاشی سماجی بے تعلقی ظاہر کر کے دینی غیرت وحمیت کا ثبوت دیں۔ تاکہ حشر کے میدان میں آقائے دوعالم ﷺ کے سامنے سرخرو ہو سکیں اور شفاعت محمدی ﷺ کے مستحق ہوں۔

رب العزت ہمیں محبت مصطفیٰ ﷺ سے لبریز عمل صالح کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین ثم آمین!

فتنہ مرزائیت
اور
مسئلہ ختم نبوت

مولانا حافظ محمد اکرم زاہد جہلمی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

دیباچہ

موجودہ زمانے میں اسلام کے خلاف جو فتنے رونما ہوئے ہیں ان میں سے ایک بڑا فتنہ اس نئی نبوت کا ہے جس کا دعویٰ پچھلی صدی کے آغاز میں کیا گیا تھا اور جس کی دعوت کئی سالوں سے امت مسلمہ میں گمراہی پھیلنے کا بہت بڑا ذریعہ بنی ہوئی ہے۔ دوسرے فتنوں کی طرح یہ فتنہ بھی دراصل صرف اسی وجہ سے اٹھا اور پھیلا ہے کہ مسلمان عام طور پر اپنے مذہب سے بے بہرہ اور ناواقف ہیں۔ یہ جہالت اگر نہ ہوتی اور مسلمان اپنے مذہب اور خصوصاً مسئلہ ختم نبوت کو صحیح معنوں میں سمجھتے ہوتے تو کوئی وجہ نہ تھی کہ کسی شخص کو آنحضرت ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت کرنے کی جرأت ہوتی۔

آج مسلمان قوتوں کا شیرازہ بکھرا ہوا ہے اور صرف اتحاد نہ ہونے کی وجہ سے کفر ترقی کر رہا ہے۔ اس وقت سب سے زیادہ ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمانوں کو خواہ وہ مشرق میں ہوں یا مغرب میں ان کو مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت سے آگاہ کیا جاوے۔

رسول اللہ ﷺ کے دیوانو! شمع نبوت کے پروانو!! اٹھو محمد عربی ﷺ کی نبوت پر ڈاکہ ڈالنے والوں کو منہ توڑ جواب دو۔ سب سے زیادہ ذمہ داری علماء کرام پر عائد ہوتی ہے۔

ناچیز: محمد اکرم زاہد

ختم نبوت کے بارہ میں آنحضرت ﷺ کے ارشادات

۱..... ''میں پیدائش میں سب سے اعلیٰ ہوں اور بعثت میں سب سے آخری ہوں۔''

(کنز العمال ج ۶ ص ۱۱۳)

۲..... ''آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اے ابوذر! سب سے پہلے نبی آدم علیہ السلام اور سب سے آخری نبی محمد ﷺ ہیں۔'' (کنز العمال ج ۶ ص ۱۳۰)

۳..... ''آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتا۔''

(ترمذی ص ۲۰۰)

۴..... ’’آنحضرت ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کہ تم مجھ سے وہی نسبت رکھتے ہو جو ہارون علیہ السلام کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھی۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔‘‘ (بخاری ج ۲ ص ۶۳۳)

۵..... ’’حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ رسالت اور نبوت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے۔ بس میرے بعد نہ کوئی نبی ہوگا نہ رسول۔‘‘ (مسلم ج ۲ ص ۲۷۸)

۶..... ’’حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے کسی نے گھر بنایا اور اسے خوب سجایا مگر اس کے کناروں سے ایک کنارے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی۔ بس لوگ اسے دیکھنے آتے اور خوش ہوتے اور کہتے کہ یہ اینٹ بھی کیوں نہ رکھ دی گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے اس خالی جگہ کو پر کر دیا اور میں خاتم النّبیین ہوں۔‘‘

(بخاری شریف ج ۱ ص ۵۰۱)

۷..... حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یقیناً میری امت میں تیس کذاب ظاہر ہوں گے اور ہر ایک کا گمان ہوگا کہ وہ اللہ کا نبی ہے۔ حالانکہ میں خاتم النّبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (جامع ترمذی ج ۲ ص ۱۱۲)

مرزا غلام احمد قادیانی اور جماعت مرزائی

برطانوی حکومت میں آج سے تقریباً ایک صدی قبل متحدہ ہندوستان میں اپنی استعماری مصلحتوں کے تحت جہاد کو حرام قرار دلانے، مسلمانوں میں افتراق وانتشار کی تخم ریزی کرنے اور برطانوی حکومت کے لئے سازگار حالات پیدا کرنے کے لئے اسلام کے بنیادی اور مرکزی عقیدۂ ختم نبوت کے خلاف ایک سازش کی اور اسی سازش کے تحت مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا اور تحریک مرزائیت کی بنیاد رکھی۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے اپنی تحریک کو اس دعویٰ پر مبنی کیا کہ: ’’میں اللہ کا نبی اور رسول ہوں۔ مجھ پر خدا کی طرف سے وحی نازل ہوتی ہے اور وہ ایسی پاک وحی ہے جیسے دوسرے نبیوں پر نازل ہوتی رہی اور یہ وحی قرآن پاک کی طرح خدا کا کلام اور خطاؤں سے پاک اور منزہ ہے اور جس طرح محمد رسول اللہ ﷺ کو قرآن مجید پر یقین تھا اسی

طرح مجھے اپنی وحی پر یقین ہے اور جو شخص اس وحی کو جھٹلاتا ہے وہ یقیناً لعنتی ہے۔‘‘

(نزول المسیح ص۹۹،۱۰۰، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷،۴۷۸)

اور یہ الہام شائع کیا کہ: ’’جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔‘‘

(اشتہار مرزا قادیانی، مندرجہ تبلیغ رسالت ج۹ ص۲۷، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲۷۵)

اسی طرح مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ بھی اعلان کیا کہ: ’’اب دیکھو، خدا نے میری وحی میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے اس کو مدار نجات قرار دیا۔‘‘ (اربعین نمبر۴ ص۶، خزائن ج۱۷ ص۴۳۵)

مرزا قادیانی نے صرف دعویٰ نبوت پر ہی قناعت نہیں کی بلکہ یہ دعویٰ بھی کیا کہ: ’’میں محمد رسول اللہ ہوں۔‘‘

چنانچہ قرآن مجید کی آیات ذیل کو حسب عادت اپنے لئے وحی قرار دیتے ہوئے لکھا ہے: ’’وہ پاک وحی جو میرے اوپر نازل ہوتی ہے اس میں ایسے لفظ رسول مرسل اور نبی موجود ہیں۔ چنانچہ میری نسبت وحی اللہ ہے۔ ’’محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحمآء بینھم‘‘ اس وحی میں میرا نام محمد رکھا گیا ہے اور رسول بھی۔‘‘

(ایک غلطی کا ازالہ ص۱، خزائن ج۱۸ ص۲۰۶،۲۰۷)

تمام مسلمانوں کے لئے فتویٰ کفر

۱..... ’’ایسا شخص جو موسیٰ کو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد ﷺ کو نہیں مانتا۔ یا محمد ﷺ کو مانتا ہے مگر مسیح موعود کو (مرزا قادیانی) کو نہیں مانتا وہ پکا کافر ہے۔‘‘ (کلمۃ الفصل ص۱۱۰)

۲..... ’’کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر ہیں اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔‘‘ (آئینہ صداقت ص۳۵، انوار العلوم ج۶ ص۱۱۰)

۳..... ’’میری ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اس کے معارف سے

فائدہ اٹھاتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے اور اسے قبول کرتا ہے۔ مگر رنڈیوں، بدکار عورتوں کی اولاد نے میری تصدیق نہیں کی۔ اللہ نے ان کے دلوں پر مہر کردی ہے۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۷، ۵۴۸، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

الگ دین الگ امت

۱..... ''حضرت مسیح موعود کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہے کہ یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح اور چند مسائل میں ہے۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی ذات رسول کریم ﷺ، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ غرض یہ کہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ان سے اختلاف ہے۔'' (خطبہ محمود احمد، الفضل ج ۱۹ نمبر ۱۳، مورخہ ۳۰ر جولائی ۱۹۳۱ء)

۲..... ''کیا مسیح ناصری نے اپنے پیروؤں کو یہودیوں سے الگ نہیں کیا۔ کیا وہ انبیاء جن کے سوانح کا علم ہم تک پہنچا ہے اور ہمیں ان کے ساتھ جماعتیں بھی نظر آتی ہیں۔ انہوں نے اپنی جماعتوں کو غیروں سے الگ نہیں کیا۔ ہر شخص کو ماننا پڑے گا کہ بے شک کیا ہے۔ پس اگر حضرت مرزا صاحب نے ہی جو کہ نبی اور رسول ہیں اپنی جماعت کی منہاج نبوت کے مطابق غیروں سے علیحدہ کردیا تو نئی اور انوکھی بات کون سی ہے۔''

(الفضل قادیان ج ۵ ش ۶۹، ۷۰ ص ۳ کالم ۳، مورخہ ۲۶ر فروری، ۲، ۷ر مارچ ۱۹۱۸ء)

۳..... ''مگر جس دن سے کہ تم احمدی ہوئے ہو تمہاری قوم تو احمدیت ہوگی۔ شناخت اور امتیاز کے لئے اگر کوئی پوچھے تو اپنی ذات یا قوم بتا سکتے ہو۔ ورنہ اب تو تمہاری گوت تمہاری ذات احمدی ہی ہے۔ پھر احمدیوں کو چھوڑ کر غیر احمدیوں میں کیوں قوم تلاش کرتے ہو؟'' (ملائکۃ اللہ ص ۴۶، ۴۷، انوار العلوم ج ۵ ص ۴۴۱)

۴..... میں نے اپنے نمائندہ کی معرفت ایک بڑے ذمہ دار انگریز افسر کو یہ کہلوا بھیجا ہے کہ پارسیوں اور عیسائیوں کی طرح ہمارے حقوق بھی تسلیم کئے جاویں۔ جس پر اس افسر نے کہا کہ وہ تو اقلیت ہیں اور تم ایک مذہبی فرقہ ہو۔ اس پر میں نے کہا کہ پارسی اور عیسائی تو ایک مذہبی فرقہ ہیں۔ جس طرح ان کے حقوق علیحدہ تسلیم کئے گئے ہیں۔ اسی

طرح ہمارے بھی کئے جاویں۔ تم ایک پارسی پیش کرو۔ میں دو احمدی پیش کروں گا۔

(مندرجہ الفضل قادیان ج ۳۴ نمبر ۲۶۴، مورخہ ۱۳/نومبر ۱۹۴۶ء)

مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ خدائی

''میں نے اپنے تئیں خدا کے طور پر دیکھا ہے اور میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ میں وہ ہی ہوں اور میں نے آسمان کو تخلیق کیا ہے۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۶۴، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

نبوت کے دعوے

پس مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔ (کلمۃ الفضل ص ۱۵۸)

''آنحضرت ﷺ کے تین ہزار معجزات ہیں۔'' (تحفہ گولڑویہ ص ۳۹، خزائن ج ۱۷ ص ۱۵۳)

''میرے معجزات کی تعداد دس لاکھ ہے۔''

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۵۶، خزائن ج ۲۱ ص ۷۲)

''ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔''

(بدر مورخہ ۵/مارچ ۱۹۰۸ء، ملفوظات ج ۱۰ ص ۱۲۷)

''انہوں نے یعنی مسلمانوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ خدا کے خزانے ختم ہو گئے ہیں۔ ان کا یہ سمجھنا خدا تعالیٰ کی قدر کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے۔ ورنہ ایک نبی کیا میں تو کہتا ہوں کہ ہزار نبی ہوں گے۔'' (انوار خلافت ص ۶۲، انوار العلوم ج ۳ ص ۱۲۴)

''اگر میری گردن کے دونوں طرف تلوار بھی رکھ دی جائے اور مجھے یہ کہا جاوے کہ تم یہ کہو کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو میں اسے ضرور کہوں گا کہ تو جھوٹا ہے۔ کذاب ہے۔ آپ کے بعد نبی آسکتے ہیں اور ضرور آسکتے ہیں۔''

(انوار خلافت ص ۶۵، انوار العلوم ج ۳ ص ۱۲۷)

''یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔'' (حقیقت النبوۃ ص ۲۲۸، انوار العلوم ج ۲ ص ۵۴۲)

سرکار مدینہ ﷺ کی توہین

۱..... ''آنحضرت ﷺ عیسائیوں کے ہاتھ کا پنیر کھا لیتے تھے۔ حالانکہ مشہور تھا کہ سور کی چربی اس میں پڑتی ہے۔''

(اخبار الفضل قادیان ج ۱۱ نمبر ۶۶ ص ۹ کالم ۳، مورخہ ۲۲ر فروری ۱۹۲۴ء)

۲..... ''اس کے یعنی نبی کریم ﷺ کے لئے چاند گرہن کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا۔ اب کہا تو انکار کرے گا۔''

(اعجاز احمدی ص ۱۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۳)

۳..... محمد اتر آئے ہیں پھر ہم میں
آگے سے بڑھ کر ہیں اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

(قاضی ظہور الدین اکمل، اخبار البدر قادیان مورخہ ۲۵ر اکتوبر ۱۹۰۶ء)

مرزائیوں نے ۱۷ر جولائی ۱۹۲۲ء کے الفضل میں یہ دعویٰ کیا کہ: ''یہ بات بالکل صحیح ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے۔ حتیٰ کہ محمد رسول اللہ ﷺ سے بھی بڑھ سکتا ہے۔'' (الفضل قادیان ج ۱۰ نمبر ۵ ص ۹، مورخہ ۱۷ر جولائی ۱۹۲۲ء)

مرزا غلام احمد قادیانی لکھتے ہیں: ''خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت ﷺ کا ہی وجود قرار دیا گیا ہے۔''

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۵، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۲)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی توہین

''پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑ دو۔ اب نئی خلافت لو۔ ایک زندہ علی (مرزا قادیانی) تم میں موجود ہے۔ اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علی کی تلاش کرتے ہو۔'' (ملفوظات احمدیہ ج ۱ ص ۱۳۱)

حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا کی توہین

''حضرت فاطمہ نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اس

میں سے ہوں۔'' (ایک غلطی کا ازالہ ص۵، خزائن ج۱۸ ص۲۱۳)

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی توہین

۱..... ''میں امام حسین رضی اللہ عنہ سے برتر ہوں۔'' (دافع البلاء ص۱۳، خزائن ج۱۸ ص۲۳۳)

۲..... ''مجھ میں اور تمہارے حسین میں بڑا فرق ہے۔ کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے۔'' (اعجاز احمدی ص۶۹، خزائن ج۱۹ ص۱۸۱)

۳..... ''اور میں خدا کا کشتہ ہوں اور تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے۔ پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے۔'' (اعجاز احمدی ص۸۱، خزائن ج۱۹ ص۱۹۳)

۴..... ''تم نے خدا کے جلال اور مجھ کو بھلا دیا ہے اور تمہارا اور صرف حسین ہے۔ کستوری کی خوشبو کے پاس گوہ کا ڈھیر ہے۔'' (اعجاز احمدی ص۸۲، خزائن ج۱۹ ص۱۹۴)

اس عبارت میں مرزا قادیانی نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ذکر کو گوہ کے ڈھیر سے تشبیہ دی ہے۔

قادیانی امریکہ، برطانیہ، اسرائیل کے ایجنٹ ہیں
ملک عزیز الرحمٰن کی پریس کانفرنس

لاہور (۲۶ رجون) نمائندہ جسارت، لاہور میں ایک تنظیم کا قیام عمل میں لایا گیا۔ جس کا یہ کہنا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی مجدد تھے۔ تنظیم کے صدر ملک عزیز الرحمٰن نے آج یہاں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اصل قادیانی ہم ہیں۔ مگر ہم مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی نہیں مانتے۔ کیونکہ وہ خود بھی اپنے آپ کو نبی نہیں کہتے تھے۔

جناب عزیز الرحمٰن نے بتایا کہ ان کی تنظیم کا نام احمدیہ حقیقت پسند پارٹی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم آزاد کشمیر اسمبلی کی اس قرارداد کا خیر مقدم کرتے ہیں جس میں احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا ہے۔ ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیا جائے۔

انہوں نے کہا کہ قادیانی امریکہ، برطانیہ اور اسرائیل کے ایجنٹ ہیں اور اسرائیل اور بھارت کے مفادات کے لئے کام کر رہے ہیں۔ انہوں نے اسرائیل کے سرکاری جریدے ''صوت اسرائیل'' کے حوالے سے بتایا کہ اس میں قادیانیوں کو اسرائیل کا قوت بازو بتایا گیا ہے۔

انہوں نے کہا کہ قادیانیوں نے اسرائیل میں بھی مشن قائم کر رکھے ہیں اور افریقہ کے راستے وہاں پاکستان کے افراد بھیجے جاتے ہیں۔ اس میں انہوں نے چوہدری جلال الدین قمر (شمس) کا نام لیا۔ جنہیں حال ہی میں اسرائیل بندرگاہ پر حیفا بھیجا گیا ہے۔ جناب عزیز الرحمٰن نے مرزا بشیر الدین محمود پر بھی کڑی نکتہ چینی کی اور انہیں برطانوی ایجنٹ قرار دیا۔

نوٹ: عزیز الرحمٰن لاہوری مرزائی ہے۔ وہ یہ کہتا ہے کہ ہم مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی نہیں بلکہ مجدد مانتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ مرزا قادیانی بقول اپنے ایک شریف انسان بھی نہیں تھے۔ (روزنامہ جسارت کراچی، مورخہ ۲۸ رجون ۱۹۷۳ء)

ایک ضروری بات

اب جب کہ آزاد کشمیر اسمبلی نے مرائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر ان کی تنظیم پر پابندی عائد کرنے کی سفارش کر دی ہے۔ اس کے بعد مجاہد اوّل سردار عبدالقیوم خاں کے خلاف ایک محاذ قائم کرنا مسلمانوں کے مذہبی جذبات سے کھیلنے کی ایک کوشش ہے۔ مرزا ناصر امیر جماعت مرزائیہ کا وہ بیان جو انہوں نے ربوہ میں دیا اور اپنی جماعت کے کارکنوں کو کہا کہ: ''حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ'' ایک گہری سازش کا نتیجہ ہے۔

پھر مرزا ناصر کا یہ کہنا کہ ہماری جماعت کے چالیس لاکھ آدمی پاکستان اور آزاد کشمیر میں بستے ہیں۔ یہ عوام اور حکومت کو دھوکہ دینا ہے۔ حکومت کو چاہئے کہ اعداد و شمار کر کے ان لوگوں کی صحیح طریقہ سے گنتی کی جائے تا کہ عوام کو معلوم ہو سکے۔ باقی میرے محتاط اندازے کے مطابق پاکستان اور آزاد کشمیر میں ساڑھے تین لاکھ سے زیادہ مرزائی ہیں۔ مرزا ناصر کے بیانات انتہائی اشتعال انگیز ہیں۔ حکومت کو فوری نوٹس لینا چاہئے۔

قادیانیت ہمارے ملی استحکام پر ضرب کاری اور انتشار کا باعث ہے

اب کسی مدعی نبوت پر ایمان لانے والا ہی نہیں بلکہ دلیل طلب کرنے والا بھی کافر ہے؟

اثر خامہ: جناب مولانا کوثر نیازی، وزیر اطلاعات و نشریات

آزاد کشمیر اسمبلی کی قادیانی غیر مسلم اقلیت ہونے کی قرارداد کی توثیق کے بعد رونما ہونے والے حالات قومی زندگی کے ہر طبقہ کا موضوع بحث بنے ہوئے ہیں۔ اتفاق سے انہی

دنوں مرکزی وزیر اطلاعات کے ایک غیر مبہم اخباری اعلان سے کہ: ''کسی کلمہ گو کو کافر کہنا قابل تعزیر جرم قرار دے دیا جائے گا۔''

طرح طرح کے خدشات ابھرے۔ مگر مقام مسرت ہے کہ محترم مولانا کوثر نیازی صاحب اسلامی لبادہ میں ملبوس دجالی فتنۂ قادیانیت (جو ہزار بار کلمہ گو ہونے کی مدعی کیوں نہ ہو) کے بارہ میں نہایت واضح رائے رکھتے ہیں۔ مولانا کا یہ بصیرت افروز مضمون حال ہی میں چھپنے والی ان کی کتاب ''بنیادی حقیقتیں'' سے لیا گیا ہے۔ توقع ہے کہ محترم مولانا جو اس مسئلہ پر ایسی دوٹوک قطعی رائے رکھتے ہیں۔ موجودہ حکومت میں اپنے گہرے اثر ورسوخ رکھنے اور اہم ترین مناصب پر فائز ہونے کے لحاظ سے آزاد کشمیر کی طرح پاکستان میں بھی ختم نبوت کے منکرین کو غیر مسلم قرار دینے کی قانونی اور آئینی جدوجہد میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھیں گے اور اسی طرح اپنے اس دینی وملی فریضہ سے عہدہ برآ ہونے کی کوشش کریں گے۔ جو خاتم النبیین محمد عربی ﷺ کے ایک غلام امتی کی حیثیت سے ان پر عائد ہوتا ہے۔ اگر وہ اس آزمائش سے کامیاب ہو کر نکلے تو یقیناً بارگاہ خداوندی کی خوشنودی اور بارگاہ نبوی کی سرخروئی سے سرفراز ہو سکیں گے۔ محمد اکرم زاہد

حضور سرور کون ومکان ﷺ کی رسالت کا موضوع اس وقت تک تشنہ ہے۔ جب تک یہ واضح نہ ہو جائے کہ حضور نبی کریم ﷺ خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں آئے گا۔ یہ وہ اساس ہے جس نے نسل، رنگ اور وطن کے امتیازات کو ختم کر کے خدا اور رسول پر ایمان لانے والوں کو بھائی بھائی بنا دیا ہے۔ یہ عقیدہ اس امر کا اعلان ہے کہ خدا کی طرف سے انسانیت کو جو راہنمائی اور ہدایت ملنی تھی وہ مل چکی۔ جن عقائد واعمال سے کفر لازم آتا ہے وہ بتائے جا چکے اور جن خصوصیات سے اہل ایمان کی پہچان ہوتی ہے ان کی صراحت اور وضاحت کر دی گئی۔ آپ کی تعلیمات کے علاوہ اب کسی نئی تعلیم پر ایمان لانا ضروری نہیں اور نہ کسی فرد کے ماننے یا نہ ماننے پر کفر اور اسلام کا دارومدار ہے۔

جو شخص یہ کہتا ہے کہ حضور ﷺ کے بعد بھی کسی نبی کے آنے کی گنجائش ہے دراصل ہمارے ملی استحکام پر ضرب کاری لگاتا ہے۔ ہماری صفوں میں پراگندگی اور انتشار پیدا کرنا چاہتا ہے اور اس اساس کو ختم کرنے کے درپے ہے۔ جس پر اسلام کا عالمگیر نظریۂ اخوت مبنی ہے۔

عقیدۂ ختم نبوت کی یہی وہ اہمیت ہے جس کے پیش نظر ہمارے دین میں اسے اتنا اونچا مقام دیا گیا ہے کہ اگر کوئی آدمی حضور ﷺ پر ایمان لائے لیکن آپ ﷺ کے آخری نبی ہونے کا قائل نہ ہو تو اسلامی معاشرہ میں اور خدا کے حضور دونوں جگہ اس کے ایمان اور اسلام کو لائق اعتناء نہیں سمجھا جاتا۔ حضور ﷺ کی بعثت کو چودہ صدیاں گزر چکی ہیں۔ لیکن ہر دور اور دور کے ہر حصہ میں مسلمانوں نے ختم نبوت کو اپنے اعتقاد کی جان سمجھا ہے۔ ہمارے سلف تو اس معاملے میں اتنے سخت تھے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں جب ایک آدمی نے نبوت کا دعویٰ کیا تو حضرت امام نے فتویٰ دیا کہ: یہی نہیں کہ مدعی نبوت پر ایمان لانے والا کافر بلکہ جو شخص اس کاذب سے اس کے نبی ہونے کی دلیل طلب کرے۔ وہ بھی کافر ہے۔

خدانخواستہ اگر اسلام دین کامل نہ ہوتا اور دنیا کے ہر حصے میں ترقی پذیر معاشرہ کا ساتھ نہ دے سکتا تو کسی نئے نبی کی ضرورت سمجھ آ سکتی تھی۔ لیکن جب حضور ﷺ پر دین کی تکمیل کر دی گئی۔ جب پروردگار نے ''الیوم اکملت لکم دینکم'' کہہ کر دین کی تکمیل کا فیصلہ صادر کر دیا تو پھر بات ختم ہی ہو جاتی ہے۔ خود آنحضور نبی کریم ﷺ نے بھی اپنے خاتم النّبیین ہونے کی حقیقت بڑی وضاحت کے ساتھ بیان فرمائی ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا ہے: ''میری اور انبیاء سابقین کی مثال ایک محل کی سی ہے۔ جس میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی گئی ہو۔ لوگ اسے دیکھیں اور تعجب کریں کہ اس محل میں ایک اینٹ کی جگہ کیوں خالی چھوڑ دی گئی ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ اینٹ میں ہوں۔''

متعصب سے متعصب آدمی بھی اس بات کا اعتراف کرنے پر مجبور ہے کہ حضور ﷺ اپنی امت پر بے حد شفیق تھے۔ اتنے شفیق کہ ماں باپ کی شفقت بھی اس کے مقابلے میں ہیچ ہے۔ یہ اسی شفقت کا نتیجہ ہے کہ آپ نے فریضہ رسالت سے متعلق کسی بات میں ابہام نہیں رہنے دیا۔ ایک ایک چیز کھول کر بیان کی۔ راہ کے سارے پیچ وخم بتائے۔ آنے والے فتنوں کی نشاندہی کی۔ قرب قیامت کی نشانیوں کا ذکر کیا۔ غرضیکہ ہر ایسے معاملے پر روشنی ڈالی کہ جس سے آپ کی امت کو آگے چل کر واسطہ پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو منصب عظیم عطاء فرمایا تھا اس کے تقاضوں کی ادائیگی کے لئے آپ اتنے فکرمند رہتے تھے کہ جب تک حجۃ الوداع کے موقعہ پر اپنے

ساتھیوں اور پیروکاروں سے یہ اعتراف نہیں کرالیا کہ: ''ہاں! آپ نے خدا کا پیغام پہنچا دیا ہے اور یہ فریضہ انجام دے دیا ہے۔''

اس وقت تک آپ کا اطمینان نہیں ہوا۔ غور کرنے کی بات ہے کہ جس پاک ہستی نے ماضی، حال اور مستقبل کے سبھی ضروری گوشے امت پر اجاگر کر دیئے۔ اگر آپ کے بعد کوئی نبی آنے والا ہوتا تو اس کی اطلاع دینے میں العیاذ باللہ وہ کوئی کوتاہی برت سکتی تھی؟ آپ سوچیں گے تو آپ کا ایمان گواہی دے گا کہ وہ لوگ جو آپ کے بعد بھی سلسلۂ نبوت کے اجراء کا امکان تسلیم کرتے ہیں۔ دراصل حضور ﷺ پر یہ الزام عائد کرتے ہیں کہ آپ نے فرائض رسالت ادا نہیں کئے اور یہ وہ صورت ہے جسے کوئی مسلمان بقائمی ہوش وحواس قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوسکتا۔

قرآن اٹھا کر دیکھئے کم سے کم سو آیات ایسی مل جائیں گی جن میں کہیں صراحتاً اور کہیں اشارۃً حضور ﷺ کی خاتمیت کو بیان کیا گیا ہے۔ حدیث کو پڑھئے تو ایک سو سے زیادہ اسناد سے ختم نبوت کی حدیثیں ہم تک پہنچی ہیں۔ اس کے بعد بھی اگر کوئی شخص بعید از قیاس تاویلوں، لغو اور مہمل دلیلوں سے عقیدۂ ختم نبوت سے انکار کرتا ہے تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ وہ امت میں انتشار پیدا کر کے دشمنان اسلام کے ہاتھ مضبوط کرنا چاہتا ہے۔ انجیل نے خوب کہا ہے: ''جھوٹے نبیوں سے خبردار ہو جو تمہارے پاس بھیڑوں کے بھیس میں آتے ہیں۔ مگر باطن میں پھاڑنے والے بھیڑیئے ہیں۔ ان کے پھلوں سے تم انہیں پہچان لوگے۔ کیا جھاڑیوں سے انگور یا اونٹ کٹاروں سے انجیر توڑتے ہیں۔'' (متی باب:۷، آیت:۱۵،۱۶)

عقیدۂ ختم نبوت کے مضمرات یوں تو بے شمار ہیں لیکن ایک دو باتیں ایسی ہیں جو ہر مسلمان کو اس کے فلسفہ اور پیغام کے طور پر دل ودماغ میں جذب کر لینی چاہئیں۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ آخری رسول آجانے کے بعد یہ حقیقت کھل کر سامنے آگئی کہ جس رسول کا عہد رسالت دنیا کے اختتام تک کے لئے مقدر ہو چکا ہے۔ اس کی امت کا منصب قیادت وامامت بھی قیامت تک کے لئے مسلم ہے۔ رسول آخری رسول ہے تو امت آخری امت۔ اب اس کے بعد کسی اور امت کو برپا کرنے کی ضرورت باقی نہیں ہے۔ یہی اب دنیا کی تمام قوموں کو سیدھا راستہ دکھانے پر مامور ہے اور اسی کو زیب دیتا ہے کہ یہ خاتم اقوام ہونے کا تاج شرف وفضیلت

سرپرد کھے۔ (بشکریہ الحق)

مرزا قادیانی کے دیگر ملفوظات؟

۱..... منم مسیح زمان و منم کلیم خدا
محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

''میں مسیح ہوں اور میں موسیٰ کلیم خدا ہوں احمد مجتبیٰ ہوں۔''

(تریاق القلوب ص۳، خزائن ج۱۵ ص۱۳۴)

۲..... ''آپ کا (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا) خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص۷، خزائن ج۱۱ ص۲۹۱)

۳..... ''مسیح علیہ السلام کا چال چلن کیا تھا ایک کھاؤ پیو نہ زاہد نہ عابد، نہ حق کا پرستار، متکبر، خود بین، خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔'' (مکتوبات احمدیہ ج۱ ص۱۸۹، مکتوب نمبر۹، طبع جدید)

۴..... ''یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔ شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔'' (کشتی نوح حاشیہ ص۶۶، خزائن ج۱۹ ص۷۱)

۵..... ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء ص۲۰، خزائن ج۱۸ ص۲۴۰)

۶..... ''یسوع اس لئے اپنے تئیں نیک نہیں کہہ سکتا کہ لوگ جانتے تھے کہ یہ شخص شرابی کبابی ہے اور خراب چال چلن، نہ خدائی کے بعد بلکہ ابتداء میں سے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے چنانچہ خدائی کا دعویٰ شراب خوری کا ایک بدنتیجہ ہے۔''

(ست بچن حاشیہ ص۱۷۲، خزائن ج۱۰ ص۲۹۶)

مکہ اور مدینہ کی توہین

''حضرت مسیح موعود نے اس کے متعلق بڑا زور دیا ہے اور فرمایا ہے کہ جو بار بار یہاں نہ

آئے مجھے ان کے ایمان کا خطرہ ہے۔ پس جو قادیان سے تعلق نہیں رکھے گا وہ کاٹا جائے گا۔ تم ڈرو کہ تم میں سے نہ کوئی کاٹا جائے۔ پھر یہ تازہ دودھ کب تک رہے گا۔ آخر ماؤں کا دودھ بھی سوکھ جایا کرتا ہے۔ کیا مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے یہ دودھ سوکھ گیا کہ نہیں۔''

(مرزا بشیر الدین محمود احمد مندرجہ حقیقت الرؤیا ص ۴۶، انوار العلوم ج ۴ ص ۱۳۶)

مسلمانوں کی توہین

''کل مسلمانوں نے مجھے قبول کر لیا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کر لی ہے۔ مگر کنجریوں اور بدکاروں کی اولاد نے صحیح نہیں مانا۔''

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۷، ۵۴۸، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

''جو ہماری فتح کا قائل نہ ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔'' (انوار الاسلام ص ۳۰، خزائن ج ۹ ص ۳۱)

ظفر اللہ نے قائداعظم کا جنازہ نہیں پڑھا

''یہ معلوم عام بات ہے کہ چوہدری ظفر اللہ خاں وزیر خارجہ پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کی نماز جنازہ میں شریک نہیں ہوا اور الگ بیٹھا رہا۔ جب اسلامی اخبارات اور علماء کرام اور عام مسلمان اس چیز کو منظر عام پر لائے تو جماعت احمدیہ کی طرف سے جواب دیا گیا کہ جناب چوہدری ظفر اللہ خاں پر ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ آپ نے قائداعظم کا جنازہ نہیں پڑھا۔ تمام دنیا جانتی ہے کہ قائداعظم احمدی نہ تھے۔ لہٰذا جماعت احمدیہ کے کسی فرد کا ان کا جنازہ نہ پڑھنا کوئی قابل اعتراض بات نہیں۔'' (ٹریکٹ نمبر ۲۲، بعنوان احراری علماء کی راست گوئی کا نمونہ)

قائداعظم کی نماز جنازہ میں شرکت سے انکار پر ظفر اللہ خان کا جواب

''قادیانیت کے عالمی ترجمان ظفر اللہ خان نے قائداعظم کے نماز جنازہ سے انکار کا کسی کو معلوم نہیں اور جب پوچھا گیا تو ظفر اللہ خاں نے کہا کہ مجھے کافر حکومت کا مسلمان ملازم سمجھئے یا مسلمان حکومت کا کافر ملازم۔'' (منقول از اخبار زمیندار مورخہ ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۶۹ھ)

''قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے اسی ظفر اللہ نے اپنے ایک اور محسن سر فضل حسین کے جنازہ

سے بھی یہی سلوک کیا تھا اور دوسرے ہندو اور سکھوں کے ساتھ الگ کھڑے رہے۔‘‘

(قادیانی قول فیصل ص ۲۲)

غیر احمدی کافر ہیں

’’یہی نہیں بلکہ جب بھی مرزائیوں کے مؤقف کی ترجمانی کی ضرورت ہوئی ظفر اللہ نے عدالت میں بھی اسی مؤقف کی تائید کی کہ وہ غیر احمدیوں کو کافر کہتے ہیں۔‘‘

(قادیانی قول فیصل ص ۱۹)

قادیانیوں کا مسلمانوں سے جدا مذہب

۱..... ’’ورنہ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) نے فرمایا کہ ان کا (یعنی مسلمانوں کا) اسلام اور ہے اور ہمارا اور۔ ان کا خدا اور ہے ہمارا اور۔ ہمارا حج اور ہے اور ان کا حج اور۔ اسی طرح ان سے ہر بات میں اختلاف ہے۔‘‘

(الفضل قادیان ج ۵ نمبر ۱۵ ص ۸ کالم ۱، مورخہ ۲۱/اگست ۱۹۱۷ء)

۲..... ’’یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح یا اور چند مسائل میں ہے۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی ذات، رسول کریم ﷺ، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، غرضیکہ آپ نے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ان سے ہمیں اختلاف ہے۔‘‘

(الفضل قادیان ج ۱۹ نمبر ۱۳، مورخہ ۳۰/جولائی ۱۹۳۱ء)

مسلمانوں سے شادی بیاہ کی ممانعت

۱..... ’’حضرت مسیح موعود کا حکم اور زبردست حکم ہے کہ کوئی احمدی، غیر احمدی کو اپنی لڑکی نہ دے۔ اس کی تعمیل کرنا بھی ہر احمدی کا فرض ہے۔‘‘

(برکات خلافت مجموعہ تقاریر محمود ص ۲۵، انوار العلوم ج ۲ ص ۲۱۱)

۲..... (فتاویٰ احمدیہ ج ۲ ص ۷) پر وہ کہتے ہیں: ’’بیٹیاں ان لوگوں کے نکاح میں نہ دو۔ جو مجھ پر ایمان نہیں رکھتے۔‘‘

مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھنے کی ممانعت

۱..... (فتاویٰ احمدیہ ج ۱ ص ۱۸) میں مرزا غلام احمد قادیانی کہتے ہیں: ’’ان لوگوں کے پیچھے نماز

مت پڑھو جو مجھ پر ایمان نہیں رکھتے۔''

۲..... ''ہمارا یہ فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور نہ ان کے پیچھے نماز پڑھیں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں۔''

(انوار خلافت ص ۹۰، انوار العلوم ج ۳ ص ۱۴۸)

۳..... ''صبر کرو اور اپنی جماعت کے غیر کے پیچھے نماز مت پڑھو۔''

(قول مرزا مندرجہ اخبار الحکم قادیان مورخہ ۱۰/اگست ۱۹۰۱ء)

۴..... ''غیر احمدی مسلمانوں کا جنازہ پڑھنا جائز نہیں۔ حتیٰ کہ غیر احمدی معصوم بچے کا بھی نہیں۔''

(انوار خلافت ص ۹۳، انوار العلوم ج ۳ ص ۱۵۰، الفضل مورخہ ۲۱/اگست ۱۹۱۷ء، ۳۰/جولائی ۱۹۳۰ء)

ایم ایم احمد کا عدالت میں بیان

ابھی پچھلے سال ایم ایم احمد نے اپنے اوپر قاتلانہ حملہ کے مقدمہ میں مرزائیوں کے اس مؤقف کو بڑی ڈھٹائی سے دہرایا اور جنازہ کے مسئلہ میں ظفر اللہ کے مؤقف کی بھی تصویب کی۔ مسلمانوں کے بارہ میں مرزائیوں کا یہ مؤقف اتنا کھلا اور واضح ہے کہ ۱۹۵۳ء کی منیر انکوائری نے بھی ہزار بددیانتی اور جانبدارانہ رویہ کے باوجود اپنی رپورٹ میں لکھا ہے کہ: ''ہم نے اس بارہ میں احمدیوں کے بے شمار اعلانات دیکھے ہیں اور ہمارے لئے اس کی کوئی تعبیر سوائے اس کے ممکن نہیں کہ مرزا قادیانی کے نہ ماننے والے ان کے نزدیک دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔''

(رپورٹ ص ۲۱۲)

مارشل لاء کی عدالت میں

مارشل لاء کی عدالت میں بیان دیتے ہوئے صاف کہا کہ میرا دادا مرزا غلام احمد قادیانی نبی تھا اور جو شخص اسے نبی نہیں مانتا وہ کافر ہے۔ اسی بناء پر ظفر اللہ خان نے قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ نہیں پڑھا تھا۔ گویا قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ مرزائیوں کے نزدیک مسلمان نہیں تھے۔

(ایم ایم احمد کا فوجی عدالت میں بیان، مندرجہ ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک بابت رمضان المبارک ۱۳۹۱ھ)

تحفہ قادیان

جناب سید تصدق حسین (بی۔اے) بھیرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض حال

مدتوں سے یہ خیال دامنگیر تھا کہ موقعہ ملے تو اپنی تحقیق کا نتیجہ دنیا کے سامنے پیش کروں اور دیکھوں کہ کہاں تک سنجیدہ علمی طبقہ میرے ریسرچ ورک (Reserch Work) کو دیکھ کر اپنے خیالات کا جائزہ لیتا ہے اور صراط مستقیم پر گامزن ہو جاتا ہے۔ آج کل دنیا میں ضد وہٹ دھرمی کا دوسرا نام مذہب ہے اور ایک دوسرے کو نیچا دکھانا ہی جہاد سمجھا جاتا ہے۔ میرا تعلق اس طبقہ سے ہے جس کے سامنے مذاہب عالم کا اتحاد ہی سطح نظر ہے اور بھائی کو بھائی کے گلے ملانا اخلاقی فرض سمجھتا ہوں۔ دنیا میں آج کل بہت سے مذاہب مشہور ہیں۔ جن میں ہندو، بدھ، عیسائی، مسلمان اپنے آپ کو خاص طور پر مشنری مذاہب کا علمبردار سمجھتے ہیں۔ لیکن آج تک یہ کوشش نہ کی گئی کہ جن حضرات کو بالشوزم، دہریت، لامذہبیت، اشتراکیت نے مفلوج الدماغ بنا دیا ہے اور خدا کا تمسخر اڑانا قیامت وغیرہ عقائد کو اوہام باطلہ کہنا فیشن آف دی ڈے ہو چکا ہے ایسے حضرات کو سنبھالا جائے اور ان کے اطمینان کے لئے صحیح لائحہ عمل تیار کیا جائے اور دنیا کو بتا دیا جائے کہ ہر ایک مذہب کی کتاب میں اب بھی بہت سی باتوں میں اتفاق کی صورت موجود ہے۔ گو اسلام کے سوا بہت ہی کم ایسے لٹریچر باقی ہیں جو تحریف وتاویل سے بچ گئے ہوں۔ ہماری صدی بیسویں کے یہ بھی ایک غیر معمولی انقلاب کے آثار ہیں کہ مذہبی دنیا میں ایک ہیجان پیدا ہو چکا ہے اور ہر ایک مذہب زور وشور سے اپنے مشنری تبلیغی کام کو ترقی دے رہا ہے۔ لیکن اسی صدی کی دو تحریکیں قابل غور ہیں۔ ایک آریہ سماج اور دوسری قادیانی تحریک۔

اس وقت میرے سامنے قادیانی تحریک ہے جس کا بانی مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ اس وقت آریہ ہوں یا عیسائی۔ مسلم ہوں یا غیر مسلم۔ تمام اس تحریک کے ہر پہلو پر غور کر کے اس کے خلاف میدان میں موجود ہیں۔ کیونکہ ناطق خدا کا ناطق فیصلہ یہی ہے کہ اور جو کچھ کتب سابقہ میں ہر ایک مذہب کے پاس لکھا ہوا موجود ہے وہ بلا تاویل حرف بحرف آج پورا ہو رہا ہے۔ خلیفہ قادیان بھی خاموش نہیں ہے اور ادھر احرار کی تحریک کا زور شور ہے اور لطف کی بات یہ ہے کہ آریہ مسافر لاہور نے بھی مرزائی نمبر شائع کر کے میرے علمی نتائج کو صحیح کر دکھایا ہے کہ ناظرین حیران ہوں گے کہ کس طرح دنیا میں روحانیت کی طاقتوں کی آخری جنگ طاغوتی طاقتوں سے ہونے والی ہے۔

اس کے بعد ان شاء اللہ حقیقی مسیح کی آمد اور امام مہدی علیہ السلام کا ظہور یقینی بات ہے۔ میں نے اس مختصر ٹریکٹ میں جو دکھایا ہے کہ قادیانی تحریک کوئی خاص مذہبی اصلاحی تحریک نہیں ہے جیسا کہ اکثر بیوقوف ایم.اے وکلاء بوجوہ مذہبی تعلیم کے فقدان کے اس کو سمجھ رہے ہیں۔ بلکہ یہ تو ناطق خدا کا ناطق فیصلہ ہے جس کا وقتاً فوقتاً اعلان ہر نبی نے ہر زمانے میں کیا اور اس تحریک کی خبر ہر الہامی صحیفہ میں موجود ہے۔ اس تحریک سے حسن ظن رکھنا خدائی وعدوں کو جھٹلانا ہے اور طاغوتی طاقتوں کو مضبوط کرنا ہے۔ یہ تحریک مذاہب عالم کو کھلا چیلنج ہے کہ وہ اپنی اپنی فوج کو جدید طریقہ سے مسلح کریں اور قلمی علمی جہاد کے لئے میدان میں نکلیں۔ اب مذاہب عالم کا اتحاد ضروری ہو چکا ہے۔ اس تحریک میں نیازمند نے کافی غور و تدبر سے کام لیا ہے اور بغیر کسی تعصب کے نتائج ناظرین کے سامنے رکھے گئے ہیں۔ وہ زمانہ نہیں رہا کہ صرف مناظرانہ کتب سے تشفی ہو سکے۔ آپ کسی باطل گروہ کے عقائد پر اعتراض کیجئے۔ وہ ضرور کوئی نہ کوئی تاویل پیش کریں گے۔ پس ہم کو یہ دکھلانا مقصود ہے کہ اگر مسیح علیہ السلام (خدانخواستہ) اس وقت بقول قادیانی دوستوں کے مر چکے ہیں یا کسی جدید امتی نبی کی ضرورت باقی ہے اور نبوت ختم نہیں ہوئی اور مسیح اور مہدی ایک ہی شخص ہوگا تو بھی اگر ان باتوں کو صحیح وقتی طور پر تسلیم کر لیں۔ گو کوئی عقلی نقلی دلیل قرآن مجید و احادیث رسول میں موجود نہ ہو تب بھی مرزا غلام احمد قادیانی وہ موعود ادیان کل نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ دنیا سے اگر ہما پرندہ غائب ہو جائے تو بقول شاعر بوم کے سایہ کے نیچے کون آ سکتا ہے؟ کسی کا مر جانا کسی مدعی کے دعویٰ کی سچائی کی دلیل نہیں ہے۔ اگر کوئی سب انسپکٹر پولیس تبدیل ہو جائے یا کوئی افسر مر جائے تو کوئی شخص جو اس کی کرسی پر بیٹھ کر سب انسپکٹر ہونے کا دعویٰ کر دے وہ سچا نہیں ہوگا۔ جب تک سرکاری گزٹ میں سرکاری اعلان نہ ہو یا دیگر ضروری لوازمات نہ دیکھے جائیں۔ بلکہ ایسا مدعی حکومت وقت کے قانون سے مجرم ہوگا۔

یہ رسالہ اور اس کا مضمون ہرگز ہرگز عام مناظرانہ رنگ کا مضمون نہیں ہے۔ بلکہ غور و تدبر سے جب تحقیق کی ہے تو اس نتیجہ پر پہنچا ہوں جس کا اعلان ضروری ہے۔ اس کا مختصر خاکہ اخبار نور افشاں لاہور ج ۵۹ میں قسط وار شائع ہو چکا ہے اور مہربان پادری سلطان پال صاحب سے خراج تحسین حاصل کر چکا ہے۔ اس کے بعد جب زیادہ غور کیا تو معلومات میں اور اضافہ ہوا اور معہ اضافہ جدید یہی تحقیق اخبار زمیندار لاہور کے ''قادیان نمبر'' ۴/مارچ ۱۹۳۳ء ج ۲۰ نمبر ۳۸ میں شائع کی گئی۔ جس تعلیم یافتہ نے یہ مضمون دیکھا محنت کی داد دی۔ اب پھر اس کو آئندہ نسلوں کے لئے محفوظ حالت میں علیحدہ رسالہ کی صورت میں پیش کرتا ہوں اور امید

رکھتا ہوں کہ ناظرین اس کو اپنے قادیانی دوستوں سے تعارف کرائیں گے تا کہ ان کو بھی خدا توفیق دے کہ وہ جس غلطی کا شکار ہوئے ہیں اس سے نکل کر صراط مستقیم کو حاصل کر لیں۔ اللہ اور اس کا رسول گواہ ہے کہ میرا مقصد علمی تحقیق کا ناظرین تک پہنچانا ہے اور اس نسخہ شفا کو عام کرنا ہے۔ کیونکہ یہ یقینی ٹیکہ صحت ہے۔ پرانے سے پرانے مایوس العلاج مریض کو اس سے شفا ہوگی۔ بڑے بڑے متعصب ضدی قادیانی دوست اس تحقیق کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ کیونکہ تورات، انجیل، قرآن مجید اور احادیث رسول کا متفقہ فیصلہ جس کو آج نیاز مند نے نہیں لکھا، بلکہ ہزاروں سال پہلے کا لکھا ہوا موجود ہے۔ ایسے فیصلہ کا مسترد کرنا کسی عاقل کا کام نہیں۔ جب کہ اس سے دہریت کی ہمیشہ سے موت ہو جاتی ہے۔ میرا ایمان حق الیقین تک پہنچ چکا ہے کہ جو کچھ اس رسالہ میں لکھا گیا ہے۔ تائید ایزدی سے لکھا گیا ہے اور دنیا کو اس گمراہی اور ہلاکت کے زمانہ میں روشنی دکھلائی گئی ہے۔ مجھے کسی فرقہ سے کوئی دشمنی نہیں ہو سکتی۔ چہ جائیکہ اس تحریک سے کوئی خاص دشمنی ہو جب کہ اس تحریک کے شکار شدہ مریض میرے مخلص دنیوی دوست بھی ہوں جن کو بچانا میں اپنا اخلاقی فرض سمجھا ہوں۔ کسی شخصیت کی کسی قسم کی اس سے نہ توہین مقصود ہے نہ ذلت بلکہ محض سچائی کی خاطر سچائی کا اعلان ہے اور امید ہے کہ میری معذرت قبول ہوگی۔ میرے قادیانی دوست خدا کے لئے غور سے کام لیں اور وہ دیکھیں کہ وہ کس تحریک سے وابستہ ہو کر آخرت کو تباہ کر رہے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ اس کی اشاعت کے بعد کوئی انسان اس تحریک کے متعلق حسن ظن سے کام نہیں لے گا۔ والسلام!

خاکسار: سید تصدق حسین بی۔ اے فاضل

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم واھل بیت الطیبین الطاھرین واصحابہ المکرمین. اما بعد!

شامت اعمال ماصورت مرزا گرفت، فتنہ قادیانیہ تورات وانجیل اور قرآن وحدیث کی روشنی میں، ہلاکت کے فرزند کی نشانیاں اور متبنی قادیان میں ان کا اجماع

اللہ کا فضل ہے کہ میرے ہر مضمون کے جواب میں قادیانی سپر انداختہ ہو جاتے ہیں اور اس مضمون کے متعلق بھی اعلان عام ہے کہ ایک ہزار روپیہ اس قادیانی مبلغ کی نذر کیا جائے گا جو میرے اس مضمون کا جواب باصواب لکھے اور ذمہ دار عیسائی فاضل اس جواب کو صحیح معنوں میں

جواب قرار دیں یا اسلامی ادارہ کے فاضل حضرات ہی فیصلہ دے کر قادیانی کو انعام کا مستحق قرار دیں۔ میں خدا کو حاضر ناظر جان کر اقرار کرتا ہوں کہ انعام دوں گا اور اگر اس کا جواب نہ بن سکے تو اندلسی وقادیانی حضرات تائب ہوں اور مخلوق خدا کو اس ہلاکت آفریں تحریک کا شکار کر کے اپنی عاقبت خراب نہ کریں۔ ہر ہندو، مسلمان، پارسی، عیسائی اچھی طرح سمجھ لے کہ قادیانی تحریک کوئی مذہبی تحریک نہیں ہے بلکہ یہ الحاد و مادیت کی تحریک ہے اور تمام مذاہب کے خلاف دجال کا اعلان جنگ ہے۔ آج سے سینکڑوں سال پہلے ہر روحانی ریفارمر نے پرزور الفاظ میں اس قادیانی فتنہ کی پیش گوئی کی ہے۔ پس یاد رکھو کہ صبح کاذب کے بعد صبح صادق کی آمد ضروری ہے اور ماہر بصیرت انسان آیات بینات کا مطالعہ کر کے صراط مستقیم اختیار کر سکتا ہے۔ حضرات! عقل و بصیرت اور شرح صدر کے ساتھ میرا یہ ایمان ہے کہ مرزا غلام احمد اور اس کی جماعت ہلاکت کا فرزند اور مسیح الدجال کا گروہ ہے۔ جس کی عہد نامہ قدیم وجدید اور قرآن مجید کے نصوص مبینہ میں تصریح کی گئی ہے اور یہ بات ایسی ہی صاف صاف اور منصوص ہے۔ جیسے انبیاء اولوالعزم کی نبوت۔ میں یہ بھی کہے دیتا ہوں کہ بہت غور و تحقیق کے بعد یہ حقیقت معلوم ہوئی ہے کہ خدا کے کلام سے بہتر اس باطل کے ابطال کے لئے اور کوئی حربہ نہیں۔ یہ بات ذہن نشین کر لو کہ ہمارے سامنے دو چیزیں موجود ہیں۔ ایک ورک آف گاڈ اور دوسرا ورڈ آف گاڈ۔ صحیفہ قدرت و صحیفہ الہام سے ہی قطعی فیصلہ ہو سکتا ہے۔ پس اب میں تمہیں قدرت کا تماشہ دکھاتا ہوں اور تم عبرت حاصل کرو کہ کس طرح دنیا نے اب تک فتنۂ دجال کو بھی مذہبی تحریک سمجھ لیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

انجیل کی پیش گوئی

پڑھو انجیل متی باب: ۲۴ اور غور کرو کہ مسیح علیہ السلام اپنے شاگردوں کے درمیان موجود ہیں اور شاگرد کس سادگی سے دریافت کرتے ہیں کہ: ''اے مسیح ہمیں بتائے کہ تیرے آنے اور دنیا کے آخر ہونے کا نشان کیا ہوگا؟ مسیح فرماتے ہیں کہ خبردار! کوئی تمہیں گمراہ نہ کر دے۔ کیونکہ بہتیرے میرے نام سے آئیں گے اور کہیں گے کہ میں مسیح ہوں اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیں گے اور تم لڑائیاں اور لڑائیوں کے افواہ سنو گے۔ خبردار! گھبرا نہ جانا۔ کیونکہ ان باتوں کا واقع ہونا ضروری ہے۔ لیکن اس وقت خاتمہ نہ ہوگا۔ کیونکہ قوم پر قوم اور بادشاہت پر بادشاہت چڑھے گی اور جگہ جگہ کال پڑیں گے اور بھونچال آئیں گے۔ لیکن یہ سب باتیں مصیبتوں کا شروع ہی ہوں گی۔ اس وقت لوگ تمہیں تکلیف دینے کے لئے پکڑوالیں گے اور تمہیں قتل کریں گے اور میرے

نام کے سبب تم سے عداوت رکھیں گے اور اس وقت بہتیرے ٹھوکر کھائیں گے۔ بہت سے جھوٹے نبی اٹھ کھڑے ہوں گے اور بہتیروں کو گمراہ کریں گے اور بے دینی کے بڑھ جانے کے سبب بہتیروں کی محبت ٹھنڈی پڑ جائے گی۔ مگر جو آخر تک برداشت کرے گا وہ نجات پائے گا اور اس وقت خاتمہ ہوگا۔'' (انجیل متی باب:۲۴، آیت:۴ تا ۱۵)

حضرات! خود سوچو کہ یہ پیش گوئی آج صحیح ثابت ہو رہی ہے یا نہیں اور مثیل مسیح اور جھوٹا نبی بھی دیکھا یا نہیں؟ اور جنگوں کی خبریں بھی سنائی دے رہی ہیں یا نہیں؟ اور جنگ یورپ بھی قیامت خیز دکھایا نہیں؟ اور زلزلے بھی خوفناک دیکھے گئے اور جنگ چین و جاپان اب بھی شروع ہے اور یورپ میں بھی خوفناک سیاہی انقلاب دکھائی دے رہا ہے اور لامذہبی کی حالت ہے کہ بالشوزم نے نہ صرف اوس بلکہ کل دنیا پر اثر ڈال دیا ہے اور کرشن مورتی کا لیکچر تو ابھی دماغوں میں موجود ہے جو مجسمہ لامذہبی ہے اور دنیا کی اقتصادی پریشانیوں نے امریکہ جیسے ملک کو بھی سیاسی انقلاب کی آماجگاہ بنا دیا ہے۔ غرضیکہ حرفاً حرفاً متی کے الفاظ صحیح ثابت ہو رہے ہیں۔ لیکن ابھی خاتمہ نہیں بلکہ جو آخر تک برداشت کرے گا نجات اسی کی ہے اور لطف دیکھئے کہ مسیح کے نزول یعنی آمد ثانی پر ایمان رکھنے والوں کو مثیل مسیح کی امت کے ہاتھوں متی کے الفاظ میں یہ دن بھی دیکھنا نصیب ہوا کہ تکلیفیں بھی دی گئیں اور قتل بھی ہوئے۔ دیکھو محمد حسین مباہلہ والے کی شہادت، مولانا ظفر علی خان کی قید و بند کی مصیبتیں اور طلبی ضمانت و نیک چینی کا مقدمہ اور مباہلہ والوں کے ہجرت کے اسباب اور اخبار زمیندار لاہور کے فائل اٹھا کر دیکھو کہ ہندوستان کے طول و عرض میں کیا کیا فتنہ کے اسباب پیدا کئے گئے اور یہ وہ حقیقتیں ہیں کہ متعصب سے متعصب قادیانی بھی ان سے انکار نہیں کر سکتا۔ لطف کی بات تو یہ ہے کہ خود ہندوستان میں جو اس قادیانی مسیح کا وطن ہے لامذہبی کی یہ حالت ہے کہ ۹۵ فیصدی نوجوان لامذہب ہو چکے ہیں اور باقاعدہ اخبارات و رسالہ جات کے ذریعہ الحاد کی تبلیغ ہو رہی ہے۔ بلکہ مسلمانوں کے لیڈر بھی لامذہبی کا شکار ہو گئے۔ فتنہ نیاز (مالک و ایڈیٹر رسالہ نگار لکھنؤ) تو ابھی کل کی بات ہے اور سجاد ظہیر کے ''انگارے'' کے شرارے تو اب بھی فضائے ہند میں خرمن مذہب پر صاعقہ گرا رہے ہیں۔ ہیہات! انا للہ و انا الیہ راجعون!!

دیکھو رسالہ ''دی اوجیکل کرسچن'' جو ٹارنٹو (کینیڈا، امریکہ) سے شائع ہوتا ہے۔ جنوری ۱۹۳۳ء کی اشاعت میں لکھتا ہے کہ: ''دنیا میں جیسی گھنگھور گھٹائیں آج دکھائی دے رہی ہیں ایسی کبھی تاریخ انسانیت میں دکھائی نہیں دیں اور بغیر کسی مبالغہ کے بقول اسقف اعظم کہا جا سکتا ہے کہ طوفان نوح کے بعد آج تک ایسی ابتری دنیا میں نہیں پھیلی۔ بادشاہ ہوں یا وزیر، صدر ہوں یا خزانچی،

مدبر ہوں یا ماہر اقتصادیات۔ تمام کے تمام مستقبل کے متعلق مایوس ہیں اور دنیا کا مستقبل خطرناک نظر آ رہا ہے اور اگر چندے یہی حالت رہی تو تہذیب وتمدن کا بھی خاتمہ ہے۔'' اور اسی رسالہ کے فروری نمبر میں ص ۹۴ پر تحریک الحاد کا عالمگیر نظام کا مختصر نقشہ دیکھئے اور عبرت حاصل کیجئے۔ عنوان ہے: (Worldwide Atheism) ''عالمگیر الحاد'' اور ایک رسالہ میں لیڈنگ مضامین کے عنوانات ہی ہماری رہنمائی کے لئے کافی ہیں۔ مثلاً ایک بین الاقوامی شہرت کے مالک اہل قلم اسی رسالہ میں ص ۶۸ پر جو مضمون لکھتے ہیں اس کا عنوان ہے: "The Trouble some world" Situation as seen (at oenera) اس مضمون کا خلاصہ ہی یہی ہے کہ کوئی عقل کا اندھا بھی ان حالات سے بے خبر نہیں ہوسکتا جو آج دنیا میں رونما ہو رہے ہیں اور اس خوفناک ماحول کو نظر انداز نہیں کرسکتا۔ جس میں آج انسانیت گھری ہوئی ہے اور ان حیرت انگیز واقعات کو بھی معمولی نہیں کہہ سکتا جو آج دنیا میں غیر معمولی سرعت سے ظاہر ہو رہے ہیں اور بقول سیاستدان حضرات کے ہم اس دنیا کی حالت کو دیکھتے ہوئے یہ کہہ سکتے ہیں کہ (Humanity to day is facing the charted seas) یعنی انسانیت کا جہاز آج کل خوفناک سمندروں میں پھنس چکا ہے۔ (اس کتاب کی اشاعت کے بعد ایک ایک حرف سچ اور کہ جنگ عالمگیر دوم ۴۵-۱۹۳۹ء نے کیا رقص ابلیس دکھایا ہے اور اب جنگ نمبر ۳ ایٹم ہائیڈروجن کا خطرہ ہے) پس ان ناقابل انکار حقائق کی موجودگی میں کیا کوئی عقل کا اندھا ہی کہہ سکتا ہے کہ موعود ادیان کل کا ظہور ہو چکا ہے یا خلیفۃ الٰہیہ نے کم از کم کسی ایک سوال کو ہی حل کر دیا ہے۔ بلکہ دنیا تو بدستور مصیبت میں ہی مبتلا ہے اور فتنۂ دجال نے خوفناک صورت اختیار کر لی ہے۔ اس کے بعد نیا عہد نامہ پولیس رسول کا دوسرا خط تھسلنیکیوں کے نام ملاحظہ ہو اور قدرت خدا دیکھو کہ کس وضاحت سے فتنۂ قادیانیت کی پیش گوئی موجود ہے اور صاف الفاظ میں تنبیہ موجود ہے کہ:

''دیکھو تمہاری عقل دفعتہً پریشان نہ ہو جائے اور نہ تم گھبراؤ نہ کسی طرح کے فریب میں آنا کیونکہ وہ دن نہیں آئے گا (مسیح کی آمد ثانی کا) جب تک کہ پہلے برگشتگی نہ ہو اور وہ گناہ کا شخص یعنی ہلاکت کا فرزند ظاہر نہ ہو جو مخالفت کرتا ہے اور ہر ایک سے جو خدا یا معبود کہلاتا ہے۔ اپنے آپ کو بڑا ٹھہراتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ خدا کے مقدس میں بیٹھ کر اپنے آپ کو ظاہر کرتا ہے۔ اس وقت وہ بے دین ظاہر ہوگا۔ جسے خداوند یسوع (مسیح علیہ السلام) اپنے منہ کی پھونک سے ہلاک اور اپنے آمد کی تجلی سے نیست کرے گا اور جس کی آمد شیطان کی تاثیر کے موافق ہر طرح کی جھوٹی قدرت اور نشانوں اور عجیب کاموں کے ساتھ اور ہلاک ہونے والوں کے لئے ناراستی کے ہر طرح کے دھوکے کے ساتھ ہوگی۔ اس واسطے کہ انہوں نے حق کی محبت کو اختیار نہ کیا جس سے ان کی نجات ہوتی۔ اسی سبب سے خدا ان کے

پاس گمراہ کرنے والی تاثیر بھیجے گا تا کہ وہ جھوٹ کو سچ جانیں اور جتنے لوگ حق کا یقین نہیں کرتے بلکہ ناراستی کو پسند کرتے ہیں۔ وہ سب سزا پائیں۔'' (پولس کا دوسرا باب:۲، آیت:۳ تا ۱۹)

''اللھم صلی علی محمد وعلیٰ آل محمد وبارک وسلم'' سبحان اللہ! دیکھو ناطق خدا کے ناطق فیصلے اور سر تسلیم حق کے سامنے خم کردو۔ یہ ہے صداقت روحانیت کی منہ بولتی تصویر۔ ایک ایک سطر کو غور سے پڑھو اور پھر فتنۂ قادیان کو بھی مدنظر رکھو۔ ان شاء اللہ تعالیٰ پکار اٹھو گے کہ دنیا میں ہزار مفلوج الدماغ مغرب زدہ ملحد حضرات پراپیگنڈا کریں۔ لیکن ان کی زبانیں گنگ ہیں اور ہاتھ میں رعشہ ہے جب قدرت کے عجائبات اپنے پورے زور سے ظاہر ہو رہے ہوں۔ اہل کتاب کی سچائی کا اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہے اور آیات ربانی عیسائی مسلم حضرات کو دعوت دے رہی ہیں کہ اب وقت ہے کہ کفر کے مقابلہ پر متحد ہو جاؤ اور اپنے سابقہ اوہام باطلہ سے بیزار ہو کر حقیقت کے آگے ہتھیار ڈال دو اور خدا بہتر جانتا ہے کہ نیاز مند کو بھی اس تحریر کی ضرورت اس لئے محسوس ہوئی ہے کہ مسلمانوں کی بدبختی سے علماء سوء نے بوجہ اپنی جہالت کے اور مشنری عیسائی حضرات نے بوجہ تعصب وہٹ دھرمی کے ان آیات کو وہ دو معنی پہنائے کہ جن کا نتیجہ سوائے بغض وعناد کے کچھ نہ نکلا اور لکھے پڑھے عیسائی فاضل حضرات (خاکم بدہن) اس آیت کی تفسیر کرتے وقت رحمتہ للعالمین کی شان میں وہ گستاخی کرتے ہیں۔ الامان والحفیظ!

پس اب جب کہ صحیح مصداق اس آیت کا معلوم ہو گیا ہے تو فاضل سلطان پال کی طرح دور اندیش بنو اور منہ پھٹ عیسائی مشنریوں کی تقلید میں اہل کتاب کو ایک دوسرے کے ساتھ برسر جنگ کر کے ہلاکت کے فرزند کو موقع نہ دو کہ اپنی ہلاکت آفرینی میں ترقی کر سکے اور میرے مسلمان بھائی بھی اب سمجھ لیں کہ عہد نامہ جدید یا قرآن مجید اگر الہامی کتب کا مطالعہ بلا تعصب کیا جائے تو وہ دن نزدیک ہے جب تمام اہل کتاب ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو سکیں اور یہ اتحاد دنیا کی موجودہ حالت کو سنبھالنے کے لئے امرت کا کام دے سکتا ہے۔ آج مجھے عہد نامہ قدیم کی کتاب یسعیاہ (ISA) باب:۴۱، آیت:۲۱-۲۴ کی یاد آتی ہیں کہ مشرکین پر اتمام حجت کے لئے یہی زبردست کسوٹی ہے کہ اگر ان کے بت سچے ہیں اور ان کی کتب میں الہامی ہونے کی صلاحیت موجود ہے تو وہ بت یا ان کی کتب کوئی ایسی پیش گوئی کریں کہ جس کی صداقت پر تاریخی حقائق بھی روشنی ڈال سکیں اور یہی معیار حق وباطل کے لئے کافی ہے اور آج ہندو ہوں یا بدھ، سکھ ہوں یا پارسی تمام کو کھلے بندوں اہل کتاب کا چیلنج موجود ہے کہ اپنے بڑے سے بڑے بت خواہ، کالی مندر کلکتہ کا ہو یا ہردوار کا یا بنارس کا اور اپنے ویدوں اور سکھ حضرات اپنے گرنتھ اپنے کسی گرو اور پارسی حضرات

اپنی کتاب مقدس یا زدشت وغیرہ سے کوئی صاحب ایسی پیش گوئی بتائیں جو تاریخی حقائق کی روشنی میں ملاحظہ کی جاسکے۔ یہ تو ہوسکتا ہے کہ لاکھوں روپے خرچ کر کے کرشن مورتی بناؤ اور نتیجہ یہ نکلے کہ خود ذمہ دار ہندو کہہ دیں کہ (He is a black man) یعنی کوئی پیغام دنیا کے سامنے پیش نہیں کرسکتا۔ بلکہ ہالی ووڈ کا فلم سٹار ہی بن سکتا ہے تو ہوسکتا ہے کہ دیانند جیسا آدمی ستیارتھ پرکاش جیسی رسوائے عالم کتاب لکھ دے اور مذاہب عالم پر تبصرہ کر کے اپنی پھیکی تحریر لچر دلائل اور غلط (Reference) سے اپنے آپ کو مہذب طبقہ کے نزدیک رسوا کردے۔ یہ تو ہوسکتا ہے کہ سیاسی رنگ میں پراپیگنڈا کے زور سے گاندھی جیسا آدمی بھی ہندوستان کا لیڈر بنا دیا جائے اور آخر روحانی کمزوری اس طرح ظاہر ہو کہ ہر قدم پر ٹھوکر کھائے اور وطن کو ہمیشہ کے لئے اقتصادی تباہی کی غار میں دھکیل کر حکومت وقت کے آگے ہتھیار ڈال دے اور بنیا کا بنیا ہی رہ جائے۔ لیکن حضرات یہ نہیں ہوسکتا اور نہ ہی ہوگا کہ کوئی بھی مشرک روحانی شان دکھا سکے اور ایسی واضح پیش گوئی کر سکے۔ جس کے سامنے دنیا سر تسلیم خم کردے۔ سرمایہ سے سب کچھ ہوسکتا ہے۔ دنیا کا اجماع وقتی ہنگامے تماشے دکھا سکتا ہے۔

شہاب ثاقب کی طرح وقتی کھیل ہوسکتی ہے۔ لیکن روحانی نشان پیدا نہیں ہوسکتا۔ ستیارتھ پرکاش بھی موجود ہے۔ گیتا (Gita) بھی موجود ہے۔ وید بھی موجود ہیں۔ تلاش حق نامی کتاب مصنفہ گاندھی بھی موجود ہے۔ لیکن ایک تو کوئی ایسی پیش گوئی دکھایئے کہ دنیا اس پر غور کر کے انجام دیکھے۔ آئندہ کا حال سنے اور جان لے کہ فی الواقع روحانی طاقت موجود ہے۔ یاد رکھو یہ فضیلت صرف اہل کتاب کے لئے مخصوص ہے اور اب اسی پیش گوئی عہد نامہ جدید والی کو ایک دفعہ پھر غور سے پڑھو اور سمجھو کہ وہ ہلاکت کا فرزند اور گناہ کا شخص سوائے مرزا غلام احمد قادیانی اور کون ہوسکتا ہے یا ہے۔ خدارا تعصب کو ترک کردو۔ کیا ہر ایک سے اپنے آپ کو بلند ظاہر نہیں کیا؟ یہ کس کی آواز ہے کہ عیسیٰ کجا است تا بنہد پا بمبزم؟ یہ کس کی لن ترانی ہے کہ ''بہت سے تخت اترے مگر اے مرزا تیرا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا۔'' یہ کس کی غیر معمولی بے حیائی ہے کہ خاتم النبیین رحمت للعالمین کو بھی نظر انداز کر کے چلا رہا ہے کہ میرا قدم اس مقام پر ہے جہاں تمام بلندیاں ختم ہیں۔ (دیکھو خطبہ الہامیہ تتمہ حقیقت الوحی وغیرہ مرزائی کتب) اور دعویٰ خدائی کے لئے آئینہ کمالات ہی دیکھ لو اور اربعین اور انجام آتھم اور کتاب البریہ بھی بغور پڑھو اور غور کرو کہ جھوٹی قدرت، نشان اور عجیب وغریب کام اور کس خط زمین میں کس شخصیت نے شیطانی تاثیر سے دکھائے ہیں کہ لکھے پڑھے انسان بھی دھوکہ کا شکار ہوگئے ہیں۔ کس خط زمین میں کس شخص نے کس

کی موت کی پیش گوئی کی ہے اور ساتھ ہی وہ شخص جب مخفی طریقوں سے راستہ سے صاف ہوگیا ہے تو لگے ہاتھوں فرشتوں وغیرہ کی تاویلیں شروع کر کے قاتل کے نہ گرفتار ہونے کی وجہ سے ہزاروں کو گمراہ کر دیا ہے؟ دیکھو لیکھرام کا واقعہ۔ کبھی کسی کے ہاں لڑکے پیدا ہونے کی پیش گوئی ہے تو لڑکی پیدا ہو رہی ہے اور تاویلی سنگ میں دنیا کو الّو بنایا جا رہا ہے۔ کبھی محمدی بیگم کی رسوائے عالم پیش گوئی ہے اور کبھی مخالفین کو مباہلہ وغیرہ کا چیلنج ہے یا ان کی ہلاکت کے متعلق اشتہار بازی ہے۔ دیکھو مولوی ثناء اللہ امرتسری، محمد حسین بٹالوی وغیرہ کے خلاف قادیانی مغل کے اعلانات کبھی کسی کی بیماری کے لئے دعاؤں کا زور شور ہے تو کبھی بہشتی مقبرے کا ڈھونگ ہے۔ غرضیکہ ایک ہی وقت میں ایک ہی شخص عجیب وغریب تماشے دکھا رہا ہے اور دنیا نے آنکھوں کے سامنے ایک مختاری فیل کے محرر مغل کو مہدی، مسیح، محمد، کرشن اوتار، خدا کا باپ، خدا کا بیٹا، خدا کی جورو، عورت، مرد بنتے دیکھا ہے اور ساتھ ہی اصحاب، امہات المؤمنین، منارۃ المسیح، اہل بیت، فرشتے (ٹیچی) وغیرہ کے وہ وہ کھیل دیکھے ہیں کہ آج تک تاریخ عالم میں ایسا تماشہ نہیں ہوا اور میرا کھلا چیلنج ہے ہر اندلسی وقادیانی کو اگر کوئی اور تفسیر ان آیات کی ممکن ہے تو بتائے ورنہ (خاکم بدہن) گندہ دہن عیسائی مشنریوں کی تفسیر پر ایمان لائے اور قادیانی حضرات کے ساتھ حسن ظن رکھنے کا انعام حاصل کیجئے۔ یہ تو قدرت کا زبردست نظام ہے کہ ہر اک نبی اور امام نے اس فتنہ قادیانی کے متعلق صاف صاف الفاظ میں خطرہ کا الارم دیا ہے اور ہماری حیرانگی کی حد نہیں رہتی۔ جب ہم خاتم النّبیین رحمۃ للعالمین محمد مصطفےٰ ﷺ کے ذہن اقدس سے بھی یہی الفاظ سنتے ہیں کہ دنیا کے آخر میں ایک خوفناک فتنہ کا قیامت بننا ضروری ہے اور اس کے بعد حقیقی مسیح ابن مریم اور امام مہدی آخر الزمان کا زمانہ ہے۔

حضرات! فتنہ دجال تو مشہور بات ہے۔ ہر مسلمان اس کو جانتا ہے۔ گو حقیقت سے ناواقف ہے اور علماء سوء نے بوجہ جہالت اور حقیقی علماء نے بوجہ نہ موجود ہونے ایسے واقعات کے جن سے صحیح تفسیر ہو سکے۔ بہت سی تاویلیں پیش کی ہیں۔ لیکن آج قدرت نے دنیا میں اتمام حجت کرنے کے لئے کشف عطاء کر دیا ہے اور اپنی نشانیوں کو کچھ اس طریقہ سے ظاہر کیا ہے کہ بڑے سے بڑا ناستک (دہریہ) انسان کے لئے بھی کسی قسم کا عذر باقی نہیں رہا۔ اب ذرا مرزا غلام احمد قادیانی کی تفسیر سنئے اور دیکھئے کہ مجرم کس طرح اپنے آپ کو خدائی پولیس کے حوالے کرتا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی فرماتے ہیں کہ: ''دجال سے مراد دجال اور اس کا گروہ ہے جو مرکز اسلام کے گرد اس طرح طواف کرے گا جیسا چور گھر کے گرد چکر لگاتا ہے۔'' (حقیقت الوحی ص ۳۱۰، خزائن ج ۲۲ ص ۳۲۴)

اب خود ہی سوچو کہ سوائے قادیانیوں کے اور کون سا گروہ ہے جو صبح شام مسلمانوں کو موت کا پیغام سنا رہا ہے اور کھلے بندوں کہہ رہا ہے کہ سنی ہوں یا شیعہ، اہل حدیث ہوں یا اہل قرآن، صوفی ہوں یا غیر صوفی، مقلد ہوں یا معتزلہ۔ اگر مرزا غلام احمد قادیانی کے اعلانات پر ایمان نہیں لائیں گے گو کیسا ہی حسن ظن رکھیں گے تو ہزار دفعہ لکھ پڑھیں، ہزار محمد مصطفےٰ کی نبوت پر ایمان ہو، ہزار دفعہ اہل قبلہ کہلائیں لیکن یاد رکھیں کہ قادیانی شریعت میں محمد مصطفےٰ پر ایمان لانا (خاکم بدہن) کچھ کام نہیں آ سکتا۔ جب تک قادیانی مغل پر ایمان نہ لائے۔ اب دائرہ خاتم النّبیین کے باہر بھی ایک دائرہ ہے جسے دائرہ غلمد یہ کہتے ہیں اور حساب جیومیٹری کے طریقہ سے چونکہ باہر کا دائرہ ہمیشہ بڑا ہوتا ہے۔ اس لئے جب تک چھوٹے دائرہ (محمدی) سے نکل کر بڑے دائرہ غلمد یہ میں پناہ نہ لو تو اس وقت تک ٹیچی فرشتہ کے متبنّی کی شریعت میں نجات نہیں ہے بلکہ دائرہ محمدی کے معصوم بچہ کا جنازہ بھی حرام ہے۔ گو محمد مصطفےٰ ہزار بار ارشاد فرمائیں کہ ہر مولود مسلم ہے۔ مسلم ہوگا تو مسلمانوں کے نزدیک جن کے لئے یہ حدیث رسول وحی غیر متلو کا درجہ رکھتی ہے۔ لیکن قادیانی مغل کے نزدیک یہ مولود بھی اس وقت مسلم نہیں جب تک کسی قادیانی کے گھر کا نہ ہو۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

ہیہات! ہیہات!! فلک کج رفتار۔ مسلمانوں کو یہ روز بد بھی دیکھنا پڑا کہ ان کے روپیہ سے جس مجہول الحال نے دنیوی پوزیشن حاصل کی اسی نے ان مسلمانوں کو یہود و گبر و مشرکین کے برابر سمجھ لیا۔ ہندو ہوں یا عیسائی۔ یہ تو محفوظ ہیں۔ بلکہ ان کی ترقی پہلے سے بھی زیادہ ہے اور شدھی و سنگھٹن نے اگر ہندوؤں کو مضبوط کر دیا ہے تو تنظیم و سیاسی حالات نے عیسائیوں کو غیر معمولی طاقت کا مالک کر دیا ہے۔ لیکن ہر طرف سے مار ہے تو مسلمانوں پر کیونکہ ہلاکت کے فرزند کی پرورش خود ان کے ہاتھوں نے کی ہے۔ پس مرکز اسلام تک اگر نہیں پہنچ سکا تو یہ بھی قدرت کو منظور نہیں تھا۔ مخبر صادق نے یہاں تک فرمایا ہے کہ: ''ما بین خلق آدم الی قیام الساعة امر اکبر من الدجل'' آدم سے لے کر قیامت تک کوئی فتنہ فتنہ دجال سے بڑھ کر نہیں ہے۔ کیونکہ اس کی تلبیس و بطالت پر ہر شخص کما حقہ، اطلاع نہیں پا سکے گا۔ اس کی وجہ یہ ہوگی کہ اس کا ظاہر کمال صلاحیت اور اعلیٰ درجہ کی صداقت پر مبنی ہوگا۔ جس کی وجہ سے ۷۰ ہزار مسلمان شکار ہو گئے ہوں گے۔ اب ذرا اپنے دلوں سے پوچھو کہ اس فتنہ قادیان سے زیادہ خوفناک فتنہ کوئی اور ہے؟ اور اب روزانہ اخبارات اردو، انگریزی کا مطالعہ کرنے والے حضرات خود ہی اندازہ لگائیں کہ ہندو ہوں یا عیسائی، مسلمان ہوں یا سکھ تمام اس فتنہ کے متعلق کیا فتویٰ لگا رہے ہیں۔ ہر ایک نالاں ہے اور ہر

ایک بیزار ہے۔ حتیٰ کہ پیسہ اخبار لاہور جیسا خاموش پالیسی کا اخبار بھی ناظرین کو اس فتنہ سے محفوظ رکھنے کے لئے میدان عمل میں موجود ہے۔ مباہلہ ہو، یا زمیندار، الواعظ ہو یا اثناء عشری، آریہ گرٹ ہو یا آریہ مسافر، نور افشاں ہو یا قاصد، نبی اکرم، الجمعۃ ہو یا مدینہ، درنجف ہو یا سرفراز، اہل حدیث ہو یا اہل سنت والجماعت، رسالہ ہو یا اخبار۔ غرضیکہ کسی جماعت ودفتر کا کوئی ذمہ دار اخبار اس فتنہ سے حسن ظن رکھنے کی تبلیغ نہیں کرسکتا۔ بشرطیکہ ضمیر کش نہ ہو یا اغراض کا بندہ نہ ہو۔ یا سیاسی شاطر نہ ہو یا ابن الوقت نہ ہو۔ ہر انسان جو انسان ہے اس فتنہ کے خلاف جہاد کرنا اخلاقی فرض سمجھتا ہے اور کیوں نہ سمجھے جب کہ مخبر صادق نے یہاں تک فرمایا ہو کہ اس دجال کی نشانی یہ ہوگی کہ دونوں پلکوں کے درمیان حروف کفر مرقوم ہوں گے اور ہر خواندہ ناخواندہ پہچان لے گا۔ اب یہ تو نہیں ہوسکتا کہ ک.ف.ر کے حروف موجود ہوتے اور ایسا قادیانی علم کلام بھی اجازت نہیں دیتا۔ پس خاکسار کی تفسیر ان شاء اللہ اپلنگ ہوگی۔ ہر ایک کو معلوم ہے کہ قادیانیوں کے چہرے پر مردنی چھائی رہتی ہے اور پنجاب میں یہ ضرب المثل مشہور ہے کہ قادیانی کبھی سرخ رو (سرخرو) نہیں ہوسکتا۔ اگر ایک لاکھ انسانوں میں ایک قادیانی موجود ہو تو اپنے چہرے کی بے رونقی سے پہچانا جائے گا۔ اگر کسی کو میرے کلام میں شک ہو تو اپنے شہر کے قادیانی دوستوں کے چہرے اس تفسیر کی روشنی میں دیکھے اور ممکن ہے کہ اگر توبہ کرے تو بطفیل محمد ﷺ چہرہ کی رونق بحال ہو جائے۔ ورنہ قیامت کو بھی ایسا ہی روسیاہ نظر آئیں گے۔ کیونکہ نص قرآن مجید ہے کہ مجرم اپنے چہروں سے پہچانے جائیں گے۔

ہمارے شہر میں ہر ہندو، عیسائی، مسلمان اس نکتہ سے واقف ہے اور اس خاکسار نے جس قادیانی سے اس کے چہرے کی بے رونقی دریافت کی ہے تو کوئی معقول جواب نہیں ملا ہر قادیانی کا چہرہ تپ دق سل کے مریض جیسا ہونا امر واقعہ ہے اور خاکسار کا ایک قادیانی ہم وطن (شہری) حال ہی میں راہی ملک عدم ہوا ہے۔ جس کے اوصاف اور چہرہ کی بے رونقی تو کیا جسمانی حالت اس قابل نہیں کہ قلم لکھ سکے اور جس کے چہرے کا تصور کر کے دوسرے قادیانیوں کی حالت دیکھتے ہوئے انسان پر رعب قدرت طاری ہو جاتا ہے کہ جب اس دنیا میں خداوندی تبارک وتعالیٰ ایسی خوفناک سزا دے سکتا ہے تو حیات بعد الممات کا کیا کہنا اور اس حدیث کے ساتھ ہی حقیقت الوحی میں جو فوٹو مسٹر غلام احمد کا موجود ہے اس کو بھی بغور دیکھنا اور خاص کر دونوں آنکھوں کا فرق معلوم کرنا ان شاء اللہ بہت کچھ سبق حاصل ہوگا۔

حدیث میں ہے کہ دجال کے ساتھ بہشت ودوزخ بھی ہوگی۔ لیکن دجال کا پانی آگ

ہوگا اور اس کی آگ، پانی۔ اب کون عقل کا اندھا ہے جو نہیں دیکھ سکتا کہ سوائے قادیانی مسیح کے کسی نے بھی بہشتی مقبرہ کا انتظام نہیں کیا اور قادیانی بہشت انشورنس کمپنی کا سرمایہ کسی صورت میں بھارت انشورنس کمپنی سے کم نہ ہوگا اور یاد رکھو کہ جن کو قادیانی دوزخی کہتے ہیں۔ وہی بہشتی ہیں۔ کیونکہ اس کی آگ پانی ہے اور پانی آگ۔

حدیث میں ہے کہ اس فتنہ کا خاتمہ مسیح کے ہاتھوں ہوگا۔ پس جب حکومت وقت کانگریس جیسے فتنہ کو دبا سکتی ہے اور بالشوزم کا صفایا کر سکتی ہے تو اور یہ طاقت مسیح ناصری کے ادنیٰ غلاموں کی ہے تو اس فتنہ کا جو حشر مسیح کے ہاتھوں ہوگا اس کا تصور بھی ممکن نہیں۔ اگر یہ مہلت ہے تو اس میں بھی راز قدرت ہے کہ پاک ناپاک سے جدا ہو جاوے۔ پس اب وقت ہے کہ تمام اہل کتاب ان حقائق کو دیکھ کر اپنے اپنے عبادت گاہوں میں بخشوع وخضوع دعا کریں کہ جلد حقیقی مسیح کا نزول ہو اور ظہور امام آخر الزمان ہو کہ دنیا اس فتنہ سے نجات پائے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

چونکہ اس مضمون کے اشاعت کے وقت ایک دوست کی طرف سے پیغام صلح کے چند پرچے بھی خاص طور پر بھیجے گئے ہیں جن میں مسلسل دجال، دابۃ الارض، یاجوج ماجوج وغیرہ پر محمد علی صاحب اندلسی (لاہوری) نے زور قلم دکھا کر مسٹر غلام احمد قادیانی کے حق میں پروپیگنڈا کیا ہے۔ اس لئے اس پر بھی مختصراً تبصرہ کیا جاتا ہے تا کہ یہ مضمون ہر لحاظ سے مکمل ہو جائے۔ محمد علی کے لئے ''م'' اور خاکسار کے لئے ''ن'' (نصیری) استعمال ہوگا۔ اس مضمون ''پیغام صلح'' کے متعلق ایک چٹھی بھی ''م''، ''ع'' کے اپنے دستخطوں سے بطور انٹروڈکشن موجود ہے جس سے آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ مضمون جو خاکسار نے لکھا ہے۔ کس قدر اہمیت رکھتا ہے جب کہ لکھے پڑھے انسانوں کو خوفناک مغالطہ کا شکار کیا جا رہا ہے اور نہایت ہی چالاکی سے مولانا عبدالماجد صاحب دریا آبادی اور مولوی عبداللہ شاہ صاحب قادری کی تحقیقات مندرجہ سچ لکھنؤ کو بھی اپنے سلسلہ کی تائید میں تصور کر لیا ہے اور اعلان کیا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے احادیث دجال ویاجوج ماجوج کے متعلق ندائے حق دی ہے اور عبدالماجد وغیرہ صاحبان نے جو کچھ لکھا ہے گویا اس کی صدائے بازگشت ہے اور احادیث کی غلط تاویلیں پیش کر کے مسلمانوں کو اپیل کی ہے کہ وہ تمام زور صرف عیسائیت کے مقابلہ پر لگا دیں اور ان کی تفسیر کو ہی صحیح سمجھ لیں۔ کیونکہ ماشاء اللہ! یہ ایک عجیب وغریب تحقیق کا نتیجہ ہے۔ لیکن اب خاکسار نے دکھا دیا ہے کہ خواہ عبدالماجد ہوں یا محمد علی یا خود مرزا غلام احمد قادیانی سب نے ٹھوکر کھائی ہے اور یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں میں وہ قوت پیدا نہیں ہو سکی جو مقابلہ دجال کے لئے ضروری تھی۔ کیونکہ تشخیص غلط اور نسخہ غلط۔ جس طرح آنکھ ہر ایک چیز

کو دیکھ سکتی ہے لیکن اپنے آپ کو نہیں دیکھ سکتی۔ اسی طرح قادیانی حضرات نے دوسروں کے متعلق تو فوراً فتویٰ لگا دیا لیکن اپنی حقیقت سے بے خبر رہے اور یہ نہ معلوم ہوا کہ قدرت ان کی قلم سے خود ان کے خط وخال کا نقشہ تیار کر رہی ہے اور یہی مضمون مندرجہ پیغام صلح وہیج ان کے لئے صاعقہ آسمانی ثابت ہوگا۔ پس ناظرین! ایک دفعہ پیغام صلح ج ۱۹ ص ۲۴ سے سلسلہ مضامین ملاحظہ کریں اور پھر خاکسار کی تحقیق کو بھی مدنظر رکھیں اب مختصر تبصرہ کرتا ہوں۔

م..... دجال کا مذہب: دجال کون ہوگا؟ بعض احادیث میں ذکر آتا ہے کہ یہودی اس کا ساتھ دیں گے۔ یہودیوں کا اس کے ساتھ مل جانے سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ بھی یہودی ہے۔ یوں امت محمدیہ میں سے بھی کچھ لوگوں کا اس کے ساتھ مل جانے اور اس کے دھوکے میں آجانے کا بھی ذکر ہے۔

ن..... کہنے کو تو محمد علی صاحب نے سب کچھ کہہ دیا لیکن نتیجہ نکالنے میں خوب ٹھوکر کھائی۔ کیونکہ جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ بنا دینا کارے دارد ہے۔ خواہ کتنا ہی فاضل وکیل کیوں نہ ہو یہ کوئی دیوانی فوجداری مقدمہ نہیں ہے۔ یہ تو مذہب ہے۔ مولانا صاحب! یہودی سے مراد یہ ہے کہ یہودی صفت لوگ ساتھ دیں گے۔ جو یقیناً قادیانی ہیں کیونکہ کون نہیں جانتا کہ یہودیوں کی طرح صرف الفاظ کے پابند یہی لوگ ہیں۔ ظاہری احکام پر ایمان لائیں گے اور اندرونی اصلاح کا نام نہ ہوگا۔ ظاہری نماز روزہ موجود ہے۔ لیکن اندر گندگی بھری ہوئی ہے۔ جیسا کہ خود حال ہی میں ''پیغام صلح'' میں آپ نے خلیفہ قادیان کی زبانی امت قادیان کے نام سرٹیفکیٹ درج کیا ہے کہ نام کو اخلاق نہیں۔ نام کو تقویٰ نہیں اور یہودیوں کی طرح ریش تو خوب دراز ہوگی۔ لیکن اندر سیاہ ہوگا اور موقعہ بے موقعہ نما اس کا تذکرہ ہوگا اور یہودیوں کی طرح شارع عام پر نمازیں ادا کی جائیں گی۔ لیکن روح نماز ندارد۔ روزہ صرف فاقہ کشی لیکن روح صوم ندارد اور دوسری صفت یہودیوں کی یہ ہے کہ وہ تحریف کے مجرم ہیں۔ یعنی خواہ الہامی کتب ہوں خواہ انسانی تحریف کرنا ان کی فطرت میں داخل ہے اور قرآن مجید نے بھی ان کے لئے یہی خاص نشان رکھا ہے کہ کلمات اللہ کو تحریف کرنا یہودی صفت ہے اور اب خدارا خود ہی فیصلہ کرو کہ قادیانیوں سے زیادہ تحریف کرنے والا کون گروہ دنیا میں موجود ہے۔ اگر عیسائی کتب کا حوالہ ہوگا تو تحریف موجود۔ اگر اسلامی کتب کا حوالہ ہوگا تو تحریف موجود۔ بلکہ یہاں تک کہ علمائے اسلام نے فتویٰ دے دیا ہے کہ اگر قادیانی کسی کتاب کا حوالہ دے تو جب تک کتاب نہ دیکھو یقین ہرگز نہ کرو۔ کیونکہ تحریف ہی ان کا عام مشغلہ ہے۔ تحریف معنوی ولفظی کیا ہے ہر ممکن طریقہ سے تحریف کر دی جاتی ہے۔ کیونکہ خود ان کے مرشد

کا یہ حال تھا کہ قرآن مجید کے حوالے غلط دیئے جاتے تھے اور آیات غلط درج کر دی جاتی تھیں۔
(دیکھو اخبار زمیندار کے مضامین از قلم حافظ کلام مرزا حبیب اللہ صاحب کلرک نہر امرتسر)

قادیان ۱۹/ مارچ ۱۹۳۳ء بعنوان قرآن حکیم میں متنبی قادیان کی تحریف۔ یہاں تک قیامت دیکھی ہے کہ سیاق سباق میں تحریف موجود ہے اور بے حیائی سے ایک ٹکڑا کلام پیش کر کے دوسرا ٹکڑا اڑا دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ عشرہ کاملہ کے مطالعہ کرنے والے خوب جانتے ہیں کہ ''معراج جسمانی'' میں قرآن مجید کی ایک آیت ہی اڑا دی گئی۔ جس سے معراج جسمانی ثابت ہوسکتا تھا اور صرف وہ سوالات پیش کئے گئے جن سے معراج جسمانی کا انکار ثابت ہو۔ نیازمند کے پاس قادیانی اشتہارات موجود ہیں جن میں نہایت شوخ چشمی سے تحریف کے حربہ سے کام لیا گیا ہے اور محقق کو یہ اشتہارات دکھائے جاسکتے ہیں یہ ایک ایسا واضح مسئلہ ہے کہ ہندو عیسائی مسلم مناظرین نے بھی اپنے اپنے مقلدین کے ذہن نشین کرا دیا ہے اور کیا ہی چالاکی ہے کہ حدیث جو مشکوٰۃ ص ۴۲۷ سے پیش کی گئی ہے۔ اس کے الفاظ میں ''تبتع الدجال من امتی سبعون الفا'' ہے۔ لیکن نوٹ یہ ہے کہ کچھ لوگ مل جانے کا ذکر ہے۔ گویا اس دجال کا جادو غیر اسلامی جماعت پر زیادہ ہوگا۔ لیکن حدیث اس مطلب کے خلاف ہے۔ جیسا کہ اصل مضمون میں خاکسار نے واضح طور پر دکھا دیا ہے اور گرجا گھر میں جانا بھی صاف بات ہے کہ دجال کی زبان پر یہ کلمہ ہوگا کہ وہ کسر صلیب کے لئے آیا ہے۔ لیکن خود صلیب بردار ہوگا اور قادیانیوں اور عیسائی حکومتوں کے تعلقات اور خود مرزا غلام احمد قادیانی کا جہاد کے خلاف لٹریچر اور اخبار زمیندار لاہور کے مضامین اس حدیث پر کافی روشنی ڈال سکتے ہیں۔

م..... دجال کی جائے ظہور، ظہور کا مقام مشرق قرار دیا گیا ہے۔

ن..... بے شک لیکن مولانا صاحب نے کس قدر جہالت کا مظاہرہ کیا ہے کہ تاویل بھی وہ تاویل کہ طفل مکتب بھی ہنس دے۔ جناب مشرق کی طرف ظاہر ہوگا۔ مشرق کی طرف ظاہر ہوگا مشرق کی طرف ظاہر ہوگا۔ (کنز العمال) کے الفاظ کیا صاف پتہ دے رہے ہیں اور یہ قادیان ہے قادیان ہے قادیان ہے اور مشرق ہے یا نہیں؟ خدا کے لئے تعصب چھوڑو اور فتنۂ قادیان سے علیحدہ ہو جاؤ۔ یہ فتنہ دجال ہے مخبر صادق کی پیش گوئی ہے اگر نقشہ دیکھو تو صاف معلوم ہو کہ قادیان سے ہی اس فتنہ کا پھیلنا ایک واضح بات ہے اور عراق، عرب سے تو اور بھی نشان واضح ہو گیا تا کہ مشرق سے کہیں مشرق بعید مراد نہ لیا جائے۔ بلکہ یہی مشرق اور وہ بھی ہندوستان کے ضلع گورداسپور کا قادیان۔

م..... دجال کی تیز رفتاری زمین پانی اور ہوا میں اس کی سواریاں۔

ن..... پس اس ایک نوٹ نے ہی معاملہ صاف کر دیا ہے کہ محمد علی صاحب ہوش سے کام لو۔ دنیا میں صرف خوش اعتقاد شعاری مزاج جہلاء ہی نہیں ہیں۔ پنجاب کا خطہ ضرور زرخیز و بنی ریز ہے۔ لیکن معاف فرمانا کہ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ سے نہیں سنا تھا کہ ''شاید پلنگ خفتہ باشد'' دیکھتے نہیں کہ مخبر صادق نے کیسے واضح الفاظ میں فرمادیا کہ زمانہ دجال ایسا ہوگا جب اونٹ کی سواری بیکار ہوگی تو دنیا پانی ہوا میں بھی نئی نئی سواریوں سے سفر کرے گی۔ یعنی ہوائی جہاز اور بحری جہاز اور زمین کی سواری کا نشان یہ بتایا کہ اس کی سواری کے آگے دھول کا پہاڑ ہوگا۔ یعنی قادیانی علم کلام کی رو سے بھی ریل گاڑی کا اشارہ ہے۔ گویا دنیا میں دجال کا فتنہ بہت جلد جو پھیل جائے گا تو اس کی وجہ یہ ہوگی کہ وہ زمانہ سفر کے لئے بہت سی سہولتیں رکھے گا اور سواری وغیرہ غیر معمولی ہوگی اور کیا نہ دیکھا کہ خود مرزا غلام احمد قادیانی ریل گاڑی میں سفر کرتے قادیانی مبلغ بھی اسی میں سفر کرتے ہیں۔ بلکہ مرنے کے بعد یہی دخانی سواری مرزا قادیانی کی آخری سواری تھی۔ جب لاش لاہور سے قادیان لائی گئی اور تمام قادیانی مشنری جہازوں کے ذریعہ امریکہ یورپ پہنچے اور برلن و وکنگ مشن کے کفیل بھی اسی سواری کے بدولت نصیب ہوئے اور ادھر چین تک اسی سواری نے فتنہ کو پہنچا دیا ہے تو ہوائی جہاز میں خلیفہ قادیان نے پرواز کیا ہے اور مستقبل قریب میں یہ فتنہ اس سواری کے ذریعہ بھی دنیا میں پھیلے گا اور ''تطوی له الارض'' کا نقشہ بھی آج سامنے ہے کہ دجالی پراپیگنڈہ کے ذرائع غیر محدود ہیں اور آج نہ صرف اخبارات کے ذریعہ قادیان سے جو فتنہ اٹھا ہے وہ دنیا میں پھیل چکا ہے۔ بلکہ بذریعہ جدید ذرائع خبر رسانی ریڈیو و براڈ کاسٹنگ وائرلس وغیرہ کے بھی یہ فتنہ قیامت بن رہا ہے اور پھر حکومت اس کی حمایت پر کمربستہ ہے جسے مملکت میں سورج غروب نہیں ہوتا اور جس کے پریس کی طاقت اس فتنہ کو آج عالمگیر بنا رہی ہے اور صلیب برداری کا خاص نشان ہے اور ''زمین و آسمان کے درمیان اچھلنا'' بھی اسی کو کہتے ہیں۔ کیونکہ اتنی بڑی حکومت اس کی ناز بردار ہے اور جس اخبار کا مطالعہ کیجئے۔ آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ کس طرح حکومت کے بل بوتے پر یہ اچھل رہے ہیں۔ کشمیر کی وادیوں میں یہی جراثیم قیامت بن رہے ہیں اور ہندوستان میں یہی فتنہ ہر فرقہ کے لئے خوفناک صورت اختیار کر رہا ہے اور مخبر صادق کی پیش گوئی کو حرف بحرف حقیقت بنا رہا ہے۔ سیاست عالم کے جاننے والے مخبر صادق کے الفاظ کو خوب سمجھ سکتے ہیں۔

م..... ساتھیوں کی خوشحالی اور مخالفوں کے مصائب۔

ن..... اللہ اکبر! مخبر صادق نے کتنے سو سال آج سے پہلے اس فتنہ کا نقشہ کھینچ دیا ہے کہ ہر ملحد سے ملحد بھی قدرت کے سامنے سر تسلیم خم کر دے۔ خدارا حدیث کے الفاظ پر غور کرو اور اپنے آپ کو اپنے بال بچوں کو اس فتنہ سے بچاؤ۔ یہ حدیث لفظاً لفظاً اسی فتنہ پر صادق آتی ہے۔ کیا انہیں دیکھتے ہیں کہ قادیان مونٹی کارلو سے کم نہیں ہے جہاں خلیفہ کے حواریوں کے بنگلے اور دسترخوانوں کی ضیافتیں اس اقتصادی تباہی کے زمانہ میں بھی دجال کی خوشحالی کا ثبوت دے رہی ہیں اور غلام رسول راجیکے، شمس اور مفتی صادق جیسے بے علم حضرات کے وظیفے مقرر ہیں جن کو اگر اس فتنہ سے علیحدہ ہونے کی توفیق ہوتی تو بصد مشکل پیٹ بھی پال سکتے اور جو بھی اس تحریک میں شامل ہو جاتا ہے۔ اس کا وظیفہ مقرر ہو جاتا ہے۔ شملہ ڈلہوزی کی سیر و سیاحت اور حواریوں کی شان و شوکت کو دیکھو اور ''ومعه خیال من خبر والناس فی جهد الامن اتبعه'' پر ایمان لاؤ اور ''کون دجال ہے جس کے لنگر خانہ کا ہزاروں روپے کا خرچ ہو رہا ہو اور سرزمین قادیان کو ہالی ووڈ بنایا جا رہا ہو۔''

''فمن اتبعه اطعمه واکفره'' کے الفاظ پر غور کرو کہ خوب کھلاتا پلاتا ہے گو کافر بھی بنا دیتا ہے۔ قادیانی بیرسٹر موجود ہیں جو نان شب کے محتاج تھے۔ کیا خواجہ کمال الدین کی سیالکوٹ کی زندگی تمام کو معلوم نہیں؟ اور مفتی محمد صادق صاحب جو کہ ہمارے پڑوسی و شہری ہیں ان کے حالات سے بھی ہم لوگ اچھی طرح واقف ہیں اور خوب سمجھتے ہیں کہ دجال کی پیروی کے صدقے میں ایسے صاحب کتنے سال امریکہ کی سیر و سیاحت کا لطف اٹھاتے رہے اور آخر مس ہالینڈ سے تعلقات ازدواجی قائم کر کے شاندار کوٹھیوں میں دین بیچ کر دنیا کے مزے لوٹ رہے ہیں۔ کتنے ہمارے شہری ہیں جو نان شب کے محتاج تھے اور بوجہ نہ ہونے کسی کسب و ہنر کے آوارہ روزگار تھے۔ لیکن دجالی تقلید کے طفیل لنگر خانے کی روٹیاں اڑا رہے ہیں اور بعض چوروں کی طرف مردوں کی ہڈیوں کی تجارت سے یعنی بہشتی مقبرہ کے ڈھونگ و تماشہ کی لوٹ سے مہذب دنیا کی آنکھ میں خاک ڈال کر عیش و عشرت کر رہے ہیں۔ دنیا جانتی ہے کہ قادیانیت روٹی کے سوال کا حل ہے۔ یہ نہیں کہ باقاعدہ شریفانہ طریقوں سے مثلاً تجارت و ہنر کے ذریعہ کسب معاش کے وسائل پیدا کرنا بلکہ عوام کی جہالت کا فائدہ اٹھا کر روحانی بداخلاقیوں یعنی الہامات خود ساختہ و خرافات کے ذریعہ مذہبی جذبات کو بھڑکا کر شریفانہ لوٹ مچانا ہے۔ میرے ذاتی قادیانی آشنا ہیں جنہوں نے خود تسلیم کیا ہے کہ آج کل صلیب برداری کے صدقے قادیانیوں کے حقوق وہی ہیں جو انیگلو انڈین حضرات کے ہیں اور دجال کی بیعت ملازمت کے لئے پاسپورٹ ہے۔ دیکھو چوہدری ظفر اللہ کا حال۔ کہاں سے کہاں اچھلتا پھرتا ہے اور جس ہندوستان میں ہزاروں شریف النسب خاندانی سید

قریش قزلباش اور بڑے بڑے مخدوم سجادہ نشین، ملک التجار، فاضل مسلمان حضرات موجود ہیں جن کی وفاداری میں کسی قسم کا شبہ نہیں ہوسکتا اور جنہوں نے ہر موقعہ پر گورنمنٹ عالیہ کے ساتھ حقیقی وفاداری کا ثبوت دیا ہے اور لاکھوں روپے اور اپنے مریدوں سے امداد کی ہے۔ جب کہ قادیانی پسو صرف سرزمین قادیان میں ہی پرورش پا رہے تھے اور جن کے خون سے آج بھی یورپ کے مشہور جنگی میدان کے زرے بھی لالہ زار بن کر نمک حلالی کا نشان پیش کر رہے ہیں۔ وہاں قیامت ہے کہ قادیانی وکیل نہ صرف وائسرائے بہادر کی کونسل میں دکھائی دیا بلکہ گول میز کانفرنس کا ایسا نمائندہ بنا کر نہ صرف تین کانفرنسوں میں بلاشرکت غیرے ڈینگ مارتا پھرا۔ بلکہ ہر مقام و ہر کمیٹی کا پیٹنٹ ریزرور پرزا بنا۔ اگر ان حقائق کی موجودگی میں بھی کسی صاحب کو ان حضرات سے حسن ظن باقی ہو اور اس فتنہ کو فتنہ دجال سمجھنے میں پس وپیش ہو تو یا تو بخدا اور رسول ایسا انسان بندۂ زر ہے۔ عمرو سعد ثانی ہے جو حکومت رے کے لالچ میں خون حسین سے ہاتھ رنگین کرنے میں بھی نہ ڈرا اور یا دیوانہ ہے جس کا بہترین علاج یہ ہے کہ پاگل خانہ میں کچھ ایام گزارے تا کہ دماغی حالت درست ہو۔

م..... دجال کا نام مسیح کیوں رکھا۔

ن..... دجال کو فی الحقیق مسیح الدجال اس لئے کہا گیا ہے کہ وہ اپنا کام مسیح کے نام کے نیچے کرے گا۔ ورنہ مسیح تو ایک پاک نام ہے اور یہی اس کا دجل وفریب ہوگا۔ حضرت مسیح کی تعلیم یہ تھی کہ اگر کوئی دائیں رخسار پر طمانچہ لگا دے تو بائیں کو پیش کر دو اور دجال بھی اس رنگ میں جہاد کے حرام ہونے کا فتویٰ دے گا اور کھلے بندوں کہے گا۔

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دین کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۲۶، خزائن ج ۱۷ ص ۷۷)

لیکن اپنی حالت یہ ہوگی کہ دشمن کے لئے ہر وقت موت کا پیام دیا جائے گا اور ہر ممکن طریقہ سے دشمن کو مالی جانی نقصان پہنچایا جائے گا۔ دیکھو لیکھرام کا حال۔ مباہلے والے محمد حسین شہید کا انجام اور ہر مقام پر قادیانیوں کی فتنہ پردازیاں اور ہمارے شہر میں ایک حنفی مسلمان کے گھاٹ اتارا گیا اور کئی قادیانیوں کو مختلف قسم کی سزائیں ملیں اور جیل خانہ کی ہوا بھی کھانی پڑی۔ حالانکہ ہندو ہو یا عیسائی، مسیح کے نزدیک ان سے بھی سلوک ایسا کرنا چاہئے تھا کہ اخلاقی تلوار سے ان کی روح پر فتح حاصل کی جاتی۔ لیکن قادیانی مغل کی تو یہ حالت تھی کہ بذریعہ کورٹ اقرار نامہ لینا

پڑا کہ آئندہ یہ صاحب کسی صاحب کو موت کی دھمکی نہ دیں گے۔ دیکھو نقل فیصلہ مسٹر جے. ایم ڈوئی صاحب بہادر آئی. بی. ایس ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور بمقدمہ غلام احمد ساکن قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور ملزم (الزام زیر دفعہ ۱۰۷) ضابطہ فوجداری تاریخ مرجوعہ ۱۵ر دسمبر ۱۸۹۹ء

چونکہ اکثر قادیانی روز روشن میں ہر تحریر کا انکار کر جاتے ہیں اور خود قادیانی مغل نے بھی (ضمیمہ کتاب البریہ ص۹، خزائن ج۱۳ ص۱۰ حاشیہ) پر بغیر خوف خدا ورسول یہاں تک لکھ دیا کہ ان کو ڈرانے والی پیش گوئیوں سے کوئی ممانعت نہیں ہوئی۔ اس لئے اصل اقرار نامہ کی نقل پیش کی جاتی ہے اور ناظرین پر فیصلہ چھوڑتا ہوں کہ کیا یہ بھی کسی شریف آدمی کی عادت دیکھی ہے کہ کم از کم کورٹ کی کارروائی سے بھی محض دفع الوقتی اور جہلاء کو الو بنانے کے لئے انکار کر دیا جائے۔ شرم!

اقرار نامہ

میں مرزا غلام احمد قادیانی بحضور خداوند تعالیٰ باقرار صالح اقرار کرتا ہوں کہ آئندہ (۱) میں ایسی پیشین گوئی شائع کرنے سے پرہیز کروں گا جس کے یہ معنی ہوں یا ایسے معنی خیال کئے جائیں کہ کسی شخص کو (یعنی مسلمان ہو خواہ ہندو ہو یا عیسائی) ذلت پہنچے گی یا وہ مورد عتاب الٰہی ہوگا۔ (۲) میں خدا کے پاس ایسی اپیل یا فریاد ودرخواست کرنے سے بھی اجتناب کروں گا۔ (۳) میں اس بات سے بھی پرہیز کروں گا کہ مولوی محمد حسین بٹالوی یا ان کے کسی دوست یا پیرو کو اس امر کے مقابلہ کے لئے بلاؤں کہ وہ خدا کے پاس مباہلہ کی درخواست کریں۔

العبد: مرزا غلام احمد قادیانی بقلم خود

گواہ شد: خواجہ کمال الدین بی. اے، ایل. ایل. بی

دستخط: جے. ایم ڈوئی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ، مورخہ ۲۴ر فروری ۱۸۹۹ء

یہ ہے مختصر کارروائی۔ اس مقدمہ واقرار نامہ کی تفصیل کے لئے دیکھو مباہلہ امرتسر، یکم ر مارچ، ۱۵ر فروری کا ص۵ بعنوان ''افتراء اور جھوٹ کی عادت'' ایک نقطہ اور بھی یہاں یاد رکھئے کہ یہ اقرار نامہ اس مغل بچہ کا ہے جو (خاکش بدہن) اپنے آپ کو حضرت امام حسین علیہ السلام سید الشہداء سے بھی افضل قرار دیتا تھا اور مشک وعنبر کی یاقوتی کھا کر اپنے حجرے میں بیٹھے جب مراق کا دورہ ہوتا تھا تو یہاں تک لن ترانی کرتا تھا کہ ؎

صد حسین است در گریبانم

لیکن اللہ اللہ، اس کی بزدلی کی حالت دیکھو کہ خدا ایک الہام کرتا ہے مگر یہ چاپلوس ابن الوقت متنبّی کہتا ہے کہ اگر الہام امن عامہ اور اغراض گورنمنٹ کے مخالف ہوگا تو شائع نہ کیا جائے گا۔ عدالت اور قانون وقت کا خوف خدائی احکام پر غالب ہے۔ شرم! شرم! بولو قادیانی دہرم کی ہے!! کیا موعود ادیان کل کی یہی شان ہوگی؟ کیا خلیفہ الٰہی کی یہی طاقت ہوتی ہے؟ کجا کربلا کے زہرہ گداز واقعات بال بچوں کو اسلام کے نام پر قربان کر دینا اور یزید کی بیعت نہ کرنا اور کجا یہ دجالی تماشہ کجا مغل اور کجا سید الشہداء ؎

چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک

خواجہ معین الدین چشتی نے خوب فیصلہ دیا ہے ؎

سرداد نہ داد دست در دست یزید
حقا کہ بنائے لا الہ است حسین

غرضیکہ نام کو تو مسیح ہوگا لیکن اعمال کے لحاظ سے دجال ہوگا۔ پس اس نام میں خود یہ شہادت موجود ہے کہ فتنہ دجالیت فتنہ قادیان ہی کا دوسرا نام ہے۔

م..... احادیث دجال پر سرسری نظر۔

ن..... فی الواقعہ ہم بھی محمد علی صاحب کی تائید کرتے ہیں کہ احادیث دجال اس قدر کثرت کے ساتھ ہیں اور اس قدر صحابہ سے مروی ہیں کہ ان کی مجموعی شہادت کسی قسم کا شبہ نہیں ہوسکتا۔ مسند احمد میں ۱۰۰ کے قریب ایسی احادیث ہیں اور غیر معمولی شان کے اصحاب راوی ہیں کیونکہ فتنہ دجال یعنی فتنہ قادیان بھی غیر معمولی فتنہ تھا جس کے لئے مخبر صادق نے پہلے سے امت کو ڈرا دیا اور بعض صحابہ کے یہ الفاظ ہیں کہ بڑی کثرت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا اور بار بار آپ نے دجال کے فتنہ سے ڈرایا اور کسی فتنہ پر (بقول محمد علی صاحب) جو اسلام کو پیش آنے والا تھا۔ اتنا زور نہیں دیا جتنا زور دجال کے فتنہ پر دیا۔

م..... عورتوں پر دجال کا اثر۔

ن..... بجا ہے کہ یہ خبر بھی صاف الفاظ میں دی گئی ہے کہ دجال کا اثر عورتوں پر بھی ہوگا۔ آخر ''من یخرج الیہ النساء'' سب سے پیچھے عورتیں اس کی طرف نکلیں گی۔ دنیا جانتی ہے کہ فتنہ قادیان میں جس قدر عورتوں نے لیا ہے کسی اور تحریک میں نہیں لیا۔ پیغام صلح ہو یا الفضل اس کے مطالعہ کرنے والے بخوبی جانتے ہیں کہ ہر قادیانی تحریک میں عورتوں کا حصہ زیادہ ہے۔ بلکہ فخریہ لکھا جاتا ہے کہ قادیانی عورتوں نے مردوں کو بھی قربانی میں نیچا دکھا دیا ہے۔ حال کی تبلیغی تحریکیں

دیکھو کہ جس شہر میں قادیانی جلسے ہوئے ہیں عورتوں نے باقاعدہ اجلاس کئے ہیں اور ہندو، مسلم، عیسائی عورتوں کو مدعو کیا ہے اور فتنہ قادیان کے حق میں تقریریں کی ہیں اور بعض شہروں میں غیروں کے گھر جا کر عورتوں نے فتنہ قادیان کے جراثیم پہنچائے ہیں۔ عورت فطرتاً حیادار ہوتی ہے اور مشکل سے میدان میں نکلتی ہے اور نماز جیسی افضل عبادت میں حکم ہے کہ عورتیں گھر پر نماز کا فریضہ ادا کریں۔ لیکن فتنۂ دجال دیکھئے کہ لاکھوں روپے کے زیورات عورتوں نے خلیفہ قادیان کی نظر کئے۔ ووکنگ مشن کے لئے عورتوں نے غیر معمولی قربانی کی اور ہر قادیانی اخبار میں عورتیں فخریہ مضامین شائع کرتی ہیں بلکہ یہاں تک قیامت ہے کہ قادیان میں قادیانی عورتوں نے کنارہ بیاس کی سیر و سیاحت و جسمانی ورزشوں اور لیکچروں سے ایک دنیا کو محو حیرت کر دیا ہے اور طلسم کدہ قادیان نے اچھے لکھے پڑھوں کو مفلوج الدماغ بنا دیا ہے اور خلیفہ قادیان کے لیکچر عورتوں کے مجمع میں سنائی دیتے ہیں اور دیگر امور تو ایسے ہیں کہ بس زمیندار کے ذکاہات اور مباہلہ کے اشارات کافی ہیں۔ مردوں اور عورتوں کا اختلاط دجالیت کی نشانی ہے اور آج ہمارے شہر کی یہ حالت ہو چکی ہے کہ اس فتنہ میں عورتوں نے یہاں تک حصہ لینا شروع کر دیا ہے کہ مردوں کو مجبوراً روکنا پڑا اور تنبیہ کی ضرورت محسوس ہوئی اور یہ حالت ہندوستان کی قادیانی دنیا کی ہے اور مخبر صادق کے الفاظ یاد آتے ہیں کہ ”عورتیں اس طرح دجال کی طرف نکلنا شروع کر دیں گی کہ مردان کو گھر رہنے کے لئے مجبور کرنے لگیں گے۔“

فی الحقیقت یہی بات ہے کہ جس قدر آزاد جدید تعلیم کی شیدائی، فیشن ایبل عورتیں مسلمانوں کے گھرانوں سے علیحدہ ہو کر قادیانی مردوں کے نکاح میں قید ہو چکی ہیں۔ وہی آج شریعت اسلام کے نزدیک فلم سٹار سے کم درجہ نہیں رکھتیں۔ کیونکہ اسلام کبھی عورتوں کو مشنری کالجوں میں تعلیم حاصل کرنے کی اجازت نہیں دے سکتا اور نہ ہی اسلام نے عورتوں کو لیکچر دینے اور بے نقاب ہونے اور غیر محرم مردوں سے بے تکلفانہ تبادلۂ خیالات کرنے کی اجازت دی ہے اور مخلوط تعلیم کا مسئلہ مخلوط انتخاب کی طرح اسلامی دنیا میں بھی قیامت بن رہا ہے۔ یہ ہے مختصر تبصرہ محمد علی لاہور کے مضمون بحث دجال و یاجوج ماجوج پر اور ناظرین اب خود فیصلہ کریں کہ کہاں تک نیاز مند کی تفسیر صحیح ہے اور محمد علی کی تفسیر محض دفع الوقتی اور خود غرضی کا مجموعہ ہے میں نہیں سمجھ سکتا کہ یہ کیسے پڑھے انسان جب خود عقل کے اندھے تھے تو دوسروں کو کیوں اس قدر بے وقوف سمجھ لیا کہ فتنہ دجال سے مراد فتنہ مسیحیت ہے۔ کیا مسیحیت رسول کے زمانہ میں موجود نہ تھی۔ کیا پادری اس وقت نہ تھے؟ بلکہ عرب میں مسیحیت کا زور تھا اور پادری موجود تھے۔ جیسا کہ اپنے انگریزی ترجمۃ

القرآن کے دیباچہ میں یہ صاحب خود تسلیم کر چکے ہیں۔ پھر نہ معلوم ان کو کیا دماغی بیماری ہے کہ دجال سے مراد پادری اور دجالیت سے مراد مسیحیت ہے۔ خود قرآن مجید کی آیات واضح ہیں کہ یہی عیسائی عقائد تثلیث وغیرہ اس وقت بھی تھے اور عرب میں گرجے تک تو موجود تھے اور نور افشاں کے لیڈنگ آرٹیکل بعنوان ''عرب میں مسیحیت کے فیوض'' نے بہت سے معموں کا حل پیش کر دیا ہے۔ گو بعض امور میں مسیحی حضرات نے خاص رنگ چڑھا دیا ہے۔ لیکن یہ تو حقیقت ہے کہ یہی مسیحیت اس وقت بھی تھی اور اس کا ظہور کیا معنی کیونکہ جو چیز پہلے موجود ہو اس کا کس طرح بغیر تم عدم میں جانے کے ظہور ہو سکتا ہے۔ مسیحیت تو اسلام کے دوش بدوش رسول اللہ ﷺ کے زمانہ سے اپنی تبلیغی کارروائیوں میں مصروف ہے اور پھر کس طرح بقول قادیانیوں کے (خاکش بدہن) یہ کہا جا سکتا ہے کہ خود رسول پر دجال کی حقیقت نہ کھل سکی۔ خدارا کچھ تو سوچو کہ منہ سے کیا کہتے ہو اور تحریر کیا ہے۔ کوئی صاحب ان سے پوچھے کہ عقل کے اندھو مسیحیت کوئی آج کی تحریک نہیں ہے کہ یہ جدید فتنہ کہلائے۔ بخدا جس قدر بھی کوئی صاحب قادیانی لٹریچر کا مطالعہ کرے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان کو اتنا بھی علم نہیں ہے کہ تاریخی واقعات کیا ہیں اور دلیل کس جانور کا نام ہے اور ان کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کوئی مفلوج الدماغ وکیل اپنے جرح میں یہ نہ سمجھے کہ وہ اپنے موکل کے حق میں کہہ رہا ہے یا مدعی کی تائید کر رہا ہے۔ جب بھی دیکھو یہی حالت ہے۔ اگر نشان طاعون پر لن ترانی ہے تو یہ نہ دیکھیں گے کہ آخر مہدی نے کل دنیا کے لئے آنا ہے۔

اس لئے یہ نشان عالمگیر ہونا چاہئے صرف ہندوستان کی طاعون سے کیا نتیجہ نکل سکتا ہے۔ اگر نشان ریل و اونٹ کی سواری کا بیکار ہونا ہے تو یہ نہیں دیکھیں گے۔ جب مہدی کل دنیا کے لئے ہے تو صرف حجاز کی ریل کی تجاویز صحرائے افریقہ، صحرائے یوپی اور امریکہ کے صحرا کے لئے کب نشانی ہو سکتی ہے اور ان حضرات پر کب حجت ہو سکتی ہے جو مغربی دنیا میں آباد ہیں یا مشرق بعید کے باشندے ہیں۔ غرضیکہ ہر ایک بات میں صرف مخص الوقت مخص المقام باتوں سے عوام کو الو بنایا جائے گا اور دنیا کو صرف ہندوستان یا قادیان سمجھ لیا جائے گا۔ لیکن یہ بھی دجال کی جہالت کی نشانی ہے۔ کیونکہ میں نے اپنے مشہور رسالہ ''بارقہ ضغیمیہ'' میں دکھا دیا ہے کہ خود مرزا غلام احمد قادیانی جغرافیہ میں اس قدر بے علم تھا کہ مڈل پاس طالب علم اس کو سبق دے سکتا تھا اور قیامت یہ تھی کہ اپنے شہر قادیان کو یہ مختاری فیل مغل اپنے اشتہار چندہ (منارۃ المسیح ص ح، خزائن ج ۱۶ ص ۲۳) پر لاہور سے گوشہ جنوب مغرب ہونا بتلاتا ہے۔ حالانکہ لاہور سے شمال مشرق میں ہے اور اس کی تحریروں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کو اتنی بھی تمیز نہ تھی کہ جہلاء کی طرح عجائب گھر اور

چڑیا گھر میں تمیز کرسکتا اور ایک دودھ دینے والے بکرے جب حال بیان کرتا ہے تو یہ نہیں سمجھ سکتا کہ جانور عجائب گھر میں ہوتے ہیں یا چڑیا گھر جیسا کہ جہلاء اکثر کہتے ہیں کہ لاہور کے عجائب گھر میں عجیب وغریب جانور دیکھے۔ حالانکہ (Zoo) اور چیز ہے اور عجائب گھر اور چیز۔ پس قدرت دیکھو کہ دجال کے لئے کیسے کیسے نشانات رکھے اور آخر اس کی جہالت پر بھی مہر لگادی۔ باوجود ہزار قسم کی لن ترانیوں کے دنیا کو معلوم ہوگیا کہ یہ قادیانی مغل تو ایک فاضل انسان بھی نہیں ہے۔ چہ جائیکہ مذہبی ریفارمر یا نبی یا مسیح یا مہدی یا مجدد بن سکے۔

اردو ہے تو پنجابی نما جس کو پڑھ کر لکھنوی حضرات کا دل متلا جائے۔ (دیکھو اغلاط مرزا اور مشہور عالم کتاب مرزائی ناول مصنفہ یکے از کوہاٹ اور یہ ناول نیاز مند کے پاس بھی موجود ہے) عربی ہے تو اوٹ پٹانگ غلط محاوروں کا مجموعہ۔ قرآن دانی کی یہ حالت ہے کہ صرف قرآن مجید سے آیات کو بھی بطور (Refrence) حوالہ جات کے صحیح نہیں لکھ سکتا۔ چہ جائیکہ تفسیر بیان کرسکے اور معلوم ایسا ہوتا ہے کہ تمام عمر میں کبھی بھولے سے بھی قرآن مجید کو الحمد سے لے کر والناس تک نہیں دیکھا۔ چہ جائیکہ حافظ قرآن مجید ہوتا۔ پس اگر فی الحقیقت غلام احمد کو قدرت نے مجدد کا شرف ہی دینا ہوتا تو کم از کم ایک جامع تفسیر قرآن مجید ہی ختم کر کے دنیا سے جاتا کہ خود قادیانی دنیا میں تو فیصلہ کن چیز ہو جاتی۔ لیکن قدرت کا معجزہ دیکھو کہ ہزاروں اشتہارات اور رسالہ جات تو دکانداروں کی طرح شائع کردیئے اور جہلاء کا روپیہ ذاتی پروپیگنڈا میں برباد کردیا اور مال حرام بود بجائے حرام رفت کا معاملہ ہوگیا۔ لیکن کوئی قرآن مجید کی تفسیر مرزا قادیانی جیسے بے علم سے ناممکن تھی۔ ہاں! نورالدین کو اگر توفیق ہوتی اور گمراہ نہ ہو جاتے بوجہ تقلید دجال (ہلاکت کا فرزند) تو شاید یہ کام ہو جاتا۔ لیکن ان کو بھی یہ سعادت نصیب نہ ہوسکی اور تمام عمر فضولیات میں گزار دی اور خدمت قرآن مجید نہ کرسکے۔ کوئی اسلامی فرقہ نہیں ہے جس کے مستند علماء نے ضخیم تفسیریں شائع نہ کی ہوں بلکہ پادری صاحبان نے بھی یہ کام کر دکھایا ہے۔ لیکن دجال کی زبردست نشانی ہے کہ اس کے ہاتھوں قرآن مجید کی تفسیر دنیا نہ دیکھ سکی اور لن ترانیوں اور شوخ چشمیوں اور اشتہار بازیوں میں ہی وقت ضائع کردیا گیا۔ ایڈیشن دوم تحفہ قادیان کا دیباچہ دیکھئے۔ گو محمد علی نے جو قادیانیوں کے نزدیک مرتد ہے۔ یہ کام کیا ہے لیکن نہ کرنے کے برابر اور وہ بھی عام مسلمانوں کی امداد کے بھروسہ پر اور خاص کر اہل سنت والجماعت بھائیوں کے کوتاہ اندیش حضرات کے حسن ظن کا ناجائز فائدہ اٹھا کر ورنہ یہ تفسیر بھی جو قیمت رکھتی ہے علمائے جامعہ ازہر سے پوچھئے ہزار دفعہ کہئے کہ غلام احمد یہ تھا وہ تھا۔ لیکن جب تک اس کے ہاتھوں خدمت قرآن مجید یعنی مکمل تفسیر قرآن مجید پیش نہ کرو جو

نہیں کر سکتے تو دنیا کا سنجیدہ طبقہ یہی کہے گا کہ اس قسم کی لن ترانیاں کبھی کام نہ آسکتیں اور مرزا غلام احمد قادیانی کیا کوئی عالم باعمل ہی نہ تھا یہ اشتہار بازی اور مذاہب عالم کے خلاف خوفناک مبالغہ آمیز مغالطہ انگیز تحریریں شائع کرنا تو ہر پڑھے لکھے مسلمان سے بھی ہوسکتا ہے۔ بشرطیکہ ضمیر اجازت دے اس میں مجددیت، مہدویت کی کون سی بات ہے اور اب دنیا کے سامنے ایک ایسی چیز پیش کرتا ہوں کہ میرا مضمون ہر لحاظ سے مطمئن ہو جائے اور دنیا اس بات پر ایمان لے آئے کہ مخبر صادق کا روحانی کمال یہ تھا کہ آج سے سینکڑوں سال پہلے فتنہ قادیان کی ایسی تصویر کھینچی کہ اگر خدانخواستہ دنیا سے قرآن مجید کے موجودہ نسخہ بھی گم ہو جائیں اور احادیث کی کتابیں بھی نہ مل سکیں اور منطق دلائل کا زمانہ بھی ختم ہو اور فلسفہ کا نام سے دنیا بیزار ہو جائے اور روحانیت سے کوسوں دور بھاگے اور ہر ایک الہامی کتاب کا انکار کر دے اور آثار قدیمہ بھی دنیا میں کہیں نظر نہ آسکیں اور ظاہری فروعات کا چرچا بھی کم ہو اور پھر دنیا کے سامنے خاتم النّبیین کی صداقت پر کسی نشان کی ضرورت محسوس ہو اور جہاں ہندو عیسائی حضرات کی زبانیں ساکت ہو جائیں وہاں مسلمان میدان میں نکل کر کہہ سکتے ہیں کہ دیکھو فتنۂ قادیان اور پھر سنو ہم سے اسی فتنہ کے نشانات جو ہمارے سینوں میں محفوظ ہیں جس طرح ہماری الہامی کتاب ہمارے سینوں میں محفوظ ہے اور خود فیصلہ کر دو کہ کیا بغیر معمولی روحانی انتظام کے کوئی یتیم خط عرب کا ظاہری تعلیم سے محروم سینکڑوں سال بعد کی خبر دے سکتا ہے اور اگر فی الواقع دی ہے اور وہ خبر ایک دنیا نے اپنی آنکھوں سے صداقت بنی ہوئی دیکھ لی ہے تو پھر کیا ایسی ہستی فوق البشر نہیں ہے۔ دنیا میں روحانیت کا بول بالا ہے یا نہیں؟ ان شاء اللہ! دنیا کو روحانیت کے آگے سر تسلیم خم کرنا ہوگا اور تسلیم کرنا ہوگا کہ توریت، انجیل، قرآن مجید الہامی سچی کتابیں ہیں جنہیں چودھویں صدی کے حالات بلاکم وکاست بغیر کسی ابہام یا تاویل کے صاف لکھے ہوئے موجود ہیں اور یہ انسانی طاقت سے باہر ہے کہ آج سے سینکڑوں سال بعد کے حالات کو پہلے محفوظ کر لیا جائے۔ ایک اور لطف کی بات بھی پیش کرتا ہوں کہ مشہور کتاب براہین احمدیہ بھی مرزا قادیانی کی اپنی کتاب نہیں ہے بلکہ مولوی چراغ علی کی محنت کا نتیجہ ہے اور اس کتاب کی حقیقت معلوم ہو چکی ہے۔ جب کہ مشہور کتاب مولوی صاحب مرحوم ''الکلام فی ارتقاء الاسلام معہ مقدمہ وخطوط'' مولوی صاحب مرحوم ۱۹۱۱ء میں کتب خانہ آصفیہ سے شائع ہوئی اور آئینہ قادیان میں خواجہ غلام الثقلین نے بھی اس طرف اشارہ کیا ہے۔ مسلمان عالموں نے قلمے درمے سخنے اس قادیانی کی امداد کی۔ لیکن آج قادیانی حضرات نے ان ہی صاحبان کو کافر تک کہہ دیا۔ کیونکہ وہ اب اس صاحب کی خانہ زاد نبوت مہدویت، مسیحیت پر

ایمان نہیں لاتے۔

افسوس! مرزا غلام احمد قادیانی کی علمی حالت دیکھنی ہو تو حافظ کلام مرزا مرتسری کی کتب دیکھو یا غایت المقصود فارسی کی ضخیم جلدیں دیکھو۔ جب شمس العلماء علامہ حائری صاحب قبلہ نے مرزا قادیانی کی زندگی میں تفسیر نویسی کا چیلنج دیا اور اصل چیلنج کتاب میں اب موجود ہے جو خاکسار کے پاس بھی ہے۔ لیکن مرزا قادیانی نے خاموشی کو مناسب سمجھا۔ کیونکہ خاموشی ہی سے پردہ پوشی ہوتی تھی۔ خدا کی قسم حیرانگی اس بات کی ہے کہ نہ ہی مرزا قادیانی کی اردو صحیح نہ ہی انگریزی کے الہام صحیح بلکہ الہامی انگریزی کی غلطیاں سکول کے طالب علم صحیح کر سکتے ہیں اور نہ ہی فارسی کا محاورہ صحیح اور عربی کی اغلاط کو خود تسلیم کیا ہے۔ اعجاز احمدی کی دھجیاں فضائے آسمانی میں علمائے اسلام نے اڑائیں۔

دنیا ہے کہ حسن ظن سے کام لے رہی ہے اور دوسروں کو اپنی جہالت میں شامل کرنا چاہتی ہے۔ افسوس! کیا کسی ریفارمر کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ وہ علمی ادبی لحاظ سے ایک جاہل آدمی ہو اور دنیا کے فضلاء وحکماء ایک نامعقول کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں۔ پیش گوئیاں یہ کہ کوئی مشہور پیش گوئی نہیں جو پوری ہوئی ہو۔ بلکہ تاویل کو معنے پہناتے پہناتے تاویل شرمانے لگی۔ محمدی بیگم کی پیش گوئی کا حشر دیکھو، ثناء اللہ امرتسری کا معاملہ مشہور عالم بات ہے کہ شریف آدمی زندہ موجود ہے۔ مرزا قادیانی کی دعا موجود ہے۔ لیکن پھر بھی قادیانی دوست ہیں کہ دوسروں کو الو بنانے کی کوشش کرتے ہیں اور زبانی وتحریری اقرار کرتے ہیں کہ اس معاملہ میں ثناء اللہ امرتسری نے سنت اللہ کو صحیح سمجھا تھا اور مرزا قادیانی کی غلطی تھی جو انہوں نے لکھ دیا کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مرے گا۔ کیونکہ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا اور ثناء اللہ نے اخبار اہل حدیث میں مرزا قادیانی کی قرآن دانی کی غلطی نکال دی تھی اور لکھا تھا کہ سچا جھوٹے کی زندگی میں بھی مر سکتا ہے اور اسی قسم کی باتوں سے دنیا کے سامنے اپنے آپ کو رسوا کیا جاتا ہے۔

افسوس! ابھی حال میں زلزلہ بہار اور اڑیسہ نے دنیا کو ایک دفعہ پھر جگا دیا ہے۔ اس لئے ناظرین سے اپیل کرتا ہوں کہ عبرت حاصل کرو اور سوچو کہ جب توریت، انجیل، قرآن مجید کی پیش گوئیاں حرف بحرف پوری ہو رہی ہیں تو یقیناً مستقبل قریب میں مسیح علیہ السلام کا ظہور بھی ہوگا اور مہدی علیہ السلام کا ظہور بھی یقینی بات ہے۔ ایک بات یاد رکھئے کہ انجیل متی میں صاف لکھا ہے کہ زلزلے آمد ثانی سے پہلے ہوں گے۔ لیکن شاباش قادیانی دوستوں کی اس دیدہ دلیری پر ایک ٹریکٹ تازہ نشان میں ایم.اے قادیانی دوست نے خوب اپنے خاندان کی ایجنسی کا فرض ادا کیا

ہے کہ زلزلہ بہار واڑیسہ کو مرزا قادیانی کے متعلق لکھا ہے۔ افسوس! یہ زلزلہ کیا، ابھی ہر طرف سے اور نشانات ظاہر ہو رہے ہیں۔ کیونکہ ایسا ہونا ضروری ہے اور لڑائی کی خبریں آج عام ہیں۔ بلکہ اخباری دنیا والے خوب جانتے ہیں کہ فضائے دنیا پر جنگ کے بادل گرج رہے ہیں۔ اب مختصراً ایک نقشہ پیش کرتا ہوں کہ قدرت کے نشانات دیکھ کر عبرت حاصل کرو اور مسیح کی آمد ثانی اور امام آخر الزمان کے ظہور پر ایمان لاؤ۔ یہ نشانات ہیں جو مسلمہ قادیانیت بھی ہیں۔

نشانات ظہور امام ونزول مسیح

۱..... ''ضلع کٹک میں آگ کی بارش۔''

(الفضل قادیان ج ۲۱ نمبر ۱۴۸ ص ۶ کالم ۳، مورخہ ۱۲ رجون ۱۹۳۴ء)

۲..... ''کوئمبٹور میں علامات قیامت بادل کا ٹکڑا پھٹ کر نیچے گر پڑا۔''

(الفضل قادیان ج ۲۱ نمبر ۴۷، مورخہ ۱۵ راکتوبر ۱۹۳۳ء)

۳..... ''خون کی بارش۔'' (الفضل قادیان ج ۲۱ نمبر ۱۲۷ ص ۱۲ کالم ۳، مورخہ ۲۴ راپریل ۱۹۳۴ء)

۴..... ''مسلسل کنکروں کی بارش۔ ایک پونڈ وزنی پتھر برسے۔''

(الفضل قادیان ج ۲۱ نمبر ۱۳۲ ص ۱۲، مورخہ ۷ رمئی ۱۹۳۴ء)

ان خبروں کی تصدیق قادیان کے سرکاری گزٹ الفضل نے بھی کر دی ہے۔ لیکن عقل کے اندھے اتنا نہیں سمجھتے کہ عذاب کس لئے نازل ہو رہا ہے کہ دنیا نے طاغوتی طاقتوں کی تائید شروع کر دی ہے اور ہلاکت کے فرزند کو مسیح مہدی سمجھ لیا ہے اور یہ بھی ٹھیک ہے کہ جس طرح گولی چلانے سے پہلے ایک دفعہ اطلاع دی جاتی ہے کہ مجمع منتشر ہو جاوے اور مفسد لوگوں کے ساتھ شریف نہ ہلاک ہو۔ اسی طرح قدرت بھی ان طریقوں سے پہلے ہم کو وارننگ دے رہی ہے کہ ہم اس مجمع غیر آئین سے علیحدہ ہو جاویں۔ ورنہ یقینی ہلاک ہوں گے اور کسی نشان کا کیا ذکر اپنا چشم دید واقعہ بیان کرتا ہوں کہ ۶ رجون ۱۹۳۴ء کو بعد ظہر وعصر کے وقت سرزمین بھیرہ پر بھی ایسا ہی واقعہ گزرا ہے کہ جب سے یہ شہر موجود ہے کبھی ایسا واقعہ نہ ہوا کہ آسمان سے ایک پاؤ اور سوا پاؤ وزن کے پتھر بصورت اولہ برسے اور اللہ بہتر جانتا ہے کہ ۱۵ منٹ اور، اگر یہی حالت رہتی تو شہر کی تباہی یقینی تھی۔ الامان والحفیظ کی آوازیں آ رہی تھیں اور ہم لوگ سروں پر قرآن مجید رکھ کر قدرت سے گناہ کی معافی مانگ رہے تھے اور عذاب کے خوف سے لرز رہے تھے اور دوسرے دن تک مکان کی چھتوں سے جو یہ برفانی پتھر نیچے پھینکے ہوئے دیکھے گئے تو ایک پاؤ کے موجود تھے۔ چند

پرند ہر چیز نے فنا ہونے میں حصہ دیا۔ کیونکہ ہماری شامت ان کے ساتھ تھی۔ سبزی ترکاری تباہ ہوگئی۔ یہ عذاب عمر بھر بھیرہ والوں کو نہیں بھول سکتا۔ بشرطیکہ مسلمان ہوں۔ دل میں خوف خدا باقی ہو۔ پس اب چند مرزائی مغالطات پر اس تحقیق کو ختم کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ اس زمانہ میں جب عذاب سر پر منڈلا رہا ہے اور کبھی سرد ہواؤں سے کبھی وباؤں سے کبھی برفانی پتھروں سے کبھی خون کی بارش سے ہم کو جگایا جا رہا ہے۔ ہم لوگ عبرت حاصل کریں اور اب بھی سنبھل کر توبہ تائب ہو کر صحیح معنوں میں مسلم بنیں۔

قادیانی مغالطات

قادیانی: اگر مسیح دوبارہ نازل ہوسکتا ہے تو کیوں ختم نبوت کا عقیدہ باقی ہے اور اس کے آنے سے نبوت کی مہر نہیں ٹوٹتی۔

مسلم: عقل کے ناخن اتروایئے۔ آمد ثانی صرف ایسی ہے جیسے کوئی (Exkinoray) پھر سیر وسیاحت وغیرہ کے لئے ہندوستان آجائے۔ نبوت اس کو پھر نہیں ملے گی اور نہ ہی وحی کا سلسلہ بعد رسول پھر جاری ہوجائے گا کہ کسی شریعت کی کمی کو پورا کرے۔ ختم نبوت کا مفہوم یہ ہے کہ جو وحی آدم سے شروع ہوئی۔ حضرت محمد ﷺ پر ختم ہوگئی۔ گو اب ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر میں سے پھر کوئی تشریف لائے اور غلام محمد ہو کر خدمت اسلام کرتا رہے۔

قادیانی: کیا ہمارا نبی زمین پر پڑا رہے اور اسرائیلی مسیح آسمان پر بلند ہوجائے۔ یہ کسر شان نبوت محمدی ہے۔ پس مسیح مر چکا ہے۔

مسلم: ہر بلند ہونے والی چیز جو آسمان پر ہے زمین والوں سے کس منطق سے افضل ہے۔ کیا فرشتے محمد ﷺ سے افضل ہیں جو آسمان پر ہیں۔ کیا چیل، کوّے حضرت انسان سے افضل ہیں جو بلند ہو کر ہوا میں پرواز کر رہے ہیں۔ اگر اشرف المخلوقات زمین پر رہ کر پرندوں سے افضل ہے تو افضل الانبیاء سید المرسلین اشرف الانبیاء بھی مسیح ناصری سے افضل ہے۔ خواہ وہ کہیں بلند ہو کر رہے۔

قادیانی: اس وقت تک عذاب نہیں آتا جب تک رسول پہلے نہ بھیجا جاوے۔ اس لئے یہ جدید قسم کے تازہ نشانات قادیانی نبی کے نشانات ہیں۔

مسلم: فی الواقعہ یہ اصول صحیح ہے کہ پہلے نبی بھیجا جاتا ہے۔ پھر عذاب آتا ہے۔ لیکن کیا محمد مصطفےٰ ﷺ پہلے نہ بھیجے گئے جو یقیناً اب بھی کل دنیا میں اپنی نبوت کے لحاظ سے موجود ہیں اور تم کو

معلوم ہونا چاہئے کہ محمد ﷺ کل دنیا کے لئے نبی تھے اور آج سے ۱۳۰۰ سال پہلے اتمام حجت کب ہوسکتی تھی کہ ہزاروں علاقے دنیا کے اسلام کے نام سے ہی واقف نہ تھے کہ ذرائع اشاعت محدود تھے۔ اب اتمام حجت ہوچکی ہے کہ دنیا ایک آنکھ کی مثال ہوگئی ہے اور ہر متمدن وغیر متمدن علاقہ تک محمد ﷺ کا نام پہنچ رہا ہے۔ بلکہ پہنچ چکا ہے۔ پس جس وقت کل دنیا میں رحمۃ للعالمین کا صحیح معنوں میں ہر خطہ و ہر مقام پر تعارف ہوجائے گا۔ اسی وقت مکمل نشانات ہو جائیں گے اور اس کے بعد نزول مسیح وظہور امام ہوگا۔

بر رسولاں بلاغ باشد و بس

قادیانی: آپ لوگوں نے حربۂ تکفیر سے بہت سے لوگوں کو بدظن کردیا ہے اور سوائے فتویٰ کفر آپ کے پاس رکھا ہی کیا ہے اور بہت بدنام ہوچکا ہے۔

مسلم: سبحان اللہ! الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔ فتویٰ کفر آپ کا ایک مسلمہ اصول ہے اور ہمارے ہاں ہرگز کبھی متفقہ طور پر کسی فرقہ اسلامی نے دوسرے فرقہ کی تکفیر پر اتحاد نہیں کیا۔ آپ کے خلیفہ کا فتویٰ موجود ہے جس میں کوئی تاویل کام نہیں دے سکتی کہ مسلمانوں کے معصوم بچہ کا جنازہ بھی جائز نہیں اور قادیانی اپنے مسلمان ماں باپ کا جنازہ بھی نہیں پڑھتے اور یہ ناقابل انکار حقائق ہیں اور حربۂ تکفیر آپ کا ایک مسلمہ اصول ہے جس کی خلاف ورزی کوئی قادیانی نہیں کرسکتا۔ ورنہ جماعت سے خارج ہوجاتا ہے۔ اگر بھولے بھالے جدید تعلیم یافتہ مسلمان آپ سے حسن ظن رکھتے ہیں تو ان کو بھی آپ کافر سے از روئے عقیدۂ وفتویٰ خلیفہ کم نہیں سمجھتے اور کوئی قادیانی ان مسلمات کا انکار نہیں کرسکتا۔ ملازم تو آپ نے بدنام کرنے کے لئے ایک خاص لفظ بنالیا ہے۔ ورنہ آپ کے خلیفہ کے اعلانات کبھی سنجیدہ طبقہ کو اپیل نہیں کرسکتے۔

قادیانی: کوئی نبی دعویٰ نبوت کر کے قتل سے نہیں بچ سکتا۔ کیونکہ یہ قرآن مجید کا ایک مسلمہ اصول ہے اور ہر کاذب مدعی نبوت کی شاہ رگ کاٹ دی جاتی ہے۔

مسلم: افسوس ہے کہ آپ دعویٰ اور دلیل میں فرق نہیں کرسکتے۔ جناب مسلمہ اصول اور دفعہ قرآن مجید کا حوالہ دے دیا۔ لیکن اتنا نہیں سوچتے کہ جب تک جرم ثابت نہ ہو کوئی عدالت سزا نہیں دے سکتی۔ تعزیرات ہند کی سزا کے لئے ضروری ہے کہ جرم قتل عمد ثابت ہو۔ ورنہ دفعہ نمبر ۳۰۴ بھی موجود ہے۔ اور ہر منصف حکومت کا قانون ہے کہ شبہ کا فائدہ مجرم کو دیا جاتا ہے جو ہر اک قادیانی بیرسٹر وکیل بھی جانتا ہے۔ پس جب مرزا قادیانی کی نبوت ثابت ہی نہیں اور دنیا میں

دو قادیانی فریق موجود ہیں جنہیں لاہوری جماعت کے موقعہ کے گواہ چلا چلا کر کہہ رہے ہیں کہ دعویٰ نبوت ہرگز ہرگز مرزا قادیانی نے نہیں کیا اور اس کے متعلق مناظرہ کرتے ہیں۔ اعلان کرتے ہیں تو بتایئے نبوت کا معاملہ مشکوک ہوگیا۔ اب ایسے قادیانی معتبر گواہوں کی گواہی نے جب شبہ ڈال دیا تو لازمی طور پر اس کا فائدہ ملزم کو پہنچنا چاہئے اور نتیجہ بریت ہے جب دنیوی حکومت ایسے گواہوں کی موجودگی میں دفعہ نمبر ۳۰۲ کی سزا نہیں دے سکتی تو قدرت جس کی صفت ہی عدل ہو وہ کب مرزا قادیانی کو ایسی سنگین سزا دے دیتی۔ پہلے نبوت کو دونوں فریق تسلیم کرتے۔ پھر کوئی عذر سنا جاتا اور یاد رکھو کہ یہ بھی معجزہ محمد ہے کہ آج تک کسی مدعی نبوت کی نبوت میں امت کو اختلاف نہیں ہوا۔ لیکن یہاں نبوت ہی مشکوک ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

قادیانی: اس صدی کا مجدد پھر کون ہے پیش کرو اور لاکھ روپیہ انعام سیٹھ عبداللہ ہارون سکندر آبادی کا حاصل کرو۔

مسلم: خدا آپ کو ہدایت دے پہلے کسی بات کو ثابت کرو۔ پھر اعلان انعام کرو۔ حدیث مجدد کا یہ مفہوم قطعاً غلط ہے۔ جیسا کہ اخبار زمیندار میں بھی واضح کیا گیا ہے۔ کیونکہ اس کے خلاف مسلمہ حدیث موجود ہے کہ جس کو حدیث اثنا عشر کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد ۱۲ خلیفہ ہوں گے جو قریش سے ہوں گے اور پھر لطف کی بات یہ ہے کہ مجدد کی حدیث تب قابل تسلیم تھی جب آپ ایک فہرست پیش کرتے کہ ہر صدی کا مجدد کون تھا اور اس کا دعویٰ بھی موجود ہوتا۔

لیجئے! ۱۵ ہزار روپیہ بینک میں پہلے جمع کرتا ہوں۔ آپ ۱۴ صدیوں کے مجددین کا دعویٰ ان کی زبانی پیش کیجئے کہ انہوں نے کہا ہو کہ وہ اس صدی کے مجدد تھے اور قیامت یہ ہے کہ ہر صدی کے سرے پر کوئی مجدد نہیں ہوا۔ بلکہ ایک مصنوعی فہرست جو پیش کی جاتی ہے تو ایک صدی میں ۲ مجدد بھی دکھائی دیتے ہیں جو کبھی نصف صدی میں موجود ہے تو صدی کے اختتام پر اور پھر اتنا نہیں سوچتے کہ اگر بقول آپ کے نبوت جاری تھی اور یہ رحمت کا نشان تھا تو جس امت میں نبوت جاری ہو اس میں مجددیت کی کیا ضرورت۔ کیا نبی مجدد کا کام نہیں دے سکتا۔ جس طرح ڈاکٹر انجینئر نہیں ہوسکتا۔ کچھ سوچ سمجھ کر بات کیجئے یا یہ تسلیم کرو کہ صرف مجدد آئیں گے۔ کیونکہ اب نبوت ختم ہے یا پھر یہ کہو کہ نبوت جب جاری ہے تو مجددیت والی بات غلط ہے اور پھر ایک اور بات بھی آپ سناتے ہیں کہ جس نے اپنے زمانہ کے امام کو نہیں پہچانا۔ وہ جہالت کی موت مرا۔ اب

بتائیے کہ آج سے ۱۲۰۰ سال قبل کے عرصہ میں یہ امام نبی ہوسکتا تھا یا مجدد یا خلیفہ۔ جب قرآن مجید میں بھی وعدہ موجود ہے کہ عمل صالح کرنے والے خلیفہ بنیں گے نہ کہ نبی یا مجدد تو جن لوگوں نے اس آیت کے ماتحت خلیفہ ہونے کا اعلان کیا۔ کیا وہ مجدد والی حدیث بھول چکے تھے اور کیا قدرت کو بھی اپنے محاورات میں ابہام کی ضرورت تھی کہ کبھی کہہ دیا کہ نبوت جاری ہے۔ کبھی کہہ دیا کہ خلافت جاری ہے اور اس امت میں بھی ایسے ہی خلیفہ ہوں گے۔ جیسے کہ پہلے بنی اسرائیل میں ہوئے۔ کیا اب بنی اسماعیل کے خلفاء تمام انبیائے بنی اسرائیل تھے اور ان کی طرح بذریعہ نص ہوئے۔ چونکہ نبوت بذریعہ اجماع تو ایک محالات عقلی کی بات ہے جس پر کوئی فرقہ اسلامی ایمان نہیں لاسکتا اور مجدد بھی بذریعہ اجماع نہیں ہوسکتے۔ جیسا کہ خلیفہ کے لئے اکثر دیکھا گیا۔ پس کسی ایک بات پر یقین رکھئے کہ قرآن مجید اور احادیث کی اصطلاح میں صرف خلیفہ ہوسکتا ہے نہ کہ نبی یا پھر اپنی جدید شریعت پیش کیجئے کہ خلیفہ کے معنی مجدد بنائے اور مجدد کو نبی بنا دیا جاوے۔ دنیا کی کوئی لغت اور محاورہ اس کی اجازت نہ دے۔ کیونکہ تاویل تو ہر ایک چیز کی ہوسکتی ہے کہ ''دمشق سے مراد قادیان'' آخرت سے مراد آخری وحی یعنی حقیقت الوحی اور احمد سے مراد غلام احمد اور ختم سے مراد جاری کرنا اور متوفی سے مراد موت، گویا رنگین چیز کا نام نارنگی جب دنیا میں مشہور ہے اور آنکھوں سے اندھی نام نور بھری، پنجابی ضرب المثل ہے تو پھر دنیا میں تاویل کے رنگ میں کون سی بات ناممکن ہے۔ لیکن سنجیدہ طبقہ اس طریقہ سے الفاظ کو اپنی حقیقت سے علیحدہ نہیں ہونے دے گا اور لغوی اصطلاح معنوں کو دیکھ کر جو متفق علیہ مفہوم اہل لغت اور اہل علم وکلام کے نزدیک ہوگا۔ اسی پر ایمان لائے گا۔ صرف یہ کہ دنیا کی فلاں حدیث فلاں کتاب میں ہے۔ کب اس کو صحیح نہیں کرسکتی۔ جب کہ آپ کے مسلمات کے نزدیک بھی احادیث کے لئے معیار مقرر ہیں اور آپ نے سینکڑوں صحاح ستہ کی احادیث کو ترک کر کے خبر احاد کو صحیح سمجھ لیا ہے جو حدیث پیش کرو پہلے اس کی سند اپنے قول کے مطابق صحیحین (مسلم و بخاری) سے پیش کرو اور اس کی تائید کتب اربعہ شیعہ (کافی، استبصار، من لایحضر فقیہ وغیرہ) سے پیش کرو اور پھر دیکھیں گے کہ قران مجید کی محکم آیات کے خلاف تو نہیں ہے۔ پھر قابل قبول ہوگی۔ آپ اس اصول پر اگر حدیث مجدد کو صحیح ثابت کردیں تو اللہ اور اس کے رسول کو گواہ کرتا ہوں کہ سب سے پہلے آپ کی تحریک کا ساتھ نیاز مند دے گا۔ ورنہ خوف خدا کرو اور مرنے سے پہلے اعتقادات کا جائزہ لو۔

ان شاء اللہ! زندگی رہی تو یار زندہ صحبت باقی۔ والسلام!

اثر مباہلہ عبدالحق غزنوی بر غلام احمد کادیانی

جناب مولانا ابو محمود محمد اسحٰق رحمانی مونگیری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کذبت واللہ فی دعویٰ نبوتک

تبت یداک ستصلی فی غدسعرا

کیوں مرزا صاحب! مباہلہ کا اثر اچھی طرح پڑ گیا یا کچھ کسر ہے؟ پھر بھی الہام اور سچائی کا دعویٰ کرو گے یا خاتمہ ہے۔ آپ تو مسیح موعود مجدد وقت مہدی منتظر تھے۔ آپ کا دعویٰ والہام وپیشین گوئیاں ایسی جھوٹی و بہتان اور بکواس نکلیں تو آپ کی امت کا کیا ٹھکانا ہے۔ آپ کا الہام کیوں فیل ہوگیا۔ آپ جو فرماتے تھے کہ مباہلہ کے بعد جو باطل پر ہوگا وہ ذلیل اور روسیاہ ہوگا۔ وہ سچ نکلا یا جھوٹ، آپ نے جو مولوی عبدالجبار صاحب کی طرف خط بھیجا تھا کہ میں اپنے الہام پر ایسا ایمان رکھتا ہوں جیسے کتاب اللہ پر۔ اب بھی وہی ایمان ہے کہ کچھ فرق آ گیا۔ کیوں مرزا جی! پنڈتوں اور جوتشیوں اور برہمنوں کی بھی تو کبھی پیشین گوئیاں سچی نکلتی ہیں۔ آپ کے الہامات کیوں سب کے سب جھوٹ اور غلط نکلتے ہیں۔ چنانچہ تمہاری چند پیشین گوئیاں نمبروار ذکر کی جاتی ہیں اور آپ کے الفاظ بعینہٖ نقل کئے جاتے ہیں۔

اوّل پیشین گوئی اشتہار (جنگ مقدس ص۱۸۹، خزائن ج۶ ص۲۹۳، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۴۳۵) میں حضرت مرزا لکھتے ہیں: ''میں اس وقت اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیشین گوئی جھوٹی نکلے یعنی وہ فریق جو خدا تعالیٰ کے نزدیک جھوٹ پر ہے وہ ۱۵/ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا کے اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔ مجھ کو ذلیل کیا جاوے۔ روسیاہ کیا جاوے۔ میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جاوے۔ مجھ کو پھانسی دیا جاوے۔ ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ضرور وہ ایسا ہی کرے گا۔ ضرور کرے گا۔ ضرور کرے گا۔ زمین آسمان ٹل جائیں پر اس کی باتیں نہ ٹلیں گی۔ اگر میں جھوٹا ہوں تو میرے لئے سولی تیار رکھو اور تمام شیطانوں اور بدکاروں اور لعنتیوں سے زیادہ مجھے لعنتی قرار دو۔''

اب وہ تاریخ گزری آٹھم آگے سے زیادہ قوی تندرست، صحیح المزاج ہے۔ یہ مباہلہ کی تاثیر نہیں تو اور کیا ہے کہ مرزا قادیانی اپنی زبان سے شیطان بدکار لعنتی بن گیا اور اسی زبان سے عیسیٰ مجدد مہدی بنتا ہے۔ اب کس بے شرمی و بے حیائی سے زندگی بسر کرے گا۔

گر نماندے از وجود تو نشاں نیک بودے زیں حیات چوں سگاں
زاغ گرزادے بجایت مادرت نیک بود از فطرت بد گوہرت

دوسری ڈبل پیشین گوئی مرزا قادیانی کی (شہادت القرآن ص۸۰، خزائن ج۶ ص۳۷۵) میں یہ لکھی ہے۔ ''پھر ماسوا اس کے بعض اور عظیم الشان نشان اس عاجز کی طرف سے معرض امتحان میں ہیں۔ جیسا کہ منشی عبداللہ آتھم امرتسری کی نسبت پیشین گوئی جس کی میعاد ۵/جون ۱۸۹۳ء سے ۱۵ مہینہ تک..... اور پھر مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کے داماد کی نسبت پیشین گوئی جو پٹی ضلع لاہور کا باشندہ ہے جس کی میعاد آج کی تاریخ سے جو ۲۱/ستمبر ۱۸۹۳ء ہے۔ قریباً گیارہ مہینے باقی رہ گئے۔ یہ تمام امور جو انسانی طاقتوں سے بالکل بالاتر ہیں۔ ایک صادق یا کاذب کی شناخت کے لئے کافی ہیں۔'' اب مرزا احمد بیگ کے داماد کی موت کی میعاد ۲۱/اگست ۱۸۹۴ء میں پوری ہو چکی اور وہ راولپنڈی میں اپنے ماموں رسالدار کے پاس نوکر ہے۔ بالکل صحیح وسالم خوش وخرم ہے۔ یہ مباہلہ کی تاثیر نہیں تو اور کیا ہے۔

الکن اعمے القلب لیس بمھتد

جب مسیحا دشمن جاں ہو تو کیونکر ہو علاج کون رہبر ہو سکے جب خضر بہکانے لگے

تیسری پرزور اور ڈبل پیشین گوئی (ضمیمہ اخبار ریاض ہند امرتسر مطبوعہ یکم/مارچ ۱۸۸۶ء، مندرجہ مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۰۱) میں لکھا ہے: ''سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جاوے گا ایک زکی غلام لڑکا تجھے ملے گا۔''

پھر اسی صفحہ میں لکھتے ہیں: ''دوشنبہ مبارک دوشنبہ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاوّل والآخر مظہر الحق والعلا کان اللہ نزل من السماء۔'' ایسی ایسی صفتیں کر کے لکھتے ہیں کہ: ''اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاریاں کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک وہ شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطۂ آسمان کی طرف اٹھایا جاوے گا۔ وکان امرًا مقضیًا'' اور (اشتہار ۸/اپریل ۱۸۸۶ء، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۲۵) میں اس لڑکے کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ''مدت حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا۔'' پھر یہ پیش گوئی غلط ہوئی اور اس حمل سے لڑکی پیدا ہوئی۔ پھر جب دوسرے حمل سے لڑکا ہوا تو دعویٰ کیا کہ

جس کے بارے میں مجھے بشارت ملی تھی۔ سو وہ لڑکا پیدا ہوا۔ چنانچہ اشتہار مطبوعہ وکٹوریہ پریس لاہور یکی دروازہ (جس کی پیشانی پر خوشخبری کا لفظ لکھا ہے) (مجموعہ اشتہارات ج۱ص۱۴۱) میں لکھتے ہیں: اے ناظرین آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ وہ لڑکا جس کے تولد کے لئے میں نے اشتہار ۸/اپریل ۱۸۸۶ء میں پیش گوئی کی تھی اور خدا تعالیٰ سے اطلاع پا کر اپنے کھلے کھلے بیاں میں لکھا تھا کہ اگر وہ حمل موجودہ میں پیدا نہ ہوا تو دوسرے حمل میں جو اس کے قریب ہے ضرور پیدا ہو جاوے گا۔ آج ۱۶/ذیقعدہ ۱۳۰۴ھ مطابق ۷/اگست ۱۸۸۷ء میں ۱۲/بجے رات کے بعد ڈیڑھ بجے کے قریب وہ مولود مسعود پیدا ہو گیا۔ **فالحمدللہ علیٰ ذلک!**

یہ لڑکا بھی خوردسالی میں مر گیا اور خاک میں اس کی خاک مل گئی۔ کہاں گیا وہ لڑکا جو اسیروں کا رستگار تھا اور سب قومیں اس سے برکت پاتیں اور زمین کے کناروں تک شہرت پاتا۔

خر بود اندر حماقت بے نظیر لیک مرزا را بہر موصد خرے

چوتھی پیشین گوئی مرزا قادیانی کے مباہلہ کے بارے میں (حجۃ الاسلام ص۹، خزائن ج۶ ص۴۹) میں لکھتے ہیں۔ ''پس جب کہ یہ بات ہے تو میری سچائی کے لئے یہ ضروری ہے کہ میری طرف سے بعد مباہلہ ایک سال کے اندر ضرور نشان ظاہر ہو اور اگر نشان ظاہر نہ ہو تو پھر میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہوں اور نہ صرف وہی سزا بلکہ موت کی سزا کے لائق ہوں۔'' اب مسلمانوں کو عموماً اور مرزائیوں کو خصوصاً قسم دیتا ہوں کہ میرے اور مرزا قادیانی کے حال کو دیکھ کر تم خود اندازہ کر لو۔ مباہلہ کو ۱۵ ماہ گزر گئے۔ اب میرے پر تاثیر مباہلہ کی پڑی یا مرزا پر۔ بلکہ میں نے تو جب سے مباہلہ کیا اللہ عزوجل نے مجھ کو آباد کیا اور زوجہ صالحہ عنایت کی۔ اب اولاد صالح کا امیدوار ہوں۔ آگے میں ہمیشہ بیمار رہتا تھا۔ اب کے سال اللہ کے فضل سے میرے بدن پر پھوڑا پھنسی تک نہیں اور وہ باطنی نعمتیں اور فتوحات جو اللہ عزوجل نے اس عاجز پر کی ہیں نہ بیان کرتا ہوں اور نہ مناسب جانتا ہوں اور مرزا کا حال تو ظاہر ہے اور اس کے مریدوں کا یہ حال ہے کہ اسماعیل ساکن جنڈیالہ بانی مبانی مباحثہ جس نے مرزا قادیانی کو مباحثہ کے واسطے منتخب کیا تھا اور یوسف خاں ولایتی بھی جو مدت سے مرزا کا مرید تھا اور محمد سعید خالہ زاد مرزا کی بی بی کا یہ سب عیسائی ہو گئے۔ پیر کا یہ حال مریدوں کا یہ کہ دین و دنیا کی رسوائی اور ذلت ان پر آ گئی۔ یہ سب تکبر

اور علو اور فخر کا نتیجہ ہے کہ مرزا قادیانی کروکور کر دیا۔ ہمارے دیکھتے دیکھتے مرزا کا یہ حال ہوا ؎

کوریت صد پردہا برتو فگند ویں تعصبہائے تو بخت بکند

اب سب مرزائیوں کو عموماً اور حافظ یوسف اور عبدالحق لاہوری کو خصوصاً اطلاع ہے کہ آؤ مرزائیت سے توبہ کرو۔ اب تو مرزا قادیانی اپنی زبان سے شیطان بدکار لعنتی بن گیا اور جو کسوٹی اس نے صادق کاذب کے لئے رکھی تھی اس میں کھوٹا نکلا۔ نہیں تو تم اپنی عاقبت برباد کرو گے۔ ہمارا کیا نقصان خصوصاً حافظ یوسف کہ اس پر بھی آثار مباہلہ ظاہر ہو گئے ہیں۔ اگرچہ وہ بظاہر انکار کرے۔ میں تو تمہاری خیر خواہی کروں گا۔ لیکن تمہاری طرف سے توبہ کی امید نہیں۔

لکن ابلیس اغواکم وصیرکم صما وعمیًا فلا سمعًا ولا بصرًا

جب کہ یہ امر قطعاً معلوم ہو گیا اور یقین پر پہنچ گیا کہ مرزا قادیانی کے الہامات منامات پیشین گوئیاں سب کی سب غلط اور جھوٹ نکلیں تو یہ بات ضرور ثابت ہو گئی کہ مرزا قادیانی اپنے دعاوی میں کاذب ہے اور اس کا مذہب جدید جس کو وہ منجانب اللہ سمجھتا ہے باطل اور گمراہی ہے۔ اب بھی اگر کوئی اس پر حسن ظن اور اعتقاد رکھے تو اسے بے دین اور بد مذہب کوئی نہ ہوگا۔

صادقا نرا نور حق تابد مدام کاذباں مردند شد تر کی تمام

(اب دیکھا جائے کہ مولوی صاحب موصوف نے اس اشتہار میں مرزا قادیانی کی چار پیشین گوئیاں نقل کر کے ان کا جھوٹا ہونا دکھایا ہے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ ان کے علاوہ بہت سی صاف پیشین گوئیاں جھوٹی ہوئیں اور صاف وصریح ان کے جھوٹ وفریب مختلف طور سے رسالوں میں دکھائے گئے ہیں جن کا جواب آج تک کوئی مرزائی نہ دے سکا۔ لیکن مرزائی عقل پر کچھ ایسا پردہ پڑا ہے کہ بایں ہمہ وہ مرزا قادیانی کو نبی اور مجدد مان رہے ہیں اور اپنے بہی خواہوں کی باتوں پر نظر نہیں کرتے۔ اس پر غور کیا جائے کہ جس کی یہ حالت ہو وہ نبی اور مجدد تو کیا ایک بھلا انسان بھی کہلانے کا مستحق نہیں ہو سکتا۔

قرآن شریف کے متعدد مقامات میں مختلف طریقوں سے ارشاد خداوندی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں سے وعدہ خلافی ہرگز نہیں کرتا۔ یعنی اپنے رسولوں سے جو وعدہ فرماتا ہے اسے ضرور پورا کرتا ہے۔ اس کے خلاف ہرگز نہیں کرتا۔ یہاں میں بغرض اختصار صرف ایک آیت

لکھتا ہوں: ''فلا تحسبن اللہ مخلف وعدہٖ رسلہ (ابراھیم)'' اس آیت میں اللہ تعالیٰ تاکید کے ساتھ فرماتا ہے کہ ایسا گمان وخیال ہرگز نہ کر کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں سے وعدہ خلافی کرے (یعنی یہ نہیں ہوسکتا) پیشین گوئیوں میں اکثر خدا تعالیٰ کے وعدے ہوا کرتے ہیں۔ چنانچہ مرزا قادیانی کی گزشتہ چار پیشین گوئیوں سے ظاہر ہے اور ان سے بخوبی ظاہر ہوگیا کہ جو مرزا قادیانی نے کہا تھا وہ پورا نہیں ہوا اور مرزا قادیانی اپنے چاروں پیشین گوئیوں میں بموجب ارشاد خداوندی قرآن شریف اور توریت مقدس جھوٹے ٹھہرے اور چار پیشین گوئیوں کی رو سے چار جھوٹ ان کے ثابت ہوئے۔ آپ نے قرآن مجید کی آیت تو ملاحظہ کی اب توریت مقدس کے کتاب استثناء باب:۱۸ میں جو حکم ہے اسے بھی دیکھ کر آپ خود مرزا قادیانی کے حق میں فیصلہ کر لیں۔ ''لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا میں نے اسے حکم نہیں دیا تو وہ نبی قتل کیا جائے اور اگر تو اپنے دل میں کہے کہ میں کیونکر جانوں کہ یہ بات خداوند کی کہی ہوئی نہیں ہے۔ تو جان رکھ کہ جب نبی خداوند کے نام سے کہے اور جو اس نے کہا ہے واقع نہ ہو یا پورا نہ ہو۔ تو وہ بات خدا نے نہیں کہی بلکہ اس نبی نے گستاخی سے کہی ہے۔'' سب سے بڑھ کر خدا کی قدرت کا ظہور اس طرح ہوتا ہے کہ خود مرزا قادیانی اپنے اقراروں سے جھوٹ اور ہر بد سے بدتر ٹھہر چکے ہیں۔

فیصلہ آسمانی اور چیلنج محمدیہ وغیرہ ملاحظہ ہوں۔ اسی اشتہار میں داماد احمد بیگ کی پہلی پیشین گوئیوں کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی مرزا قادیانی نے داماد احمد بیگ کی نسبت یہ پیشین گوئی کی تھی کہ اڑھائی برس کے اندر مرے گا۔ جب یہ پوری نہ ہوئی تو پھر باتیں بنائی ہیں اور دوسری پیشین گوئی تراشی کہ وہ میری زندگی میں مرے گا اور یہ کہا ہے کہ نفس پیشین گوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے۔ اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پوری نہ ہوگی اور میری موت آجائے گی۔ الحمدللہ! کہ جس طرح پہلی پیشین گوئی اڑھائی برس میں مرنے کی جھوٹی ہوگئی۔ اسی طرح دوسری پیشین گوئی بھی خوب دھوم دھام سے جھوٹی ہوئی جس کی نسبت مرزا قادیانی کہہ چکے تھے کہ اگر وہ پوری نہ ہو تو میں ہر بد سے بدتر ٹھہروں گا۔ خدا نے اسے بھی ایسا جھوٹا کیا کہ مرزا قادیانی اپنے اقرار سے ہر بد سے بدتر قرار پائے۔ اس کی تفصیل فیصلہ آسمانی کے دوسرے حصے میں کی گئی ہے۔

(ص ۱۳، ۱۴ مطبوعہ رحمانیہ پریس مونگیر ملاحظہ ہو)

غرضیکہ مختلف طور سے نہایت پختگی کے ساتھ اس کے پورے ہونے کا یقین دلایا ہے اور مرتے دم تک ان کو اس کے پورے ہونے کا یقین رہا۔ مگر الحمدللہ! تمام دنیا نے دیکھ لیا کہ کس صفائی سے مرزا قادیانی اپنے ان پانچوں اقراروں سے جھوٹے اور ہر بد سے بدتر ٹھہرے اور قیامت تک کے لئے اپنے اور اپنی جماعت کے واسطے مہر لگا گئے۔ اب ان خدائی فیصلوں کے سامنے کس کی مجال ہے جو زبان ہلا سکے یوں بے حیائی سے باتیں بنانا اور بات ہے)

اب صالح مومنوں کے الہامات کو دیکھو کس طرح ٹھیک ٹھیک اور سچ پڑتے ہیں۔ مولوی عبدالرحمٰن صاحب لکھوکے والے کے خط کو دیکھو وہ خط بعینہٖ یہاں نقل کیا جاتا ہے اور ان الہامات کی مولوی صاحب مذکور نے مرزا قادیانی کو بھی اطلاع پیشتر دی تھی اور وہ خط یہ ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم. حامدًا ومصلیًا. اما بعد!

ازعبدالرحمٰن بخدمت اخویم عبدالجبار صاحب وہمہ یاران

السلام علیکم! مرزا قادیانی نے سرالخلافت میرے پاس بھیجی۔ مہر ڈاک سے معلوم ہوا کہ ۲۵ر جولائی ۱۸۹۴ء کو وہاں سے روانہ ہوئی تھی۔ جس تاریخ تک مرزا قادیانی نے مولوی محمد حسن صاحب کو اپنے زعم میں بھگا دیا اور سب علماء کو ملزم بنا دیا۔ مقابلہ کی اطلاع ہم کو پیچھے دی اور فتح پہلے چھاپ دی۔ ماشاءاللہ! پہلی دفعہ دیکھنے پر ہی یہ الہام ہوا: ''**ولا تطع من اغفلنا قلبه عن ذکرنا واتبع هواه وکان امره فرطا**'' (اور نہ تابعداری کر اس شخص کی کہ غافل کیا ہم نے اس کے دل کو اپنے ذکر سے اور پیچھے لگا اپنی خواہش کے اور اس کا کام زیادتی ہے) چند بار یہ الہام ہوا اور سونے کے وقت دعا کی یا خبیر اخبرنی کہ مرزا قادیانی کا کیا حال ہے۔ خواب میں یہ الہام ہوا: ''**ان شانئک هو الابتر ان فرعون وهامان وجنودهما کانو خٰطئین**'' (بے شک تیرا دشمن ادت ہے۔ بے شک فرعون اور ہامان اور ان کے لشکر تھے خطا کار) یہ یکم ماہ صفر کے تھے۔ بعضے مرزائیوں نے کہا کہ مرزا دین کی مدد کرتا ہے اور نصاریٰ کا رد کرتا ہے۔ فی الفور الہام ہوا: ''**وقدمنا الیٰ ما عملوا من عملٍ فجعلنٰه هباء منثورًا**'' (اور آئے ہم طرف اس چیز کی جو انہوں نے عمل کئے پس کیا ہم نے اس کو غبار اڑتا ہوا) وہاں مرزائیوں کی شورش سنی

ہے کیا وجہ ہے یہ الہام ہوا ہے: ''جند ماھنا لک مھزوم من الاحزاب'' (لشکر ہے اس جگہ بھگایا گیا گروہوں سے) مورخہ ۲۱/ اگست ۱۸۹۴ء

مباہلہ کی حالت کو تو آپ نے ملاحظہ کیا اس پر بھی نظر رہے کہ یہ اشتہار صرف ایک ہی مرتبہ نہیں چھپا بلکہ دوبارہ چار ہزار کی تعداد میں لاہور میں چھپ کر خوب مشتہر ہوا جسے اٹھائیس برس سے زیادہ ہو چکے۔ لیکن اب محمودی پارٹی اور کمالی جماعت کے علانیہ جھوٹ و فریب پرستی کو ملاحظہ کیا جائے۔ اخبار بدر مورخہ ۲۷/ دسمبر ۱۹۰۶ء میں لکھا ہے کہ جتنے لوگ مباہلہ کرنے والے ہمارے سامنے آئے سب کے سب ہلاک ہوئے۔

یہ کیسا علانیہ جھوٹ ہے دنیا دیکھ رہی ہے کہ اس ایک مباہلہ کہ جس کا ذکر اس مضمون میں ہوا ہے اور کسی سے مباہلہ نہیں کیا پھر اس کا جو اثر ہوا وہ بھی ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی مولوی صاحب کے سامنے مر گئے اور ان کے مخالف عرصہ تک ان کے بعد بھی زندہ رہے۔ مگر مریدوں کی کذب پرستی کا یہ حال ہے کہ اپنے مرشد کے اس علانیہ جھوٹے دعویٰ کو سچ مان کر بڑے زور و شور سے اپنے اخباروں میں یہی اعلان کر رہے ہیں۔ چنانچہ ۲۱/ دسمبر ۱۹۱۶ء کے پیغام صلح میں لکھا ہے۔ کئی ایک مخالفین بالمقابل کھڑے ہو کر اور مباہلہ کر کے اپنی ہلاکت سے اس مامور کی صداقت پر مہر لگا گئے۔

اب دیکھا جائے کہ یہ کیسا علانیہ جھوٹ ہے مگر کاذب کی پیروی نے دل کو تاریک اور عقل و ہوش کو بیکار کر دیا کہ بار بار متنبہ کرنے پر بھی اصل بات کی تحقیق نہیں کرتے یا دیدہ و دانستہ حق بات کو چھپا کر لوگوں کو فریب دیتے ہیں۔ کیونکہ یہ کوئی ایسا واقعہ نہیں ہے جو کسی کی نظروں سے پوشیدہ ہو۔ اگر مولوی صاحب موصوف کا اشتہار نہیں دیکھا تھا اور باوجود ہزاروں کی تعداد میں مشتہر ہونے کے ان کی نظر اس پر نہیں پڑی تھی تو مجسم مولوی صاحب خود موجود تھے۔ جو قدرت حق کے علانیہ نمونہ تھے۔ ایسی سچی و زبردست شہادت کے رہتے ہوئے یہ بندۂ درہم و دینار کس کس طرح پردہ ڈالتے ہیں۔ اب حق پسند اور انصاف میں حضرات اس کو خوب غور سے ملاحظہ کریں اور دیکھیں کہ اس صدی کے نبی اور مجدد کو ماننے والے کیسے صاف و صریح واقعہ کو جھٹلا کر جھوٹے کی پیروی میں کس قدر سرگرم ہیں اور لوگوں کو گمراہ کر کے خوب دنیا کماتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے شر سے تمام مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ آمین!

المشتہر: ابو محمود محمد اسحاق غفرلہ الرزاق

عقائد مرزا

ناظم مکتبہ ایوبیہ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرزا قادیانی کے عقائد

قادیانی دوست جب مسلمانوں کو اپنے دام فریب میں پھانسنا چاہتے ہیں تو وہ اکثر یہی کہا کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی اور ان کی جماعت کے عقائد اسلام اور اہل اسلام سے مختلف نہیں۔ بالکل انہی کے مطابق وموافق ہیں اور شریعت ہی سے تعلق رکھتے ہیں۔ ذیل میں ذرا مرزا قادیانی کے عقائد ملاحظہ کیجئے اور دیکھئے کہ یہ باتیں اسلام سے دور کا بھی تعلق رکھتی ہیں؟

آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت ورسالت سے انکار

مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ''اب اسم محمد کی تجلی ظاہر کرنے کا وقت نہیں یعنی اب جلالی رنگ کی کوئی خدمت باقی نہیں۔ کیونکہ مناسب حد تک وہ جلال ظاہر ہو چکا۔ سورج کی کرنوں کی اب برداشت نہیں۔ اب چاند کی ٹھنڈی روشنی کی ضرورت ہے اور وہ احمد کے رنگ میں ہو کر میں ہوں۔'' (اربعین نمبر ۴ ص ۱۵، خزائن ج ۱۷ ص ۴۴۵، ۴۴۶)

اس تحریر سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی نے حضور ختمی رسالت ﷺ کی نبوت اور ختم نبوت سے انکار کر کے یہ ظاہر کیا ہے کہ اس زمانہ میں حضور اقدس آپ کی رسالت اور شریعت محمدیہ کی کچھ ضرورت اور احتیاج باقی نہیں اور اس کی بجائے دین مرزا ہی کی ضرورت ہے اور مرزا ہی رسول اللہ ﷺ کے جملہ مدارج ومراتب پر مسلط ہے۔ **نعوذ باللہ من ھذا الھفوات!**

حضرت آدم کے بھی والدین تھے

مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ''میں بھی توام پیدا ہونے کی وجہ سے حضرت آدم سے مشابہ ہوں۔ آدم علیہ السلام کی نسبت کہا گیا تھا کہ وہ جوڑا یعنی توام پیدا ہوگا۔ پہلے لڑکی نکلے گی بعد اس کے وہ آدم پیدا ہوگا۔ ایک ہی وقت میں اسی طرح میری پیدائش ہوئی کہ جمعہ کی صبح کو میں توام پیدا ہوا۔ اوّل لڑکی اور بعدہ میں پیدا ہوا۔'' (تذکرۃ الشہادتین ص ۳۴، خزائن ج ۲۰ ص ۳۵)

مطلب یہ کہ جس طرح مرزا ماں باپ کے ذریعہ پیدا ہوئے اسی طرح حضرت آدم اور

حضرت حوا نے بھی بذریعہ والدین ولادت فرمائی اور دونوں ایک ہی ماں سے پیدا ہوئے۔ مرزا قادیانی کا انداز تحریر اگر گستاخانہ اور ملحدانہ ہے تاہم ایک نئی تھیوری اور نئی دریافت کی داد دیجئے کہ آدم علیہ السلام وحوا کے والدین گھڑ کر رکھ دیئے۔

شق القمر سے انکار

مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ''آنحضرت ﷺ کی انگلی کے اشارے سے چاند دو ٹکڑے ہوگیا اور کفار نے اس معجزے کو دیکھا اس کے جواب میں یہی کہنا پڑتا ہے کہ ایسا وقوع میں آنا خلاف علم ہیت ہے۔ یہ سراسر فضول باتیں ہیں۔'' (چشمہ معرفت ص ۴۱، خزائن ج ۲۳ ص ۴۱۱)

یعنی پیغمبر قادیان نے آیہ کریمہ: ''اقتربة الساعة وانشق القمر وان یروا اٰیة یعرضوا ویقولوا سحر مستمره'' کے ماننے سے صریحاً انکار کر کے معجزہ شق القمر کو فضول کہہ دیا ہے۔ اعاذنا اللہ!

لطف یہ کہ مرزا قادیانی نے خود تو لاکھوں معجزات اپنے سے منسوب کر دیئے اور جناب ختمی مرتبت کے معجزات سے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ وہ خلاف علم ہیت اور سراسر فضول ہیں۔ حالانکہ وہ تمام واقعات حیرت انگیز وخوارق کو اپنی نبوت کی صداقت پر بطور دلیل وشبہات پیش کرتے رہے۔ لیکن آخر مراقی ہی تھے نا۔ ایک وقت میں ایک بات سے انکار کیا اور دوسرے وقت میں اسی بات کا اقرار کر لیا اور یہی انبیائے کاذبین کی علامت فارقہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ دوبارہ مبعوث ہوں گے

مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ''یہ عجیب بات ہے کہ نادان مولوی جن کے ہاتھ میں صرف پوست ہی پوست ہے حضرت مسیح کے دوبارہ آنے کا تو انتظار کرتے ہیں۔ مگر قرآن کریم تو نبی ﷺ کی دوبارہ آنے کی بشارت دیتا ہے اور بعثت بغیر زندگی کے ناممکن ہے۔''

(تحفہ گولڑویہ ص ۹۴، خزائن ج ۱۷ ص ۲۴۹)

حضرت مسیح کے نزول کا جو عقیدہ مسلمانوں میں چودہ سو سال سے چلا آتا ہے اور جس کا

ثبوت احادیث نبویہ میں موجود ہے۔ مرزا قادیانی اس سے تو انکار کرتے ہیں اور ایسا عقیدہ رکھنے والے کروڑہا مسلمانوں کو نادان کہہ کر پکارتے ہیں۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کے دوبارہ دنیا میں تشریف لانے پر عقیدہ رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ اسی جسم وزندگی کے ساتھ دوبارہ مبعوث ہوں گے۔ جس جسم وزندگی کے ساتھ حضور نے پہلے بعثت فرمائی تھی۔ فرمایئے کیا کوئی مسلمان حضور علیہ السلام کی بعثت ثانی پر ایمان رکھتا ہے؟ یقیناً اس کا جواب نفی میں ہوگا۔ مگر مرزا قادیانی کا عقیدہ عجیب قسم کا ہے کہ وہ نزول مسیح پر ایمان رکھنے والوں کو تو نادان کہتے ہیں اور نزول محمد کا عقیدہ رکھنے والوں کو کامل الایمان۔

ایں چہ بوالعجبی ست

معراج جسمانی

مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ''میں جسم کے ساتھ معراج کا بے شک قائل ہوں مگر اس بات کا قائل نہیں کہ رسول اکرم ﷺ کو معراج اس جسم خاکی کے ساتھ ہوا۔''

(اخبار الحکم قادیان مورخہ ۱۸/ مارچ ۱۹۰۵ء)

تو پھر ''جسم'' سے مراد کیا ہے؟ عام مسلمان تو ختمی رسالت ﷺ کے معراج جسمانی کے قائل ہیں۔ مگر مرزا قادیانی نے اس سے صاف انکار کیا ہے اور یہ انکار گویا معراج ہی سے منکر ہونے کے مترادف ہے۔

جنت ودوزخ

پیغمبر قادیان لکھتے ہیں: ''اب تک جس قدر انبیاء، اولیاء وفات پا چکے ہیں وہ جنت میں تو ہیں مگر اس جنت میں نہیں جس میں قیامت کے روز ان کو جانا ہے اور نہ وہ اشرار اس دوزخ میں ہیں جس میں مرنے کے بعد داخل کیا جائے گا ان کو تو عذاب محسوس کرنے کے لئے تیار کیا جارہا ہے۔ جس طرح حکماء مسہل سے پہلے منضجات ونقوع وغیرہ پلاتے ہیں۔'' (ڈائری احمدیہ)

اس تحریر میں مسیح قادیان نے گویا باتوں ہی باتوں میں بڑی خوبصورت سے اصلی جنت

ودوزخ سے انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ اخیار واشرار کو جو کچھ جزا یا سزا ملتی ہے۔ وہ محض بروزی رنگ میں ہے۔ چونکہ مسیح الدجال خود مدعی بروز تھے۔ اس لئے جو چیز آپ کو نظر آئی ظلی وبروزی ہی نظر آئی اور کسی بات کی حقیقت نہ کھل سکی۔

زندہ مرزائیوں کا جنازہ

مرزا قادیانی کے مرید خاص مفتی محمد صادق اپنی ڈائری میں لکھتے ہیں: ''ایک دفعہ بعد نماز جنازہ ایک شخص نے دعا کے لئے عرض کیا تو مسیح موعود نے فرمایا کہ میں نے تم سب کا جنازہ پڑھ دیا ہے۔''

کیوں بھئی مسلمانو! کبھی کسی زندہ اور چلتے پھرتے آدمی کا بھی جنازہ پڑھا گیا ہے اور کیا قرآن وحدیث میں زندوں کا جنازہ پڑھنے کا حکم ہے؟ اگر نہیں تو اس ایجاد واختراع کا سہرا بھی مرزا قادیانی کے سر بندھا ہے جو اپنے مریدوں کا ان کی زندگی ہی میں جنازہ پڑھ دیا کرتے تھے۔ ایک مردہ مذہب کے پیروؤں کو انعام بھی ایسا ہی ملنا چاہئے تھا۔

قضائے روزہ کے حکام

مفتی محمد صادق اپنی اسی ڈائری میں لکھتے ہیں: ''کمزوروں کو اجازت دیتے تھے کہ روزہ نہ رکھیں اور حاملہ مستورات کو بھی کہ روزہ نہ رکھیں۔ ایک دفعہ رمضان شریف میں سخت گرمی کے لمبے دن تھے تو مجھے فرمایا کہ مفتی صاحب آپ کا جسم کمزور ہے آپ ان دنوں روزہ نہ رکھا کریں۔ اس کے عوض سردیوں میں رکھ لیں۔''

یہاں ''کمزوری'' کی صراحت نہیں کی گئی۔ مطلب یہ کہ شریعت مرزا میں ہر وہ شخص جو ذرا کمزور اور دبلا پتلا ہو جائے اس پر روزہ رکھنا حرام ہے اور یہ قضا سردیوں میں پوری کی جاسکتی ہے۔

نفلی روزہ میں اخفاء

اسی ڈائری میں لکھا ہے: ''نفلی روزوں میں جن کی خبر کسی کو نہ ہوتی تھی آپ

(مرزا قادیانی) سحری نہ کھاتے تھے اور دوپہر کا کھانا جو آتا تھا فقراء کو تقسیم کر دیتے تھے۔''

یعنی قادیانیت کا بانی نفلی روزے چھپ چھپ کر چوری چوری رکھتا اور سخت اخفاء واکتام سے کام لیتا تھا کہ کسی پر ظاہر نہ ہو سکے کہ وہ روزہ سے ہے۔ گھر سے دوپہر کا کھانا منگوالیا اور فقیروں میں بانٹ دیا۔ کیوں جی؟ کیا یہ اسلامی تعلیم ہے یا کچھ اور؟ کیا اسلام یہی کہتا ہے کہ سحری نہ کھاؤ۔ چوری چھپے روزے رکھو۔ اپنا روزہ کسی پر ظاہر نہ کرو اور گھر سے منگوا کر لوگوں میں تقسیم کر دو۔

جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی

خدا پابند صوم وصلوٰۃ ہے۔ مرزا قادیانی لکھتے ہیں: خدا فرماتا ہے ''افطر واصوم'' میں نماز پڑھوں گا۔ روزہ رکھوں گا اور میں ایسا ہی کرتا ہوں۔ (البشریٰ ج ۲ ص ۱۷)

یعنی مرزا قادیانی کا خدا نماز، روزہ کا بھی پابند ہے اور وہ لوگوں کی طرح نمازیں پڑھتا اور روزے رکھتا ہے۔

نیا آسمان، نئی زمین اور انسان کی تخلیق

مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ''میں نے نیا آسمان اور نئی زمین پیدا کی۔ پھر میں نے کہا اب ہم انسان کو مٹی سے بناتے ہیں۔ تب میں نے آدم کو پیدا کیا۔'' (حوالہ ایضاً)

''میں نے نئی زمین اور نیا آسمان پیدا کیا ہے۔ پھر میں نے کہا آؤ اب ہم انسان کو پیدا کریں گے۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۶۵، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

حضرات! یہ ہیں وہ مرزا قادیانی کے معتقدات اور مذہبی خیالات جن کو تسلیم کرنے سے کوئی مسلمان صاحب ایمان نہیں رہ سکتا اور تعجب ہے کہ ان عقائد باطلہ وضالہ کی موجودگی میں پھر لوگ مرزائیوں کے دام میں پھنس جاتے ہیں اور اپنا دین وایمان تباہ کر دیتے ہیں۔ اللّٰھم احفظنا!

اہل حدیث سوہدرہ، مورخہ ۸ ؍مئی ۱۹۵۲ء

خاتم النّبیین

مولانا محمد انور جلال پوری کوئٹہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جہان کا سردار آ گیا۔ اب کوئی رسول یا نبی نہیں آئے گا۔ دنیا اسی کے زیر رسالت وسیادت ختم ہو جائے گی۔ عالم کی آبادی کا دارومدار اس کی ہدایت پر ہے اور کارخانۂ ہدایت تمام کا تمام رسولوں کی ذات سے وابستہ ہے۔ اس لئے عالم کی ابتداء وانتہاء اور رسالت کی ابتداء وانتہاء میں بڑا گہرا ربط ہے۔ پروردگار عالم نے جب ایک طرف عالم کی بنیاد رکھی تو اسی کے ساتھ ساتھ دوسری طرف قصر نبوت کی پہلی اینٹ بھی رکھ دی۔ یعنی عالم میں جس کو اپنا خلیفہ بنایا تھا اسی کو قصر نبوت کی خشت اوّل قرار دے دیا۔ ادھر عالم بتدریج پھیلتا رہا۔ ادھر قصر نبوت کی تعمیر ہوتی رہی۔ آخر کار عالم کے لئے جس عروج پر پہنچنا مقدر تھا پہنچ گیا۔ ادھر قصر نبوت بھی اپنے جملہ محاسن اور خوبیوں کے ساتھ مکمل ہو گیا اور اس لئے ضروری ہوا کہ جس طرح عالم کی ابتداء میں رسولوں کی بعثت کی اطلاع دی گئی اسی کی انتہاء پر رسولوں کے خاتمہ کا بھی اعلان کر دیا جائے۔ تاکہ قدیم سنت کے مطابق آئندہ اب کوئی شخص رسول کی آمد کا انتظار نہ کرے۔

''یا بنی اٰدم اما یأتینکم رسل منکم یقصون علیکم اٰیاتی فمن اتقٰی واصلح فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون (الاعراف:۳۵)''

﴿اے آدم کی اولاد (دیکھو) تمہارے پاس تم میں سے ہی رسول آئیں گے جو میری آیتیں تمہیں پڑھ پڑھ کر سنائیں گے۔ جس نے تقویٰ کی راہ اختیار کی اور تو اس پر نا گزشتہ کا خوف نہ آئندہ کا غم۔﴾

اس اعلان کے مطابق خدا کی زمین پر بہت سے رسول آئے۔ مگر کسی نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ وہ خاتم النبیین ہے۔ بلکہ ہر رسول نے اپنے بعد دوسرا رسول آنے کی بشارت سنائی۔ حتیٰ کہ وہ زمانہ آ گیا جب کہ اسرائیلی سلسلہ کے آخری رسول نے اسماعیلی سلسلہ کے اس رسول کی بشارت دے دی۔ جس کا اسم مبارک ''احمد'' تھا۔ ''**ومبشرًا برسولٍ یأتی من بعدی اسمہ احمد**''

عالم کے اس منتظر اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس مبشر رسول نے دنیا میں آ کر ایک نیا اعلان کیا اور وہ یہ تھا کہ میں اب آخری رسول ہوں۔ خود عالم کا زمانہ بھی آخر ہے اور ہاتھ کی دو

انگلیوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ میں اور قیامت اس طرح قریب قریب ہیں۔ عالم اپنے پورے عروج پر پہنچ چکا ہے۔ قصر نبوت میں ایک ہی اینٹ کی کسر باقی تھی۔ وہ میری آمد سے پوری ہوگئی ہے۔ دونوں تعمیریں مکمل ہوگئی ہیں۔ اب اصلاح وتقویٰ کا نتیجہ دیکھنے کا زمانہ آتا ہے۔ قرآن کریم میں آپ کی ختم نبوت کا اعلان ان الفاظ میں کیا گیا ہے۔

''ماکان محمد ابا احدٍ من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیین وکان اللہ بکل شئ علیما (احزاب: ۴۰)''

یعنی اب تک جتنے رسول آئے وہ صرف رسول اللہ تھے۔ آپ ﷺ رسول ہونے کے علاوہ خاتم النّبیین بھی ہیں۔ اس بناء پر آنحضرت ﷺ کے تصور کے لئے دو باتوں کا تصور ضروری ہے۔ یہ کہ آپ ﷺ رسول اللہ ہیں اور یہ کہ آپ ﷺ خاتم النّبیین بھی ہیں۔ آپ کے متعلق صرف رسول اللہ کا تصور آپ ﷺ کی ذات کا ادھورا اور نا تمام تصور ہے۔ ان ہر دو تصورات میں آپ کا امتیازی تصور خاتم النّبیین ہی ہے۔ ختم نبوت کی اسی اہمیت کی وجہ سے گزشتہ احادیث میں آپ مطالعہ فرما چکے ہیں کہ اس مسئلہ کی نشر واشاعت نبوت آدم بلکہ وجود آدم علیہ السلام سے پہلے بھی لوح محفوظ اور عرش عظیم پر کر دی گئی تھی اور کاتب تقدیر نے حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں شانوں کے درمیان آپ کے اسم مبارک کے ساتھ آپ ﷺ کے خاتم النّبیین ہونے کی صفت بھی بصورت حروف نقش کر دی تھی۔ حضرت آدم علیہ السلام نسل انسانی کی بنیاد تھے۔ لوح محفوظ جملہ حوادث عالم کی بنیاد ہے اور عرش عظیم ان اصول کے اعلان کا سب سے بلند بورڈ ہے۔ جو دربار الٰہی میں طے شدہ اور نا قابل ترمیم تصور کئے گئے ہیں۔ اس لئے ان مقامات پر اعلان کا یہ مطلب تھا کہ ختم نبوت بھی عالم کے ان بنیادی اور بدیہی مسائل میں داخل ہے۔ جس کا علم سب پر فرض ہے اور جن میں اب کسی تبدیلی وترمیم کی گنجائش نہیں۔ اس لئے آسمانوں پر فرشتوں نے، زمین پر حیوانات نے، محشر میں انبیاء علیہم السلام نے، غرض ابتداء سے لے کر انتہاء تک عالم بالا سے لے کر عالم اسفل تک ہر ذی شعور اور غیر ذی شعور نے آپ ﷺ کی ختم نبوت کا نغمہ بلند کیا ہے۔ جب آپ عالم ناسوت میں جلوہ افروز ہوئے تو آپ ﷺ کی یہ امتیازی شان مہر نبوت کی صورت میں بھی نمایاں کر دی گئی۔ تا کہ جس کی آمد کا غلغلہ اب تک عالم میں بلند ہو رہا ہے۔ اس کی شناخت

میں کوئی دشواری نہ رہے[1]۔ خدا تعالیٰ کی یہ عجب حکمت ہے کہ مہر نبوت کے ظہور کے لئے آپ کے جسم مبارک میں بھی وہی جگہ منتخب ہوئی جو حضرت آدم علیہ السلام کے جسم میں منتخب ہوئی تھی۔

قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کا عقیدہ ہر رسول کی دعوت کا جزء اہم رہا ہے۔ اس لئے قیاس کہتا ہے کہ جس رسول کے زمانے سے قیامت کی آمد مربوط ہے۔ اس کا تذکرہ بھی ان کا فرض منصبی رہا ہوگا۔ گویا ختم نبوت کا عقیدہ قیامت کے عقیدہ کے دوش بدوش ہمیشہ تعلیم دیا گیا ہے۔ شفاء قاضی ایاز اور کنز العمال میں ایک ضعیف اسناد کے ساتھ مروی ہے کہ خدا کے سب رسولوں نے خاتم انبیاء کی بشارت سنائی ہے۔

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں: ''وقد اخبر الله تبارک وتعالیٰ فی کتابه ورسوله ﷺ فی السنة المتواترة عند انه لا نبی بعده لیعلموا ان کل من ادعی هذا المقام فهو کذاب افاک دجال ضال''

﴿متواترہ میں ختم نبوت کا اعلان اس لئے فرمایا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ جو شخص اب اس منصب کا دعویٰ کرے گا۔ وہ جھوٹا، افتراء پرداز، دجال اور پرلے درجے کا گمراہ ہوگا۔﴾

علماء محققین لکھتے ہیں کہ ختم نبوت کے اعلان میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ دنیا متنبہ ہو جائے کہ اب یہ پیغمبر آخری پیغمبر ہے اور یہ دین آخری دین ہے۔ جس کو جو حاصل کرنا ہے کرے۔ اس کے بعد دنیا کی یہ پیٹھ اجڑنے والی ہے۔ جیسا شام کے وقت ایک دوکاندار کہتا ہے کہ دوکان بند کرتا ہوں جسے جو سودا لینا ہے لے لے یا جیسا ایک حاکم بوقت رخصت آخری اسپیچ دیتا ہے اور کہتا

---

[1] قرطبی شرح مسلم میں لکھتے ہیں کہ خاتم نبوت کو اس لئے خاتم نبوت کہا جاتا ہے کہ یہ بھی منجملہ اور علامات کے آپ ﷺ کے نبوت کی ایک علامات تھی۔ اس لئے سلمان فارسی آپ کی غائبانہ تلاش میں جب آپ کی خدمت میں پہنچ گئے تو نہایت متجسسانہ نظروں سے خاتم نبوت کو تلاش کرنے لگے۔ آپ نے ان کے طور طریق سے ان کا مقصد پہچان لیا اور چادر مبارک خاتم نبوت سے ہٹادی۔ پھر کیا تھا سلمان دیکھ کر بے خود ہو گئے اور اس عالم بے خودی میں اس کو بوسہ دینے لگے اور فوراً حلقہ بگوش اسلام بن گئے۔ بحیرہ راہب کے قصہ میں بھی موجود ہے کہ اس نے کہا: ''انی اعرفه بخاتم النبوة'' میں خاتم نبوت کی وجہ سے آپ ﷺ کو پہچانتا ہوں۔ غرض علماء اہل کتاب کے نزدیک نبی منتظر کی یہ ایک بڑی علامت تھی۔ (زرقانی شرح مواہب)

ہے کہ میری تم سے اب یہ آخری ملاقات ہے جو کہتا ہوں خوب غور سے سن لو۔

اسی طرح خالق زمین وزماں کو جو آخری ہدایات دینا تھیں وہ آنحضرت ﷺ کی معرفت دے دیں اور اعلان کر دیا کہ اب یہ رسول ﷺ آخری رسول ہے۔ ایمانیات، اخلاقیات، معیشت، تمدن کے سب اصول مکمل کر دیئے گئے۔ اس لئے یہ دین آخری دین ہے جسے جو عمل کرنا ہے کر لے۔ حیلہ وحجت کا وقت نہیں رہا۔ بحث وجدل کی بجائے عمل کی فرصت نکالنی چاہئے۔ وقت تھوڑا رہ گیا ہے اور حساب کی ذمہ داری سر پر ہے۔ اب نہ کوئی رسول آئے گا نہ نبی۔ نہ تشریعی نہ غیر تشریعی، نہ ظلی نہ بروزی۔ مگر اس معنی سے نہیں کہ آئندہ نفوس انسانیہ کو کمال وتکمیل سے محروم کر دیا گیا ہے۔ بلکہ اس معنی سے کہ اب یہ منصب بھی ختم ہو گیا ہے۔ پہلے عالم کی عمر میں بہت وسعت تھی اور اس منصب پر تقرر کی گنجائش بھی کافی تھی۔ اس لئے انبیاء علیہم السلام برابر آتے رہے۔ اب دنیا کی عمر ہی اتنی باقی نہیں رہی کہ اس میں اور تقرر کی گنجائش ہو۔ اس لئے اس کے خاتمہ پر آپ ﷺ کو بھیج کر یہ اعلان کر دیا گیا ہے کہ اب نبی نہیں آئیں گے۔ قیامت آئے گی۔

چونکہ سنت الٰہیہ یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کو ختم کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو کامل ہی ختم کرتا ہے۔ ناقص ختم نہیں کرتا۔ نبوت بھی اب اپنی کمال کو پہنچ چکی تھی۔ اس لئے مقدر یوں ہوا کہ اس کو بھی ختم کر دیا جائے۔ اگر آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت جاری ہو تو لازم آئے گا کہ اس کا خاتمہ نقصان پر ہو۔ ظاہر ہے کہ ایک نہ ایک دن عالم کا فنا ہونا ضروری ہے۔ اس سے قبل کسی نہ کسی نبی کا آخری نبی ہونا بھی عقلاً لازم ہے۔ اب اگر وہ آپ سے زیادہ کامل ہو تو اس کے لئے اسلامی عقیدہ میں گنجائش نہیں اور اگر ناقص ہو تو نبوت کا خاتمہ نقصان پر تسلیم کرنا لازم ہوگا۔

اس کی تفصیل یہ تھی کہ جب تم فطرت عالم پر غور کرو گے تو تم کو جزو کل میں ایک حرکت نظر آئے گی۔ ہر حرکت ایک ارتقاء اور کمال کی متلاشی ہوتی ہے۔ پھر ایک حد پر پہنچ کر یہ حرکت ختم ہو جاتی ہے اور جہاں ختم ہوتی ہے وہی اس کا نقطۂ کمال کہا جاتا ہے۔ انواع پر نظر ڈالئے تو جمادات سے نباتات اور نباتات سے حیوانات پھر حیوانات سے انسان کی طرف ایک ارتقائی حرکت نظر آرہی ہے۔ مگر انسان پر پہنچ کر یہ ارتقائی حرکت ختم ہو جاتی ہے۔ اس لئے کہا جاتا ہے کہ انسان تمام انواع میں کامل تر نوع ہے۔ خود انسان کی حقیقت پر اگر غور کیا جائے تو وہ بھی نطفہ سے متحرک ہو کر دم، علقہ ومضغہ کے قالب طے کرتا ہوا خلق آخر پر آکر ٹھہر جاتا ہے اور اسی کو اس کی استعداد فطرت کا آخری کمال کہا جاتا ہے۔ پیدا ہونے کے بعد اس کے اعضاء میں پھر ایک حرکت اور ایک نشوونما

نظر آتا ہے۔ وہ دور شباب پر جا کر ختم ہو جاتا ہے اور اسی کو اسی کا زمانہ کمال کہا جاتا ہے۔ نباتات واشجار کو دیکھئے تو وہ بھی ایک چھوٹی سی گٹھلی سے حرکت کرتے کرتے ایک تناور درخت بن جاتے ہیں۔ آخر کار اس پر پھل نمودار ہوتے ہیں اور جب پھل نمودار ہو جاتے ہیں تو یہ اس کا کمال سمجھا جاتا ہے۔ اس کمال پر پہنچ کر درخت کا ایک دور حیات ختم ہوتا ہے۔ آئندہ اپنے دور حیات کے لئے پھر اس کو بہت سے انہیں ادوار کو دہرانا پڑتا ہے۔ جن میں گزر کر وہ اس منزل تک پہنچا تھا۔ یعنی موسم خزاں آتا ہے اور اس کے ایک دور حیات کو ختم کر جاتا ہے۔ اگر قدرت کو اس کی پھر نشاۃ ثانیہ منظور نہ ہوتی تو وہ یونہی سوکھ کر ختم ہو گیا ہوتا۔ مگر چونکہ اس کو باقی رکھنا منظور ہوتا ہے۔ اس لئے پھر اسے وہی سبز سبز پتیاں وہ ہری ہری لچکدار ڈالیاں مل جاتی ہیں۔ پھر اس پر پھول آتے ہیں اور آخر میں پھر پھل نمودار ہو جاتے ہیں۔ اس طرح جب یہ درخت موجود رہتا ہے۔ انہی ارتقائی مدارج کو ایک سرے سے لے کر دوسرے تک دوہرایا کرتا ہے۔ جو درخت اپنی ابتدائی لڑیوں کو پھر نہیں دہراتے۔ وہ ایک مرتبہ پھل دے کر اپنی زندگی ختم کر جاتے ہیں۔ جیسا کیلا کا درخت۔

اگر یہ سچ ہے کہ عالم نبوۃ میں بھی ایک تدریج نمایاں تھے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر تمام شریعتوں پر نظر ڈالئے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ تمام نبوتیں کسی ایک کمال کی جانب متحرک ہیں۔ ہر پچھلی شریعت پہلی سے نسبتاً ارتقائی شکل میں نظر آتی ہے۔ اس لئے اس طبعی اصول کے مطابق ضروری ہے کہ یہ حرکت بھی کسی نقطہ پر جا کر ختم ہو۔ جس کو اس کا کمال کہا جائے۔ لیکن جب خود نبوۃ ہمارے ادراک سے بالاتر حقیقت ہے تو اس کے آخری نقطۂ کمال کا ادراک بدرجہ اولیٰ ہماری پرواز سے باہر ہونا چاہئے۔ اس لئے ضروری ہوا کہ قدرت خود ہی اس کا تکفیل فرمائے اور خود ہی اس کا اعلان کر دے کہ نبوۃ کا ارتقاء جہاں ختم ہوا۔ وہ مرکزی اور کامل ہستی آنحضرت ﷺ کی مبارک ہستی ہے۔ اس لئے قران کریم میں: ''ولٰکن رسول اللہ وخاتم النّبیین'' کے بعد فرمایا: ''وکان اللہ بکل شئ علیما'' یعنی اللہ تعالیٰ ہی کو ہر چیز کا علم ہے۔ وہی یہ جانتا ہے کہ نبیوں میں خاتم النّبیین اور آخری کون ہے۔ یہ بات تمہاری دریافت سے باہر ہے کہ تم معلوم کر سکو کہ اس کے رسولوں کی مجموعی تعداد کتنی ہے۔ ان میں اوّل کون ہے اور آخر کون ہے۔ اگر اسے عالم کا تھا اور منظور ہوتا تو شاید وہ آپ کی آمد ابھی کچھ دن کے لئے اور مؤخر کر دیتا۔ لیکن چونکہ دنیا کی اجل مقدر پوری ہو چکی تھی۔ اس لئے ضروری تھا کہ نبوت کی آخری اینٹ بھی لگا دی جائے اور اعلان کر دیا جائے کہ دنیا کی عمر کے ساتھ ساتھ قصر نبوت کی بھی تکمیل ہو گئی ہے۔ نبوت نے اپنا

مقصد پالیا ہے۔ آپ کے بعد اب کوئی رسول نہیں آئے گا۔ کیونکہ اگر کوئی رسول آئے تو وہ یا آپ سے افضل ہوگا یا مفضول۔ اگر افضل ہو تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ نبوت نے ابھی تک اپنے اس کمال کو نہیں پایا۔ جس کے لئے وہ متحرک ہوئی تھی اور اگر مفضول ہو تو کمال کے بعد پھر یہ نزولی حرکت اسی وقت مناسب ہوسکتی ہے جب کہ عالم کی پھر نشاۃ ثانیہ تسلیم کی جائے۔ قرآن کریم سے ثابت ہوا کہ نبوت اب اپنے ارتقائی کمال کو پہنچ چکی ہے۔ اب کوئی اور کمال منتظر اس کے لئے باقی نہیں رہا۔ اس لئے اس فطری اصول کے مطابق اسے ختم ہوجانا چاہئے۔

''الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینًا (المائدہ:۳)'' یعنی تمہارا دین کمال کو پہنچ چکا ہے۔ اب ناقص نہ ہوگا۔ خدا کی نعمت پوری ہوچکی ہے۔ اب آئندہ اس سے زیادہ اس کے تمام کی توقع غلط ہے اور نظر ربوبیت اب ہمیشہ کے لئے دین اسلام کو پسند کرچکی ہے۔ اس لئے کوئی دین اس کا ناسخ بھی نہیں آئے گا۔ عربی زبان میں کمال وتمام دونوں لفظ نقصان کے مقابل ہیں۔ ان میں فرق یہ ہے کہ کمال اوصاف خارجیہ کے نقصان کے مقابلہ میں بولا جاتا ہے اور تمام اجزاء کے لحاظ سے مثلاً اگر انسان کا ایک ہاتھ نہ ہو۔ وہ ناقص ہے۔ یعنی اسے ناتمام انسان کہا جائے گا۔ خواہ کتنا ہی کیوں نہ ہو اور اگر اس کے اعضاء پورے ہیں۔ مگر صورت اچھی نہیں۔ اخلاق نادرست ہیں۔ خصائل درشت ناہموار میں تو اس کو بجائے ناتمام کے نامکمل انسان کہا جائے گا۔ آیت بالا میں یہاں دونوں لفظوں کو جمع کر کے یہ بتلا دیا گیا کہ دین اسلام اب ہر پہلو سے مکمل ہوچکا ہے۔ نہ اس میں اجزاء کا نقصان باقی ہے اور نہ اوصاف کا۔ اس لئے اس کی حرکت ارتقائی ختم ہوگئی ہے۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ آپ کا آخری نبی ہونا صرف ایک زمانی نہیں ہے۔ کسی شخصیت کا صرف اس میں آنا فضیلت کی کوئی دلیل نہیں ہوتی۔ بلکہ سنت اللہ چونکہ یہ ہے کہ ہر شئے کا خاتمہ کمال پر کیا جائے۔ اس لئے یہاں آپ کا تأخر زمانی آپ کے انتہائی کمال کی دلیل ہے۔ اسی حقیقت کو آنحضرت ﷺ نے قصر نبوت سے ایک بلیغ تشبیہ دے کر واضح فرمادیا تھا۔ یہود کو جب خدا کے اس اکمال واتمام کی خبر پہنچی تو ان سے رہا نہ گیا اور انہوں نے ازراہ مذاق کہا۔ اے عمر رضی اللہ عنہ اگر کہیں یہ آیت ہمارے حق میں اترتی ہم تو اس دن کو عید کا دن بنا لیتے۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''ھذا اکبر نعم علی ھذہ الامۃ

حیث اکمل تعالیٰ لھم دینھم فلا یحتاجون الیٰ دین غیرہ لا الیٰ غیر بینھم صلوٰۃ اللہ وسلام علیہ ولذا جعل خاتم الانبیاء وبعثہ الیٰ الجن والانس ‘‘ ﴿اللہ تعالیٰ کا اس امت پر یہ بہت بڑا انعام ہے کہ اس نے اس امت کا دین کامل کر دیا ہے کہ اب اسے نہ کسی اور دین کی ضرورت رہی نہ کسی اور نبی کی۔ اس لئے آپ کو خاتم النبیین بنایا ہے اور انسان وجن سب کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے۔﴾

معلوم ہوا کہ ختم نبوت و نبی ارتقاء اور خدائے تعالیٰ کے انتہائی انعام کا اقتضاء ہے اور وہ کمال ہے کہ اس سے بڑھ کر امت کے لئے کوئی اور کمال نہیں ہوسکتا۔ حتیٰ کہ یہود کو بھی ہمارے اس کمال پر حسد ہے۔ پھر حیرت ہے کہ اتنے عظیم الشان نبی کو برعکس، محرومی سے کیسے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ختم نبوت کا صحیح مفہوم سمجھنے ہی میں چند غلط فہمیاں پیدا ہوگئی ہیں۔ شاید اس کا مفہوم یہ سمجھا گیا ہے کہ نبوۃ پہلی امتوں کے لئے ولایت اور صدیقیت کی طرح ایک ممکن الحصول کمال تھا۔ اب یہ امت دوسرے ایک مرتب تو حاصل کرسکتی ہے مگر کمال نبوۃ کو حاصل نہیں کرسکتی۔ یہ سخت غلط فہمی اور حقیقت نبوت سے قطعی جہالت کی دلیل ہے۔ نبوت ان کمالات ہی میں نہیں ہے جو ریاضات ومجاہدات کے صلہ میں بطور انعام کسی وقت بھی بخشا گیا ہو۔ بلکہ ایک الٰہی منصب ہے جس کا تعلق تشریعی ضرورت اور براہ راست خدا تعالیٰ کی صفت اجتباء اور اصطفاء کے ساتھ ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے اس منصب کے لئے چن لیتا ہے۔ اگر نبوت ان کمالات میں ہوتی جو مجاہدات وریاضات، پاک بازی وحسن نیت کے صلہ میں انعامی طور پر ملتے ہیں تو یقیناً اس کے لئے سب سے موافق زمانہ خود نبی کی موجودگی کا زمانہ ہوتا۔ کیونکہ جتنی عملی جدوجہد اتباع شریعت کا جتنا جذبہ خود اس کے زمانہ میں ہوتا ہے اس کے بعد نہیں ہوتا۔ مگر نبوت کی تاریخ اس کے برخلاف ہے۔ یعنی جب خدا تعالیٰ کی زمین شر وفساد، طغیان وسرکشی، تکبر وتمرد سے بھر گئی ہے۔ صلاح وتقویٰ کا تخم فاسد ہوگیا ہے۔ رشد وہدایت کے آثار محو ہوگئے ہیں۔ وہی انبیاء کی آمد کا سب سے زیادہ موزوں زمانہ سمجھا گیا ہے۔ کیا اس سے یہ نتیجہ نکالنا آسان نہیں کہ نبوت وہ انعام نہیں ہے جو ولایت وصدیقیت کی طرح امتوں میں تقسیم کی جائے۔ بلکہ دنیا کے انتہائی دور ضلالت میں خدا کی صفت ہدایت کا ذاتی اقتضاء ہے۔ ذاتی اقتضاء سے ہمارا مطلب یہ ہے کہ یہاں کسب واکتساب

ماحول کی مساعدت و نامساعدت کا کوئی دخل نہیں۔ نبوت کا ماحول تو یہ چاہتا ہے کہ خدائی رحمت کی بجائے خدا کا قہر ٹوٹے مگر اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں ایک اسم ہادی بھی ہے۔ یہ اس کا اقتضاء ہے کہ جب ملک کا ملک اور قوم کا قوم اس کا راستہ گم کردے اور بھولے سے نہیں بلکہ شرارت وشیطنت کی بناء پر تو وہ اپنی طرف سے پھر ان کی ہدایت کے لئے ایک دروازہ کھول دے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب منصب رسالت سے سرفراز کیا گیا۔ ان کا زمانہ انسانی کمالات کے عروج وارتقاء کا زمانہ تھا۔ بلکہ دنیا فطری پستی دنات وخست اور احسان فراموشی کے اس تاریک گڑھے میں پڑی ہوئی تھی کہ ایک کمزور انسان کو خدائی کا دعویٰ کرتے بھی شرم نہ آتی تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ خیال بھی نہ تھا کہ انہیں اس دعوے کے لئے مامور کیا جائے۔ اچانک کوہ طور کے ایک گوشے سے روحانیت کے بادل اٹھے اور حقیقت موسویہ پر اس طرح برسے کہ دم کے دم میں موسیٰ علیہ السلام بن عمران حضرت موسیٰ کلیم اللہ بن گئے۔ بیوی کے لئے آگ لینے کی فکر میں آئے تھے اور سب بھول بھال کر آپ آتش کفر بجانے کی فکر میں جارہے ہیں۔ اس مدعی الوہیت کا مقابلہ کرنا ہے۔ جس کے پاس سلطنت کی ساری مادی طاقتیں جمع ہیں اور اپنے پاس قوت بیان بھی ناقص ہے۔ اس لئے دبے لہجے میں فرماتے ہیں: ’’رب اشرح لی صدری ویسرلی امری واحلل عقدة من لسانی یفقهوا قولی واجعل لی وزیرا من اهلی هارون اخی اشدد به ازری واشرکه فی امری (طٰہٰ: ۲۵-۳۲)‘‘

دوسری جگہ سورۃ القصص میں فرمایا: ’’واخی هارون هوا فصح منی لسانا فارسله معی ردًا یصدقنی انی اخاف ان یکذبون (القصص: ۳۴)‘‘ ان دعاؤں کا حاصل یہ ہے کہ اے اللہ میرا سینہ کشادہ فرما اور مجھے ایسا حوصلہ مند بنادیں کہ خلاف طبع معاملات کو خندہ پیشانی سے برداشت کرسکوں اور میرے لئے ایسے سامان فراہم کر کہ یہ خدمت آسان ہو جائے اور لڑکپن میں زبان جل جانے کی وجہ سے میری گفتگو میں جو لکنت پیدا ہوگئی ہے اس کو دور فرما تاکہ وہ میری بات سمجھ لے اور میرے گھر میں میرے بھائی کو میرا معین بنادے کہ وہ ہاتھ بٹائیں اور ان کی وجہ سے مجھے سہارا بھی رہے۔ سورۃ القصص میں اس کی تفصیل اور ہے کہ میرے بھائی مجھ سے زیادہ فصیح اللسان ہیں۔ انہیں میرے ہمراہ کردے۔ تاکہ وہ میری اعانت میں میری تصدیق کرتے رہیں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ میرے پہلے معاملات کی وجہ سے کہیں وہ سب میری

تکذیب نہ کردیں۔اس وقت کم از کم ایک ایسا شخص میرے ساتھ ہو جو میری تصدیق کردے اور اگر مناظرہ کی نوبت آجائے تو ان سے مناظرہ بھی کرلے۔

اس دعا سے اس پر کافی روشنی پڑتی ہے کہ نبوت کو ان کمالات میں سمجھ لینا جو پہلی امتوں کو کسی عبادت اور ریاضت کے صلہ میں یا انعام کے طور پر تقسیم کئے گئے ہیں، سخت غلط فہمی ہے۔ بلکہ یہ صرف تشریعی ضرورتوں کی تکمیل کا ایک منصب ہے۔جس میں قدرت اس کی صلاحیت پیدا کرتی ہے۔اسی کو اس منصب کے لئے انتخاب کرلیتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی درخواست میں یہاں ہارون علیہ السلام کی کسی ایسی جدوجہد کا ذکر نہیں کیا جو ان کی نبوت کی سفارش کرسکتی۔ بلکہ ان صلاحیتوں کا ذکر کیا ہے جو اس منصب کے لئے درکار تھی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور کے بعد ذرا اور آگے چلے تو پھر ضلالت اور ہدایت میں بھی کشمکش نظر آتی ہے۔کبھی ضلالت کے جھکڑ ہدایت کی شمعوں کو گل کردیتے تھے۔کبھی نور ہدایت کفر کی تاریکیوں کے ٹکڑے کرڈالتا تھا۔حتیٰ کہ دنیا کے آخری دور میں پھر ضلالت کا ابر محیط اٹھا اور اس شان سے اٹھا کہ تمام کرہ ارضی پر تاریکی چھا گئی۔کوئی خطہ نہ رہا۔جہاں آفتاب ہدایت کی کوئی معمولی کرن بھی چمکتی۔عالم کا وہ مرکزی نقطہ بھی جس کو ام القریٰ کہا جاتا تھا تیرہ تاریک ہوگیا اور خانہ خدا پر کفر کا پرچم لہرانے لگا۔تو اس عالم گمراہی کے ماحول میں اسم ہادی کا پھر تقاضا ہوا کہ اس کے مقابلے کے ایسی ہی عام ہدایت بھیجے جو ملک اور قوم وزماں کی قید سے آزاد ہو۔وہ ہدایت بصورت محمد ﷺ دنیا میں ظاہر ہوئی اور تھوڑے ہی عرصے میں کفر نے شکست کھائی۔کفر کا پھریرا اتار کر پھینک دیا گیا اور اس کی بجائے خدائی نصرت وفتح کا جھنڈا نصب کردیا گیا اور یہ اعلان کردیا گیا کہ اب کفر ہمیشہ کے لئے شکست کھا چکا ہے۔ایسا کبھی نہیں ہوگا کہ کلمہ توحید مٹ جائے اور ہدایت کے آثار ونشانات اس طرح تباہ وبرباد ہوجائیں کہ خدا کی زمین پھر کسی نبی کو پکارنے لگے۔مکہ مکرمہ اب اسلامی دارالسلطنت بن گیا ہے اور اس لئے اب یہاں سے ہجرت کرنا منسوخ ہوگیا ہے۔شیطان جو سرچشمہ کفر تھا اب مایوس ہوگیا ہے کہ مصلین جزیرۂ عرب اس کی عبادت کریں گے۔دین اسلام کامل ہوچکا ہے۔اس کی روشنی اقصائے عالم میں پھیل چکی ہے۔ خدائی نعمت پوری ہونے میں کوئی کسر باقی نہیں رہی اور ہمیشہ کے لئے ایک اسلام ہی پسندیدہ دین ٹھہر چکا ہے۔اس لئے آئندہ نہ گمراہی اتنا تسلط کرسکتی ہے کہ ہدایت کو فنا کردے۔اس کے تمام

چشمے خشک ہو جائیں۔ اس کی ایک کرن بھی چمکتی نہ رہے اور نہ اس لئے کسی رسول کے آنے کی ضرورت باقی ہے۔ پھر ختم نبوت درحقیقت اس کا اعلان ہے کہ طور نبوت اب تمام عالم کو اس طرح روشن کر چکا ہے کہ کفر کتنا ہی سر پٹکے مگر وہ اس کے بجھائے بجھ نہیں سکتا۔ خدا کا اقرار اس کے صفات کی معرفت غیب کا یقین۔ مجموعہ عالم کا اس طرح جز بن گیا ہے کہ اگر کہیں اس مرتبہ پھر یہ معرفت ختم ہوگئی تو اس کے ساتھ ہی عالم کی روح بھی نکل جائے گی۔ فضاء عالم میں بیماریاں پھیلیں اور صحت عامہ کو خطرہ میں ڈال دیں۔ پھر کوئی ڈاکٹر یا حکیم نہ ملے۔ شفاخانہ نہ ہو تو یقیناً یہ دوسری مصیبت ہے۔ لیکن اگر کسی ملک کی آب وہوا ہی صاف ہو۔ وہاں کے باشندے شفاخانے اور ڈاکٹر کے محتاج ہی نہ ہوں۔ تو بتلاؤ کہ یہاں بھی کسی شفاخانے کے قیام کی حاجت ہے؟ کیا ایسی صحت وتندرستی کے قیام کے لئے مکانات ڈاکٹروں اور شفاخانوں کا وجود مقامی ضروریات میں داخل سمجھا جائے گا اور اگر یہ بھی فرض کر لو کہ اس خطہ کے باشندوں کو علم طب کی باضابطہ تعلیم دی گئی ہو تو کیا یہ شکوہ بجا ہوگا کہ جس طرح فلاں ملک کے لئے ڈاکٹر مقرر کر کے بھیجا گیا ہے۔ ہمارے لئے بھی اسی طرح ڈاکٹر کیوں نہیں بھیجا گیا۔

”لقد منّ اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولاً من انفسھم یتلوا علیھم اٰیٰتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین (آل عمران: ۱۶۴) ”یعنی آنحضرت ﷺ نے اس عام گمراہی کے بعد تشریف لا کر صرف خدائی آیات پڑھ کر ہی نہیں سنائیں۔ بلکہ اس کو سمجھا بھی دیا اور اس پر پریکٹیکل طور سے عمل بھی کر دیا ہے۔ اس لئے اب آپ بھی اس ہمہ گیر تعلیم کے بعد اوّل تو یہ ممکن ہی نہیں کہ جراثیم کفر اس طرح غالب آجائیں کہ عالم کی صحت عامہ کسی بیرونی ڈاکٹر کی محتاج ہو جائے۔ دوم ان کو اس حد تک اصول طب کی تعلیم بھی دے دی گئی ہے کہ اگر کہیں کفر سر نکالے تو اس کا آئینی علاج وہ خود کر سکتے ہیں۔ اگر اس پر وہ کاربند نہ ہوں تو یہ ان کا قصور رہے گا۔ پس یہ بڑی غلط فہمی ہے کہ ختم نبوت کو کمالات کے ختم کے ہم معنی سمجھ لیا گیا ہے۔ ہمارے اس بیان سے روشن ہو گیا کہ نبوت کا ختم ہونا تو خدائی نعمت کے اتمام اور دین کے انتہائی ارتقاء وعروج کی دلیل ہے۔ البتہ کمالات وبرکات کا خاتمہ بلاشبہ محرومی اور بڑی محرومی ہے۔ مگر یہ روایات سے ثابت ہے کہ امت مرحومہ کے کمالات تمام امتوں سے زیادہ ہیں اور اتنے زیادہ ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے نبی کو بھی اس امت

کے کمالات سن کر تمنا ہو سکتی ہے کہ وہ بھی اس امت کے ایک فرد ہوتے۔

نسیم الریاض کی شرح میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی جو شخص احمد (ﷺ) کا انکار کر کے میرے پاس آئے گا۔ میں اسے دوزخ میں ڈالوں گا۔ انہوں نے عرض کیا یہ احمد (ﷺ) کون ہیں؟ ارشاد ہوا۔ یہ وہ ہیں جن سے زیادہ مجھے اپنی مخلوق میں کوئی عزیز نہیں۔ زمین و آسمان سے قبل ہی میں نے ان کا نام اپنے نام کے ساتھ ساتھ عرش پر لکھ دیا تھا اور یہ بات طے کر دی تھی کہ جب تک وہ اور ان کی امت جنت میں داخل نہ ہو لیں کوئی اور جنت میں داخل نہ ہو سکے گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اس امت کے اوصاف پوچھے۔ ارشاد ہوا کہ وہ امت ہر وقت ہماری تعریف کرے گی۔ بلندی پر چڑھے گی تو تعریف کرتی ہوئی۔ پستی میں اترے گی تو تعریف کرتی ہوئی۔ غرض ہر حال میں ہماری حمد وثناء کرے گی۔ اپنی کمریں باندھنے والی، اپنے اعضاء دھونے والی، دن کی روشنی میں شیر کی طرح (بہادر) اور رات کی تاریکیوں میں درویشی صفت ہوگی۔ ان کا تھوڑا سا عمل بھی قبول کروں گا اور کلمۂ شہادت پر انہیں جنت میں داخل کروں گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ اے اللہ! تو مجھے اس امت کا نبی بنا دے۔ ارشاد ہوا کہ اس کا نبی تو خود ان ہی میں سے ہوگا۔ عرض کیا تو پھر اس نبی کی امت ہی میں بنا دے۔ ارشاد ہوا کہ تم ان سے پہلے ہو وہ تمہارے بعد آئیں گے۔ البتہ میں اپنے دار جلال میں تمہیں ان کے ساتھ جمع کروں گا۔

مسند ابوداؤد واحمد اور ابو یعلیٰ میں ہے: ''کادتہ ھل ھذا الامۃ ان تکونوا انبیاء کلھاء'' ﴿یہ امت مجموعی اعتبار سے بلحاظ کمالات انبیاء ہونے کے قریب ہے۔﴾

شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مضمون کو بحوالہ تورات وانجیل کتب سابقہ سے نقل کیا ہے۔ کنز العمال میں اس کے ہم معنی روایت آنحضرت ﷺ سے مروی بھی ہے۔ جامع ترمذی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر نبوت باقی ہوتی تو ان کو اس منصب پر فائز کر دیا جاتا۔ مبشرات، الہام، تحدیث مع الملائکہ، نظم ونسق امت، بدعت اور تحریف فی الدین کی اصلاح حتیٰ کہ خلافت حقہ کا صحیح قیام یہ سب اس امت کے مناصب وکمالات میں داخل ہیں۔ کتاب اللہ کی حفاظت، دین کی تکمیل۔ ایک ایسی مضبوط جماعت کی بقاء جو ہمیشہ جادۂ

مستقیم پر قائم رہنے والی ہو اور حسب ضرورت ایسے افراد و جماعات کی بعثت جو پوری ذمہ داری کے ساتھ تحریفات کی اصلاح کرتی رہیں۔ ان سب امور کا خود قدرت ایزدی تکفل فرما چکی ہے۔ اب سوچئے کہ اس کے بعد اب کون سا کمال باقی ہے جو پہلی امتوں میں تھا اور اس امت میں نہیں ہے اور جس کے لئے نبوت کی ضرورت ہے۔ صحیح بخاری کی حدیث میں تو یہ ہے کہ سیاسیات کی جو خدمت پہلے انبیاء علیہم السلام دیا کرتے تھے۔ اب وہ خدمات اس امت کے خلفاء انجام دیا کریں گے۔ پس پہلی امتوں کا ایسا کوئی کمال نہیں ہے جو اس امت کو نہ ملا ہو۔ ہاں! اس امت کے بہت سے ایسے خصائص ہیں جن سے پہلی امتیں محروم ہیں۔

دوسرا مغالطہ یہ ہے کہ ختم نبوت کا مطلب یہ سمجھ لیا گیا کہ بندش گویا ختم نبوت کی وجہ سے ہوئی ہے۔ اگر آپ ﷺ تشریف نہ لاتے تو شاید کچھ اور افراد کو نبوت مل جاتی۔ یہ بھی انتہائی جہل ہے۔ خاتم النّبیین کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ سلسلہ انبیاء علیہم السلام میں آپ ﷺ سب سے آخری نبی ہیں۔ اس لئے آپ کی آمد ہی اس وقت ہوئی ہے جب کہ انبیاء علیہم السلام کا ایک ایک فرد آچکا تھا۔ اس لئے آپ ﷺ کی آمد نے نبوت کو بند نہیں کیا۔ جب نبوت ختم ہوگئی ہے تو اس کی دلیل بن کر آپ تشریف لائے ہیں اور اسی معنی سے آپ ﷺ کو خاتم النّبیین کہا گیا ہے۔ اگر علم ازل میں کچھ اور افراد کے لئے نبوت مقدر ہوتی تو یقیناً آپ ﷺ کی آمد کا زمانہ بھی ابھی اور مؤخر ہو جاتا۔ آپ ﷺ کا لقب خاتم النّبیین اسی وقت واقع کے مطابق ہو سکتا ہے جب کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ آئے۔ اگر آپ ﷺ کے بعد بھی کوئی نبی ہوتا تو آپ ﷺ کو آخری نبی کہنا ایسا ہی ہوگا جیسا درمیانی اولاد کو آخری اولاد کہنا۔ حضرت آدم علیہ السلام خدا کے پہلے رسول تھے۔ پس جس طرح ان سے پہلے کوئی رسول نہ تھا۔ نہ ظلی اور نہ ہی بروزی۔ اسی طرح آپ ﷺ آخر النّبیین ہیں۔ آپ کے بعد بھی نہ کوئی ظلی نبی ہونا چاہئے اور نہ ہی بروزی۔

تیسری غلطی سب سے زیادہ فاحش یہ ہے کہ اس پر غور ہی نہیں کیا گیا کہ پہلے ایک نبی کے بعد دوسرا نبی کیوں آتا تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلی نبوتیں خاص قوم اور خاص زمانہ کے لئے ہوتی تھیں۔ اس لئے ہر نبی کے بعد لامحالہ دوسرے نبی کی ضرورت باقی رہتی تھی۔ لیکن جب وہ نبی آگیا جس کی نبوت کسی خطہ، کسی قوم یا کسی زمانہ کے ساتھ مقید نہیں تو اب اس کے بعد نبوت کا سوال ایسا ہی ہے جیسا کہ اس کی موجودگی کے زمانہ میں۔ اگر اس وقت یہ سوال بجا تھا تو اب بھی بجا

ہے اور اگر اس وقت نامعقول تھا تو اب بھی نامعقول ہے۔ یہاں ذہن اس طرح جاتا ہی نہیں کہ آپ ﷺ کا دورۂ نبوت دوسرے انبیاء علیہم السلام کی طرح ختم نہیں ہوا۔ پس درحقیقت نبوت تو اب بھی باقی ہے اور وہ نبوت باقی ہے جو تمام نبوتوں سے کامل تر ہے۔ ہاں! نبی کوئی اور باقی نہیں رہا۔ عجب بات ہے کہ یہاں بقا نبوت ہی ختم نبوت کو مستلزم ہے۔ یعنی آپ ﷺ کی نبوت کا بقاء اس کو مستلزم ہے کہ کوئی اور نبی نہ ہو۔ نافہم لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ آپ کی ختم نبوت دوسروں کی نبوت کی بقاء مستلزم ہے۔ یہ اس وقت تو معقول ہوتا جب کہ دوسرے انبیاء علیہم السلام کی طرح آپ ﷺ کی نبوت بھی ختم ہو جاتی۔ لیکن جب آپ ﷺ کی نبوت باقی ہے تو اب جدید نبوت کا سوال خود بخود ختم ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو صرف خاتم النبیین نہیں بنایا بلکہ رحمت للعالمین بھی بنایا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ خاتم بذات خود تمام جہان کے لئے رحمت بن کر آ گیا ہے۔ اتنی بڑی رحمت کہ اس کے بعد کسی اور رحمت کی ضرورت نہیں ہوگی۔ آج تک ہر رسول کے بعد دوسرے رسول کے انکار سے کفر کا خطرہ لگا رہتا تھا۔ خاتم النبیین ﷺ کی آمد سے یہ کتنی بڑی رحمت ہوئی کہ اس راہ سے اب کفر کا کوئی خطرہ باقی نہیں رہا۔ نہ کسی اور رسول کے آنے کا امکان ہے نہ کسی کے انکار سے کفر کا اندیشہ باقی ہے۔ پہلے ہر امت کی داستان اطاعت وعصیان دوسری امتوں کے سامنے رکھی جاتی تھی۔ مگر اس امت مرحومہ کی داستان عمل اب کسی امت کے سامنے نہیں رکھی جائے گی۔

خلاصہ یہ کہ ختم نبوت ایک رحمت نہیں بلکہ اس کے دامن میں بے شمار رحمتوں اور کمالات کا دریا بہہ رہا ہے۔ اس لئے اس امت کو نبی بننے کی ضرورت نہیں۔ اب یہ وہ زمانہ ہے جس میں اسرائیلی نبی کے امتی بن کر آنے کا انتظار ہو رہا ہے۔ کمالات نبوت ختم نہیں۔ ہاں! وہ دور ضلالت وگمراہی ختم ہو گیا ہے۔ جس کے لئے جدید نبوت کی ضرورت آتی ہے۔ یاد رکھو اب نبی نہیں آئیں گے بلکہ قیامت آئے گی یا وہ جھوٹے نبی آئیں گے کہ جن کو زبان نبوت نے دجال کہا ہے۔ انجیل میں بھی جھوٹے نبیوں کا ذکر ہے اور ان سے خبردار کیا ہے۔

''جھوٹے نبیوں سے خبردار رہو جو تمہارے پاس بھیڑیوں کے لباس میں آتے ہیں۔ مگر باطن میں پھاڑنے والے بھیڑیئے ہیں۔ ان کے پھلوں سے تم انہیں پہچان لوگے۔ کیا جھاڑیوں سے انگور یا اونٹ کناروں سے انجیر توڑتے ہیں۔'' (متی باب:۷، آیت:۱۵،۱۶)

مرزا قادیانی کی یہودیوں کے لئے

ایک عظیم خدمت

جناب غلام مجتبیٰ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جدید تحقیق سے یہ بات سامنے آرہی ہے کہ قادیانی تحریک، جس کا آغاز عین اس زمانے میں ہوا جب یہودی قوم پرستی کی تحریک صیہونیت شروع کی گئی۔ بنیادی طور پر صیہونی تحریک کی ایک ذیلی شاخ تھی جس کا مقصد یہودیت کے قدیم فلسفۂ فکر کا احیاء اور سیاسی سطح پر برطانوی سامراج اور یہودی تخریب کاروں کی اعانت تھا۔ وقت کے ساتھ ساتھ اس تحریک کے خدوخال نمایاں ہورہے ہیں۔ مرزا قادیانی کے زمانے کے واقعات کو صحیح پس منظر میں دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان کی تمام کارروائی، داخلی انتشار، برطانوی سامراج کی حمایت اور صیہونیت کی ترویج کے لئے تھی۔ مرزا قادیانی نے اپنی سچائی کے نام نہاد ثبوتوں میں الیگزنڈر ڈوئی کے ساتھ ایک مقابلہ کو خوب اچھالا ہے اور اسے اپنی صداقت کا نشان قرار دیا۔ ہم پہلے ڈوئی کا مختصر تعارف پیش کرتے ہیں تاکہ یہ معلوم ہو کہ یہ شخص کون تھا۔ اس کا دعویٰ کیا تھا اور اس کے ساتھ مرزا قادیانی کے مقابلے کی غرض وغایت کیا تھی۔ جان الیگزنڈر ڈوئی ۲۵ رمئی ۱۸۴۷ء کو پیدا ہوا۔ یہ اسکاٹ لینڈ کے شہر ایڈنبرا کا باشندہ تھا۔ ۱۸۶۰ء میں جنوبی آسٹریلیا چلا گیا۔ جہاں دینی اجتماعات سے خطاب کرنے کا فریضہ ادا کرنے لگا۔ ۱۸۸۸ء میں ڈوئی امریکہ چلا گیا۔ دوسال بعد شکاگو پہنچ گیا۔ یہاں اس نے ۲۲ رفروری ۱۸۹۶ء کو ایک نئے دینی سلسلہ کی بنیاد رکھی اور ایک یہودی شہر صیہون (ZION) بسایا۔ صیہون میں قائم ہونے والے نئے سلسلے کا نام کرسچن کیتھولک اپاسٹالک چرچ رکھا گیا۔ (انسائیکلوپیڈیا آف برٹینیکا، زیرلفظ ڈوئی جان الیگزنڈر) جس کا وہ جنرل اوورسیر تھا۔

۱۸۹۹ء میں ڈوئی نے دعویٰ کیا کہ وہ خدا اور اسرائیل کے درمیان طے پانے والے اس معاہدے کا پیمبر ہے جس کا حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام وغیرہ سے وعدہ کیا گیا تھا۔ جس کے مطابق اسرائیل نے خدا سے کچھ وعدے کئے تھے اور خدا نے ان کے جواب میں وعدہ کیا تھا کہ وہ ان کی حفاظت کرے گا اور ان کو اپنی برکات سے نوازے گا۔ ڈوئی کا دعویٰ تھا کہ ملاکی نبی کی پیش گوئی کے مطابق وہ ایلیاء نبی ہے (ڈکشنری آف امریکن بیاگرافی ج ۲ مؤلفہ امین جانس اینڈ ڈیومس مالون نیویارک ۱۹۵۹ء ص ۴۱۴) جو یہود کو نجات دلائے گا اور خدا کے وعدوں کو پورا کرائے گا۔ ملاکی نبی کی کتاب میں مذکور ہے: ”دیکھو میں اپنے رسول کو بھیجوں گا اور وہ میرے آگے وہ درست کرے گا اور خداوند جس کے تم طالب ہو ناگہاں اپنے ہیکل میں آموجود ہوگا۔ ہاں! عہد کا رسول جس کے تم آرزومند ہو آئے گا۔ رب الافواج فرماتا ہے..... تم میرے موسیٰ کی شریعت یعنی ان فرائض واحکام کو جو میں نے حورب پر تمام بنی اسرائیل کے لئے فرمائے۔ یاد رکھو۔

دیکھو خداوند کے بزرگ اور ہولناک دن کے آنے سے پیشتر ایلیاء نبی کو تمہارے پاس بھیجوں گا اور وہ باپ کا دل بیٹے کی طرف اور بیٹے کا باپ کی طرف مائل کرے گا۔ مبادا میں آؤں اور زمین کو ملعون کروں۔'' (عصر نامہ قدیم ملاکی نبی کی کتاب باب:۳،۴، آیت:۴-۶)

۱۹۰۱ء میں ادھر ہندوستان میں مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ ادھر شکاگو (امریکہ) میں ڈوئی نے ایلیاہ نبی ہونے کا دعویٰ کر کے جھیل مشی گن کے کنارے یہودیوں کو شہر صیہون میں بسانے کے وسیع پروگرام پر عمل درآمد شروع کر دیا۔ یہ شہر کلی طور پر ڈوئی کی ملکیت تھا۔ دور دراز علاقوں سے لوگ اس علاقے میں آباد ہونے لگے۔ ڈوئی کی اس لحاظ سے بڑی شہرت تھی کہ وہ دعا کے ذریعے روحانی اور جسمانی بیماریوں کا علاج کرتا ہے۔ (ڈکشنری آف بائیوگرافی)

ڈوئی کو ناکام کرنے کے لئے پادریوں اور ڈاکٹروں نے اس پر سوالزامات لگائے۔ لیکن وہ عدالت میں انہیں ثابت نہ کر سکے اور ڈوئی بچ گیا۔ اس مقدمے کے بعد اس کے مریدوں کی تعداد میں خوب اضافہ ہوا۔ اس کے شہر صیہون میں پانچ ہزار افراد بستے تھے۔ کوئی تھیٹر، ڈانس ہال، شراب خانہ وغیرہ وہاں موجود نہ تھا۔ نشہ استعمال کرنے اور سور کھانے پر سخت پابندی تھی اور عبادات سے پہلے سائرن بجائے جاتے تھے۔ شہر کی صنعتوں، ان کے بینکوں اور کالجوں پر اس کا شخصی کنٹرول تھا۔ رفتہ رفتہ اس کے مریدوں کی تعداد پچاس ہزار تک پہنچ گئی۔ چھ زبانوں میں اس کا لٹریچر چھپنے لگا اور یہودی سرمایہ کے بل بوتے پر مشن روانہ کئے جانے لگے۔ ۱۹۰۳ء میں ڈوئی اپنے تین ہزار مریدوں کو لے کر نیویارک پہنچ گیا۔ جہاں اس نے بحث و گفتگو کا ایک طویل سلسلہ شروع کر دیا۔ (ڈکشنری آف بائیوگرافی)

اب اس بات کی طرف توجہ مبذول کی جاتی ہے کہ مرزا قادیانی نے اس سے مقابلہ کیوں کیا اور اس مقابلہ سے یہودی صیہونیوں کو کیا فائدہ حاصل ہوا؟ اس مسئلے کو سمجھنے سے پہلے یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ انیسویں صدی کے اختتام پر یہودی قوم پرستی کے آغاز کے زمانے میں بہت سی تحریکیں جاری تھیں۔ پیرس میں ہنگری نژاد یہودی (**Max Nordau**) یہودی ریاست کے قیام کے لئے راہ ہموار کر رہا تھا۔ جرمنی میں ولف سان (**Wolf Sohn**) اور انگلینڈ میں ڈی ہاس (**De Haas**) عیسائیوں کے تعاون سے اس تحریک کو پھیلا رہے تھے۔

(اکساڈس (**Exedus**) از لیون پورس، نیویارک ص ۲۲۱)

یہی کام امریکہ میں ڈوئی انجام دے رہا تھا۔ لیکن یہ تمام یہودی چاہتے تھے کہ خدا کے وعدوں کے مطابق فلسطین میں یہودیوں کی ریاست قائم ہو۔ لیکن ڈوئی ذاتی اغراض کے لئے امریکہ کے شہر شکاگو سے ۴۲ میل دور جھیل مشی گن کے کنارے یہودی ریاست کی بنیاد رکھ رہا تھا

اور یہ بات یہودیوں کے عالمی کنونشن منعقدہ بیسل (سوئٹزرلینڈ) کے پروگرام کے مخالف تھی۔اس کنونشن میں جس کے انعقاد میں وی آنا کے صحافی اور صیہونیت کے بانی تھیوڈر ہرزل کی کوششوں کو بڑا دخل تھا۔یہ طے پایا تھا کہ فلسطین میں یہودی وطن قائم کیا جائے۔

(Hestzbery A the Zionist Idia- Newyork 1959)

تھیوڈر ہرزل نے اپنی ڈائری میں جو ۱۹۳۴ء میں تل ابیب سے شائع ہوئی لکھا ہے:

''بیسل (Basle) میں میں نے یہودی ریاست قائم کردی ہے۔اگر میں اسے بلند آواز سے کہوں تو لوگ ہنسیں گے۔لیکن پانچ سالوں میں اور پچاس سالوں میں یقیناً اسے قبول کرلیا جائے گا۔'' (لیون یورس)

یہودی قوم پرستی کی تحریک کے آغاز میں ہی برطانوی سامراج نے صیہونی تخریب کاروں سے گٹھ جوڑ کرلیا تھا۔برطانوی سامراج کی نظریں مشرق وسطیٰ کی طرف لگی ہوئی تھیں اور وہ یہودیوں کو اپنے ساتھ ملا کر سلطنت عثمانیہ کا تختہ الٹنا چاہتا تھا۔اس سازش کی تکمیل کے لئے یہودیوں کو پہلے جزیرہ نما سنیائی میں آباد ہونے کی جگہ پیش کی گئی۔اس کے بعد افریقہ کا علاقہ یوگنڈا پیش کیا گیا۔یہودیوں نے ان علاقوں میں بسنے سے انکار کردیا۔کیونکہ ان کی اکثریت کا یہ دعویٰ تھا کہ انبیاء کی پیش گوئیوں کے مطابق ایسے کسی علاقے میں آبادکاری کا کوئی ذکر نہیں اور صرف فلسطین میں آباد ہوکر ہی ان نوشتوں کو پورا کیا جاسکتا ہے۔ (لیون یورس)

سیاسی صیہونی اس بات کے سخت مخالف تھے کہ فلسطین کے علاوہ کسی اور جگہ یہودی ریاست قائم کی جائے۔۱۹۰۰ء میں پچاس ہزار یہودی فلسطین پہنچ چکے تھے اور صیہونیوں کی آباد کاری کی تنظیم (Zion Colonizing Society) عظیم یہودی سرمایہ داروں روش چائلڈ اور ڈی شومان کے سرمائے سے زمین خریدنے میں مصروف تھی۔ Rath Schildde اور Sehumann Foundation Palestine Investment Corporation کے علاوہ ایک اور آبادکاری کی سوسائٹی Zeon Setyle Ment Society فلسطین میں یہودی جلاوطنوں کو آباد کرنے میں ہاتھ بٹا رہی تھی۔یہ جلاوطن روس، پولینڈ، آسٹریلیا وغیرہ سے ہزاروں کی تعداد میں آرہے تھے۔ان یہودیوں کی آمد کا سلسلہ اتنی تشویش ناک صورت اختیار کرچکا تھا کہ ترکی کے خلیفہ سلطان عبدالحمید دوم کو ان کی آمد پر پابندی لگانی پڑی۔ (لیون یورس)

واضح رہے کہ ہندوستان میں ترکوں کے خلاف یہودی قوم پرستی کی تحریکوں کے زمانے میں مرزا غلام احمد قادیانی نے نہایت ذلیل پروپیگنڈہ کیا۔ (تبلیغ رسالت، مرزا قادیانی کے اشتہار کا مجموعہ)

اوران کے بعدان کے بیٹے مرزا محمود نے یہ کام سنبھالا۔ (تاریخ احمدیت ج ۵)

ڈوئی کے منصوبے کی بدولت عالمی صیہونی تحریک کو نقصان پہنچ رہا تھا۔ یورپ سے فلسطین کی طرف روانگی میں کمی واقع ہوگئی تھی اور مذہب کے دلدادہ یہودی ڈوئی کو ایلیاہ سمجھتے ہوئے امریکہ میں جمع ہورہے تھے۔ ڈوئی کی تحریک پر مذہب کا رنگ حاوی تھا۔ اس لئے سطحی خیال کے مذہبی جنونی اس کی طرف متوجہ تھے۔ اس کے علاوہ وہ عیسائیت کی آڑ میں اس تحریک کو چلا رہا تھا۔ اس کے پروگرام کو ناکام بنانے کے لئے برطانوی سول سروس میں کام کرنے والے یہودیوں نے اپنے ازلی گماشتے مرزا غلام احمد قادیانی کی پیٹھ ٹھونکی اور انہیں ڈوئی سے بھڑوادیا۔ مقصد یہ تھا کہ اس مناظرہ بازی میں الجھا کر اس کی گرفت کو کمزور کیا جائے اور اس کے خلاف مذہبی ہتھکنڈے استعمال کئے جائیں اور حربوں کے ذریعہ ناکام بنانے کا یہ بھی ایک حربہ تھا۔

مرزا قادیانی نے اسے مباہلہ کا ایک مضمون روانہ کیا اور صیہونیوں کی مدد سے اسے امریکہ کے بڑے بڑے نامی اخباروں میں شائع کرایا گیا۔ ویسے اس نے مرزا قادیانی کو جواب دینا تک گوارا نہ کیا۔ مرزا قادیانی کی کتاب (تتمہ حقیقت الوحی ص ۷۰-۷۲، خزائن ج ۲۲ ص ۵۰۵-۵۰۷) جس میں یہ اشتہار چھپا۔ آخرکار ڈوئی نے اپنے پرچے میں یہ جواب دیا: ''ہندوستان میں ایک بے وقوف محمدی مسیح ہے جو مجھے بار بار لکھتا ہے کہ مسیح یسوع کی قبر کشمیر میں ہے اور لوگ مجھے کہتے ہیں کہ تو اس کا جواب کیوں نہیں دیتا اور یہ کہ تو کیوں اس شخص کا جواب نہیں دیتا۔ مگر کیا تم خیال کرتے ہو کہ میں ان مچھروں اور مکھیوں کا جواب دوں گا۔ اگر میں ان پر اپنا پاؤں رکھوں تو میں ان کو کچل کر مار ڈالوں گا۔'' (تتمہ حقیقت الوحی ص ۷۰، خزائن ج ۲۲ ص ۵۰۵)

مرزا قادیانی نے ڈوئی کو لکھا کہ وہ اپنے عقیدے میں جھوٹا ہے اور ان کی زندگی ہی میں مرجائے گا اور اگر مباہلہ نہ بھی کرے تب بھی عذاب سے نہ بچ سکے گا۔

(تتمہ حقیقت الوحی ص ۷۳، خزائن ج ۲۲ ص ۵۰۹)

نیویارک کے دورے میں ڈوئی نے تین لاکھ ڈالر صرف کئے جس پر لوگوں نے اعتراض کئے۔ لیکن اس نے توجہ نہ دی۔ بلکہ تمام دنیا کے دورے کا پروگرام بنایا تاکہ مختلف علاقوں سے جلاوطن یہودیوں کو جمع کرے۔ اس نے اپنے مریدوں کو حکم دیا کہ اگر مطلوبہ رقم نہ دیں گے تو انہیں شہر صیہون سے نکال دیا جائے گا۔ (انسائیکلوپیڈیا امریکا زیر لفظ ڈوئی)

اس اعلان کے بعد خود وہ صیہونی بہشت (Zion Paradise Plantation) کے قیام کے لئے میکسیکو چلا گیا۔ (امریکن بائیوگرافی)

۲۴ ستمبر ۱۹۰۵ء کو اسے فالج ہوا اور اس کے مرید اسے جیکا لے گئے۔ اس عرصے میں اس کے خاص دوست ولبر گلن والیوا (Wilber Glen Voliva) نے جسے صیہون کے تمام اختیارات حاصل تھے بغاوت کر دی اور اپریل ۱۹۰۶ء میں ڈوئی کو معزول کر کے شہر صیہون کی جائیداد پر قابض ہو گیا۔ (New Century Cyclopedia of Names vol.1 New York 1954 p.13)

ڈوئی پر تعدد ازدواج اور دیگر سنگین الزامات لگا کر اس کی ممبر شپ منسوخ کر دی۔ ڈوئی نے شگاگو آ کر بڑے ہاتھ پاؤں مارے۔ لیکن ۹ مارچ ۱۹۰۷ء کو مر گیا۔ (Welster's Biographical Dictionary 1964) اور خاطر خواہ کامیابی حاصل نہ کر سکا۔

مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ ان کی پیش گوئی کی وجہ سے وہ ''اپنے آباد کردہ شہر صیہون سے بڑی حسرت سے نکالا گیا جس کو اس نے کئی لاکھ روپیہ خرچ کر کے آباد کیا تھا۔ نیز سات کروڑ نقد روپیہ سے جو اس کے قبضہ میں تھا اس کو جواب دیا گیا اور اس کی بیوی اور اس کا بیٹا اس کے دشمن ہو گئے اور اس کے باپ نے اشتہار دیا کہ وہ ولدالزنا ہے۔ پس اس طرح وہ قوم میں ولدالزنا ثابت ہوا اور یہ دعویٰ کہ میں بیماروں کو معجزہ سے اچھا کرتا ہوں یہ تمام لاف وگزاف اس کی جھوٹی ثابت ہوئی۔'' (تتمہ حقیقت الوحی ص ۷۶، خزائن ج ۲۲ ص ۵۱۲)

ان تمام باتوں پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ ڈوئی کے ساتھ مقابلہ میں مرزا قادیانی نے جس زور وشور کا مظاہرہ کیا اس کی وجہ صیہونی یہودیوں کی سازش تھی اور مرزا قادیانی ان کے آلۂ کار کے طور پر کام کر رہے تھے۔ ڈوئی عالمی صیہونی پروگرام کو نقصان پہنچا رہا تھا اور مسیح سے قبل آنے والے ایلیاہ نبی ہونے کا دعویٰ کر کے امریکہ کے شہر شکاگو میں یہودی شہر صیہون کی بنیاد رکھ چکا تھا۔ یہ صیہونیوں کے مفاد کے خلاف تھا اور مرزا قادیانی نے اسی لئے کالے کوسوں دور بیٹھے اس شخص سے مقابلہ کیا۔ ڈوئی بائبل کی پیش گوئی کے مطابق صیہونی شہر قائم کرنے کا مدعی تھا اور خود کو مسیح کا پہلا حواری بتاتا تھا۔ اس لئے بعض یہود نواز عیسائی بھی اس کے ساتھ تھے۔ واضح رہے کہ اسی زمانے میں انگلستان کا وزیر اعظم سر بالفور تھا جو سکہ بند یہودی اور صیہونیت کا دلدادہ تھا۔ بالفور ڈیکلریشن اسی کے نام سے مشہور ہے۔ غرض ڈوئی سے مقابلہ مرزا قادیانی کی صیہونی یہود کے لئے ایک عظیم خدمت ہے اور اسرائیل کے قیام کے لئے ایک قربانی ہے۔ آپ کی اٹوٹ وفاداری کی وجہ ہی سے عرب ممالک میں اسرائیل کا ناپاک وجود قائم ہوا۔ آپ کا صیہونیت کے حاشیہ بردار اور عظیم تر یہودیت کے پرچارک کے طور پر ہمیشہ یاد رہے گا۔ بشکریہ: البلاغ کراچی، اپریل ۱۹۷۳ء

ڈپٹی کمشنر میانوالی کا نوٹس

اور اس کا

مدلل جواب

حضرت مولانا محمد عبداللہ بھکر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

منجانب: مسٹر محمد امیر علی (ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ میانوالی)

بنام: مولوی محمد عبداللہ (خطیب جامع مسجد طویلہ گیٹ بھکر)

نمبر: 6682/HC، بتاریخ ۲؍دسمبر ۱۹۶۸ء، موضع تقریر

میمورینڈم

مجھے اطلاع ملی ہے کہ آپ نے مورخہ ۲۷؍ستمبر ۱۹۶۸ء کو موتی مسجد میانوالی کے جلسہ میں ایسی تقریر کی جو امن عامہ کے سراسر منافی تھی۔ علاوہ ازیں آپ آئے دن اپنی تقاریر سے عوام الناس کو حکومت وقت اور احمدی فرقے کے خلاف اکساتے رہتے ہیں۔ لہٰذا آپ کو نوٹس دیا جاتا ہے کہ آپ اس کی رسید کے ایک ہفتہ کے اندر اس کی وضاحت کریں کہ کیوں نہ آپ کے خلاف قانونی جارہ جوئی کی جائے۔ دستخط: ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ میانوالی

مورخہ ۲۸؍نومبر ۱۹۶۸ء

محترم جناب محمد امیر علی صاحب (ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ میانوالی)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ مزاج مبارک!

آپ کی طرف سے ایک نوٹس ۶؍دسمبر ۱۹۶۸ء کو مجھے ملا جس میں ۲۷؍ستمبر ۱۹۶۸ء کی میری اس تقریر کو امن عامہ کے منافی قرار دیا گیا جو میں نے موتی مسجد میانوالی میں کی تھی اور مجھ پر الزام عائد کیا گیا کہ میں عوام الناس کو حکومت اور مرزائیوں کے خلاف اکساتا رہتا ہوں۔ اگر آپ میری تقریروں کے وہ اقتباسات اس نوٹس میں درج کر دیتے جن سے آپ نے یہ تأثر لیا ہے تو میں اثبات یا نفی میں جواب دے سکتا۔ اس وقت میں اتنا عرض کر سکتا ہوں کہ میں حکومت کی مذہبی اور سیاسی خرابیوں پر تنقید کرتا ہوں اور عوام الناس میں مذہبی و سیاسی بے داری و شعور پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ میں نے عوام کو قانون شکنی پر کبھی آمادہ نہیں کیا۔

صدر مملکت کا تازہ اعلان ہے کہ ”ملک میں مکمل جمہوریت قائم ہے اور ہر شخص کو اپنے خیالات ظاہر کرنے کی مکمل آزادی ہے۔“ میں مطمئن ہوں کہ حکومت کی پالیسیوں پر تنقید کر کے میں کوئی جرم نہیں کرتا بلکہ اپنے مذہبی و قومی فریضے کو ادا کرتا ہوں۔

رہا مرزائیت کا معاملہ تو اس بارے میں آپ کو علم ہونا چاہئے کہ یہ مسئلہ عقیدہ سے تعلق رکھتا ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ سردار دو عالم ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری پیغمبر اور رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ

نے آپ پر سلسلۂ نبوت و رسالت کو ختم کر دیا ہے۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آ سکتا۔ قرآنی آیات اور سینکڑوں حدیثیں اس پر شاہد ہیں۔ ابتداء اسلام سے آج تک مسلمانوں کا اس عقیدہ پر اتفاق ہے۔ جس طرح خدائی کے دعویداروں کے کفر میں کبھی شک اور شبہ نہیں کیا گیا۔ اسی طرح جناب خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والوں کو بھی بلا اختلاف کافر قرار دیا گیا۔ بدقسمتی سے ہمارے متحدہ ہندوستان سے بدنصیب قصبہ قادیان میں بھی مرزا غلام احمد نے نبوت کا دعویٰ کر دیا اور مسلمانوں سے الگ ایک نئی امت کی بنیاد ڈال دی۔ اپنے نہ ماننے والوں کو خارج از اسلام اور جہنمی قرار دیا۔ وہ ڈاکٹر عبدالحکیم بٹالوی کے نام ایک خط میں لکھتا ہے کہ:

''خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا ہے وہ مسلمان نہیں ہے۔'' (حقیقت الوحی ص ۱۶۳، خزائن ج ۲۲ ص ۱۶۷، تذکرہ ص ۵۱۹ طبع چہارم)

اسی طرح وہ اپنی مشہور کتاب انجام آتھم میں اپنے الہامات درج کرنے کے بعد لکھتا ہے کہ: ''اب ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ خدا کا مامور، خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے۔'' (انجام آتھم ص ۶۲، خزائن ج ۱۱ ص ۶۲)

مرزا غلام احمد کا بیٹا اور خلیفہ ثانی مرزا محمود احمد اپنی کتاب آئینہ صداقت میں لکھتا ہے کہ: ''کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے۔ خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا۔ وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ میرے عقائد ہیں۔'' (مندرجہ انوار العلوم ج ۶ ص ۱۱۰)

مرزا غلام احمد کا دوسرا لڑکا مرزا بشیر احمد اپنی کتاب کلمۃ الفصل میں لکھتا ہے کہ: ''ہر شخص جو موسیٰ علیہ السلام کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتا یا عیسیٰ علیہ السلام کو تو مانتا ہے مگر محمد ﷺ کو نہیں مانتا۔ یا محمد ﷺ کو تو مانتا ہے پر مسیح موعود کو نہیں مانتا۔ وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔'' (کلمۃ الفصل ص ۱۱۰)

مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے دونوں بیٹوں کی مذکورہ عبارتوں سے آپ پر اچھی طرح واضح ہو گیا ہوگا کہ مرزائی لوگ اپنے سوا تمام مسلمانوں کو مسلمان نہیں سمجھتے بلکہ پکا کافر سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان کے سابق مرزائی وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خاں نے بانی پاکستان قائداعظم مرحوم کا جنازہ نہیں پڑھا تھا اور جب سر ظفر اللہ سے پوچھا گیا کہ آپ قائداعظم کے جنازہ میں شامل کیوں نہ ہوئے۔ تو اس نے جواب میں کہا کہ: ''آپ مجھے مسلمان حکومت کا کافر

ملازم سمجھ لیں یا کافر حکومت کا مسلمان ملازم۔'' ظاہر ہے کہ سر ظفر اللہ نے قائداعظم مرحوم کو مسلمان نہیں سمجھا۔ اس لئے ان کے جنازہ میں شریک نہ ہوا۔

یہ حقیقت ہے کہ مرزا غلام احمد نے انبیاء علیہم السلام، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم واہل بیت کی مقدس شخصیات کو بھی معاف نہیں کیا۔ اپنے آپ کو کسی کے برابر کہہ کر اور کسی سے شان میں بڑا کہہ کر توہین کی ہے۔ اس کے چند اشعار ملاحظہ فرمائیے۔

احمد آخر زماں نام من است — آخریں جامے ہمیں جام من است
انبیاء گرچہ بودہ اند بسے — من بعرفاں نہ کمترم زکسے
(نزول المسیح ص ۹۹، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

آنچہ داد است ہر نبی راجام — داد آں جام را مرا بتمام
(نزول المسیح ص ۹۹، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

آدم نیز احمد مختار — در برم جامۂ ہمہ ابرار
(نزول المسیح ص ۹۹، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

آنچہ من بشنوم ز وحی خدا — بخدا پاک دانش ز خطا
(نزول المسیح ص ۹۹، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

ہمچو قرآں منزہ اش دانم — از خطاہا ہمیں است ایمانم
(نزول المسیح ص ۹۹، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں — نیز ابرار ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار
(درثمین اردو ص ۹۵، براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۰۳، خزائن ج ۲۱ ص ۱۳۳)

منم مسیح زماں و منم کلیم خدا — منم محمد و احمد کہ مجتبےٰ باشد
(تریاق القلوب ص ۶، خزائن ج ۱۵ ص ۱۳۴)

یہ سب مرزا قادیانی کے اشعار اس کے مجموعہ کلام درثمین میں موجود ہیں اور ہر ہر لفظ سے انبیاء علیہم السلام کی توہین ٹپکتی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق اس نے ایسی گندی اور رسوا زبان استعمال کی ہے کہ کوئی شریف آدمی اسے پڑھتے ہوئے بھی شرم محسوس کرتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ضمیمہ انجام آتھم میں لکھتا ہے کہ: ''آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص ۷، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱)

اسی طرح اس نے اہل بیت کے متعلق بھی دریدہ دہنی کی ہے۔ حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے متعلق آئینہ کمالات اسلام کے عربی حصہ میں لکھتا ہے کہ: ''بیداری کی حالت میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی ران پر میرا سر رکھا۔''

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۵۰، خزائن ج ۵ ص ۵۵۰)

اندازہ فرمایئے اس سے بڑھ کر حضرت سیدۃ رضی اللہ عنہا کی کیا توہین ہوگی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھتا ہے کہ: ''پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو۔ اب نئی خلافت لو۔ ایک زندہ علی (مرزا قادیانی) تم میں موجود ہے۔ اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علی کی تلاش کرتے ہو۔''

(ملفوظات احمدیہ ج ۱ ص ۱۳۱)

اپنے اس بیان میں وہ اپنے آپ کو زندہ علی کہتا ہے اور حضرت امیر المؤمنین کو مردہ قرار دے رہا ہے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق اس کا مشہور شعر ہے کہ:

کربلائیست سیر ہر آنم صد حسین است در گریبانم

(نزول المسیح ص ۹۹، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷، درثمین ص ۳۳۴)

مرزا غلام احمد اپنی کتاب دافع البلاء میں لکھتا ہے کہ: ''اے قوم شیعہ! اس پر اصرار مت کرو کہ حسین رضی اللہ عنہ تمہارا منجی ہے۔ کیونکہ میں سچ سچ کہتا ہوں آج تم میں ایک (مرزا) ہے کہ اس حسین رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر ہے۔'' (دافع البلاء ص ۱۷، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۳)

اعجاز احمدی میں مرزا غلام احمد کا ایک عربی قصیدہ ہے جس کا ترجمہ بھی مرزا قادیانی نے خود ہی کیا ہے۔ چند اشعار کا ترجمہ ملاحظہ فرمایئے۔

''اور انہوں نے کہا کہ اس شخص (مرزا قادیانی) نے امام حسن رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ سے اپنے تئیں اچھا سمجھا۔ میں کہتا ہوں کہ ہاں اور میرا خدا عنقریب ظاہر کردے گا۔''

(اعجاز احمدی ص ۵۲، خزائن ج ۱۹ ص ۱۶۴)

''اور مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے۔ کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے۔ مگر حسین رضی اللہ عنہ پس تم دشت کربلا یاد کرلو۔ اب تک تم روتے ہو۔ پس سوچ لو۔'' (اعجاز احمدی ص ۶۹، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۱)

''تم نے اس کشتہ (حسین رضی اللہ عنہ) سے نجات چاہی جو نومیدی سے مرگیا۔ پس تم کو خدا نے جو غیور ہے۔ ہر ایک مراد سے نومید کیا۔ وہ خدا جو ہلاک کرنے والا ہے۔''

(اعجاز احمدی ص ۸۱، خزائن ۱۹ ص ۱۹۳)

’’تم نے خدا کے جلال اور مجد کو بھلا دیا اور تمہارا ور دصرف حسین ہے۔ کیا تو انکار کرتا ہے۔ پس یہ اسلام پر ایک مصیبت ہے۔ کستوری کی خوشبو کے پاس گوہ کا ڈھیر ہے۔‘‘

(اعجاز احمدی ص ۸۲، خزائن ج ۱۹ ص ۱۹۴)

اعجاز احمدی کی ان عبارتوں سے ظاہر ہے کہ مرزا غلام احمد نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ سے اپنے آپ کو افضل اور شان میں بڑھا ہوا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو ناامیدی سے مرنے والا قرار دیا اور آپ کے ذکر کو گوہ کے ڈھیر سے تعبیر کیا ہے۔

مرزا غلام احمد کی تصنیفات اس قسم کی دل آزار اور توہین آمیز عبارتوں سے بھری ہوئی ہیں۔ جن سے مسلمانوں کے دل مجروح اور جذبات مشتعل ہوئے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود یہ کتابیں ہمارے ملک میں بار بار چھپتی اور بکتی ہیں اور ان پر کوئی پابندی عائد نہیں کی جاتی۔ میں مسلمانوں کے عقائد کی حفاظت اور ان کے دلوں میں اکابر اسلام کی عظمت کو برقرار رکھنے کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی کے ایسے نظریات کی تردید کرتا ہوں اور حکومت سے ان کتابوں کی ضبطی کا مطالبہ کیا کرتا ہوں۔

انصاف کا تقاضہ تو یہ ہے کہ مرزائیوں کا اسلام دشمن اور مسلمان آزار لٹریچر ضبط کیا جائے مگر.....

سبھی مجھ کو یہ کہتے ہیں کہ نیچے رکھ نظر اپنی کوئی ان کو نہیں کہتا، نہ کلو یوں عیاں ہو کر

مسلمانوں کے تمام فرقے اس بات پر متفق ہیں کہ مرزائی لوگ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ ہماری بعض عدالتوں کے فیصلے بھی موجود ہیں۔ جن میں مرزائیوں کو کافر تسلیم کیا گیا ہے۔ نقاش پاکستان علامہ اقبال مرحوم نے بھی مرزائیوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا تھا اور حکومت وقت سے مطالبہ کیا تھا کہ مرزائیوں کو مسلمانوں سے الگ فرقہ قانوناً تسلیم کیا جائے۔ اس مسئلہ پر علامہ مرحوم کے بیانات ’’حرف اقبال‘‘ میں موجود ہیں۔

میں بھی مرزائیوں کو کافر سمجھتا اور کہتا ہوں اور ان کے کفر کو بے نقاب کرتا ہوں۔ یہ میرے عقیدہ کا اظہار اور تبلیغ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ قانون اس کا مجھے حق دیتا ہے۔ والسلام!

محمد عبداللہ بقلم خود، ۱۱ر دسمبر ۱۹۶۸ء

ناظم جمعیۃ علمائے اسلام سرگودھا ڈویژن

خطیب مسجد طویلہ گیٹ بھکر ضلع میانوالی

قادیانیوں کا

کھلا فرار

جناب چوہدری محمد خلیل گجرات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

گزشتہ دنوں گوجرانوالہ کے مشرق کی جانب چک جگنا کو قادیانیوں نے اپنی تبلیغی سرگرمیوں کا مرکز بنایا ہوا تھا۔ علاقہ کے مسلمانوں نے تنگ آ کر مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ سے رابطہ قائم کیا۔ دفتر کے ناظم (حافظ محمد ثاقب رحمہ اللہ) نے حافظ احسان الواحد اور حافظ محمد اشفاق ولد راج محمد سے کہا کہ آپ ان سے تاریخ وجگہ وموضوعات طے کرلیں تو بات کرنے کے لئے ہم تیار ہیں۔ لہٰذا حافظ احسان الواحد اور حافظ محمد اشفاق نے مرزا محمد رفیق بیگ (جو کہ حافظ محمد اشفاق کے ساتھ والی دوکان میں لوہے کا کاروبار کرتا ہے اور وہاں کے مسلمانوں کو تبلیغ بھی کرتا ہے اور ان کو یعنی حافظ محمد اشفاق وغیرہ کو کہتا تھا کہ لاؤ کوئی مولوی جو مجھ سے بات کرے) سے بات طے کی۔

مورخہ ۲۹ رنومبر ۱۹۸۳ء بمقام چک جگنا برمکان عبدالسلام وقت تین بجے بعد دوپہر مقرر ہوا۔ جس پر مجلس نے زونل مبلغ مجلس تحفظ ختم نبوت چوہدری محمد خلیل قادری کو اطلاع دی۔ لہٰذا چوہدری صاحب مذکور وقت مقررہ سے پہلے ہی برمکان عبدالسلام چک جگنا پہنچ گئے۔ چوہدری صاحب کے ساتھ گوجرانوالہ سے کچھ دوست بھی تھے جن کے اسماء گرامی یہ ہیں۔ حافظ محمد ثاقب ناظم دفتر، حافظ عبدالماجد ایڈووکیٹ، حافظ احسان الواحد اور دو طالب علم راہنما تھے۔ مگر قادیانی دوست تین بج کر ۲۵ منٹ پر پہنچے۔ تین بج کر ۳۰ منٹ پر تلاوت قرآن مجید سے آغاز ہوا۔ دوسری طرف سے مرزا محمد رفیق بیگ اور چوہدری عطاء محمد قادیانی تھے۔ گفتگو چوہدری محمد خلیل اور مرزا محمد رفیق بیگ کے درمیان ہونی قرار پائی۔

مرزا محمد رفیق بیگ قادیانی نے بات شروع کرتے ہوئے اپنے خیالات کا اظہار اس طرح کیا کہ پہلے ہماری بات سنو کہ ہمارا تمہارا اختلاف کیا ہے۔ ہم مرزا غلام احمد کو امام مہدی مانتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن وحدیث سے ہم ثابت کرسکتے ہیں۔ اس پر انہوں نے بہت زور دیا۔

چوہدری محمد خلیل نے مرزا محمد رفیق کی بات سن کر اس کا جواب دیا کہ قرآن مجید میں امام مہدی کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ ہاں! حدیثوں میں ہے۔ مگر مرزا قادیانی نے (براہین احمدیہ حصہ پنجم میں ص ۱۸۵، خزائن ج ۲۱ ص ۳۵۶) پر لکھا ہے کہ: ''مہدی موعود کے بارے میں جس قدر حدیثیں ہیں تمام مجروح اور مخدوش ہیں اور ایک بھی ان میں سے صحیح نہیں۔'' اس عبارت سے پہلے مرزا قادیانی

نے صاف لکھا ہے کہ میرا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ میں وہ مہدی ہوں جو مصداق ''من ولد فاطمة ومن عترتی'' وغیرہ ہے۔ بلکہ میرا دعویٰ تو مسیح موعود ہونے کا ہے۔ آگے اسی (براہین احمدیہ ص۱۸۶، خزائن ج۲۱ ص۳۵۶) کے شروع میں ہی پھر لکھا ہے کہ مہدی کی حدیثیں سب مجروح اور مخدوش بلکہ اکثر موضوع ہیں اور ایک ذرہ ان کا اعتبار نہیں۔ حدیثوں کا مرزا قادیانی صاف انکار کر رہے ہیں۔ تو نہ قرآن سے اور نہ ہی حدیثوں سے آپ ثابت کر سکے۔ کیونکہ مرزا قادیانی کا اپنا دعویٰ اس کے خلاف ہے۔

مرزا محمد رفیق بیگ قادیانی نے تسلیم کیا کہ واقعی قرآن میں تو کہیں ذکر نہیں۔ حدیثوں کا مرزا قادیانی نے انکار کیا ہے کہ میں ولد فاطمہ والا امام مہدی نہیں ہوں۔ بلکہ مرزا محمد رفیق نے کہا کہ سلمان فارسی کی نسل والے مرزا قادیانی امام مہدی ہیں۔ کیونکہ ان کا تو ذکر حدیثوں میں آیا ہے۔

چوہدری محمد خلیل نے اس کا جواب اس طرح دیا کہ پہلے آپ یہ لکھ دیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی مغل خاندان سے نہیں تھے۔ وہ سلمان فارسی کی نسل سے تھے تو پھر میں ثابت کروں گا کہ مرزا غلام احمد قادیانی مغلیہ خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ کتاب جو کہ ربوہ سے چھپی ہے اور اس کا نام بھی مرزا غلام احمد قادیانی ہے، سے حوالہ جات دوں گا۔

مرزا محمد رفیق قادیانی نے اس کا جواب نہیں دیا۔ صرف اتنا کہا کہ ہمارے پاس کتابیں نہیں ہیں۔ لہٰذا آپ بات کو آگے بڑھائیں۔

چوہدری محمد خلیل نے کہا کیا امام مہدی مسلمان ہوگا یا کافروں میں سے ہوگا۔ ہمارے عقیدے کے مطابق امام مہدی مسلمان ہوگا۔ کافر نہیں ہوگا۔ اس کا اللہ تعالیٰ کی واحدانیت اور حضور نبی کریم ﷺ کی ختم نبوت اللہ تعالیٰ کی طرف سے اتاری گئی وحی قرآن مجید وغیرہ وغیرہ پر ایمان ہوگا۔ یعنی وہ تحریف قرآن نہیں کرے گا۔

مرزا محمد رفیق بیگ قادیانی نے کہا کہ یہ بات آپ کی ٹھیک ہے کہ امام مہدی مسلمان ہوگا۔ ہم ایسے شخص کو جو تحریف قرآن کرے ہرگز ہرگز کافر نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ کفر والی باتیں اور بھی ہیں۔ لہٰذا چوہدری عطاء محمد قادیانی بھیکو پور کے رہنے والوں نے بھی یہ بات کہی ہے کہ ہم ایسے شخص کو کافر نہیں کہہ سکتے۔

چوہدری محمد خلیل نے کہا کہ آپ ایسے شخص کو کیا کہیں گے جو آپ کے خیال میں ہے وہ بتائیں تو سہی کہ ایسا شخص کیا ہے، جو آپ کے دماغ میں بات ہے وہ آپ کہیں تاکہ ہمیں پتہ چلے۔ لیکن ہم پھر اپنے عقیدے کا اعلان کرتے ہیں کہ تحریف قرآن کرنے والا ہمارے ہاں کافر ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے احکام کو اس نے بدلا ہے۔ ہم تو ایسے شخص کو جو یہ فعل کرے زید ہو یا بکر کافر کہتے ہیں۔

مرزا محمد رفیق بیگ قادیانی نے کہا کہ ہم ایسے شخص کو کافر نہیں کہتے اور نہ کہیں گے ساتھ ہی بیٹھے ہوئے چوہدری عطاء محمد بھیکو پور والے بولے انہوں نے کہا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑی۔ اس نے کفر والی بات کی۔ چوہدری محمد خلیل سے مخاطب ہو کر یہ بات کہی۔ چونکہ کفر والی اور بھی باتیں ہیں۔ اس لئے ہم ایسے شخص کو کافر نہیں کہتے۔

چوہدری محمد خلیل نے کہا کہ تحریف قرآن کرنے والے کے متعلق بھی تو کچھ خیال ہوگا۔ جو ہے اس کا اظہار فرمائیں تاکہ پتہ تو چلے کہ آپ ایسے شخص کو کیا کہتے ہیں۔ یہ حدیث شریف جس کا چوہدری عطاء محمد نے ذکر کیا ہے ہم حدیث شریف کو مانتے ہیں اس پر ہمارا ایمان ہے۔ کیا تمہارا بھی تحریف قرآن کرنے والے کے متعلق یہ ایمان ہے کہ وہ کافر ہے؟

مرزا محمد رفیق قادیانی بار بار اصرار کرتے رہے کہ ہم ایسے شخص کو کافر نہیں کہتے۔ اسی اصرار پر تقریباً آدھ گھنٹے کا وقت خرچ ہوا۔ چوہدری محمد خلیل نے مرزا محمد رفیق اور چوہدری عطاء محمد دونوں کو مخاطب ہو کر کہا کہ جو آپ کا خیال ہے اس کا اظہار تو کریں۔ اگر آپ کچھ نہیں کہتے تو اتنا تو کہہ دیجئے کہ ایسا شخص اچھا نہیں ہے، کافر نہ کہو۔

گفتگو کو کاٹتے ہوئے حافظ عبدالماجد ایڈووکیٹ نے مرزا محمد رفیق بیگ اور چوہدری عطاء محمد سے کہا کہ بھائی جو آپ کہنا چاہتے ہیں کہیں۔ تحریف قرآن کرنے والا کچھ تو ہے۔ مرزا محمد رفیق بیگ قادیانی اور چوہدری عطاء محمد دونوں نے بیک زبان ہو کر کہا کہ ایسا شخص یقیناً اچھا نہیں۔

چوہدری محمد خلیل نے یہ کہا کہ بقول آپ کے تحریف قرآن کرنے والا اچھا نہیں ہے تو کیا میں آپ سے پوچھ سکتا ہوں کہ اچھے شخص کے پیچھے لگنا ٹھیک ہے یا برے کے پیچھے۔ مرزا محمد رفیق قادیانی نے کہا اب آپ اس بات کو چھوڑیں تاکہ بات آگے چل سکے۔ لہٰذا چوہدری صاحب

بات کو آگے چلائیں۔ آپ بتائیں کہ تحریف قرآن کہاں ہے اور کس نے کی ہے۔

چوہدری محمد خلیل نے کہا کہ ہمارے ہاں تحریف قرآن اس کو کہتے ہیں کہ ایک شخص قرآن مجید کی آیات رکوع اور سورۃ کا حوالہ دیتے وقت قرآن مجید کی آیات میں سے کچھ الفاظ کاٹے اور کچھ کا اضافہ کرے۔ ایسے شخص کو تحریف قرآن کا مرتکب کہا جاتا ہے۔ ہم تمام مسلمانوں کے نزدیک وہ کافر ہے۔ یہ کام مرزا غلام احمد نے کیا ہے۔

مرزا محمد رفیق بیگ نے کہا ایسا کام مرزا غلام احمد قادیانی نے نہیں کیا۔ یہ آپ الزام لگا رہے ہیں۔ ہاں! ان سے کچھ غلطیاں اجتہادی طور پر ہوئی ہیں۔ آپ ایسا ثابت نہیں کر سکیں گے۔

چوہدری محمد خلیل نے کہا کہ یہ مرزا قادیانی کی خود ساختہ کتاب حقیقت الوحی شائع کردہ میگزین قادیان میں ۱۵ر مئی ۱۹۰۷ء تعداد ایک ہزار کا حوالہ (خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۸ میں مرزائیوں نے اس آیت کو ٹھیک کر دیا ہے) دکھایا۔

(نمبر۱) پارہ نمبر۲ رکوع ۹ کی آخری آیت نمبر ۲۱۰ کی ہے۔ آیت حقیقت الوحی میں درج شدہ ''یوم یاتی ربک فی ظلل من الغمام'' قرآن مجید میں درج شدہ ''هل ينظرون الا ان ياتيهم الله فی ظلل من الغمام والملئكة وقضی الامر والی الله ترجع الامور'' اس آیت سے چھ الفاظ کاٹ کر تین اپنے پاس سے اضافہ کیا ہے۔ یہ تحریف قرآن ہے۔ دوسری آیت اسی (حقیقت الوحی ص ۱۳۰، خزائن ج ۲۲ ص ۱۳۳، اور اب اس کو بھی صحیح کیا ہوا ہے) پر دی ہوئی ہے۔ وہ یہ ہے: ''قوله تعالیٰ الهم يعلموا انه من يحادد الله ورسوله يد خله ناراً خالداً فيها ذلک الاخزی العظيم (الجز: ۱۰ توبه)''

قرآن مجید توبہ آیت: ۶۳ ''الم يعلموا انه من يحادد الله ورسوله فان له نار جهنم خالداً فيها ذلک الخزی العظيم'' اس آیت میں سے چار الفاظ کاٹ کر دو کا اضافہ کیا ہے۔ ایسے شخص کو تحریف قرآن کرنے والا کہا جاتا ہے۔

مرزا محمد رفیق قادیانی نے جب کتاب ہاتھ میں پکڑ کر دیکھی تو دونوں حضرات چوہدری محمد عطاء محمد بھیکو پور والوں نے بیک زبان اقرار کیا کہ واقعی کتاب ہماری ہے۔ مگر ہمیں پوچھنے کی اجازت ہو اور ہم کتابیں بھی لے آئیں گے۔ لہٰذا ہمیں وقت دیا جائے۔ حاضرین مجلس نے بھی کہا

کہ ان کو وقت دیا جانا چاہئے۔

چوہدری محمد خلیل نے کہا کہ ٹھیک ہے ہم آپ کو وقت دیتے ہیں۔ چاہئے تو یہ تھا کہ آپ کتابیں لے کر آتے اور ساتھ پوچھ کر بھی، مگر اس سے پہلے کہ مجلس برخاست ہو ایک بات میری سن لیں کہ جو بھی کتاب ہو قادیان کی ہو۔ دوسرا مرزا قادیانی کی زندگی کی۔ کیونکہ دعویٰ مرزا قادیانی کا ہے۔ اس لئے کسی اور کی بات نہیں مانی جائے گی۔ حقیقت الوحی آپ ۱۹۰۷ء کی لائیں۔ دوسری قابل قبول نہ ہوگی۔ ایک بات اور ہے وہ یہ کہ ابھی ایک تحریر فریقین میں ہو جائے۔ تاکہ اس کو بہانہ نہ بنایا جائے بھاگنے کا۔ لہٰذا فریقین میں ایک تحریر طے پائی۔ دن، ٹائم، مقام، موضوعات، حوالہ جات وغیرہ کے بارے میں جو حسب ذیل ہے۔

نقل بمطابق اصل

بروز جمعرات مورخہ ۸/دسمبر ۱۹۸۳ء، ٹائم (وقت) ۱۰/بجے دن بمقام چک جگنا برمکان عبدالسلام۔

موضوعات

قرآن مجید کی آیات تبدیل کرنے والے کے متعلق کیا اعتقاد ہے۔ مرزا قادیانی کی صداقت یا جھوٹ بحیثیت امام مہدی یا مسیح موعود تشریعی غیر تشریعی ہونا۔

مرزا قادیانی کا کردار بحیثیت انسان بحیثیت مدعی نبوت۔

فریقین اس بات پر تمام حوالے مرزا قادیانی کی کتابوں سے پیش کریں گے اور ان کی تحریر سے اخبارات سے ثابت کیا جائے گا کہ وہ کیا تھے۔

دستخط

مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے	قادیانی جماعت کی طرف سے
چوہدری محمد خلیل	مرزا محمد رفیق بیگ

مورخہ ۲۹/نومبر ۱۹۸۳ء

مگر جب گفتگو کا وقت قریب آیا تو فریقین میں ایک اور تحریر ہوگئی۔ کیونکہ قادیانی دوستوں نے کہا کہ ہمیں ربوہ سے اطلاع آئی ہے۔ لہٰذا ہم ۸/دسمبر ۱۹۸۳ء کو یہاں نہیں ہوں

گے۔ مرزا محمد رفیق کے کہنے پر دوبارہ ۶/دسمبر ۱۹۸۳ء کو ایک اور تحریر ہوئی جو کہ اٹیسٹیڈ بھی ہے۔

دوسری تحریر نقل بمطابق اصل

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اقرار نامہ

حافظ احسان الواحد ولد حافظ رحمت اللہ قوم مغل ساکن ۱۱۹/۳ بی شاہین آباد گوجرانوالہ فریق اوّل، مرزا محمد رفیق بیگ ولد مرزا ولایت بیگ قوم مغل ساکن بھیکو پورہ تحصیل گوجرانوالہ۔ فریق دوم جو کہ فریقین نے باہمی رضامندی سے مجلس تحفظ ختم نبوت اور قادیانی جماعت کے مابین ۸/دسمبر ۱۹۸۳ء کو ہونے والی بحث مورخہ ۱۲/دسمبر ۱۹۸۳ء بوقت ۲/بجے بعد دوپہر بر مکان عبدالسلام واقع چک جگنا منعقد کرنی طے کی ہے۔

موضوعات

۱..... کلام مجید کی آیات تبدیل کرنا اور ان کے متعلق یعنی مرزا غلام احمد قادیانی نے تحریف قرآن کیا ہے یا نہیں۔

۲..... مرزا قادیانی مذکور کی صداقت یا جھوٹ بحیثیت امام مہدی یا مسیح موعود یا تشریعی یا غیر تشریعی نبی، جو وہ کہلاتے تھے، فریق دوم ان کے دعویٰ ہائے ذاتی کی صداقت اور فریق اوّل غلط ثابت کریں گے۔

۳..... مرزا قادیانی کا ذاتی کردار بحیثیت انسان بمطابق اخلاقیات انسانی ودعویٰ ہائے خود۔

فریقین اپنے اپنے دلائل مرزا قادیانی مذکور کی کتب اور ان کے رسائل اور ان کی جماعت کے لٹریچر کے حوالے سے پیش کریں گے۔ بحث کے لئے فریقین کو اپنے متکلمین قائم کرنے، برابر برابر وقت لینے، حوالہ جات پیش کرنے اور قرآن وحدیث حضرت محمد ﷺ سے اپنا اپنا مؤقف ثابت کرنے کا حق حاصل ہوگا۔ اگر کوئی فریق وقت پر نہیں پہنچتا یا ضابطے کے مطابق اس اقرار نامہ کو مدنظر رکھتے ہوئے کسی طے شدہ بات سے انحراف کرتا ہے تو اسے دوسرے حریف کو علاوہ ہرجانہ مبلغ سو روپیہ نقد اصولی وقانونی طور پر ادا کرنا ہوگا۔ اقرار نامہ مابین فریقین تحریر کر دیا ہے تاکہ سند رہے۔

گواہ شد	العبد	العبد	گواہ شد
اللہ دتہ ولد عمر دین	حافظ احسان الواحد	مرزا محمد رفیق بیگ	محمد اشفاق ولد راج محمد مغل
ساکن چک جگنا تحصیل گوجرانوالہ	فریق اوّل	فریق دوم	ساکن قلعہ چندجی ٹی روڈ گوجرانوالہ
(دستخط انگلش)	(دستخط اردو)	(دستخط اردو)	(دستخط انگلش)

تصدیق نوٹری پبلک گوجرانوالہ، مورخہ ۶/دسمبر ۱۹۸۳ء

اس تحریر نامہ کے مطابق چونکہ یہ تحریر ۶/دسمبر ۱۹۸۳ء کو ہوئی تھی۔ اس لئے چوہدری محمد خلیل وقت سے پہلے ہی دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ پہنچ گئے۔ انہیں گوجرانوالہ آ کر پتہ چلا کہ دوسری تحریر ہو چکی ہے۔ لہٰذا اس تحریر کے مطابق چوہدری محمد خلیل بمعہ ساتھیوں کے ایک بج کر ۴۵ منٹ پر برمکان عبدالسلام بمقام چک جگنا تحصیل گوجرانوالہ پہنچ گئے۔ مگر قادیانی دوست دو بج کر ۱۵/منٹ پر پہنچے۔ اس گفتگو میں چوہدری صاحب کے علاوہ حافظ عبدالماجد، غلام نبی امرتسری، حافظ احسان الواحد فریق اوّل، چوہدری اللہ دتہ، محمد شفیق ولد نور محمد، حافظ محمد اشفاق چناب آٹو سٹور، محمد رزاق ولد منشی خان، مرزا فضل الحق ولد وزیر محمد تھے۔

قادیانیوں کے مرزا محمد رفیق کے علاوہ چوہدری عطاء محمد گوجرانوالہ زونل مربی محمد اعظم اکسیر دو تین ساتھی اور تھے۔ گفتگو تلاوت قرآن مجید سے ٹھیک اڑھائی بجے بعد دوپہر شروع ہوئی۔ حافظ احسان الواحد فریق اوّل نے مرزا محمد رفیق بیگ سے پوچھا کہ آپ میں سے کون صاحب گفتگو کریں گے؟

مرزا محمد رفیق بیگ قادیانی نے اپنے مربی محمد اعظم اکسیر سے کہا کہ آپ گفتگو کریں۔ ساتھ چوہدری عطاء محمد قادیانی نے بھی کہا کہ ہماری طرف سے آپ گفتگو کریں۔ مگر محمد اعظم اکسیر نے صاف صاف گفتگو کرنے سے انکار کر دیا۔ پھر ساتھ یہ بھی کہا کہ میں قواعد وضوابط کی پابندی میں بات نہیں کروں گا۔ اگر کسی جگہ پر کھلی گفتگو ہو تو میں حاضر ہوں۔ اس کا انہوں نے مجھے بتایا ہی نہیں تھا کہ ان موضوعات پر گفتگو ہوگی۔ اس کے لئے یہ دونوں پابند ہیں۔ میں نہیں ہوں اور یہ تمام باتیں حاضرین مجلس کے سامنے کہیں۔

چوہدری محمد خلیل نے کہا کہ بات جو پہلے طے ہو چکی ہے اس کے مطابق ہوگی۔ بعد میں

دیکھا جائے گا اور آپ سے بھی کھلی گفتگو کرنے کے لئے ہم تیار ہیں۔ پہلے آپ کے امتی بھائی سے بات ہو جائے۔

مرزا محمد رفیق بیگ اور چوہدری عطاء محمد بھیکو پور والے دونوں نے اپنے مذہبی مبلغ جسے وہ اپنی اصطلاح میں مربی کہتے ہیں بار بار کہا، مگر محمد اعظم اکسیر تھے کہ بات کرنے سے گریزاں تھے۔ اس سلسلہ میں مرزا محمد رفیق بیگ اور چوہدری عطاء محمد دونوں کی حالت رحم کے قابل تھی۔ اس کے باوجود گوجرانوالہ کے زونل مربی محمد اعظم اکسیر ہی تھے کہ ان دونوں کی باتوں کا انہوں نے کوئی اثر قبول نہ کیا۔ بلکہ چوہدری محمد خلیل سے مخاطب ہو کر اکسیر صاحب نے اپنی شکست کا اعتراف کرتے ہوئے یہ کہا کہ آپ کا علم زیادہ ہے اور ہمارا کم ہے۔ ہمارے ساتھی آپ سے بات نہیں کر سکتے۔

چوہدری محمد خلیل نے محمد اعظم اکسیر مربی سے مخاطب ہو کر کہا کہ وہ بات نہیں کر سکتے تو آپ تو یہاں پر موجود ہیں۔ آپ ہی اس تحریر کے مطابق بات کریں۔ مگر اکسیر صاحب نے صاف الفاظ میں کہہ دیا کہ میں اس پابندی میں رہ کر بات نہیں کر سکتا۔ تو پھر چوہدری محمد خلیل نے مرزا محمد رفیق بیگ سے کہا کہ آپ کا کیا خیال ہے۔

مرزا محمد رفیق قادیانی نے حقیقت الوحی ۱۹۳۴ء کی جلد سوم پیش کی کہ اس میں ہم نے ٹھیک کر لیا ہے۔ لہٰذا آپ کی پیش کردہ آیات غلط ہیں۔

چوہدری محمد خلیل نے کہا کہ میں نے جو کتاب حقیقت الوحی ۱۹۰۷ء کی دکھائی ہے اس میں یہ آیتیں جس میں مرزا قادیانی نے تحریف کی ہے درج ہیں۔ آپ نے ۱۹۳۴ء کی دکھائی۔ یہ اس لئے ماننے کے لائق نہیں کیونکہ مرزا قادیانی کی زندگی میں طبع نہیں ہوئی۔ وہ ۱۹۰۸ء میں اس دنیا سے چلے گئے تھے تو اس سے معلوم یہ ہوا کہ آپ نے اپنے نبی کی غلطیوں کو غلطیاں سمجھتے ہوئے درست کیا ہے۔ تم نے ایسا فارمولا پیش کیا ہے کہ امتی اپنے نبی کی غلطیوں کو درست کریں۔ اس کا تو مطلب صاف ظاہر ہوا کہ نبی آپ امتیوں کو ہونا چاہئے تھا۔ مرزا غلام احمد کی سنت آپ نے زندہ کر دی وہ بھی کہتا ہے کہ قرآن مجید میں صرف ونحوی غلطیاں ہیں۔

(حقیقت الوحی ص ۳۰۴، خزائن ج ۲۲ ص ۳۱۸)

قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ کی کتاب بھی مانتا ہے اور صرفی ونحوی غلطیاں بھی نکالتا ہے۔ پھر بھی یہ مسلمان ہے؟ اس کے کفر میں کیا شک رہ جاتا ہے۔ اس کے بعد یہ بھی کہا کہ آپ کے پاس مرزا قادیانی کی کوئی تحریر ہے جس میں انہوں نے کہا ہو کہ تم یہ غلطیاں درست کر لینا۔

مرزا محمد رفیق نے صاف کہہ دیا کہ ہمارے پاس کوئی ایسی تحریر نہیں اور نہ ہی ہم آپ کو ۱۹۰۷ء کی حقیقت الوحی دکھا سکتے ہیں۔ لہٰذا ہم آپ سے قواعد وضوابط کے مطابق گفتگو نہیں کر سکتے۔ چنانچہ انہوں نے اس بات کا اعتراف تحریراً کیا۔ اس تحریر پر قادیانیوں کی طرف سے مرزا محمد رفیق بیگ اور چوہدری عطاء محمد بھیکو پور والوں نے دستخط کئے۔ اس کے علاوہ مسلمانوں کی طرف سے محمد اشفاق ولد راج محمد چناب آٹو سٹور سیالکوٹ روڈ گوجرانوالہ اور جعفر عمر ملک ولد حاجی علاؤالدین اروپ ضلع گوجرانوالہ نے بطور گواہان دستخط کئے۔

نوٹ: تحریر ہمارے پاس ہے ان چاروں کے اس پر دستخط موجود ہیں۔

اب اس تحریر کے بعد کئی بار محمد اعظم اکسیر مربی قادیانی جماعت زونل گوجرانوالہ نے اجازت چاہی کہ میں جا سکتا ہوں۔ حاضرین نے کہا آپ جا سکتے ہیں۔ مگر اس کے باوجود کہ اکسیر صاحب جانا چاہتے تھے۔ ۱۰ منٹ کے لئے ہم سے اجازت لی اور مرزا محمد رفیق کو ساتھ لے کر ہاؤس سے علیحدہ ہو گئے۔

اکسیر صاحب کچھ دیر صلاح مشورہ کے بعد دوبارہ مجلس میں آئے اور نئے سرے سے ''مہدی موعود'' کے موضوع پر بات شروع کی۔ چوہدری محمد خلیل نے کہا کہ امام مہدی کا ذکر قرآن میں تو ہے نہیں مگر حدیثوں میں ہے۔ لیکن وہ امام مہدی ولد فاطمہ سے ہوگا، نہ کہ چراغ بی بی کا لڑکا۔ امام مہدی کا نام محمد ہوگا۔ عبداللہ ان کے والد محترم کا نام ہوگا۔ والدہ ماجدہ کا نام آمنہ بی بی ہو گیا۔ خاندانی سید ہوگا۔ یہ تمہارا امام مہدی جو مہدی ہونے کی نفی کرتا ہے تمام حدیثوں کو مجروح ومخدوش کہتا ہے۔ غلام مرتضیٰ کا لڑکا، مغل خاندان سے تعلق ہے۔ ان سے اس کی کیا نسبت ہو سکتی ہے؟

محمد اعظم اکسیر مربی قادیانی نے کہا مہدی کے معنی ہدایت والے کے ہیں۔ یہ قرآن اور حدیث سے ثابت کر سکتے ہیں۔ پھر اکسیر صاحب نے چوہدری صاحب سے مخاطب ہو کر کہا یہ جو تحریر مرزا قادیانی کی (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۸۵، خزائن ج ۲۱ ص ۳۵۶) آپ نے پیش کی ہے۔ یہ

ٹھیک ہے مگر ہم ان کو مہدی موعود مانتے ہیں۔ باقی تمام باتوں کا جواب گول کر کے تقریر شروع کر دی کہا جو بات مرزا قادیانی کرتے تھے۔ وحی سے کرتے تھے۔ بغیر وحی کے انہوں نے کوئی بات نہیں کی۔

چوہدری محمد خلیل نے کہا کہ جس کا دعویٰ ہو اس سے پوچھنا چاہئے کہ اس کا دعویٰ کیا ہے۔ آپ کی تشریح سے کام نہیں چلے گا۔ جب کہ حضور نبی کریم ﷺ نے کہا: ''انا خاتم النّبیین لا نبی بعدی'' تو ان کے بعد کیسے وحی آ سکتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے کلمہ میں لا الہ کہا جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کوئی نہیں ہے۔ الہ نہ چھوٹا نہ بڑا۔ نہ ظلی نہ بروزی۔ ہر الہ کی نفی کر دی اسی طرح سے ''لا ریب فیہ'' اللہ تعالیٰ نے کہا ہے تو ہر شک کی نفی کی ہے۔ اسی طرح مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب (ایام الصلح ص۱۴۶، خزائن ج۱۴ ص۳۹۳) میں صاف اقرار کیا۔ ختم نبوت کا بکمال تصریح ذکر ہے اور پرانے یا نئے نبی کی تفریق کرنا یہ شرارت ہے۔ نہ حدیث میں نہ قرآن میں یہ تفریق موجود ہے اور حدیث ''لا نبی بعدی'' میں بھی نفی عام ہے۔ بس یہ کس قدر جرأت اور دلیری و گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کر کے نصوص صریحہ قرآن کو عملاً چھوڑ دیا جائے اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے اور بعد اس کے جو وحی نبوت منقطع ہو چکی تھی پھر سلسلہ وحی نبوت کا جاری کر دیا جائے، پیش کیا۔

محمد اعظم اکسیر مربی قادیانی نے کہا کہ یہ جو عبارتیں یا حوالہ جات آپ نے پیش کئے ہم مانتے ہیں۔ مگر مہدی موعود پر وحی آتی تھی وہ وحی کے بغیر کوئی بات نہیں کرتے تھے۔ اس کی تشریح کرتے ہوئے صحابہ کے زمانہ کی باتیں کرتے جاتے۔ جواباً کوئی حوالہ سوائے اس کے وحی کے ثبوت میں ایک غلطی کا ازالہ پیش کیا کہ وحی آتی تھی۔

چوہدری محمد خلیل نے کہا کہ ایک غلطی کا ازالہ میں انہوں نے یعنی مرزا قادیانی نے مہدی موعود ہونے کا انکار اور محمد اور رسول بننے کا اقرار کیا ہے۔ میرے پاس ایک غلطی کا ازالہ موجود ہے۔ اس کے مرزا غلام احمد قادیانی نے جو حوالے وحی کی نفی میں لکھے ہوئے ہیں پیش کئے۔

۱..... ''قرآن کریم بعد خاتم النّبیین کے رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا۔''

(ازالہ اوہام ص۷۶۱، خزائن ج۳ ص۵۱۱)

۲..... ''اب وحی رسالت تا قیامت منقطع ہے۔'' (ازالہ اوہام ص۶۱۴، خزائن ج۳ ص۴۳۲)

۳..... ''یہ بات مستلزم محال ہے کہ خاتم النبیین کے بعد پھر جبرائیل علیہ السلام کی وحی کی آمد و رفت شروع ہو جائے۔'' (ازالہ اوہام ص۵۸۳، خزائن ج۳ ص۴۱۴)

۴..... ''سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں۔ دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو۔ آگے چل کر اسی کتاب میں لکھا ہے کہ سو اگر ہم گورنمنٹ برطانیہ سے سرکشی کریں تو گویا اسلام اور خدا اور رسول سے سرکشی کرتے ہیں۔''

(شہادت القرآن ص۳،۴، خزائن ج۶ ص۳۸۰)

محمد اعظم اکسیر مربی قادیانی نے حسب سابق کہا کہ یہ تمام باتیں ٹھیک ہیں جو آپ نے پیش کی ہیں۔ مگر اسی کو سمجھ آ سکتی ہے جو پہلے قادیانی بنے۔ پھر وہ سمجھ سکے گا۔ پھر اپنی صداقت منوانے کے لئے گوجرانوالہ میں ۱۹۷۴ء کے واقعے بیان کرنے شروع کر دیئے۔ مگر تمام باتوں کو چھوڑ دیا۔

چوہدری محمد خلیل نے اکسیر صاحب سے مخاطب ہو کر کہا کہ آپ نے میری کچھ باتوں کا اقرار کیا ہے اور کچھ کا جواب ہی نہیں دیا۔ ہم محض آپ کی تقریر سننے کے لئے نہیں آئے۔ اکسیر صاحب آپ تو ابھی تک مہدی موعود سے آگے نہیں بڑھ سکے۔ مگر مرزا غلام احمد قادیانی نے کہا ہے کہ محمد رسول اللہ سے مراد میں ہوں۔ (ایک غلطی کا ازالہ ص۳، خزائن ج۱۸ ص۲۰۷)

اس وحی الٰہی میں میرا نام اللہ نے محمد اور رسول رکھا ہے۔ پھر اس نے یہ بھی کہا اللہ نے مجھے کہا تو جس کا ارادہ کرے وہ تیرے حکم سے ہو جاتا ہے۔

(حقیقت الوحی ص۱۰۵، خزائن ج۲۲ ص۱۰۸)

اس نے اللہ والی صفت اپنے میں کہی جس سے وہ مشرک ہو گیا۔

محمد اعظم اکسیر مربی قادیانی نے کہا کہ یہ بالکل صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی کا نام محمد اور رسول رکھا ہے تو کیا حرج ہے اللہ نے ہی رکھا ہے۔ کسی اور نے تو نہیں رکھا۔ پھر پہلے جیسی باتوں میں وقت گزارتے رہے اور اپنی حقانیت کی دلیل دیتے ہوئے کہا کہ مصیبت اور دکھ صحابہ

نے اٹھائے تھے۔ لہٰذا ہم نے بھی اٹھائے ہیں۔

چوہدری محمد خلیل نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے خوف کو دل میں جگہ دیتے ہوئے ایسی بات نہیں کرنی چاہئے۔ کیونکہ جو شخص غیر عورتوں سے ٹانگیں دبواتا ہو اس کو حضور نبی کریم ﷺ کی ہمسری تو کہاں نسبت بھی نہیں ہو سکتی۔ جیسا کہ ہمارے پاس سیرت المہدی موجود ہے۔ جس میں مرزا قادیانی کا کردار ان کے شہرت یافتہ بیٹے بشیر احمد ایم۔اے نے خود قلم بند کیا ہے۔ کہو تو بیان کروں، مرزا تو انگریز ملکہ وکٹوریہ یعنی برطانیہ کا خود کاشتہ پودا ہے اور سلطنت برطانیہ سے اسلام کی غداری میں جاگیریں حاصل کیں۔

پھر الفضل ۳۱/اگست ۱۹۳۸ء کا پرچہ جو قادیان میں چھپا پڑھ کر حاضرین کو سنایا گیا جس میں پیامی نے جو خط لکھا مرزا محمود کو وہ مرزا محمود نے پڑھ کر سنایا۔ اس میں لکھا تھا کہ بڑے حضرت مسیح موعود تو ولی اللہ تھے اور ولی اللہ کبھی کبھار زنا کر لیا کرتے ہیں۔ اگر انہوں نے کبھی کبھار زنا کر لیا تو اس میں حرج کیا ہوا۔ پھر لکھا ہے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اعتراض نہیں۔ کیونکہ وہ کبھی کبھار زنا کیا کرتے تھے۔ ہمیں اعتراض موجودہ خلیفہ پر ہے۔ کیونکہ وہ ہر وقت زنا کرتا رہتا ہے۔ یہ بیان خطبہ جمعہ قادیان میں کیا ہے۔ ایسا شخص تو انسان بھی نہیں ہو سکتا۔ چہ جائیکہ حضور ﷺ کی برابری کا دعویٰ کرے۔

محمد اعظم اکسیر مربی قادیانی نے کہا اس موضوع کو نہیں چھیڑنا چاہئے۔ یہ بات جو چوہدری صاحب نے بیان کی ہے ایسی آٹھ مثالیں ہیں۔ انہوں نے تو ایک بیان کی پھر مائی بھانو کا قصہ اور پاؤں دبانے والی بات خود سنائی۔ لوگ خوب ہنسے اس پر۔ اکسیر صاحب نے کہا کہ آپ نے تو ہنسنا ہے۔ کیونکہ اس بات کو آپ سمجھ ہی نہیں سکتے۔ پھر ایک بار گوجرانوالہ میں ستمبر ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت جس میں متعدد مرزائی مارے گئے۔ بڑے ''سوز وساز سے بتانے کی کوشش کی۔''

چوہدری محمد خلیل نے کہا کہ بات تو آپ نے خود تسلیم کر لی ہے کہ مائی بھانو والے واقعہ کی طرح کے آٹھ اور بھی واقعات ہیں۔ پھر بھی ایسے آدمی کے پیچھے اپ لگے ہوئے ہیں۔ آپ تو ۱۷/آدمی مروا کر حق وصداقت کی نشانی پیش کرتے ہیں تو دوسری طرف ہزاروں کے لگ بھگ

آدمی ۱۹۵۳ء میں شہید ہوئے۔ کیا یہ ان کی صداقت کی دلیل نہیں ہے۔ باقی جو اکسیر صاحب نے یہ کہا ہے کہ جب تک آپ قادیانی نہ بنیں اس وقت تک قادیانیت سمجھ میں نہیں آسکتی۔ یہ بات دلیل کی نہیں کیا آپ کا مذہب ایسا ہی ہے۔ چاہئے تو یہ کہ دلیل ایسی ہو کہ کافر بھی مان جائے۔ چہ جائیکہ جب کوئی مرزا قادیانی کے کردار کے متعلق بات کرے تو آپ یہ کہہ کر جان چھڑالیں کہ تمہیں سمجھ نہیں آسکتی۔ ہمارے نبی کریم ﷺ نے ۴۰ سال کی زندگی قوم کے سامنے پیش کی اور پوچھا کہ تم نے مجھے کردار، معاملات میں کیسں پایا۔ سب نے مل کر کہا: ''آپ سچے اور امین ہیں۔'' کسی نے انگلی تک نہیں اٹھائی۔

اب جو محمد اعظم اکسیر نے دیکھا جو جواب نہیں بن رہا، حاضرین مجلس اس صورت حالت پر ہنس رہے ہیں اور یہ کہہ کر اٹھ کھڑے ہوئے کہ شام ہوگئی ہے۔

چوہدری محمد خلیل نے کہا کہ دیکھو میں تو دور سے آیا ہوں اور آپ مقامی ہیں۔ اس لئے آپ کو کیا جلدی ہے؟ صبح تک وقت ہے بات آگے بڑھنی چاہئے۔ مگر اس کے باوجود محمد اعظم اکسیر اور مرزا محمد رفیق بیگ، چوہدری عطاء محمد اور ان کے ساتھی وہاں سے چل دیئے۔ قادیانی فرقہ سے مذکورہ گفتگو کے بعد چک جگنا اور اردگرد کے افراد نے اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کی تنظیم کا شکریہ ادا کیا کہ مجلس کی بروقت کارروائی سے علاقہ میں قادیانیوں کی سرگرمیوں کا قلع قمع ہوا۔ علاقہ کے لوگوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ اس اقلیتی فرقہ کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھی جائے۔

مجلس کے ناظم حافظ محمد ثاقب نے عوام سے اپیل کی کہ قادیانیوں کی سرگرمیوں سے ہوشیار رہیں اور جہاں ان کی سرگرمی نظر آئے فوراً مجلس کے دفتر اندرون سیالکوٹی گیٹ گوجرانوالہ سے رابطہ کریں۔

۱..... مرزائیوں کو ملک کی تمام سول اور فوجی کلیدی اسامیوں سے الگ کیا جائے۔

۲..... صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق کو اسلامی نظریاتی کونسل کی قادیانیوں کے خلاف سفارشات کو عملی جامہ پہنانا چاہئے۔

تازیانۂ عبرت

مرزا قادیانی کی آسمانی منکوحہ
محترمہ محمدی بیگم کا انتقال

مولانا ابو محمود سوہدروی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرزا قادیانی نے جہاں اپنی بیسیوں پیشین گوئیوں کو اپنے صدق وکذب کا معیار بنایا تھا (جن میں سے بفضلہٖ تعالیٰ ایک بھی سچی ثابت نہ ہوئی) وہاں چار پیش گوئیاں بڑے ہی بلند بانگ دعاوی کے ساتھ پیش کی گئی تھیں۔ اوّل یہ کہ ۱۸۸۶ء میں جب کہ آپ کی زوجہ محترمہ امید سے تھیں۔ لڑکے کے تولد کی پیش گوئی کی۔ ایسا لڑکا کہ ''کان اللہ نزل من السماء'' (گویا کہ اللہ تعالیٰ آسمان سے اتر آیا) (تبلیغ رسالت ج۱ ص۵۸، ۵۹، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۰۱)

مگر پیدا ہوئی لڑکی۔ جب چاروں طرف سے اعتراضات کی بوچھاڑ ہوئی تو کہہ دیا کہ دنیا میں کوئی نبی نہیں آیا۔ جس نے کبھی اجتہادی غلطی نہ کی ہو۔

(تتمہ حقیقت الوحی ص۱۳۵، خزائن ج۲۲ ص۵۷۳)

حضرت ابوالوفا کے متعلق

دوسری پیش گوئی حضرت مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق تھی کہ دونوں میں جو کاذب ہوگا وہ صادق کی زندگی میں مرے گا۔

اشتہار مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ اور اس پیش گوئی میں جو صادق کی زندگی میں ہی کاذب کے مرجانے کی دعا مرزا قادیانی نے کی تھی اور وہ قبول بھی ہوگئی۔ کیونکہ ۱۴/اپریل ۱۹۰۷ء آپ کو الہام ہوا کہ: ''اجیب دعوۃ الداع'' (ہم نے تمہاری دعا قبول کر لی) (اخبار الحکم ج انمبر ۳۳ ص۲، مورخہ ۱۷/اپریل ۱۹۰۷ء، تذکرہ ص۷۱۴، طبع چہارم)

گویا کہ:

لکھا تھا کاذب مرے گا پیشتر کذب میں سچا تھا پہلے مر گیا

آتھم پندرہ ماہ میں مرجائے گا

تیسری پیش گوئی عبداللہ آتھم کے متعلق تھی کہ وہ پندرہ ماہ کے اندر مرجائے گا اور میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیش گوئی جھوٹی نکلے یعنی وہ فریق جو خدا کے نزدیک جھوٹ پر ہے۔ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ (۵/جون ۱۸۹۳ء) سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا کے اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔ مجھ کو ذلیل کیا جائے، روسیاہ کیا جائے۔

میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جائے۔ مجھ کو پھانسی دیا جائے۔ ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں۔

(جنگ مقدس ص ۱۹۰، خزائن ج ۶ ص ۲۹۳)

مگر وہ پندرہ ماہ کے اندر نہ مرا۔ (انوار الاسلام ص ۲، خزائن ج ۹ ص ۶)

اور عذر یہ کیا کہ پیش گوئی میں لفظ فریق کا ہے۔ آتھم کا نہیں ہے۔ حالانکہ سارا جھگڑا آتھم کے ساتھ اور ڈاکٹر مارٹن کلارک کے مقدمہ میں یہ اقرار کیا کہ یہ پیش گوئی صرف عبداللہ آتھم کے متعلق تھی۔ (کتاب البریہ ص ۱۷۳، خزائن ج ۱۳ ص ایضاً)

اور اسی کتاب کے ص ۲۶۰ پر ہے کہ اس پیش گوئی کا مصداق عبداللہ آتھم ہی تھا۔

آسمانی منکوحہ

چوتھی پیش گوئی محمدی بیگم کے متعلق ہے جن کا انتقال ابھی ۱۹/نومبر ۱۹۶۶ء بروز ہفتہ لاہور میں ہی ہوا ہے اور یہی افسوسناک واقعہ یہ مضمون لکھنے کا محرک ہوا ہے۔ محترمہ مرحومہ کے ساتھ نکاح کا مطالبہ وہ شرافت پاش اور تہذیب شکن مطالبہ تھا جو کہ مرزا قادیانی نے مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری (جو کہ بڑے غیور مہذب باعزت اور شریف انسان تھے) سے کیا کہ اپنی خوردسالہ معصومہ لڑکی کا نکاح میرے ساتھ کردو اور یہ مطالبہ میں نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے کیا ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام ص ۲۷۹، خزائن ج ۵ ص ۲۷۹)

درحقیقت مرزا قادیانی کی نظر اس نکاح پر ۱۸۸۶ء سے ہی لگی ہوئی تھی اور آپ نے اشتہار مورخہ ۲۰/فروری، مجموعہ اشتہارات کے حاشیہ پر یہ پیش گوئی لکھ دی تھی کہ: ''خداوند کریم نے مجھے بشارت دے کر کہا کہ تیرا گھر برکت سے بھرے گا اور خواتین مبارکہ (حالانکہ اس کے بعد خواتین یعنی عورتیں چھوڑ ایک عورت بھی آپ کے نکاح میں نہ آئی) سے جن میں تو بعض کو اس اشتہار کے بعد پائے گا تیری نسل بہت ہوگی۔''

کھولے نہیں ہیں عرض تمنا کے لب ہنوز آنکھ اپنی انتظار میں سراپا ابھی سے ہے

مرزا احمد بیگ نے مرزا قادیانی کے اس مطالبہ کو حقارت سے ٹھکرانا ہی تھا تو مرزا قادیانی نے یہ دھمکی دی کہ اگر اس لڑکی کا نکاح تم دوسری جگہ کروگے تو تم تین سال میں مرجاؤ گے اور اس کا خاوند اڑھائی سال میں مرجائے گا۔

(تلخیص از آئینہ کمالات اسلام ص ۲۸۱-۲۸۸، خزائن ج ۵ ص ۲۸۱-۲۸۸)

اس قسم کے دھمکی آمیز خطوط اشتہارات اور سفارشات کے اندارج کے لئے ایک ضخیم تصنیف کی ضرورت ہے کہ کس طرح اپنی بیوی کو بھی طلاق دے دی اور اسی غصہ میں اپنے لڑکے مرزا سلطان احمد کو عاق کر دیا۔ (اشتہار مورخہ ۲ رمئی ۱۸۹۱ء، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۲۱)

مگر نتیجہ بہر حال یہی نکلا کہ محترمہ محمدی بیگم کا نکاح مرزا سلطان محمد ساکن پٹی ضلع لاہور کے ساتھ مورخہ ۱۷ راپریل ۱۸۹۲ء کو ہو گیا۔

اب کیا ہو؟

بجائے اس کے کہ مرزا قادیانی نادم ہوتے ایک مزید پیش گوئی کر دی کہ خدا تعالیٰ نے یہ مقرر کر رکھا ہے کہ وہ احمد بیگ کی دختر کو ہر ایک مانع دور کرنے کے بعد اس عاجز کے نکاح میں لائے گا۔ کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے۔ ''لاتبدیل لکلمات اللہ '' میرا رب ایسا قادر ہے کہ جو چاہے وہی ہو جاتا ہے۔ بلکہ یہاں تک دعویٰ ہے کہ مجھے اپنے رب کی قسم ہے کہ یہ سچ ہے اور تم اس بات کو وقوع میں آنے سے نہیں روک سکتے۔ ہم نے خود اس سے تیرا نکاح پڑھا۔ میری باتوں کو کوئی نہیں بدلا سکتا۔ (فیصلہ آسمانی ص ۴۰، خزائن ج ۴ ص)

افسوس!

کشتی امید کو ساحل نظر آتا رہا موجہائے بحر کو بھی ناخدا سمجھا تھا میں

الحمد للہ ثم الحمد للہ ! کہ محترمہ مرحومہ مرزا قادیانی کی زندگی میں بیوہ نہ ہوئیں اور مرزا قادیانی کی پیش گوئی کے مطابق جس موت نے اڑھائی سال بعد مرزا سلطان محمد کو دبوچنا تھا۔ اس نے ۱۹۰۸ء میں مرزا قادیانی کو ہی دبوچ لیا۔ افسوس!

موت نے آ کر بدل ڈالا نظام زندگی آپ پر عجلت ہوئی اس کے لئے تاخیر کی

آخر میں ہم مرزائی صاحبان سے مؤدبانہ گزارش کرتے ہیں کہ اب للہ کچھ غور کیجئے کہ جو شخص خود ہی اپنی بار بار کی معیاری پیش گوئیوں سے خود ہی کذاب ثابت ہو، اس کو نعوذ باللہ من ذلک نبوت کا درجہ دے دینا کہاں تک عقل و تدبر اور شریعت کے مطابق ہے۔

تیرے رندوں کو اب چشم بصیرت کی ضرورت ہے
کہاں تک کھائے جائیں گے فریب ہاؤ ہو ساقی

ابوالمحمود سوہدروی

مرزائیوں کے ناپاک

عزائم اور عقائد

حضرت مولانا تاج محمود صاحب رحمۃ اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پہلا باب ..... مرزائیوں کے عقائد

تمام مسلمان کافر ہیں

''کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے۔ خواہ انہوں نے مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا۔ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔''

(آئینہ صداقت ص ۳۵، انوار العلوم ج ۶ ص ۱۱۰)

مرزا قادیانی کے معجزات کو نہ ماننے والا شیطان ہے

''خدا نے مجھے ہزار ہا نشانات (معجزات) دیئے ہیں۔ لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں وہ نہیں مانتے۔'' (چشمہ معرفت ص ۳۱۷، خزائن ج ۲۳ ص ۳۳۲)

مرزا قادیانی کو نہ ماننے والا جہنمی ہے

مرزا غلام احمد قادیانی نبی ہے۔ ''جو شخص مرزا کو نبی نہیں مانتا وہ کافر اور جہنمی ہے۔''

(انجام آتھم ص ۶۲، خزائن ج ۱۱ ص ۶۲)

مرزا قادیانی کے مخالف جنگلوں کے سور ہیں

''مرزا غلام احمد قادیانی کے مخالف جنگلوں کے خنزیر اور ان کی عورتیں کتیوں سے بدتر ہیں۔'' (نجم الہدیٰ ص ۱۰، خزائن ج ۱۴ ص ۵۳)

غیر احمدی ہندو اور عیسائیوں کی طرح کافر ہیں

''غیر احمدی ہندو اور عیسائیوں کی طرح کافر ہیں۔''

(ملائکۃ اللہ ص ۴۶، انوار العلوم ج ۵ ص ۴۴۰)

مرزا قادیانی کا منکر کنجریوں کی اولاد ہے

''جو شخص میرے دعویٰ (نبوت) کی تصدیق نہیں کرتا۔ مجھے قبول نہیں کرتا۔ رنڈیوں (کنجریوں) کی اولاد ہے۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۸، خزائن ج ۵ ص ۵۴۸)

مسلمانوں سے رشتے ناطے جائز نہیں

''مسلمانوں سے رشتے ناطے جائز نہیں۔ غیر احمدیوں کو لڑکی دینے سے بڑا نقصان پہنچتا ہے اور علاوہ اس کے وہ نکاح جائز نہیں ہے۔'' (برکات خلافت ص ۷۳، انوار العلوم ج ۲ ص ۲۱۰)

غیر احمدی کے پیچھے نماز جائز نہیں

''غیر احمدی کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ باہر سے لوگ بار بار پوچھتے ہیں۔ میں کہتا ہوں تم جتنی دفعہ بھی پوچھو گے اتنی دفعہ میں یہی جواب دوں گا کہ غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں، جائز نہیں، جائز نہیں۔'' (انوار خلافت ص ۸۹، انوار العلوم ج ۳ ص ۱۴۷)

قرآن، رسول اکرم، فاطمۃ الزہراء، امام حسین کی توہین

رسول اللہ پر بہتان

''حضرت محمد ﷺ سور کی چربی والا پنیر کھا لیتے تھے۔'' (معاذ اللہ)

(الفضل قادیان ج ۱۱ نمبر ۶۶ ص ۹ کالم ۳، مورخہ ۲۲ر فروری ۱۹۲۴ء)

محمد ﷺ سے بڑھ کر

اس نظم کے دو شعر جو مرزا غلام احمد قادیانی کے سامنے اس کے ایک مرید اکمل نامی نے پڑھی اور خوشخط لکھے ہوئے قطعے کی صورت میں مرزا قادیانی کو پیش کی جسے مرزا قادیانی جزاکم اللہ تعالیٰ کہہ کر اپنے ساتھ اندر لے گئے ۔

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں — اور آگے سے بڑھ کر ہیں اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل — غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

(البدر قادیان ج ۵ نمبر ۴۳ ص ۱۴ کالم ۱، مورخہ ۲۵ر اکتوبر ۱۹۰۶ء)

مرزا قادیانی کا دعویٰ کہ میں محمد ہوں

منم مسیح زماں و منم کلیم خدا — منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

ترجمہ: میں مسیح ہوں اور موسیٰ کلیم خدا ہوں۔ میں محمد ہوں احمد مجتبیٰ ہوں۔

(تریاق القلوب ص ۳، خزائن ج ۱۵ ص ۱۳۴)

''اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔''

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۳، خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۷)

''خدا نے میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت ﷺ کا ہی وجود قرار دیا ہے۔'' (ایک غلطی کا ازالہ ص ۸، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۲)

ہر شخص ترقی کر کے محمد سے بڑھ سکتا ہے

''یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے۔ حتیٰ کہ محمد رسول اللہ سے بھی بڑھ سکتا ہے۔'' (الفضل قادیان ج ۱۰ ص ۵ کالم ۳، مورخہ ۱۷ جولائی ۱۹۲۲ء)

قرآن پاک کی بے حرمتی

''اقرار کرنا پڑے گا کہ سارا قرآن شریف گالیوں سے پر ہے۔''

(ازالہ اوہام حصہ اوّل ص ۲۶، ۲۷ حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۱۱۵)

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا پر اتہام

''حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اس میں سے ہوں۔'' (ایک غلطی کا ازالہ ص ۵ حاشیہ، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۳)

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی توہین

کربلائیست سیر ہر آنم صد حسین است در گریبانم

ترجمہ: میری سیر ہر وقت کربلا میں ہے۔ میرے گریبان میں سو حسین ہیں۔

(نزول المسیح ص ۹۹، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

دوسرا باب ..... مرزائیوں کے عزائم

ہم چاہتے ہیں کہ اکھنڈ ہندوستان بنے

''حقیقت یہی ہے کہ ہندوستان جیسی مضبوط بیس جس قوم کو مل جائے اس کی کامیابی میں کوئی شک نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ کی اس مشیت سے کہ اس نے احمدیت کے لئے اتنی وسیع بیس مہیا کی ہے۔ پتہ لگتا ہے کہ وہ سارے ہندوستان کو ایک سٹیج پر جمع کرنا چاہتا ہے اور سب کے گلے

میں احمدیت کا جواڈالنا چاہتا ہے۔اس لئے ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ ہندو مسلم سوال اٹھ جائے۔ ساری قومیں شیروشکر ہوکر رہیں تا کہ ملک کے حصے بخرے نہ ہوں۔ بے شک یہ کام بہت مشکل ہے۔مگر اس کے نتائج بہت شاندار ہیں اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ساری قومیں متحد ہوں تا کہ احمدیت اس وسیع بیس پر ترقی کرے۔ چنانچہ اس رؤیاء میں اسی طرف اشارہ ہے۔ممکن ہے کہ عارضی طور پر کچھ افتراق ہو اور کچھ وقت کے لئے دونوں قومیں جدا جدا رہیں۔مگر یہ حالت عارضی ہوگی اور ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ جلد دور ہو جائے۔ بہرحال ہم چاہتے ہیں کہ اکھنڈ ہندوستان بنے۔'' (الفضل ج ۳۵ نمبر ۸۱ ص ۳، مورخہ ۵/اپریل ۱۹۴۷ء)

ہم تقسیم ہند پر بہ امر مجبوری رضامند ہوئے اور کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح جلد متحد ہو جائے

''میں قبل ازیں بتا چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت ہندوستان کو اکٹھا رکھنا چاہتی ہے۔ لیکن قوموں کی منافرت کی وجہ سے عارضی طور پر الگ بھی کرنا پڑے۔ یہ اور بات ہے۔ ہم ہندوستان کی تقسیم پر اگر رضامند ہوئے تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے اور پھر یہ کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح جلد متحد ہو جائیں۔'' (الفضل قادیان ج ۳۵ نمبر ۱۱۶ ص ۲ کالم ۱، مورخہ ۱۶/مئی ۱۹۴۷ء)

حکومت کے خواب

''تم (مرزائی) اس وقت تک امن میں نہیں ہو سکتے۔ جب تک تمہاری اپنی بادشاہت نہ ہو۔'' (الفضل قادیان ج ۱۷ نمبر ۸۶، مورخہ ۲۵/اپریل ۱۹۳۰ء)

۱۹۵۲ء میں مخالفوں کو مرزائی ہونے پر مجبور کر دو

''۱۹۵۲ء کو گزرنے نہ دیجئے۔ جب تک کہ احمدیت کا رعب دشمن اس رنگ میں محسوس نہ کرلے کہ اب احمدیت (مرزائیت) مٹائی نہیں جاسکتی اور وہ مجبور ہو کر احمدیت کے آغوش میں آ گرے۔'' (الفضل ج ۴۰ نمبر ۱۴، مورخہ ۱۶/جنوری ۱۹۵۲ء)

ہمیں سارے محکموں پر قابض ہونا چاہئے

''جب تک سارے محکموں میں ہمارے آدمی موجود نہ ہوں۔ ان سے جماعت پوری

طرح کام نہیں لے سکتی۔ مثلاً موٹے موٹے محکموں میں سے فوج ہے۔ پولیس ہے۔ ایڈمنسٹریشن ہے۔ ریلوے ہے۔ فنانس ہے۔ اکاؤنٹ ہے۔ کسٹمز ہے۔ انجینئرنگ ہے۔ یہ آٹھ دس موٹے موٹے صیغے ہیں جن کے ذریعے سے جماعت اپنے حقوق محفوظ کرا سکتی ہے۔ پیسے بھی اس طرح کمائے جائیں کہ ہر صیغے میں ہمارے آدمی موجود ہوں اور ہر طرح ہماری آواز پہنچ سکے۔''

(الفضل لاہور ج ۶ نمبر ۱۰ ص ۴ کالم ۳، مورخہ ۱۱ر جنوری ۱۹۵۲ء)

ہمارا مقصد مرزائیت کا پھیلانا ہے

''ہماری اصل غرض احمدیت کا پھیلانا ہے اور یہ اسی وقت ہوسکتا ہے جب ہم مجنونانہ تبلیغ کریں۔'' (الفضل لاہور ج ۶ نمبر ۱۲۶ ص ۴ کالم ۴، مورخہ ۲۷ر مئی ۱۹۵۲ء)

جماعت احمدیہ کی تلوار

''حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ میں مہدی موعود ہوں اور گورنمنٹ برطانیہ میری وہ تلوار ہے جس کے مقابلہ میں ان علماء کی کچھ پیش نہیں جاتی۔ اب غور کرنے کا مقام ہے کہ پھر احمدیوں کو اس فتح (بغداد) سے کیوں نہ خوشی ہو۔ عراق، عرب ہو یا شام ہم ہر جگہ اپنی تلوار کی چمک دیکھنا چاہتے ہیں۔'' (چوہدری سر ظفر اللہ خان صاحب اسی پروگرام کی تکمیل میں مصروف ہیں)

(اخبار الفضل قادیان ج ۶ نمبر ۴۲ ص ۹ کالم ۲، مورخہ ۷ر دسمبر ۱۹۱۸ء)

انگریزوں سے وفاداری اور ان کا خود کاشتہ پودا ہونا ان کی سلطنت کو مکہ مدینہ سے افضل اور قابل شکر سمجھنا اس کے مختصر حوالہ جات شائع کئے جا رہے ہیں۔ انگریزوں کی حکومت کو مٹانے اور ان کی غلامی سے نجات حاصل کرنے کے لئے جو بھی تحریک اٹھی اس کی مخالفت پر لاکھوں روپیہ اس لئے خرچ کیا گیا کہ جس طرح بھی ہو سکے سلطنت برطانیہ کی خوشنودی حاصل کی جائے۔ مرزا بشیر الدین نے خود اس کا اعتراف کیا جس کی شہادت مولوی محمد علی مرزائی امام جماعت احمدیہ لاہور نے دی ہے۔ چونکہ اس وقت انگریزوں کی حکومت تھی۔ اس لئے اس کی وفاداری لازم اور داخل ایمان تھی۔ مگر جب اسی نہرو کی حکومت قائم ہوگئی تو اب الفضل کی مدح سرائی ملاحظہ ہو۔

کانگریس

''بے شک کانگریس کے اصول بڑے جمہوری تھے۔''

(الفضل لاہور ج ۲ نمبر ۸۱، مورخہ ۱۳ر اپریل ۱۹۴۸ء)

تقسیم اصولاً غلط ہے

''ہم نے یہ بات پہلے بھی کئی بار کہی ہے اور اب بھی کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک ہر تقسیم اصولاً غلط ہے۔'' (الفضل لاہور ج ۲ نمبر ۸۱، مورخہ ۱۳/اپریل ۱۹۴۸ء)

ہم ہندوستان حکومت کے وفادار ہیں

مسٹر گاندھی کی موت کا پیغام جو امیر مرزائیہ نے بھیجا۔ اس میں پنڈت نہرو کو لکھا اور حلفاً لکھا: ''خدا جانتا ہے کہ باوجود اس کے کہ ہمارے مقدس مرکز سے زبردستی نکالا گیا ہے۔ ہم آپ کے اور آپ کی حکومت کے خیر خواہ ہیں۔'' (الفضل لاہور ج ۲ نمبر ۲۲ ص ۳، مورخہ ۳/فروری ۱۹۴۸ء)

انگریز سے سرکشی خدا اور رسول سے سرکشی کے مترادف ہے

''سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کرے اور دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہے۔ سو وہ سلطنت برطانیہ ہے۔ اگر ہم گورنمنٹ برطانیہ سے سرکشی کریں تو گویا اسلام اور خدا اور رسول سے سرکشی کرتے ہیں۔'' (شہادت القرآن ص ۸۴، خزائن ج ۶ ص ۳۸۰)

انگریزی سلطنت رحمت اور جہاد بدترین مسئلہ

''انگریزی سلطنت بھی تمہارے لئے ایک رحمت ہے۔ تمہارے لئے ایک برکت ہے۔ تمہارے مخالف جو مسلمان ہیں ہزار درجہ ان سے انگریز بہتر ہیں۔ ظاہر ہے کہ انگریز کس انصاف کے ساتھ ہم سے پیش آئے ہیں۔ یاد رکھو کہ اسلام میں جہاد کا مسئلہ ہے۔ میری نگاہ میں اس سے بدتر اسلام کو بدنام کرنے والا اور کوئی مسئلہ نہیں۔''

(تبلیغ رسالت ج ۱۰ ص ۱۲۲، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۸۴)

نہ یہ امن مکہ میں مل سکتا ہے نہ مدینہ میں

''اور میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت کو بنایا ہے۔ یہ امن جو اس سلطنت کے زیر سایہ ہمیں حاصل ہے۔ نہ یہ امن مکہ معظمہ میں مل سکتا ہے نہ مدینہ میں اور نہ سلطان روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ میں۔''

(تریاق القلوب ص ۱۵، خزائن ج ۱۵ ص ۱۵۶)

انگریز کا خود کاشتہ پودا

''التماس ہے کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جاں نثار خاندان ثابت کر چکی ہے۔ اس خود کاشتہ پودے کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو ارشاد فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہائے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا۔ نہ اب ہی فرق ہے۔''

(درخواست مرزا قادیانی لیفٹیننٹ گورنر پنجاب مندرجہ تبلیغ رسالت ج ۷ ص ۱۹، ۲۰، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۱)

تیسرا باب ..... سر ظفر اللہ اور پاکستان

قرارداد پاکستان پر ظفر اللہ کی تصریحات

''جہاں تک ہم نے اس پر غور کیا ہے ہم اسے مجذوب کی بڑ اور ناممکن العمل خیال کرتے ہیں۔'' (ڈیوائڈ ڈانڈیا ص ۲۰۷)

مندرجہ بالا حوالہ سے صاف عیاں ہے کہ سر ظفر اللہ، پاکستان کے نعرے کو ایک مجذوب کی بڑ سمجھتے تھے یا بالفاظ دیگر پاکستان کا نعرہ لگانے والوں کو پاگل خیال کرتے تھے اور اپنے خصوصی عقائد کی بناء پر یہی خیال کرتے تھے کہ انگریز جو، ان کے نزدیک اولی الامر ہے۔ ہندوستان سے نہیں جا سکتا اس لئے پاکستان بھی نہیں بن سکتا۔

پاکستان کی اطاعت کی بجائے اطاعت خلیفہ محمود

ایک فیکس ۶ رنومبر عرب ڈیلی گیشن نے امریکہ سے بذریعہ تار حضرت امام جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں پاکستان ڈیلی گیشن کے لیڈر چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان کو مسئلہ فلسطین کے تصفیہ تک یہیں ٹھہرنے کی اجازت دی۔

(اخبار الفضل لاہور ج ۱ نمبر ۴۶ ص ۶ کالم ۲، مورخہ ۸ رنومبر ۱۹۴۷ء)

مندرجہ بالا حوالہ سے صاف ظاہر ہے کہ سرظفراللہ وزارت خارجہ سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے مرزائیت کا پروپیگنڈا کر رہا ہے اور بیرونی ممالک میں یہ ظاہر کرنے کی ناپاک سازش کی گئی کہ پاکستان کا امیر مرزا بشیر ہے۔ اگر ایسا نہیں تھا تو شکریہ کا تار حکومت پاکستان کی بجائے مرزا بشیر کو کس حیثیت میں ظفراللہ نے دلوایا۔ یہ ایک سیدھا سادھا سوال ہے۔ جس کے جواب کے لئے عوام مضطرب ہیں۔ وہ حیران ہیں کہ یہ کیا کھیل کھیلا جا رہا ہے۔

قائداعظم کی نماز جنازہ

پچھلے دنوں جب چوہدری سرظفراللہ خان ایبٹ اباد آیا۔ حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب خطیب جامع مسجد ایبٹ آباد نے تحقیق واقعہ کے لئے ان کے پاس تشریف لے جا کر دریافت کیا کہ کیا یہ واقعہ ہے کہ تم نے قائداعظم مرحوم ومغفور پچھتر کروڑ مسلمانوں کے لیڈر کا جنازہ کراچی میں موجود ہونے پر نہ پڑھا؟

ظفراللہ کا جواب: سرظفراللہ نے بے باکی اور حیرت سے کہا بے شک میں نے قائداعظم کا جنازہ نہیں پڑھا۔ مولانا نے پوچھا کیوں؟ ظفراللہ نے کہا کہ میں صرف اس کو سیاسی لیڈر سمجھتا تھا۔ مولانا نے کہا کیا تم مرزا قادیانی کو پیغمبر نہ ماننے والے سارے مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہو۔ حالانکہ تم اس حکومت کے وزیر بھی ہو۔ ظفراللہ نے کہا۔ آپ مجھے کافر حکومت کا مسلمان وزیر سمجھ لیں یا مسلمان حکومت کا کافر نوکر۔ تم کو بھی ایسا سمجھنے کا حق ہے۔

(اخبار الصلاح پشاور مورخہ ۲۸ راگست ۱۹۴۹ء)

وزیر خارجہ یا مبلغ مرزائیہ

۲۸ رمئی ۱۹۵۲ء جہانگیر پارک کراچی میں مرزائیوں کی جو دوروزہ کانفرنس ہوئی اور جس پر یہ حکومت کی طرف سے پابندی عائد کی گئی تھی کہ کانفرنس میں کسی اختلافی مسئلہ پر تقریر نہیں ہوگی۔ اس کانفرنس کے آخری اجلاس میں سرظفراللہ خان قادیانی نے جو گوہر افشانی کی وہ مندرجہ ذیل سطور میں مرزائیوں کے اخبار الفضل ۳۱ رمئی کی اشاعت سے نقل کی جاتی ہے۔ یاد رہے اسی تقریر سے مسلمانان کراچی نے مشتعل ہو کر مرزائیوں کے جلسہ کو بند کرنے کے لئے احتجاج کیا تھا اور اسی اعلائے کلمۃ الحق کی پاداش میں نہتے مسلمانوں پر اخبار انجام کراچی کی رپورٹ کے مطابق

ڈیڑھ گھنٹہ تک پاکستانی پولیس نے اشک آور گیس کے بموں کا استعمال کر کے مسلمانوں کو مرعوب کرنا چاہا اور اندھا دھند لاٹھی چارج کر کے انہیں کفر وارتداد کی تبلیغ روکنے سے بند رکھنے کی کوشش کی گئی۔

''آخر میں چوہدری (سر ظفر اللہ خان) صاحب نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کے دعویٰ سے پہلے مسلمانوں کی ناگفتہ بہ حالت تھی۔ لیکن آپ کے دعویٰ کے بعد یہ حالت بدل گئی۔ کسی مسلمان کو آج بھی جب کسی آریہ سے ہندو یا عیسائی سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے تو وہی دلائل پیش کرتا ہے جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی کتب میں درج ہیں۔ کیونکہ ان دلائل کے بغیر آج چارہ نہیں۔ ان تمام باتوں سے واضح ہوتا ہے کہ احمدیت خدا تعالیٰ کا لگایا ہوا پودا ہے۔ یہ پودا اسلام کی حفاظت کے لئے کھڑا کیا گیا ہے۔ جس کا وعدہ قرآن مجید میں دیا گیا تھا۔ اگر نعوذ باللہ آپ کے (غلام احمد قادیانی) وجود کو درمیان میں سے نکال دیا جائے تو اسلام کا زندہ مذہب ہونا ثابت نہیں ہوسکتا۔ بلکہ اسلام بھی دیگر مذاہب کی طرح ایک خشک درخت شمار کیا جائے گا اور اسلام کی کوئی برتری دیگر مذاہب سے ثابت نہیں ہوسکتی۔''

(منقول الفضل لاہور ج ۶ نمبر ۱۳۰ ص ۵ کالم ۲، مورخہ ۳۱ رمئی ۱۹۵۲ء)

سر ظفر اللہ وزیر خارجہ کی نسبت پاکستانی اخبارات کی رائے

۱..... ''وہ بہت منحوس گھڑی تھی جب چوہدری ظفر اللہ کو وزارت خارجہ کا قلمدان سپرد کیا گیا۔'' (مغربی پاکستان لاہور)

۲..... ''سر ظفر اللہ امور خارجہ میں پاکستان کو برطانیہ کا خیمہ بردار نہ بنائے۔'' (نوائے وقت)

۳..... ''چوہدری ظفر اللہ خان اپنے ذاتی رجحانات کی بناء پر پاکستان کی خارجہ حکمت عملی کا بیڑہ غرق کر رہے ہیں۔'' (شعلہ)

۴..... ''چوہدری ظفر اللہ خان اپنے مذہبی عقائد کی بناء پر بھی انگریز کو اپنا آقا و مولا سمجھنے پر مجبور ہیں۔ اس کے علاوہ یہ واقعہ ہے کہ ڈپلومیسی کے میدان میں وہ آج تک کامیاب نہیں ہوسکے۔'' (زمیندار مورخہ ۳۱ رمارچ ۱۹۵۲ء)

۵..... ''بہر حال یہ واقعہ ہے کہ اگر پاکستان کی خارجہ پالیسی ابھی تک مضبوط بنیادوں پر قائم

نہیں ہوسکی تو اس کا حقیقی سبب ظفر اللہ خان کی ذات ہے۔ جس کی خوش عقیدگی کا دامن برطانیہ سے بندھا ہوا ہے۔ لہٰذا ہمارے نزدیک اگر پاکستان کشمیر کے مسئلہ کو پرامن ذرائع سے حل کرنے کا متمنی ہے تو اسے اپنی خارجہ پالیسی پر نظرثانی کرنا ہوگی۔ لیکن پاکستان کی خارجہ پالیسی پر اس وقت تک نظرثانی نہیں ہوسکتی۔ جب تک چوہدری ظفر اللہ خان کو موجودہ عہدے سے سبکدوش نہیں کیا جاتا۔''

(زمیندار مورخہ ۳۱/مارچ ۱۹۵۲ء)

۶..... ''جہاں تک پاکستان کے فہمیدہ طبقوں کا تعلق ہے ان کا ایک فرد بھی اس سے اختلاف نہیں کرے گا۔ واقعہ یہ ہے کہ ہمارے وزیر خارجہ کی خارجی پالیسی ہر لحاظ سے ناکام ہوچکی ہے۔ ہم نے اینگلو امریکی بلاک سے ضرورت سے زیادہ دوستی کے تعلقات بڑھائے۔ لیکن اس دوستی سے ہمیں فائدہ کے بجائے الٹا نقصان ہوا۔ کیونکہ اس سے بھارت کی سیاسی اہمیت بڑھ گئی اور اسے اس بلاک نے منہ مانگی قیمت دے کر اپنے ساتھ ملالیا۔'' (آفاق مورخہ ۳/اپریل ۱۹۵۲ء)

۷..... ''چوہدری صاحب ان لوگوں میں ہیں جو ہر گورے کو لیفٹیننٹ گورنر سمجھتے ہیں اور اس کی مافوق فطرت صلاحیتوں پر ایمان رکھتے ہیں۔'' (تسنیم لاہور مورخہ ۲۷/مارچ ۱۹۵۲ء)

مرزائیت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں

''میری رائے میں حکومت کے لئے بہترین طریق کار یہ ہوگا کہ وہ قادیانیوں کو ایک الگ جماعت تسلیم کرلے۔ یہ قادیانیوں کی پالیسی کے عین مطابق ہوگا۔ کیونکہ: اوّلاً: اسلام لازماً ایک دینی جماعت ہے جس کے حدود مقرر ہیں۔ یعنی وحدت الوہیت پر ایمان، انبیاء پر ایمان اور رسول کریم ﷺ کی ختم رسالت پر ایمان۔ دراصل یہ آخری یقین ہی وہ حقیقت ہے جو مسلم اور غیر مسلم کے درمیان وجہ امتیاز ہے اور اس امر کے لئے فیصلہ کن ہے کہ کوئی فرد یا گروہ ملت اسلامیہ میں شامل ہے یا نہیں۔ مثلاً برہموسماج خدا پر یقین رکھتے ہیں اور رسول کریم ﷺ کو خدا کا پیغمبر مانتے ہیں۔ لیکن انہیں ملت اسلامیہ میں شمار نہیں کیا جاتا۔ کیونکہ قادیانیوں کی طرح وہ انبیاء کے ذریعہ وحی کے تسلسل پر ایمان رکھتے اور رسول کریم ﷺ کی ختم نبوت کو نہیں مانتے۔ جہاں تک

مجھے معلوم ہے کوئی اسلامی فرقہ اس حد فاصل (ختم نبوت) کو عبور کرنے کی جسارت نہیں کر سکا۔ ایران میں بہائیوں نے ختم نبوت کے اصول کو صریحاً جھٹلایا۔ لیکن ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی تسلیم کرلیا کہ وہ الگ جماعت ہیں۔ مسلمانوں میں شامل نہیں۔

ہمارا ایمان ہے کہ اسلام بحیثیت دین کے خدا کی طرف سے ظاہر ہوا۔ لیکن اسلام بحیثیت سوسائٹی یا ملت کے رسول کریم ﷺ کی شخصیت کا مرہون منت ہے۔ میری رائے میں قادیانیوں کے سامنے دو راہیں ہیں۔ یا وہ بہائیوں کی تقلید کریں یا پھر ختم نبوت کی تاویلوں کو چھوڑ کر اس اصول کو اس کے پورے مفہوم کے ساتھ قبول کرلیں۔ ان کی جدید تاویلیں محض اس غرض سے ہیں کہ ان کا شمار حلقۂ اسلام میں ہوتا کہ انہیں سیاسی فوائد پہنچ سکیں۔

ثانیاً: ہمیں قادیانیوں کی حکمت عملی اور دنیائے اسلام سے متعلق ان کے رویہ کو فراموش نہیں کرنا چاہئے۔ بانی تحریک قادیانیت نے ملت اسلامیہ کو سڑے ہوئے دودھ سے تشبیہ دی تھی اور اپنی جماعت کو تازہ دودھ سے اور اپنے مقلدین کو ملت اسلامیہ سے میل جول رکھنے سے اجتناب کا حکم دیا تھا۔ علاوہ بریں ان کا بنیادی اصولوں سے انکار۔ اپنی جماعت کا نیا نام (احمدی) مسلمانوں کی قیام نماز سے قطع تعلق۔ نکاح وغیرہ کے معاملات میں مسلمانوں سے بائیکاٹ اور ان سب سے بڑھ کر یہ اعلان کہ دنیائے اسلام کافر ہے۔ یہ تمام امور قادیانیوں کی علیحدگی پر دال ہیں۔ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ وہ اسلام سے اس سے کہیں دور ہیں۔ جتنے سکھ ہندوؤں سے۔

ثالثاً: اس امر کو سمجھنے کے لئے کسی خاص ذہانت یا غور وفکر کی ضرورت نہیں ہے کہ جب قادیانی مذہبی اور معاشرتی معاملات میں علیحدگی کی پالیسی اختیار کرتے ہیں تو پھر وہ سیاسی طور پر مسلمانوں میں شامل رہنے پر کیوں مضطرب ہیں؟ علاوہ سرکاری ملازمتوں کے فوائد کے ان کی موجودہ تعداد انہیں کسی اسمبلی میں ایک نشست بھی نہیں دلا سکتی اور اس لئے انہیں سیاسی اقلیت کی حیثیت بھی نہیں مل سکتی۔ یہ واقعہ اس امر کا ثبوت ہے کہ قادیانیوں نے اپنی جداگانہ سیاسی حیثیت کا مطالبہ نہیں کیا۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ مجالس قانون ساز میں ان کی نمائندگی نہیں ہو سکتی۔ لیکن میرے خیال میں قادیانی حکومت سے کبھی علیحدگی کا مطالبہ کرنے میں پہل نہیں کریں گے۔

ملت اسلامیہ کو اس مطالبہ کا پورا حق حاصل ہے کہ ''قادیانیوں کو علیحدہ کر دیا جائے۔''

اگر حکومت نے یہ مطالبہ تسلیم نہ کیا تو مسلمانوں کو شک گزرے گا کہ حکومت اس نئے مذہب کی علیحدگی میں دیر کر رہی ہے۔'' علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ! (ملخص از حرف اقبال رحمۃ اللہ علیہ)

صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق کی خدمت میں

مسئلہ ختم نبوت سے متعلق

مثبت تجاویز

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب رحمہ اللہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عزت مآب عالی مرتبت جنرل محمد ضیاء الحق صاحب بالقابہ

چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر وصدر پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جناب عالیٰ! مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان وطن عزیز کا وہ تبلیغی ادارہ ہے جس نے ملک وبیرون ملک (مشرق وسطیٰ، مشرق بعید اور یورپ وغیرہ) میں بے لوث اور مخلصانہ طریق سے تبلیغ اسلام کا دینی فرض سرانجام دیا اور دے رہا ہے۔

مجلس کی مساعی کو اللہ تعالیٰ نے شرف قبولیت سے نوازا اور ان گنت لوگوں کو اسلامی شعائر وفرائض پر عمل کی توفیق نصیب ہوئی اور ہزاروں کفر وارتداد کے حلقہ سے نکل کر اسلام کے دامن رحمت سے وابستہ ہوگئے۔ کسی بھی دور کی مروجہ سیاست سے کسی بھی قسم کا تعلق نہ رکھنے کے باوجود ملک کے اجتماعی حالات سے چشم پوشی کوئی باشعور نہیں کرسکتا۔ مجلس کے ارباب حل وعقد اور کارکن بھی بحمدہٖ کبھی اس جرم کے مرتکب نہیں ہوئے۔ انہوں نے ملک کی سلامتی اور قوم کی صلاح وفلاح کے لئے کسی بھی موقعہ پر کسی سے کم خدمات سرانجام نہیں دیں۔ یہی وجہ ہے کہ سابقہ دور حکومت کے بالخصوص آخری دنوں میں مجلس بھی اجتماعی تشویش میں شریک تھی اور جب ۵/جولائی ۱۹۷۷ء کی صبح یہ خبر لائی کہ آپ نے ملکی نظم ونسق سنبھال کر ملک کو خطرناک صورتحال سے بتوفیق الٰہی بچالیا ہے تو مجلس نے بھی اس خبر کو مسرت وخوشی کے ساتھ سنا اور اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا۔ ملک کے اجتماعی حالات سے ناگزیر اور ضروری دلچسپی کی حد تک مجلس نے ہمیشہ بغور حالات کا جائزہ لیا اور دیانت داری کے ساتھ محسوس کیا کہ اچھے رفقاء کی ٹیم میسر آجانے کے بعد ملک وملت آپ کے دور میں نہایت احسن طریقہ سے منزل مقصود حاصل کرسکتے ہیں۔ آپ کے بعض اقدامات جو پچھلے تین سال میں ہوئے بہ حیثیت مجموعی وہ مستحق تبریک ہیں اور انہیں نہ سراہنا حقائق کے انکار کے مترادف ہے۔

عالی مرتبت! موجودہ دور وعہد سے متعلق صاف سیدھے اور مخلصانہ جذبات کے اظہار کے ساتھ ہی حضور نبی کریم ﷺ کی ختم نبوت کی پاسبانی کی ادنیٰ خدمت کے ناطہ سے مجلس چند

گزارشات پیش کرنا چاہتی ہے جنہیں خوگر حمد سے گلہ کا نام دیا جاسکتا ہے۔ یہ گزارشات ''الدین النصیحۃ'' (دین خیر خواہی کا نام ہے) کے خالص دینی جذبہ سے پیش کی جارہی ہیں۔ اس کا فوری محرک آپ کی ۳ رجون ۱۹۸۰ء کو وہ تقریر ہے جس میں آپ نے مثبت تجاویز ارسال کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔

اور اس توقع پر کہ آپ جیسا مخلص مسلمان ان سنگین مسائل کے حل کی طرف فوری توجہ کر کے مسلمانان پاکستان ہی نہیں بلکہ مسلمانان عالم کی دعاؤں کے مستحق بنیں گے اور ساتھ ہی حضور نبی رحمت صلوٰۃ اللہ تعالیٰ علیہ وسلام کی شفاعت اور رب محمد کی خوشنودی آپ کا مقدر ہوگی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ!

۱..... محترمی! ملک میں سنسر شپ ہے اس کے حسن وقبح پر گفتگو ہمارا وظیفہ نہیں۔ لیکن یہ بات ہمارے لئے انتہائی کرب واضطراب کا باعث ہے کہ قادیانی پریس وہ سب کچھ کہہ رہا ہے جس کی نہ مذہب اجازت دیتا ہے نہ قانون۔ مرزائیوں کے جرائد ورسائل میں وہ تحریریں اور اصطلاحات اسی طرح چھپ رہی ہیں جن سے مسلمانوں کے جذبات بری طرح مجروح ہوتے ہیں اور واضح طور پر توہین رسالت ہوتی ہے۔ مرزا قادیانی کو نبی، رسول اور مسیح موعود اور اس کے دیکھنے والوں کو صحابہ اس کی بیویوں کو امہات المؤمنین، اس کی جماعت کے سربراہ کو خلیفہ اور امیر المؤمنین لکھا، پڑھا اور پکارا جارہا ہے۔ سنسر شپ کے دور میں ہی چھپنے والے اس قسم کے مواد کی تفصیلات کے لئے دفتر درکار ہے۔ نمونہ کے طور پر آپ کو توجہ دلائی جاتی ہے کہ تحریک جدید، نامی رسالہ جو ربوہ سے شائع ہوتا ہے اس کی اپریل ۱۹۸۰ء کی اشاعت میں ''ذکر حبیب'' کے عنوان سے چھپنے والے صرف ایک مضمون میں ۱۴ رمرتبہ مرزا غلام احمد قادیانی کو ''حضور علیہ السلام'' لکھا گیا ہے۔ فیا حسرتا!

۲..... صوبہ پنجاب کے سابق گورنر جناب جنرل سوار خان نے ربوہ کالج کی غضب شدہ کروڑوں روپیہ کی زمین کالج کو واپس دلائی (یاد رہے کہ تعلیمی اداروں کے قومی ملکیت میں لئے جانے کے وقت یہ زمین بلطائف الحیل مرزائیوں نے حکومت سے ہتھیالی اور سالہا سال اس پر غاصبانہ قبضہ جمائے رکھا) زمین کی واپسی دسمبر ۱۹۷۹ء میں

ہوئی۔لیکن جنوری ۱۹۸۰ء میں ڈی سی جھنگ جناب فاروق ہارون نے درستی ریکارڈ کا آرڈر کر دیا اور اے سی جھنگ میاں ریاض احمد نے انتقال توڑ دیا۔جس سے کیس کی حیثیت بری طرح مجروح ہوئی اور اس کھیل کے ذریعہ وہ زمین قادیانیوں کو دی جارہی ہے۔یاد رہے کہ ایک طے شدہ معاملہ کو درستگی ریکارڈ کے عنوان سے الجھانا اور متعلقہ اے سی چنیوٹ کی بجائے دوسری تحصیل کے اے سی کو کیس کی سماعت پر مامور کرنا معاملات کی خرابی کی چغلی کھاتا ہے۔جس کا مداوا کرنا ازبس ضروری ہے۔

۳..... پورے ملک میں بلدیاتی انتخابات کا مرحلہ سر ہو چکا ہے اور بلدیاتی اداروں کے سربراہوں کے انتخابات بھی ہو چکے ہیں۔ربوہ ٹاؤن کمیٹی کے سربراہ کا انتخاب ہنوز نہیں ہوسکا۔الیکشن اتھارٹی لاہور کے حکم پر جناب ڈی سی جھنگ نے ۳۱ رمئی کے لئے نوٹیفکیشن جاری کیا۔اس دن ممبران انتخاب کے لئے کمیٹی ہال ربوہ پہنچ گئے۔دو گھنٹہ تک ان کو آر۔ایم ربوہ نے بٹھائے رکھا اور پھر یہ کہہ کر الیکشن نہ کرایا کہ جھنگ سے فون آیا ہے کہ ابھی ابھی سیشن جج جھنگ میاں غلام احمد نے سٹے آرڈر دے دیا ہے۔تمام ممبران کی حاضری اور وقت ہو جانے کے باوجود الیکشن نہ کرانا۔فون کا آنا، سٹے آرڈر کا ہو جانا۔بظاہر قانونی نوعیت کی بات ہے۔لیکن بباطن کہانی کا سلسلہ دراز تر ہے جو انتہائی تشویش کا موجب ہے اور اس کا فوری تدارک لازمی ہے۔

۴..... ربوہ اور اس کے گردونواح کے کئی ایک تعلیمی سنٹروں کے نگران ہیڈ ماسٹر صاحبان قادیانی ہیں۔مڈل سکول احمد نگر، مڈل سکول حست کھیوہ، پرائمری سکول ربوہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔اس وجہ سے سکولوں میں قادیانیت کی کھلے بندوں تبلیغ روزمرہ کا معمول ہے اور کوئی تدارک کرے تو شنوائی نہیں۔مثلاً ماسٹر محمد افضل جو احمد نگر سکول کے مدرس تھے۔اسی ''جرم بے گناہی'' کی پاداش میں ان کی توہین وتذلیل مار پٹائی ہوئی۔تحریری درخواست کے باوجود تھانہ میں کیس تک نہ درج ہونے دیا گیا اور آخری انجام اس غریب مسلمان ماسٹر کے تبادلہ کی شکل میں رونما ہوا۔اس شکل میں بچوں کا ایمان واسلام خطرہ میں ہے اور یہ سلسلہ قانون پاکستان کی کھلی خلاف ورزی ہے۔

۵..... ڈاکٹر عبدالسلام نوبل پرائز ملنے کے بعد ایک پلاننگ کے تحت پاکستان میں آیا۔یہ وہ

ذات شریف تھی جو انتہائی اہم سرکاری منصب پر فائز تھی۔ لیکن ۱۹۷۴ء کی آئینی ترمیم کے بعد سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر لندن جا نکلی۔ وہاں کی شہریت لے کر پاکستان میں واپس نہ آنے اور کسی قسم کا تعلق نہ رکھنے کا اعلان کیا۔ پھر اسے اسمبلی ہال میں کھڑا کرنا اور ملک کے دوسرے حصوں میں اعزاز واکرام سے نوازنا ہماری سمجھ سے بالا ہے۔ اس نے اور اس کی جماعت نے پہلا پاکستانی مسلمان بار بار کہہ کر جس طرح اپنے کفر وارتداد کو اسلام کا عنوان دیا اور آئین پاکستان کی مٹی پلید کی۔ وہ ایک المیہ ہے اور آپ جیسے صالح مسلمان کے دور میں ایسا ہونا ایک سوالیہ نشان ہے؟ محترمی! اس اعزاز واکرام کی وجہ سے مختلف مسلمان ممالک میں ڈاکٹر عبدالسلام کی پذیرائی اور بعض اداروں کی ممبرشپ وغیرہ کی تمام تر ذمہ داری حکومت پاکستان پر ہے۔ جس کا سدباب صبح قیامت کی مسئولیت سے بچنے کے لئے ضروری اور لابدی ہے۔

۶..... مرزائیوں کے ایک اہم ترین فرد پیر صلاح الدین نے جو مختلف النوع ذمہ دارانہ سرکاری مناصب پر فائز رہ چکا ہے۔ راولپنڈی میں بدکاری واخلاق باختگی کا جو اڈا ''پیر ہوٹل'' کے نام سے بنایا اس کے تعارف کرانے کی ضرورت نہیں۔ اسے ملٹری کورٹ سے سزا ملی۔ لیکن سزا کا ایک حصہ بھگت جانے کے بعد مابقی سزا معاف کر کے نہ صرف اخلاق باختگی وبدکاری کے سنگین مجرموں کو ڈھیل دی گئی بلکہ توہین رسالت کے مجرموں کو بغلیں بجانے کا موقعہ فراہم کیا گیا۔

۷..... ملک کے مختلف مقامات پر جو قادیانی جہاں موجود ہے وہ سرگرم عمل ہے۔ بالخصوص سرکاری دفاتر میں متعین قادیانی بری طرح کل پرزے نکال رہے ہیں۔ جس کا ایک حصہ مجلس عرفان کے نام پر درس وتبلیغ کا سلسلہ ہے۔ جس سے مسلمانوں میں اشتعال کی فضا کا پیدا ہونا قدرتی امر ہے جس کا نتیجہ کسی ناخوشگوار حادثہ کی شکل میں رونما ہوسکتا ہے۔ جس کا نہ ملک متحمل ہے نہ ملت۔

جناب عالی! یہ اور اس نوعیت کے سنگین واقعات ہیں جو معاملات کے الجھاؤ کا باعث بن رہے ہیں۔ منکرین ختم نبوت کے ہر دو فریق منہ زور گھوڑے کی طرح شرارت وفساد انگیزی میں مصروف ہیں۔

عالی مرتبت! حضور نبی مکرم صلوٰۃ اللہ تعالیٰ علیہ وسلامہ کے ادنیٰ اور گنہگار امتی ہونے کا شرف ہمارا کل سرمایہ ہے اور بس! اور ہم اپنی جماعت کے بانی و امیر اوّل حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری الحسنی قدس اللہ سرہ العزیز کے الفاظ میں سیاست کو سؤر کی بوٹی سے تعبیر کرتے ہوئے وہی بات دہراتے ہیں جو شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ ناظم الدین کے دور حکومت میں کہی کہ سرکار مدینہ کے ناموس کا تم تحفظ کرو میں تمہارے ریوڑ چراؤں گا۔

جنرل صاحب! محمد کریم علیہ السلام کا وجود ہی وہ گرامی قدس وجود ہے جس کی وجہ سے کائنات کو عزتیں نصیب ہوئیں۔ ملک و قوم کی سلامتی اور اس کی بے لوث خدمت کے لئے آپ کی قیادت میں ہم سے جو بن پڑا کر گزریں گے۔ لیکن شرط یہی ہے کہ ۱۹۷۴ء کی آئینی ترمیم بہ سلسلہ قادیانیت کے عملی تقاضوں کو پورا کر کے ان مسائل میں قوم کو اعتماد میں لیں۔ متذکرہ امور کے علاوہ مندرجہ ذیل امور بھی آپ کی فوری توجہ کے مستحق ہیں:

الف..... مرزائیوں کو کلیدی آسامیوں سے برطرف کیا جائے۔

ب..... ان پر اسلام اور پاکستان دشمنی کے الزام میں مقدمہ چلایا جائے۔

ج..... ان کی نیم فوجی تنظیموں پر پابندی عائد کی جائے۔

د..... مرزائیوں کا خلاف اسلام تمام لٹریچر ضبط کیا جائے۔

ہ..... مرزائیوں کو مسجد، نماز، اذان، نبی، رسول، خلیفہ، امیر المؤمنین، امہات المؤمنین، صحابہ جیسی اسلامی اصطلاحات کے استعمال سے قانوناً باز رکھا جائے۔

و..... شناختی کارڈ، راشن کارڈ، سکول سرٹیفکیٹ میں مذہب کے خانہ کا اضافہ کیا جائے۔

ز..... پاکستان میں دعویٰ نبوت قابل تعزیر جرم قرار دیا جائے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیں اور تمام مسلمانان عالم کو شافع یوم محشر، ساقی کوثر حضور نبی مکرم ختمی مرتبت صلوٰۃ واللہ تعالیٰ علیہ وسلامہ کی سچی محبت و عقیدت اور آپ کی اطاعت کے لازوال شرف سے نوازے۔ آمین بحرمۃ النبی الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم!

آپ کا مخلص: فقیر ابوالخلیل خان محمد

امیر مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان ملتان

حقیقت مرزائیت

مولانا ابوضیاء مشتاق احمد علی پوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفٰی وسلام علٰی سید الرسل وخاتم الانبیاء. لا نبی بعدہ ولا رسول وعلٰی صحبہ نجوم الھدیٰ. اما بعد!

برادران اسلام! قادیانیوں اور مسلمانوں کا اختلاف بنیادی اور اصولی ہے جو لوگ اس اختلاف کو مسلمان فرقوں کی اندرونی آویزش خیال کرتے ہیں۔ وہ دراصل قادیانی فرقہ سے ناواقف ہونے کی وجہ سے ایسا کہتے ہیں۔

مسلمانو! ہوشیار رہو۔ قادیانی ختم نبوت اور حیات مسیح علیہ السلام کے اہم مسائل کا انکار کرتے ہیں اور من گھڑت تاویلیوں سے اپنا الّو سیدھا کرتے ہوئے مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت ثابت کرنے کی ناپاک کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے مناسب سمجھا گیا ہے کہ مرزائیت کی حقیقت کو عوام الناس کے سامنے آشکارا اور واضح کر کے مسلمانوں کو ان لوگوں کے دام تزویر سے بچایا جاوے۔ اللہ جل شانہ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کو کل فتنوں سے خصوصاً اس فتنہ سے بچائے۔ آمین ثم آمین! **واللہ ھو الموفق وھو المستعان!**

خداوند قدوس پر بہتان وافتراء

بطور نمونہ مرزائے قادیانی کے چند الہامات ملاحظہ ہوں:

۞..... الہام: ''**انت منی بمنزلۃ ولدی**'' تو مجھ سے بمنزلہ میرے فرزند کے لئے۔

(حقیقت الوحی ص ۸۶، خزائن ج ۲۲ ص ۸۹)

معاذ اللہ! کوئی اللہ تعالیٰ کا فرزند بھی ہوسکتا ہے؟ توبہ توبہ۔

۞..... الہام: ''**اسمع ولدی**'' اے میرے بیٹے سن۔ (البشریٰ ج ۱ ص ۴۹)

۞..... الہام: مرزا غلام احمد، ''**لاحول ولا قوۃ الا باللہ**''

۞..... الہام: ''**یاقمر یا شمس انت منی وانا منک**'' اے چاندا اے سورج تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں۔ (حقیقت الوحی ص ۷۴، خزائن ج ۲۲ ص ۷۷)

استغفر اللہ! یہ ہیں مرزائے قادیانی کے الہام۔ توبہ! استغفر اللہ!

انگریزی فرشتہ

''ایک فرشتہ کو میں نے بیس برس کے نوجوان کی شکل میں دیکھا۔ صورت اس کی مثل انگریزوں کے تھی اور میز کرسی لگائے ہوئے بیٹھا ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ آپ بہت ہی خوبصورت ہیں۔ اس نے کہا کہ ہاں! میں درشنی آدمی ہوں۔''

(تذکرہ ص ۳۰، ۳۱، طبع اوّل ۱۹۳۵ء، ملفوظات ج ۴ ص ۶۹)

حضور علیہ السلام کے متعلق مرزا قادیانی کا توہین آمیز بیان

آنحضرت ﷺ کے تین ہزار معجزات تھے۔ (تحفہ گولڑویہ ص ۴۰، خزائن ج ۱۷ ص ۱۵۳)

اور میرے دس لاکھ نشان ہیں۔ (تذکرۃ الشہادتین ص ۴۱، خزائن ج ۲۰ ص ۴۳)

مرزا قادیانی کے معجزات دس لاکھ ہیں۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۵۶، خزائن ج ۲۱ ص ۷۲)

نعوذ باللہ! اس بات سے ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی کے نشانات نبی علیہ السلام کے نشانات سے زیادہ ہیں۔ حالانکہ تمام انبیاء علیہم السلام سے حضور ﷺ کے معجزات زیادہ ہیں۔

تمام انبیاء علیہم السلام پر فضیلت کا دعویٰ

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے من بعرفاں نہ کمترم ز کسے

ترجمہ: اگرچہ بہت سے انبیاء پہلے گزرے لیکن میں بھی کسی سے کم نہیں ہوں۔

آنچہ داد است ہر نبی راجام داد آں جام را مرا بہ تمام

ترجمہ: وہ کہ جس نے نبیوں کو جام دیا وہ جام مجھے بھی بتمامہ دیا گیا۔

کم نیم زاں ہمہ بروئے یقین ہر کہ گوید دروغ است لعین

ترجمہ: ان انبیاء سے میں بھی درجہ میں کم نہیں ہوں۔ وہ جھوٹا اور دروغ گو ہو وہ لعنتی ہے۔

(نزول مسیح ص ۹۹، ۱۰۰، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷، ۴۷۸)

مرزا قادیانی کا خصوصی فرشتہ جو فرشتہ مرزا قادیانی پر نازل ہوتا تھا اور روپے دے جاتا تھا۔ اس کا نام ٹیچی ٹیچی تھا۔ (حقیقت الوحی ص ۳۳۲، خزائن ج ۲۲ ص ۳۴۶)

جہاد کی حرمت

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال دین کے لئے حرام ہے اب جنگ و قتال

اب آ گیا مسیح جو دین کا امام ہے — دین کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسماں سے نور خدا کا نزول ہے — اب جنگ و جہاد کا فتویٰ حرام ہے
دشمن ہے خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد — منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

(درثمین اردو ص ۳۸، ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۲۶، خزائن ج ۱۷ ص ۷۷، ۷۸)

توہین صحابہ

''جو شخص میری جماعت میں داخل ہوا۔ حقیقت میں سردار خیر المرسلین کے صحابہ میں داخل ہوا۔'' (خطبہ الہامیہ ص ۱۷۱، خزائن ج ۱۶ ص ۲۵۸)

''مبارک وہ جو اب ایمان لایا۔ صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا۔'' (درثمین اردو ص ۴۹)

توہین اہل اسلام

۱..... ''جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا۔ وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔''

(تذکرہ ص ۳۳۶، طبع چہارم)

۲..... ''جو شخص ہماری فتح کا قائل نہ ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے۔'' (انوار الاسلام ص ۳۰، خزائن ج ۹ ص ۳۱)

۳..... ''بلاشک ہمارے دشمن بیابانوں کے خنزیر ہوگئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئیں۔'' (نجم الہدیٰ ص ۱۰، خزائن ج ۱۴ ص ۵۳، درثمین عربی ص ۲۹۴)

حقیقت مرزا

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۹۷، خزائن ج ۲۱ ص ۱۲۷)

مرزا قادیانی کی بیماری

''بعض وقت سو سو دفعہ ایک دن میں پیشاب آتا ہے اور کثرت پیشاب سے ضعف تک نوبت پہنچتی ہے۔'' (نسیم دعوت ص ۶۷، خزائن ج ۱۹ ص ۴۳۴)

جس شخص کو ایک دن میں سو دفعہ پیشاب آتا ہو۔ اس پر وحی کس وقت آتی ہوگی اور نمازیں کون سے وقت میں پڑھتے ہوں گے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی توہین

کربلائیست سیر ہر آنم صد حسین است در گریبانم

ترجمہ: کربلا میرے ہر وقت سیر کی جگہ ہے۔ سو حسین جیسے ہر وقت میری جیب میں ہیں۔

(نزول المسیح ص ۹۹، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

''اے قوم شیعہ اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی ہے۔ کیونکہ میں سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے کہ اس حسین رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر ہے۔ اب میری طرف دوڑو کہ سچا شفیع میں ہوں۔'' (دافع البلاء ص ۱۳، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۳)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی توہین

''پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو۔ اب نئی خلافت لو ایک زندہ علی تم میں موجود ہے۔ اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علی کو تلاش کرتے ہو۔'' (ملفوظات احمدیہ جلد اوّل ص ۱۳۱)

مرزا قادیانی کی پیشین گوئی

مرزا قادیانی کی چچازاد بہن کی لڑکی کا نام محمدی بیگم تھا۔ محمدی بیگم کا والد مرزا قادیانی کے پاس آیا جایا کرتا تھا۔ محمدی بیگم کے والد کو مرزا قادیانی کے پاس ایک کام تھا۔ مرزا قادیانی نے فرمایا کہ تمہارا یہ کام اس شرط پر ہوسکتا ہے کہ اپنی بڑی لڑکی کا نکاح مجھ سے کردو۔ وہ شخص غیرت مند تھا۔ یہ بات سنتے ہی مرزا قادیانی سے تعلقات ختم کردیئے۔ اخیر میں مرزا قادیانی نے ایک پیش گوئی کردی کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھے الہام ہوا ہے کہ تمہارا کام اس شرط پر ہوسکتا ہے کہ محمدی بیگم کا نکاح مجھ سے کردو۔

''آخر کار مرزا قادیانی نے یہاں تک تحدی کردی کہ میں اس پیش گوئی کو اپنی صدق وکذب کے لئے معیار قرار دیتا ہوں اور یہ خدا سے خبر پانے کے بعد کہہ رہا ہوں۔''

(انجام آتھم ص ۲۲۳، خزائن ج ۱۱ ص ۲۲۳)

حصول محمدی بیگم کے لئے انعام کی پیشکش

''محمدی بیگم کا ماموں جالندھر اور ہوشیار پور کے درمیان یکہ میں آیا جایا کرتا تھا۔ وہ مرزا قادیانی سے کچھ انعام کا بھی خواہاں تھا۔ چونکہ محمدی بیگم کے نکاح کا عقدہ اسی کے ہاتھ میں تھا۔ اس لئے مرزا قادیانی نے ان سے کچھ انعام کا بھی وعدہ کرلیا تھا۔ خاکسار یہ عرض کرتا ہے کہ یہ شخص اس معاملہ میں بدنیت تھا اور حضرت صاحب سے فقط کچھ روپیہ اڑانا چاہتا تھا۔ کیونکہ بعد میں یہی شخص اور اس کے دوسرے ساتھی اس لڑکی کے دوسری جگہ بیاہے جانے کا موجب ہوئے۔''

(سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۱۹۲، ۱۹۳)

للمؤلف ہمارا ایک ہی سوال ہے کہ اگر پیش گوئی اللہ کی طرف سے تھی۔ مرزا قادیانی نے انعام کی پیشکش کیوں کی اور اخیر وقت تک یہ پیش گوئیاں سچی نہ ہوسکیں۔ مرزا قادیانی کی وفات کے چالیس سال بعد تک محمدی بیگم زندہ رہی اور مرزا قادیانی کے نکاح میں نہ آسکی۔ اس لئے مرزا قادیانی کی یہ پیش گوئی جھوٹی ثابت ہوئی۔ محمدی بیگم ۱۹ر نومبر ۱۹۶۶ء کو فوت ہوئی ہے اور وفات کے وقت لوگوں کو اکٹھا کر کے یہ بیان دیا کہ میں خاتم النّبیین ﷺ کی ختم نبوت پر ایمان رکھتی ہوں۔ اللہ تعالیٰ کو 'وحدہ لا شریک'' کہتی ہوں۔ نبی علیہ السلام کے بعد کسی نبی کاذب پر ایمان نہیں لائی۔ تم سب لوگ گواہ رہنا کہ میرا مرزائی مذہب سے کوئی تعلق نہیں۔

(ماہنامہ تبصرہ لاہور بابت ماہ فروری ۱۹۶۷ء)

مرزا قادیانی کے جھوٹا ہونے کے لئے اتنا کافی ہے۔ عاقل را یک اشارہ کافی است!

مرزا قادیانی خود اپنی کتاب (چشمہ معرفت ص ۲۲۲، خزائن ج ۲۳ ص ۲۳۱) پر تحریر کرتے ہیں کہ:

''جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہوجائے پھر دوسری باتوں میں بھی اس کا اعتبار نہیں رہتا۔''

تنبیہ: قارئین محترم ہم نے قادیانیوں کی دلجوئی کے لئے تمام حوالے انہی کی کتابوں سے نقل کئے ہیں۔ اپنی طرف سے کسی قسم کی زیادتی نہیں کی۔ خدا تعالیٰ تمام مسلمانوں کو دامن رحمت دو عالم ﷺ کے ساتھ وابستہ رکھے۔ جو اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں اور جھوٹے نبیوں کے فریب سے محفوظ رکھے۔ آمین اور نبی علیہ السلام کے فرمان کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

الراقم: ابوضیاء مشتاق احمد

ختم نبوت

سیدہ ام کفیل بخاری

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم. بسم اللہ الرحمٰن الرحیم.

نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم!

تقدیم

''الحمدللہ ولہ الخلق والأمر وحدہ والصلوٰۃ والسلام علٰی افصح الجن والانس سیدنا ومولانا محمد المبعوث لتتمیم مکارم الأخلاق ولا نبی ولا رسول بعدہ وعلٰی الہ واصحابہ الذین ھم کالنجوم فی السمآء للاقتدآء والاھتدآء وھم الذین اوفوا عھدہ. اما بعد!

سید الاحرار حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ حسنی قادری بخاری رحمۃ اللہ علیہ فصاحت وبلاغت کے امام، سلسلۂ وعظ وتقریر کے مجدد اعظم اور اقلیم بیان وخطابۃ کے شہنشاہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے جس عنایہ بے پایاں کے ساتھ انہیں اس وصف کا مرکز ومحور اور بحر ذخار بنایا تھا۔ اسی طرح کی شاہانہ سخاوۃ وفیاضی کے ساتھ ہی وہ بھی ۱۹۱۲ء سے لے کر ۱۹۵۷ء۔ یعنی پینتالیس برس کے نصف صدی پر محیط عرصہ تک خیبر کی چوٹیوں سے حدود دکن اور کراچی سے لے کر مالابار کے ساحل تک برصغیر کے کونے کونے اور چپے چپے پر زر وجواہر سے لاکھوں گونہ قیمتی یہ خزانہ لٹاتے اور نچھاور کرتے رہے۔ وہ قرن اوّل کے موروثی اعتقاد تصلب واستقامۃ اور خلوص وجوش جہاد کے۔ ''ایٹمی پاور اسٹیشن'' کی حیثیت میں ''نور توحید'' کے ساتھ ہندو، سکھ ازم کے کفرزاروں میں ایمان کی لاکھوں شمع اور قندیل روشن کرتے رہے۔ نیز ختم نبوت اور اسوۂ وعشق صحابہ رضی اللہ عنہم کی مقناطیسی براقیۃ وحرارۃ کے ذریعہ جسم سے لے کر ایمان اور عقل وعمل کے غلاموں کے مردہ دلوں اور مردہ اجسام میں حریۃ واستقلال اور غیرت وشجاعت کی روح پھونکتے اور ایثار ووفا کی زندگی کے آثار پیدا کرتے رہے۔ خود فرمایا کرتے تھے کہ: ''میرا خیال کیا، یقین ہے کہ زندگی میں جو کچھ بھی میں نے بیان کیا ہے اور بولا ہے وہ کروڑوں نہیں تو لاکھوں الفاظ تو ضرور ہوں گے جو یہاں محفوظ نہیں ہوسکے تو نہ سہی۔ لیکن جب سائنس دان مدۃ سے یہ کہہ رہے ہیں کہ انسان جو کچھ بولتا ہے اس کی آواز اور الفاظ سب کچھ اس فضاء میں محفوظ ہے تو مجھے بھی امید ہے کہ جب تمام انسانوں کی آوازیں اور گفتگوئیں پیش ہوں گی تو اس میں میرے بھی لاکھوں الفاظ ضرور شامل ہوں

گے اور چلو یہاں چاہے کچھ بھی نہ سہی لیکن میرا یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دفتر میں تو میرا ایک ایک لفظ اور حرف بھی محفوظ ہے۔ ان شاء اللہ! جب پیشی ہوگی تو یہ تو اللہ کو معلوم ہی ہے کہ میں نے دنیا میں اور کسی کے لئے تو کچھ نہیں کہا۔ تیس چالیس برس تک انہی کی توحید کا اعلان کیا ہے اور انہی کے نبی کی ختم نبوت کا ڈنکا بجایا ہے۔ ان کے اور ان کے نبی اور ان کے دین اور امت کے دنیا میں سب سے بڑے دشمن فرنگی سے جنگ کرتے ہوئے زندگی گزار دی ہے۔ مالک کو تو سب کچھ معلوم ہے۔ ان شاء اللہ! وہ ضرور فضل فرمائے گا اور نجات تو ہو ہی جائے گی۔''

عربی کا ایک مقولہ جو اہل علم وادب میں معروف ہے۔ اس کے الفاظ ہیں کہ: ''لکل شیٔ افة و افة العلم النسیان '' دنیا کی ہر چیز کو نقصان پہنچانے والی ایک نہ ایک بلاء اور مصیبت موجود ہے اور علم کے لئے سب سے بڑی مصیبت اس کا بھول جانا ہے۔

عام حالات میں تو یہ مقولہ قریباً بالکل صحیح ہے۔ لیکن زندگی میں پیش آنے والے بہت سے دل گداز حوادث اور تلخ تجربات کی روشنی میں یادداشت مضبوط ہونے کی صورت میں ضائع شدہ تقریری اور تحریری ذخیرہ کو کچھ نہ کچھ کر لینے کے امکان اور گنجائش کے باوجود اصل چیز کے مفقود یا چوری یا بالکل ضائع اور نابود ہو جانے کی صورت میں جو دائمی اور ناقابل تلافی نقصان پہنچتا، دل توڑتا اور ہمیشہ کے لئے ذہنی اور عملی لحاظ سے شکستہ وخستہ اور مفلوج ومعذور بنا کر رکھ دیتا ہے۔ یہ نقصان نسیان سے بھی ہزار گونہ غم ویاس انگیز اور حسرت وارمان خیز ہوتا ہے کہ جسم، دل ودماغ، زبان اور حافظہ سبھی کچھ موجود نہ ہو کر بھی عمر کے ایک خاص دور اور جوش فکر وعمل کے ایک خاص وقت میں ایک خاص انداز اور شکل میں کی ہوئی محنت جاں کا ہی قیامت تک کے لئے اپنی دسترس سے نکل جاتی ہے، کہ نہ تو اس کے خیال وفکر سے خالی رہا جا سکتا ہے نہ اس کا غم ہی پیچھا چھوڑتا ہے اور نہ ہی اس کی بعینہٖ واپسی یا اصل شکل وصورت اور مقدار سے کچھ قریب اس کی تلافی کی حسرت ہی پوری ہوتی ہے۔ بلکہ اس ناسور کی ٹیسوں سے بے قرار ہو کر کراہنے، آہیں بھرنے اور آنسو بہاتے رہنے کے سوا پھر مرتے دم تک کوئی دوسرا چارہ نہیں ہوتا۔ کیونکہ نسیان کے بعد بھی لکھی ہوئی چیز کی نقل واشاعت کے ذریعہ علم مطلوب سے امکانی استفادہ کی کچھ نہ کچھ ضرورت پوری کی جا سکتی ہے۔ لیکن سب کچھ یاد ہونے پر بھی جمع اور تالیف وتصنیف شدہ ذخیرہ کی بربادی سے جو دھکا لگتا ہے وہ اپنی شدت میں نسیان کے صدمہ سے بہت زائد الم انگیز ہوتا ہے۔ بلکہ بسا اوقات نسیان

سے بھی بڑھ کر جنون و مفلوجیت تک کی مصیبت سے دوچار کر دیتا ہے۔

حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے متعلقین ''ہم ناچیز اہل خاندان'' کو ''یہی حادثہ'' ان کی زندگی میں ہی اپنی پوری شدت و قلق انگیزی کے ساتھ۔ قریباً چونتیس برس پہلے لاہور میں پیش آچکا ہے جس کے بعد حضرت رحمۃ اللہ علیہ ہم خدام پر حافظہ اور اشاعت کے دوسرے وسائل کے سب مبینہ اوصاف موجود ہونے پر بھی اس کے وہی مذکورہ دردناک کوائف گزر چکے ہیں جن سے دل و جگر زخمی اور فکر و روح اس کے دائمی غم و حزن کا شکار ہیں۔ سردست صرف اتنی تفصیل پڑھ لیں کہ حضرت کی عمر کے مطابق آخر شباب سے لے کر دور کہولت تک ان کے بیان و خطابت کے شباب و بہار اور فکر و جہاد کے عروج و کمال کے عہد میں زندگی کے ہر گوشہ کے متعلق انہوں نے جو کچھ بھی بیان کیا نیز اپنے علم و فن اور بے مثال فصاحت و بلاغت، قوۃ اظہار اور دل و دماغ اور روح کی گہرائیوں میں پیوست ہو جانے والے الہامی انداز تقریر و تفہیم اور غفلت و بے غیرتی کی نحوست سے مردہ بنام زندہ کی شکل میں لاشہ نما زندگی گزارنے والے اجسام کو سراپا عمل، مجسم سعی، ذکر دار، نمونہ، ایثار و قربانی اور انقلاب و بغاوت کے طوفانی پیکر بنا دینے کے لئے حیات تازہ بخشنے والی پیغمبرانہ خطابت کے جو اعجازی مظاہرات برپا کئے؟ ہزاروں راتوں کو اذان فجر کے نورانی وقت میں تبدیل کرنے والی اس بے نظیر اور مسلسل عبادت و ریاضت کے بہترین اور شہ کار نمونے ان کے ہونہار شاگرد رشید جناب مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ازلی سعادت کے تحت نصیب ہونے والی وابستگی اور رفاقت و محبت، شبانہ روز میسر آنے والی ہم رکابی و ہم نشینی، اپنے ذہنی ذوق، سخن فہمی و شوق حفظ و ضبط اور قوت تحریر کے ذریعہ خلاف توقع اور حیرت انگیز انداز کے ساتھ ایک سو گیارہ تقاریر و خطبات کا نادر و نایاب مجموعہ ایک کتاب اور دفتر کی شکل میں جمع و منضبط کر ڈالا تھا۔ لیکن برسوں کی دماغ سوزی، شب بیداری، جگر کاوی اور خامہ فرسائی کے بعد میسر آنے والی اور برسوں تک ہی کلیجے سے لگا کر محفل رکھی ہوئی یہ علمی و تاریخی امانت و دولت (علی الاغلب) قائدین جماعت کے حکم پر وہ شعبان ۱۳۶۴ھ جون جولائی ۱۹۴۵ء کے اندر لاہور میں منعقدہ ایک انتخابی میٹنگ کے موقع پر جماعت کا منتخب علمی، سیاسی اور تاریخی لٹریچر شائع کرنے کے ایک بڑے منصوبہ میں اہم ترین حصہ ڈالنے کے لئے بڑے شوق اور فخر سے لے کر پہنچے تو وہاں دکھانے اور اس کے اقتباسات سنانے کے بعد کسی ''بدباطن حاسد و بغیض، خویش نما بیگانہ اور دوست نما منافق و دشمن'' نے ان کے سامان میں سے چوری کر کے خاندان امیر شریعت، ان کی

جماعت بلکہ پوری ملت اسلامیہ کو زر و جواہر سے لاکھوں گونہ زائد قیمتی اس بے مثال و بے بدل علمی، ادبی، ثقافتی، خطابی، تاریخی اور دینی خزانہ سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے محروم کر دیا۔ اس حادثہ فاجعہ کی اطلاع ہم لوگوں کے سامنے دوران قیام کشمیر سری نگر سے قریباً چار میل ورے قصبہ ''پٹن'' میں قاضی صاحب مرحوم کے ایک سراپا ماتم اور دل دوز مکتوب کے ذریعہ حضرت کو ملی تو فرمایا:

''بدنصیب ہے بڑا بدنصیب! میں اس کو مدت سے کہہ رہا تھا کہ مجھے دکھاوے تو میں اسے دیکھ کر ضروری اور مناسب اصلاح کر دوں تا کہ چھپ جائے اور سب کے کام آئے۔ لیکن بار بار یہی کہتا رہا کہ نہیں آپ کو ابھی نہیں دکھاؤں گا۔ یہ میرے چھوٹے بھائی حافظ ''عطاء المنعم'' کی امانت ہے۔ وہ بڑا ہو لے تو اس کی نذر کروں گا۔ اب بھی تمہارے سامنے دکھا کر گیا اور میں نے منتیں کیں کہ اسے ساتھ نہ لے جا یہ کسی موذی کے ہتھے چڑھ گئی تو تو ساری عمر روئے گا اور مجھے بھی اس کا غم ہوگا۔ لیکن نہیں مانا اور وہی ہوا جس کا ڈر تھا۔ اس کی ساری عمر کی کمائی یہی تھی۔ جس پر اس نے وہ محنت کی جس کی مثال نہیں۔ اب بیٹھا روتا رہے۔ ساری عمر بھائی کو تو کیا دے گا خود بھی ہمیشہ کے لئے محروم اور تباہ ہو گیا۔ مجھے پہلے تو علم نہیں تھا لیکن جب اس نے مجھے گھر پر کاپی دکھائی تو میں حیران ہو گیا کہ اس نے میرے جیسے آدمی کی طوفانی تقریروں کو حرف بہ حرف لکھا کیسے اور پھر جمع کب کیا؟ کمبخت ذہین تھا۔ خلاف امید یہ کام کر گیا۔ جب تک علم نہیں ہوا کوئی خیال اور احساس نہیں تھا۔ میں یہی سمجھتا رہا کہ جو کچھ کہا تھا سب ہوا میں اڑ گیا۔ لیکن جب چیز سامنے آئی تو پھر مجھے بھی توجہ ہوئی۔ لیکن اس نے میری ایک نہ مانی اور اب سب کچھ لٹا کر رو رہا ہے اور کہتا ہے کہ میں تباہ ہو گیا۔ اب میں کیا کر سکتا ہوں؟ بلکہ اب مجھے بھی صدمہ ہوا اور دھکا سا لگا کہ کام کی چیز تھی میری زندگی کے ایک بہت بڑے حصہ کی محنت اس میں آ گئی تھی۔ چھپ جاتی تو نسلوں کے کام آتی۔ لیکن اللہ کو منظور نہیں تھا۔''

اس حادثہ سے کوئی پندرہ برس بعد پاکستان میں حضرت کی ''اخباری رپورٹنگ'' سے مرتب ہو کر ترجمان جماعت روزنامہ ''آزاد'' لاہور میں غیر مکمل اور روایت بالمعنی کے ضابطہ اور پابندی سے کافی حد تک آزاد ہو کر کچھ تقاریر شائع ہوا کرتی تھیں۔ جنہیں ایک شخص نے عقیدۃ کے عنوان سے اور حقیقتاً ''محض تجارتی انداز و اغراض'' کے ساتھ نہایت غیر مناسب طریق پر جمع و تالیف کیا۔ نیز انشاؤ املاء کی فاش اور فاحش اغلاط کے انبار اور بدزیب کتابت و طباعت کی کثافت پر مشتمل ایک فضول سا مجموعہ شائع کر کے کسی علمی اور جماعتی کام کی جگہ الٹا ''خطیب

الامۃ'' کی بین الاقوامی سطح پر مشہور اور معیاری خطابت کو نشانۂ تضحیک بنوایا۔ البتہ ''نادان دوستی'' اور ''نااہلی'' کا کامیاب تجربہ اور بھرپور مظاہرہ کر کے بدست خود دہان خود اپنی ذاتی خدمت کا کارنامہ ضرور انجام دیا تھا۔ مجموعہ تقاریر وخطبات امیر شریعت کے حادثہ سرقہ کے بعد پچھلے دس برسوں میں اسی نوعیت کے اور کئی حوادث سے دوچار اور ان سے سخت مجروح ونیم جاں ہو جانے کے باوجود اور برسوں کی ذہنی وعملی کش مکش کے بعد اپنے دیرینہ عہد ووعدہ کے ایفاء اور خاندان وجماعت امیر شریعت کا علمی وتاریخی قرض ادا آء کرنے کے عزم کی تکمیل کی غرض سے راقم نے چند دنوں سے اجڑے ہوئے آشیانہ کے تنکے جمع کرنے کا شغل اختیار کیا تو سب سے پہلے جو چیز سامنے آئی وہ ایک غیر مطبوعہ تقریر کا مسودہ تھا۔ متحدہ پنجاب کے بالخصوص اور ملک کے بالعموم مشہور علمی ودینی مرکز، راقم کی مادر علمی خیر المدارس کے پاکستانی عہد میں آج سے اٹھائیس برس قبل تحریک تحفظ ختم نبوت کے دور اوّل وزمانہ عروج کے اندر مدرسہ کے غالباً چوتھے سالانہ جلسہ کے آخری شبینہ اجلاس میں حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ نے بہ فرمائش خاص ایک خاص خطاب فرمایا تھا۔ یہ مسودہ اس کی نقل تھی۔ ٹیپ ریکارڈ ابھی عملی سطح پر مروج نہ تھے اور ملکی پریس فرنگی کی سابقہ تربیت کے مطابق دولت والے کے پیچھے پیچھے اور ڈنڈے والے کے آگے آگے چلنے کا خوگر ومشاق بلکہ انعام وخطاب یافتہ ماہر بن چکا تھا اور ادارات وتنظیمات دینیہ پر ضبط تقاریر وخطبات اور اشاعت مضامین ورسائل وکتب میں بدنام قدر مشترک کے طور پر اہل مدرسہ بھی اس کے ضبط واشاعت سے معذور تھے کہ ''اولاد امیر شریعت'' میں حضرت کی عنایت خاص اور محبت کے مرکز ومحور راقم کی اکلوتی بہن، بنت امیر شریعت سیدہ ام کفیل سلمہا اللہ نے بلا کسی پیشگی خیال ومنصوبہ کے اچانک قلم اور ایک چھوٹی سی کاپی لے کر اجلاس میں شرکت کی اور اپنے امام الکلام والد ماجد کے جواہر الفاظ کو بلا پیشگی مشق وتجربہ محض فطری تعلق وجذبہ دینی وعلمی اور ادبی ذوق نیز جماعتی داعیہ اور مقدس تحریکی جوش کے تحت دامن قرطاس میں سمیٹنا شروع کیا اور اپنی دانست میں خطاب کا اکثر حصہ اور منفرد حصہ محفوظ کر لیا۔ بات آئی گئی ہوگئی۔ لیکن یہ عزیزہ کی اپنی محنت تھی۔ سو اس نے اس نعمت کی قدر وحفاظت کی اور برسوں تک اس خدمت کی گھر میں بھی کسی کو خبر نہ ہو سکی۔ تا آں کہ جب راقم نے چند برس پیشتر ''سوانح امیر شریعت'' کے ضمن میں خطوط وبیانات، مقدمات اور بقیت السیف چند تقاریر وخطبات کی مستقل اشاعت کا عزم لے کر کچھ تسوید شروع کی تو عزیزہ نے میری اس فرمائش پر کہ جو بھی قابل اشاعت چیز موجود ہے وہ اصل یا نقل مہیا کر دو۔ یہ کہہ کر اچانک تقریر والی کاپی میرے

سامنے لا رکھی کہ اور تو میرے پاس ہے کچھ نہیں، چند خطوط تھے۔ وہ پہلے آپ کی جھولی میں ڈال چکی ہوں جن کے اب تک نہ چھپنے کا صدمہ اور غم ضرور ہے۔ اب صرف یہ ایک پلندہ ہے جو خیر المدارس کے ایک جلسہ کے موقع پر رات کے آخری اجلاس میں جس کے صدر غالباً علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ ابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے تقریر فرمائی تھی تو اچانک ابھرنے والے ایک خیال اور اپنی دھن میں میں نے اسے لکھنا شروع کر دیا۔ خیال یہی ہے کہ پوری نہ سہی اکثر و بیشتر الفاظ میں نے پورے کر لئے ہیں۔ یہ میں نے برسوں سے چھپا رکھی تھی کہ ابا جی کی یادگار ہے۔ خواہ مضمون کوئی نیا نہ بھی ہو تب بھی الفاظ تو انہی کے ہیں اور وہ بھی ان کے اپنے خاص انداز سے اور ان کے زندگی بھر کے محبوب موضوع مسئلہ ختم نبوت اور مرزائیہ کے متعلق سو یہ حاضر ہے اسے دیکھ لیں جو کچھ مجھ سے ہو سکا میں نے لکھ دیا۔ ممکن ہے بعض الفاظ ان کے نہ ہوں اور بعض اشعار وغیرہ مکمل نہ لکھے گئے ہوں ایسے ہی آیات وغیرہ بھی تو کچھ حصہ نقل کر دیا ہے۔ مکمل آپ کر لیں اور بھی جو اصلاح ممکن ہو کر لیں اور ہو سکے تو شائع کر دیں۔ ورنہ جیسے آپ کی مرضی، اصل بربادی تو ان کی زندگی میں ہی سب کچھ ہو چکی۔ پھر بھی ان کی جو چیز جس حالت میں بھی محفوظ ہو جائے وہ ہمارے لئے بہت بڑی نعمت اور سرمایہ ہے جو آئندہ نسلوں کے بھی کام آ سکتا ہے۔

خواہر عزیزہ کے برسوں پہلے کہے ہوئے الفاظ شب و روز میرے کانوں میں گونجتے رہے اور میں جو سراسر عیوب و نقائص کا مراقی خصوصاً غفلت کا مارا ہوا ہوں۔ مذکورہ بالا علمی نقصان عظیم کے بعد سوء اتفاق کے تحت اسی نوعیت کے متعدد شب خونی واردات نما حوادث کا شکار ہو کر خون رو رہا ہوں۔ کچھ نہ کچھ تلافی مافات کی فکر میں محو ہو گیا۔ چنانچہ اس بار رمضان المبارک کی پاکیزہ گھڑیوں میں اچانک اس کا مسودہ سامنے آیا تو میں نے بلا تاخیر اس کے عارضی مسودہ کی باقاعدہ نقل، غائر مطالعہ ضروری تصحیح ناقص اجزاء نیز علامت زدہ آیات کریمہ کے متن و ترجمہ کی تکمیل، مختلف احوال و کوائف سے متعلقہ الفاظ و فقرات کے مضمون و معنی اور مفہوم و مقصد کے اظہار اور ترجمانی کے لئے بغلی عنوان بندی اور عبارت کی تزئین کے کام میں مشغول ہو گیا۔ **فللہ الحمد!** کہ دوسرے تمام علمی اور تحریری مشاغل کے ساتھ ساتھ گھسٹتے ہوئے مہینے کے اندر اندر یہ فریضہ ادا ہوا اور کتابت کا مرحلہ قریب تر ہو گیا۔ چنانچہ ایک مناسب قلم کے خوش نویس سے رابطہ قائم کر کے مسودہ سپرد کیا۔ جس نے کچھ وقفہ کے بعد کتابت شدہ مسودہ واپس کیا تو دل و دماغ سرور و فرحت میں ڈوب گئے۔ چنانچہ حسب معمول و ضرورت اغلاط کتابت کی نشاندہی کی اور کئی

دوسرے مسودات کی تکمیل کے کام میں سخت مصروف ہونے کے باوجود مزید تاخیر کی۔ صبر آزما مشقت وکلفت سے بچنے کے لئے نیز سردست، سرورق اور رنگینی طباعت کے تکلف سے اجتناب کرتے ہوئے نقش اول کے طور پر اس داستان غم نما طویل پیش لفظ کے ساتھ حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کا ایک خطابی تبرک پیش خدمت ہے۔ امید ہے کہ معتقدین ومتوسلین امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ، کارکنان جماعت اور عام شائقین اس سے بہ قدر ظرف ومزاج وتعلق محظوظ ومستفید ہوں گے۔

تاہم قارئین اس مختصر خطاب کو حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کی شرق وغرب میں گونجی ہوئی فصاحت وبلاغت کے اعلیٰ معیار کے مطابق دیکھنے کا خیال نہ کریں کہ ایک تو یہ ان کی مضمحل زندگی کے آخری دور کی چیز ہے۔ یعنی ان کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے بحر خطابت کی ایک ہلکی سی موج اور ان کے خزانہ علم وفن کا ایک موتی۔ دوسرے یہ صدفی صد نقل نہیں بلکہ ایک عقیدت منداور وہ بھی نقل وتحریر اور ادب وانشآء کے کسی ماہر نے نہیں؟ بلکہ ان کی دختر نیک اختر کے موروثی مزاج اور عزم وعقیدت کا ایک کرشمہ ہے۔ نیت نہیں بلکہ عزم یہی ہے کہ حضرت کے تقریری جواہر پارے اور علمی تبرکات جیسے بھی اور جہاں سے بھی ہو ممکن تلاش اور جمع کر کے ایک مربوط علمی واشاعتی منصوبہ بندی کے تحت ضروری تحقیق وتصحیح کے بعد تھوڑے تھوڑے وقفہ سے مسلسل شائع کئے جاتے رہیں۔ چنانچہ اس رسالہ کے بعد قبل از تقسیم ملک ۱۹۴۶ء کے انتخابات کے طوفانی دور سے متعلق میسر آیا ہوا حضرت کا ایک مختصر سا خطاب بھی کتابی شکل میں ہدیۂ قارئین کیا جائے گا۔ لیکن جب تک احباب ومعتقدین فوری اور وسیع پیمانہ پر خرید وحصول کا بھرپور تعاون پیش نہیں کریں گے تمام خواہش وعزم کے بعد بھی ہمارے لئے اس منصوبہ کی ترتیب وتسلسل کو قائم رکھنا مشکل ہوگا۔ بہرکیف دعا وتدبیر کے ذریعہ بوجھ ہلکا کرنے والے ہمارے دلی تشکر کے حق دار ہوں گے۔

والسلام علیکم ورحمة الله وبرکاته!

راقم السطور: بندۂ عاجز وعاصی ابن امیر شریعت فقیر سید ابومعاویہ ابوذر بخاری

مکتبہ معاویہ، کاشانہ معاویہ نمبر ۲۳۲، کوٹ تغلق شاہ ملتان شہر

ایک بجے رات، بروز منگل مورخہ ۱۲/دسمبر ۱۹۷۸ء

ختم نبوت، امت محمدیہ، مرزائیت اور پاکستان

ایک غیر مطبوعہ اہم خطاب

''الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادى له ونشهد ان لا اله الا الله وحده لاشريك له ونشهد ان سيدنا وسندنا ومولانا امام الانبيآء وخاتم النّبيين محمدًا عبده ورسوله لا نبى بعده ولا رسول بعده ولا امة بعد امته. اما بعد!

''فاعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم. بسم الله الرحمن الرحيم. ماكان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النّبيين وكان الله بكل شئ عليما (احزاب)''

''صدق الله العظيم وصدق رسوله النبى الكريم ونحن علٰى ذلك من الشاهدين والشاكرين والحمد لله رب العالمين''

در عقدہ جعد نیم تابش مشاطہ شکست شانہ ہارا

تمہید

حضرت صدر محترم! تین دن سے جلسہ ہو رہا ہے اور آج آخری اجلاس ہے۔ میرے بڑے بڑے اکابر، اللہ انہیں سلامت رکھے۔ ان اجلاسوں میں تشریف لائے اور ان کی زبان مبارک سے دین کے مسئلے آپ نے سنے۔ بہرحال ان سب نے مجھ سے بہترین اپنے فرائض کو نبھایا۔ اپنے متعلق مجھے یقین ہے کہ یہ جتنے میرے ہم عصر اور اکابر یہاں بیٹھے ہیں ان میں میں ایک طالب علم ہوں۔ مگر بدنامی عجیب چیز ہے۔ غالباً ۱۹۱۸ء سے اس کام میں لگا ہوا ہوں۔ خواہ مخواہ کی بدنامی ہوگئی ہے۔ جہاں ندوی، تھانوی اور جالندھری موجود ہوں اور کہیں کچھ کہو؟ حالانکہ عرض کی کہ آپ مجھے اجازت دے دیں۔ میں آپ کو دیتا ہوں۔ آپ فرمائیں میں سنوں۔ اب دعا کرو کہ لاج رہے۔

رخ فکر و عمل

ایک بات اور کہوں؟ مجھے خود لفظ نہیں ملتا کہ اپنے متعلق کیا کہوں؟ سب کچھ بھول گیا ہے۔ اگر میں کہوں مجھے جنون ہے تو برا نہیں لگتا اور اگر کہوں میرا قلب و دماغ ایک ہی طرف جا رہا ہے؟ یہ بھی صحیح ہے یا تو کوئی سمجھا دے۔

خام بدم پختہ شدہ سو ختم

ایک اجلاس میں آیا تھا مگر میرا جی نہیں لگتا ؎

مصلحت دید من آنست کہ یاراں ہمہ کار بگزارند و خم طرۂ یارے گیرند

چیختا پکارتا ہوں کہ میرے احباب اس کام میں لگ جائیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ مدرسے اور تبلیغ بند کرو۔ نہیں ایک مسئلے کو سب پر ترجیح دیجئے۔ حضور ﷺ نے اس منزل سے اپنا ڈیرہ جب دوسری جگہ لگایا، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نائب مقرر ہوئے۔ مسلمانوں نے زکوٰۃ سے انکار کیا وہ قرن اوّل تھا تابعین و صحابہ کا دور تھا۔ چودھویں صدی نہ تھی؟ اس زمانہ کا کوئی قطب، ابدال، اوّل تو رہ نہیں سکتا اس ملک میں۔ ہاں! وہ رہ سکتا ہے جو ملکہ وکٹوریہ کے اشارے سے نبی بنا ہو؟

تحفظ دین کا مفہوم

بہر حال کسی زمانے کا ابدال وہاں تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا۔ کون سی خدمت ہے اسلام کی جو انہوں نے نہیں کی؟ مگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے قتال کا عزم کر لیا۔ نباض وحی فاروق رضی اللہ عنہ بھی پکار اٹھے۔ ان پر تلوار اٹھاؤ گے؟ فرمایا: ''ہاں! اونٹ کے گھٹنے کی رسی بھی باقی رہے گی تو تلوار اٹھاؤں گا'' نماز، حج سب کچھ تھا۔ لیکن ایک رکن جا رہا تھا اور دلیل یہ سمجھی گئی کہ حضور ہی زکوٰۃ لے سکتے تھے۔ وہ نہیں تو یہ نہیں؟

''خذ من اموالهم صدقة تطهرهم وتزكيهم بها وصل عليهم ان صلوتك سكن لهم (یونس)'' ﴿آپ ان کے لائے ہوئے مالوں میں سے صدقہ لیجئے جس کے ذریعہ آپ انہیں ظاہر و باطن میں پاک صاف کر دیں گے اور ان کے لئے دعا کیجئے۔ بلاشک آپ کی دعا ان کے لئے تسلی کا سامان ہے۔﴾

مگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں جو ہوں؟'' یہ آیت تطہیر تو آپ پڑھتے ہی نہیں

آپ تو پڑھتے ہیں۔

''انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس أھل البیت ویطھر کم تطھیرًا (الاحزاب)'' ﴿بے شک اللہ کا فیصلہ ہے۔ اے نبی کی گھر والیو! تم سے ہر قسم کی پلیدی دور رکھے گا اور تمہیں پاک کر دے گا۔ جیسا کہ حق ہے پاک کر دینے کا۔﴾

کہہ ہی دوں؟ ہمارے بھائی، اہل بیت کا لفظ آل پر چسپاں کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ امہات المؤمنین کے متعلق ہے درود میں، ورنہ ''اللھم صل علی اھل بیت محمد'' پڑھتے؟ وہ سرداروں کی بیٹیاں تھیں۔ یہاں ارادی فاقہ مستی تھی؟ ان کی فرمائش حضور کو ناگوار گزرتی تھی۔ پھر خدا نے تطہیر کی کہ کھجور کا ایک دانہ بھی رکھا نہ جائے اور اگر آل پر لگاتے ہو تو ''رجـــــس'' (پلیدی) اور ''معصومیة'' متضاد ہیں؟ بہر حال لوگوں کے مراتب خیال میں نہیں رکھے گئے۔ غزوات اور جہاد کی شرکت نہیں دیکھی گئی۔ پھر وہی قرن اوّل کے مجدد اوّل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور مسیلمہ کھڑا ہو گیا۔ پھر نبوت بچانے کو حفاظ قربان کر دئے گئے۔ میں بزرگوں میں بیٹھتا ہوں اور سوچتا ہوں وہ بھی چپ بیٹھے ہیں۔ بزرگوں کی قبریں نہیں اکھیڑتا، مگر چوک ہو گئی ہے۔ فتویٰ اس مفتی کا صحیح ہے۔ ہزاروں سلام ہوں ان پر کمال تعلیم خود دیکھو کہ خود اقتداء کی، ایسی شخصیت پیدا کی؟ مولوی حبیب الرحمٰن کے خاندان ہی سے پوچھا جائے گا۔ ''باب لد'' ہی میں ختم ہو جاتا[1]۔

دیوار نبوت کا پشتہ

امرتسر میں ''بندے ماترم ہال'' میں چائے پی رہا تھا تو ایک مسلمان نے جوتا کھینچ مارا۔ افسوس خنجر نہ مارا۔ بہر حال نبوت کی دیوار کے پیچھے پشتہ باندھ دیا۔ حفاظ کے سروں کا اگر اس مجلس میں میں اپنے کو کہوں ''قائد اعظم'' تو مجھے روک ٹوک تو نہ ہو گی گھر پہنچوں گا؟

---

[1] حدیث میں وارد ہے کہ دجال ''باب لد'' کے مقام پر قتل ہو گا۔ ویقتل بباب لد۔ جسے آج کل ''لیڈیا'' کہا جا رہا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی جھوٹی نبوت کی تائید میں ''لدھیانہ شہر'' کو تحریف و تلبیس کر کے ''باب لد'' اور ''علماء لدھیانہ'' کو ''دجال'' اور ان کے مقابلہ میں اپنی فرضی فتح کو ان کا قتل قرار دیا۔ اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی کے خاندان اور علماء سے غلطی ہو گئی۔ وہ جب لدھیانے میں جا کر ٹھہرا ہوا تھا، اس کو وہیں ختم کر دیتے تو یہ دجال اپنے مقررہ باب لد پر فی النار ہو جاتا۔ (ابو معاویہ)

ملائکہ مقربین بیٹھے ہوں گے؟ وہ بے چارے ایک وکیل تھے اور بھی ہیں۔ ایک وقت ہی قوم کی انہوں نے وکالت کی۔ قوم نے خطاب دے دیا۔ پھر وہ آئین بن گیا۔ بھائی مجھ پر ہنستے ہو؟ مرزا بشیر امیر المؤمنین بنتے ہیں۔ قائد اعظم نہیں؟ اس کی ماں مرتی ہے جس کو سیدۃ النساء کہا گیا ہے۔ حالانکہ وہ ایک ہی تھی۔ ''فاطمہ'' نبوت کی بیٹی، بات سے بات چلتی ہے باوجود رحمت للعالمین ہونے کے وحشی کو دور رکھنے کا حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کو حکم دیا۔ دیکھئے مانعین زکوٰۃ کا مسئلہ سامنے آیا تو ترجیح دی گئی۔ مسیلمہ کا مسئلہ سامنے آ گیا تو وہ؟ یہی میں چاہتا ہوں میرا دماغ یہاں آ کر رک گیا ہے کہ پورا قرآن، اسلام، احادیث، ائمہ کی محنت، یہ سجادے، یہ تصوف، یہ بس صرف حضور ہی حضور ہیں بیچ میں اگر ختم نبوت پر بال آئے گا تو پوری عمارت نیچے آ گرے گی۔ خدا خدا نہیں رہے گا لوگ اور ہی بتائیں گے۔

توحید را کہ نقطۂ پرکار دین ماست دانی کہ نکتہ ز زبان محمد است

آج کل کچھ لوگ قرآن پر اس طرح قبضہ کرنا چاہتے ہیں جیسے ان کی اماں کے جہیز میں ملا ہے۔ وہ بھی انہی کے دین سے ہے۔ جہاں وہ توحید نہیں پہنچی جو امام الانبیاء نے بیان فرمائی۔ وہاں شرک ہے، اب تک ہے۔ آج تک کروڑوں انسان پتھر کی شرم گاہیں پوجتے ہیں۔

جہاں نظر نہیں پڑی وہاں ہے رات آج تک وہیں وہیں سحر ہوئی جہاں جہاں گزر گیا

بلاواسطہ کچھ نہیں ملے گا۔ کعبہ میں جو صحف ابراہیم و موسیٰ کی درسگاہ تھی۔ اس میں تین سو ساٹھ پتھر لا رکھے۔ پھر آمنہ بی بی کے ہاں لال آیا اور عبداللہ کا چاند طلوع ہوا تو ان کا گھر صاف ہوا۔ محور ہی ان کی ذات ہے۔ مجھے کچھ اور سوجھ نہیں سکتا۔

در پہ بیٹھے ہیں تیرے بے زنجیر ہائے کس طرح کی پابندی ہے؟

یہ عقیدہ کی بات ہے ان غریب الدیار علماء کو سننے کے لئے بندھے بیٹھے ہو۔ کیا یہاں زمین الاٹ ہو رہی ہے؟ میں کیا کروں۔ یہ الاٹ خدا جانے یہ قطب کی لاٹ ہے؟ اسی ہزار ایکڑ سندھ میں پانچ سو ایکڑ سندھ میں سون سکیسر، مظفر گڑھ، لائل پور میں بھی بشیر کے نام الاٹ ہو رہی ہے اور میں کہتا ہوں کہ یہ پاکستان بشیر کے نام انگریز الاٹ کرا کے رہے گا۔ تم مت سمجھو میری بات، جیسے پہلے نہیں سمجھے؟ مگر میں ہاتھ پر لکھا دیکھ رہا ہوں؟ فوج، ہوائی اڈے، نہریں سب الاٹ ہو رہے ہیں۔ مجھے اب یہ کہنے کا حق ہے کہ یہ سب اندر سے بیعت ہو چکے ہیں۔ (غلام کادیانی اور اس کے چیلوں کے تمام کفر وارتداد آمیز خبیث لٹریچر کا) پٹارے کا پٹارا (ناظم الدین سے لے کر

چھوٹے سے چھوٹے حاکم اور افسر تک کے) سامنے رکھ دیا۔ مگر ٹس سے مس نہیں ہوئے۔ مجھے بدگمانی کا حق ہے۔ اگر دس لاکھ قتل، ایک کروڑ کی ہجرت، ایک لاکھ عصمت، ایک پاکستان کی قیمت ادا کر کے اسے بشیر کے حوالہ کرنا ہے تو صدر محترم؟ حضرات علماء کرام؟ میں اس ملک کی حفاظت کے لئے تیار نہیں۔ میں کہتا ہوں کالو کٹانا۔ پنجاب کا گورنر بن جائے تو میں اس کا خادم، وہ مسلمان تو ہوگا؟ نیکی کا سیلاب بڑا زبردست ہے۔ آجائے تو سب کوڑا کرکٹ بہا دیتا ہے۔ میں کہتا ہوں فاسق وفاجر ہو، ایک داغ سفید، دامن پر نہ ہو۔ مگر حضور کا نام لیوا ہو۔ یہاں اس کا زور ہے وزارت پر۔ وہ زور سے لیتا ہے۔ اکبر نے دربار دہلی پر کہا تھا ؎

چرخ ہفت طباقی ان کا بخت اوج ملاقی ان کا
محفل ان کی ساقی ان کا آنکھیں میری باقی ان کا

میں بھی یہی کہتا ہوں کہ پاکستان الاٹ ہو رہا ہے اور اگر یہ (لیگی لیڈر اور حکمران) مرزائی نہیں تو پیچھے (انگریز کی طرف سے) شکنجہ کسا گیا ہے۔ وہ اپنے وفادار کو صلہ دے رہا ہے۔ ایں چنیں قوال را (ایک آواز بدھو ہیں عوام؟) جی! میں بھی آپ میں سے ہوں۔ کوئی دین نہیں بچے گا۔ اگر ختم نبوت پر آنچ آ گئی؟ میرے دماغ پر تو مسلط ہے تو مجھے قائل کر دو۔

احرار مرزائیوں کے پیچھے کیوں لگے ہیں؟

صدر محترم! کہتے ہیں لوگ؟ احراریوں ہی پیچھے لگ گئے ہیں۔ وہ مرزائی تو بڑے اچھے ہیں۔ آدم سے سید ولد آدم (ﷺ) تک ایک نبی کے بھی توحید کے بیان میں فرق نہیں۔ پیغمبر کے سوا جہاں خدا بنایا گیا اختلاف ہو گیا۔ پانی اور آگ کو بنایا گیا۔ وہ جل گیا، وہ بجھ گئی۔ میں کیا کروں مجھے اس پاک مجلس میں گندی بات کہنی پڑتی ہے۔ معاف فرمایئے۔ اس سرکاری نبی نے خدا کی جو صفت بیان کی ہے وہ ایک دس نمبر کے بدمعاش کا دھوکا ہے۔ تم استعارات لئے پھرتے ہو؟ فاطمہ کی ران پر اس کا سر استعارہ میں آ گیا۔ اگر کسی بڑے کی بیٹی کی ران پر سر رکھو تو دیکھو؟ یہ بدھو قوم کہتی ہے ابھی بھی یہ یوں ہی پیچھے لگ گئے ہیں۔ ہمیں باؤلے کتے نے کاٹا ہے؟ کیا میں کچھ کر ہی نہیں سکتا؟ میری اپنی جائیداد ہے پٹنہ میں۔ ہم پاگل اور بھک منگے نہیں ہیں۔ ہمارا ایک مدرسہ فکر ہے۔ ہم ۱۹۲۱ء سے ایک ہی رنگ میں سوچتے ہیں۔ میں نے صرف آپ کو متوجہ کرنے کے لئے یہ باتیں کیں۔ یہ تقریر نہیں، مجھے حیرت ہے آج پاکپتن، گولڑہ، تونسہ سب خاموش ہیں۔ حالانکہ ان

کی جوتیوں کا صدقہ سب پیران عظام، سمیت صدر محترم کے کھاتے ہیں۔ ان کے پلے کیا ہے؟ ان کی خاموشی ہماری موت ہے۔ وہ (مرزائی) کہتے ہیں یہی پاگل (احراری) ہیں۔ جو شور مچاتے ہیں۔ دیکھئے اور کوئی نہیں بولتا۔ آخر انہی سید صاحب کو کون سا سُرخاب کا پر لگا ہے؟ اور سید نہیں ہیں، جو کتے سؤر لڑا رہے ہیں۔

دشمن نے دامن محمد پر ہاتھ ڈال رکھا ہے

آنکھیں خمار مئے سے ہیں چڑھی ہوئی۔ تمہیں اس لئے بلایا گیا ہے کہ (دشمن) دامن محمد میں ہاتھ ڈالے بیٹھے ہیں۔ مجھے دیوانہ کہہ لو ہزار فرزانگیاں قربان کردوں اس دیوانگی پر۔

خوشا وہ دیوانگی کا عالم کہ ہوش دنیا کا ہو نہ دیں کا بس ایک سر ہو اور ایک سودا کسی کے گیسوئے عنبریں کا

ختم نبوت و اجراء نبوت کا فیصلہ نبی علیہ السلام سے کرالیں

۱۹۳۴ء سے میں ایک آیت پڑھتا ہوں۔

''فلا وربک لا یؤمنون حتّٰی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجًا مما قضیت ویسلموا تسلیمًا (نساء)'' ﴿مجھے آپ کے پروردگار کی (یعنی اپنی) قسم ہے یہ لوگ مومن نہیں ہوسکیں گے۔ یہاں تک کہ وہ آپ کو ہی منصف وفیصل نہ مان لیں۔ ہر اس جھگڑے میں جو ان کے آپس میں پیدا ہو پھر اپنے دل میں آپ کے فیصلہ سے کوئی تنگی محسوس نہ کریں۔ بلکہ سر بسر تسلیم کرلیں۔﴾

قسم ہے تیرے رب کی (دراصل یہ شہادتیں ہیں قسمیں نہیں) کہ تمہارا خدا گواہ ہے۔ اپنی قسم کھائی ہے جب تک تم کو منصف نہ بنائیں۔ ان کا ایمان قبول نہیں۔ کاہے میں؟ کوئی جھگڑا ہو جب تک نہ مانیں گے۔ ''لایؤمنون'' مؤمن نہیں ہوں گے۔

اور پھر یہی نہیں کہ صرف منصف بنائیں۔ میرا اور عبدالقادر کا کوئی جھگڑا ہو اور سید صاحب حکم ہوں۔ میرے حق میں فیصلہ ہو تو اچھا کہوں؟ نہیں! اعتماد کا کمال یہ ہے کہ خلاف فیصلہ ہو تو کہوں خدا آپ کو سلامت رکھے۔ یعنی اگر خلاف فیصلہ دیں تو دل میں نقصان کا کھٹکا نہ رہے اسے مانیں۔ جیسے ماننے کا حق ہے۔ آیئے مختصر کروں قوم کے ایک حصے میں اور ہم میں جھگڑا ہے اور بہت بڑا۔ اتنا بڑا کہ صدیق رضی اللہ عنہ کی تلوار نکل آئی۔ میں کہتا ہوں پوری قوم نمائندے چن لے اور مدینہ حاضری دے۔ درود وسلام پڑھو اور کہو کہ حضور ﷺ فیصلہ کیجئے۔ اگر فیصلہ نہ ہو تو جو تمہارا

جی چاہے سلوک کرو۔ ان شاء اللہ! فیصلہ ہوگا۔

ایک شیعہ نے ابوبکر و عمر کی سچائی کا فیصلہ قبول کرلیا

ابھی پچھلے برس ایک زمیندار مدینہ گئے۔ شیعہ تھے۔ مگر روضہ پر جاتے ہوئے کتراتا تھا۔ قاضی احسان احمد وہیں تھے۔ انہیں ناگوار ہوا اور کہا کہ تم نیت صاف کرو۔ درود پڑھو اور فیصلہ مانگو۔ قسم ہے خدا کی، وہ دوزانو بیٹھا جاگتا تھا کہ حضور ﷺ برآمد ہوئے۔ ایک طرف صدیق رضی اللہ عنہ اور دوسری طرف فاروق رضی اللہ عنہ۔ فرمایا: ''میرے جاں نثاروں کو برا کہتے ہو؟'' وہ چیخ اٹھا اور کہا میرا فیصلہ ہوگیا۔ بشیر سے کہو یہ بھی چلے۔ نبی، صادق و مصدوق اور مصدق انبیاء ہیں۔ وہ ہم میں موجود ہیں۔ یعنی ان کی لائی ہوئی کتاب۔

ختم نبوت کی ازلی تقریب حلف برداری

''واذ اخذ اللہ میثاق النّبیین لما اٰتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قال أأقررتم وأخذتم علٰی ذٰلکم اصری قالوا أأقررنا قال فاشھدوا وأنا معکم من الشاھدین من تولّٰی بعد ذالک فاؤلٰئک ھم الفاسقون (آل عمران) ﴾ اور جب لیا اللہ نے پکا وعدہ نبیوں سے کہ جو کچھ میں دوں تم کو کوئی کتاب اور علم پھر آئے تمہارے پاس کوئی رسول جو سچا بتانے والا ہو اس کتاب اور علم کو۔ جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور اس رسول کو مان لینا اور اس کی مدد کرنا۔ فرمایا اللہ نے کہ کیا تم نے میرا کہا مان لیا؟ اور اس شرط پر میرا عہد قبول کرلیا۔ وہ سب انبیاء بولے ہم نے تسلیم کرلیا۔ اللہ نے ارشاد فرمایا تو اب تم سب گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں شامل ہوں۔ پھر جو شخص اور گروہ وعدہ سے پھر جائے تو وہی لوگ ہیں پیروی سے نکل جانے والے نافرمان۔﴾

سب نبی تصدیق کرتے ہیں حضور ﷺ کی سب امتی ہیں بعد کے مسخروں کو پوچھتا کون ہے؟ مصدق انبیاء کے پاس چلو اس لئے کہ خاتم النّبیین کا مطلب کیا ہے؟ جھگڑا تو یہی ہے؟ ''ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیین ﴾ نہیں محمد مردوں میں سے کسی کے باپ۔ مگر اللہ کے رسول اور نبیوں پر مہر۔﴾ حضور سے سلیمان ندوی تک یہی عقیدہ ہے ہمارا اور ان شاء اللہ قیامت تک رہے گا۔ اب احتشام الحق اور ندوی میں سے کوئی ترجمہ کرے بلکہ خود حضور ﷺ کوئی ترجمہ کریں یہی ہوگا۔ جہاں حدیث میں حضور ﷺ

نے اس کا ترجمہ کیا ہے یہی ہے۔

لفظ ''لا'' کے بسیط معنی کی ہمہ گیری

''انا خاتم النّبیین لا نبی بعدی ''الٰی یوم القیٰمۃ میں نبیوں کی مہر ہوں۔ میرے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں ہوگا۔ ارض وسمٰوات میں کسی قسم کا کوئی ظلی، بروزی، نبی آ سکتا نہیں۔ ''لا'' کے یہی معنی منوا کے چھوڑوں گا۔ لانفی جنس کا ہے۔ دیکھو گیہوں ایک جنس ہے، آدمی ایک جنس، نبی ایک جنس، گناہ ایک جنس، جہاں یہ ''لا'' آ جائے فعل یا اسم پر نفی کرتا ہے کلی طور پر۔ جب پڑھتے ہو ''ذالک الکتاب لا ریب فیہ'' تو کیا ترجمہ ہوا ''لاریب فیہ'' کا کہ ظلی شبہ ہے؟ کسی زمانہ میں کسی جہت سے زیر، زبر، حرکات، سکنات میں اور ایک کہوں پڑھنے کی اداؤں میں۔ (ہم نے تو ان کی اداؤں کو بھی محفوظ کیا ہے) پڑھنے پڑھانے میں کوئی شک نہیں۔ ''ریب'' (شک) ایک جنس ہے نا؟

قرآن میں ظلی شک نہیں، نبیوں میں ظلی نبی نہیں

''لا الہ'' وہی خالق، مسجود، مقصود ہے۔ ''الّا'' نے خدا کا بچاؤ کیا۔ یہ نہ ہوتا تو خود بھی نہ ہوتے۔ سیدھے رشیا، سترہ سمندروں میں ابال آئے تو وہ اتنا طوفان نہیں اٹھاتے جتنا یہ ''لا'' یہ ''لا الـــہ'' معبود کی طرف آیا تو معبودان باطل کی نفی کی۔ کیا یہ نبیوں کو چھوڑ دے گا؟ انہیں یہی حکم سناؤ۔ ان (مرزائیوں) کا ترجمہ معتبر ہے یا ہمارا؟ میں یہ نہیں کہتا کہ مرزائی مان لیں گے۔ تمہیں ہتھیار دیتا ہوں۔ ''لا'' کی مار مارو انہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ (خدا کے سوا کوئی اور معبود نہیں) ہے تو کیا مطلب ہے ظلی ہے اور تشریعی نہیں غیر تشریعی ہے۔ ''ریـــب'' میں اگر کوئی شک نہیں بچا اور ''الہ'' میں اگر کوئی خدا نہیں بچا تو ''لا نبی بعدی'' میں کوئی جھوٹا نبی کیسے بچتا ہے؟ اور یہ ظلی بھی سمجھا دوں۔ شامیانے کے نیچے بیٹھے ہو آسمان پر کچھ نظر آتا ہے؟ (جواب نہیں) تو سارے ظلی ہو۔ کسی زمانے میں کسی قسم کا مجازی اور ظلی نبی نہیں ہوسکتا۔ ارے مجاز حقیقت کے بعد ہوتا ہے۔ یہاں حقیقت ہی کا انکار ہے۔ تجدید ایمان کرو۔ میری جان پر بنی ہوئی ہے۔ خواجہ غلام فرید کے ایک مرید نے کہا کہ حضور اور شاعر بھی کہتے ہیں شعر۔ مگر وہ سوز وگداز اور درد نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: ''ایک شکار کو دیکھ کر بھونکتا ہے اور ایک بھونک پر بھونکتا ہے۔'' شرح میری سنو ایک شکار دیکھتا ہے دوسرا گیہوں کے کھیت کے کنارے بیٹھا بھونکتا ہے۔ (بھارت کے ہندو اخبار) بندے ماترم

نے لکھا ہے کہ: ''چونکہ جماعت احمدیہ کا مرکز قادیان ہے۔ لہٰذا جتنے وفادار ہو سکتے ہیں اتنے دوسرے مسلمان نہیں ہو سکتے۔'' مجھے چین نہیں ہے رات دن آج اس لئے کہتا ہوں کہ یہاں دستار فضیلت باندھی گئی ہے۔ چھ حضرات کو کیا۔ مولوی فاضل کر کے ہائی سکول میں عربک ٹیچر بنو گے؟ جس کا علم پڑھا ہے اسی کے دین کی تبلیغ کرو۔ شیعہ حضرات سے کہتا ہوں تیرا سو سال سے نواسے کو رو رہے ہو۔ اب نانا پر ہاتھ پڑا ہے ایسا نہ ہو قیامت تک روتے رہو؟ آؤ تعاون کرو اس فتنے کے مٹانے میں۔ تعاون کرو۔ یہ مرزائی کہتے ہیں کہ ''احراری'' ہمارے بعد تمہیں لے لیں گے۔ آئندہ نسلیں تمہاری قبروں پر لعنت بھیجیں گی کہ اتنے کروڑ مسلمان موجود تھے اور یہ فتنہ مٹ نہ سکا۔ (اس کے بعد پورے جلسہ سے ہاتھ اٹھوا کر سب سے اقرار کرایا گیا کہ تیرا سو برس سے متفقہ مذہب ہے۔ مرزائیوں کے خلاف باہمی تعاون کریں گے)

مرزا بشیر کا بیان

میں پریس، سی۔آئی۔ڈی گورنمنٹ سب سے کہتا ہوں تمہیں سانپ سونگھ گیا ہے؟ کیا ابوجہل مارا نہیں گیا؟ یہ مسلمانوں کو چیلنج ہے کہ تمہارا حشر ابوجہل کا ہوگا اور جو بچیں گے ان پر فتویٰ کون سا عائد کیا جائے گا؟ ''الشہاب'' شیخ الاسلام کا؟ (یعنی قتل کا) یہ حکومت پڑھ رہی ہے سب کچھ۔ یہ کس جرم کی سزا ہے مسلمان کو؟ ''لا نبی بعدی'' ہمارا تیرا سو برس کا عقیدہ ہے۔ اس کو مجبوراً چھڑا دیا جائے گا۔ جیسے بھینسے کو نعل جوڑتے ہیں۔

ہم چیلنج کا جواب دینا جانتے ہیں

(مرزا بشیر نے کہا ہے کہ) حالات ایسے پیدا کریں گے۔ (کہ مسلمان ہمارا مذہب ماننے پر مجبور ہو جائیں) میں کہتا ہوں ہم خود حالات کے خالق ہیں۔ بلکہ حوالات بھی پیدا کرتے ہیں۔ ہم مجبوری سے مذہب نہیں چھوڑ سکتے۔ ملک عمر حیات ٹوانہ سے بڑا ٹوڈی سلطنت مغلیہ کے بعد کوئی آدمی ہندوستان میں ہوا ہے؟ اس کا بیٹا خضر حیات جو دھڑلے کا وزیر اعظم تھا اور (پاکستان کے بہت سے وزیروں کی طرح) چکلے اور سینما میں حصہ بھی نہیں رکھتا تھا۔ تم خلاف ہوئے وہ رہا؟ نہیں! تو اگر محمد کے بعد نبی منوانے کے لئے حالات پیدا کئے جا سکتے ہیں۔ تو نہ ماننے کے لئے بھی حالات پیدا کئے جا سکتے ہیں؟ بس تین نعرے ہیں۔ یہ ہمیں چیلنج دیتا ہے تو کیوں نہ میں بھی آخری عمر میں بازی لگا دوں۔

ہم مجبور نہیں ہوں گے بلکہ مرزا بشیر کو مفرور بنا دیں گے

(باقی جو کچھ تم نے خضر کی ماں کا بت بنا کر کیا خدا اسے تبھی معاف کرے گا اگر اس کی ماں معاف کر دے) بس تین نعرے ہیں۔ پاکستان پائندہ باد، اسلام زندہ باد، مرزائیت مردہ باد۔ مرزا بشیر الدین مردہ باد، ظفری وزارت مردہ باد۔ بس جھگڑا ختم وہ ہمیں مجبور کرنا چاہتا ہے کہ احمدیت کی آغوش میں ہم گریں۔ ہم مفرور کر دیں گے۔ بشیر جانے اور جواہر لال۔ اکٹھے سوئیں یا بیٹھیں۔ (مرزا بشیر نے اپنا ایک خواب شائع کرایا تھا کہ گاندھی آیا تو میں اس کے ساتھ ایک پلنگ پر اکٹھے لیٹ گئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان پھر مل جائیں گے اور ہندو و پاکستان پھر اکھنڈ اور ایک ہو جائے)

ختم نبوت شجر ایمان کی جڑ ہے

پھر کہہ دوں ایمان کے ذرہ کا کروڑواں حصہ بھی نہیں بچے گا۔ اگر ''لا نبی بعدی'' کا مفہوم سلامت نہیں۔ جڑ کو گھن لگے تو شاخ پتیاں سلامت نہیں رہتیں۔ عقیدہ کو درخت سمجھو۔ جب تک جڑ مضبوط نہ ہو درخت بار آور نہیں ہو سکتا۔ ہم خاتم النبیین کے معاملہ میں حضور علیہ السلام کو حکم بناتے ہیں۔ اگر وہ اس کے خلاف کہہ دیں تو میں مجرم۔ ہے کہیں کسی حدیث میں؟ یہ سارا قرآن محمد ہی کی زبان تو ہے۔ ہائے کمال دیانت دیکھو۔ اپنی زبان سے سناتے ہیں اور کہتے ہیں یہ میرا کلام نہیں ہے۔ میرے بچو! تم بھی یاد رکھو محمدؐ ''محمد رسول اللہ لا نبی بعدی'' خوب سمجھ لو تا کہ آئندہ نسلیں بھی میری گواہ رہیں۔

محبوب ختم نبوت کی حفاظت عقل کا نہیں عشق کا مسئلہ ہے

وہ ماں ہی مر گئی جو نبی جنے۔ مشاطہ ازل نے تیری زلفوں میں کنگھی ہی توڑ دی۔ اب یہ کنڈل تو باقی رہیں گے لیکن کسی کنگھی کی ضرورت نہیں رہے گی؟ آیئے ہمارے ساتھ تعاون کیجئے۔ پھر یہ عوام کی آواز ہو گی۔ حکومت کو سننا پڑے گا۔ ہم بھی حالات بدل کر دکھا دیں گے۔ دیوانے بن جاؤ۔ عقل کو جواب دے دو۔ یہ عقل کا نہیں عشق کا مسئلہ ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صحیح معنوں میں دیوانگان محمد تھے۔ بس ؎

خراباتیاں مئے پرستی کنید محمد بگوئید و مستی کنید

واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین

مفتی محمد نعیم لدھیانوی خطیب لائل پور کا

جمعہ کے اجتماع جامع مسجد جناح کالونی میں

خطاب

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانوی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مرزا غلام احمد قادیانی کا خاندان ایک نام نہاد مسلمان خاندان کہلانے کے باوجود اپنی ساری تاریخ میں آزادی کی ہر تحریک کا ازلی ابدی ہمیشہ سے دشمن چلا آتا ہے۔ چنانچہ ۱۸۵۷ء سے پہلے حضرت سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور سید اسماعیل دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے سرحد افغانستان سے پنجاب میں مسلمانوں پر سکھوں کے مظالم کا خاتمہ کر کے ہندوستان کو انگریز کی غلامی سے آزاد کرانے کے لئے جہاد کا اعلان کیا تو مرزا غلام احمد قادیانی کے خاندان نے سکھوں سے مل کر سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی جماعت کا مقابلہ کیا اور سرحد کے دیگر غداروں سے مل کر مجاہدین کی جماعت کا خاتمہ کر دیا اور حضرت سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت اسماعیل دہلوی رحمۃ اللہ علیہ دونوں شہید کروائے گئے اور مجاہدین کا مفتوحہ علاقہ پھر سکھوں کے حوالے کر دیا۔ جس کا تذکرہ ''چیف فیملیز ان دی پنجاب'' میں موجود ہے۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی اور خاندان مرزا کی خدمات

اس کے بعد جب اقوام ہند نے متحد ہو کر ہندوستان کو انگریز کی غلامی سے آزاد کرانے کے لئے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی لڑی اور ایک اسلامی حکومت کی حمایت پر میدان میں اتر آئے تو سکھوں کی طرح مرزا غلام احمد قادیانی کے خاندان نے بھی انگریز ظالم کی ہر قسم کی امداد کی۔ جیسا کہ مرزا قادیانی خود فرماتے ہیں:

''اور میرے والد مرزا غلام مرتضیٰ صاحب دربار گورنری میں کرسی نشین بھی تھے اور سرکار انگریزی کے ایسے خیر خواہ اور دل کے بہادر تھے کہ مفسدہ ۱۸۵۷ء میں پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر اور پچاس جوان جنگ جو بہم پہنچا کر اپنی حیثیت سے زیادہ اس گورنمنٹ عالیہ کو مدد دی تھی۔'' (تحفہ قیصریہ ص ۱۸، خزائن ج ۱۲ ص ۲۷۰)

اور دوسری جگہ مرزا قادیانی تحریر فرماتے ہیں: ''پھر جب گورنمنٹ انگریزی کا اس ملک پر دخل ہو گیا۔ پھر وہ (یعنی مرزا غلام مرتضیٰ والد مرزا غلام احمد) اس نعمت یعنی انگریزی حکومت کی قائمی سے ایسے خوش ہوئے کہ گویا ان کو ایک جواہرات کا خزانہ مل گیا اور وہ سرکار انگریزی کے بڑے خیر خواہ جان نثار تھے۔ اس وجہ سے انہوں نے ایام غدر ۱۸۵۷ء میں پچاس گھوڑے مع

سواران بہم پہنچا کر سرکار انگریزی کو بطور امداد دیئے تھے اور وہ بعد اس کے بھی ہمیشہ اس بات کے لئے مستعد رہے کہ اگر پھر بھی کسی وقت ان کی مدد کی ضرورت ہو۔ تو بدل و جان اس گورنمنٹ کو مدد دیں اور اگر ۱۸۵۷ء کے غدر کا کچھ اور بھی طول ہوتا تو وہ سو سوار تک اور بھی مدد دینے کو تیار تھے۔ غرض اسی طرح ان کی زندگی گزری۔ (ستارہ قیصرہ ص ۳، خزائن ج ۱۵ ص ۱۱۳)

پدر نتواند پسر تمام کند

مرزا قادیانی کا فتویٰ اور جہاد حرام

اب جب مرزا قادیانی کا زمانہ شباب آیا تو آپ نے بھی اپنے آباؤ اجداد کے نقش قدم پر چل کر جو انگریز کی ایک کافر حکومت کی خدمت انجام دی وہ یہ ہے۔ مرزا قادیانی فرماتے ہیں:

''اور مجھ سے سرکار انگریزی کی جو خدمت ہوئی وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب کتابیں اور رسائل اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک اور نیز دوسرے بلاد اسلامیہ میں اس مضمون کے شائع کئے کہ گورنمنٹ انگریزی مسلمانوں کی محسن ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ اس گورنمنٹ کی سچی اطاعت کرے اور دل سے اس دولت کا شکر گزار اور دعا گو رہے۔ یہ کتابیں میں نے مختلف زبانوں یعنی اردو، فارسی، عربی میں تالیف کر کے اسلام کے تمام ملکوں میں پھیلا دیں۔ یہاں تک کہ اسلام کے دو مقدس شہروں مکہ اور مدینہ میں بھی بخوبی شائع کر دیں اور روم کے پایہ تخت (ترکی حکومت) قسطنطنیہ اور بلاد شام، مصر، کابل اور افغانستان کے متفرق شہروں میں جہاں تک ممکن تھا اشاعت کر دی گئی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے وہ غلط خیالات چھوڑ دیئے جو نافہم ملاؤں کی تعلیم سے ان کے دلوں میں تھے۔ یہ ایک ایسی خدمت مجھ سے ظہور میں آئی کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ برٹش انڈیا تمام مسلمانوں میں سے اس کی نظیر کوئی مسلمان دکھلا نہیں سکا۔'' (ستارہ قیصریہ ص ۳، ۴، خزائن ج ۱۵ ص ۱۱۴)

مندرجہ بالا تحریروں سے واضح ہے کہ مرزا قادیانی اور ان کا خاندان ملک وملت کی آزادی کی ہر تحریک کا مخالف رہا ہے اور غلامی کی زنجیروں کو مضبوط کرنے کے لئے مسلمانوں کے مقابلہ میں کبھی سکھوں کے ساتھ مل کر نہ صرف ہندوستان بلکہ جہاد کی حرمت کا فتویٰ دے کر ساری دنیائے اسلام کو برباد کرنے میں دشمنان اسلام کی خدمت انجام دیتا رہا ہے۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی اور مرزا قادیانی کی خاندانی خدمات

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں ہندی قومیں متحد ہو کر انگریز کے مقابلہ میں صف آراء ہوئی تھیں۔ جن میں ہزاروں علماء کرام اور صوفیائے عظام شہید ہوئے۔ سینکڑوں تختہ دار پر لٹکا دیئے گئے اور بیسیوں کو عمر قید بعبور دریا شور کی سزا دی گئی۔ جن میں مفتی عنایت احمد رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ جیسے جلیل القدر علمائے کرام شریک تھے۔ میرے والد مرحوم اور دادا مرحوم گمنامی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہو گئے اور اسی حالت میں دادا مرحوم نے رحلت فرمائی اور والد مرحوم اور تایا مرحوم مولانا حبیب الرحمٰن کے دادا گرفتار کر لئے گئے۔ ان کی جائیدادیں ضبط کر کے نیلام کر دی گئیں اور مسجدیں مسمار کر کے ملک کے غداروں کو بطور انعام دی گئیں۔ لاکھوں مذہبی کتابیں اور کتب خانے جلا دیئے گئے۔ ان تمام خدمات کے انجام دینے میں مرزا غلام احمد قادیانی کا خاندان ایک کافر اور ظالم انگریز حکومت کے ساتھ برابر کا شریک رہا۔

اقوام ہند میں نفاق وافتراق ڈالنے کی پہلی خدمت مرزا قادیانی نے انجام دی

اہل ملک کی شکست کے بعد سب سے پہلی سازش حکمران قوم انگریز کی یہ تھی کہ اقوام ہند کے اتفاق واتحاد کو ختم کیا جائے اور اقوام ہند میں ایسا نفاق اور اختلاف ڈالا جائے کہ پھر کبھی بھی مل بیٹھنے کا نام نہ لیں۔ چنانچہ مسلمانوں میں اس خدمت کو مرزا غلام احمد قادیانی نے آریہ سماج کے خلاف گندہ مواد جمع کر کے شائع کیا اور ہندوؤں میں سوامی دیانند نے مسلمانوں کے خلاف ستیارتھ پرکاش میں جو دراصل سناتن دھرمی ہندوؤں کے خلاف لکھی تھی۔ مسلمانوں کے خلاف چودھویں باب کا اضافہ کیا۔ جس سے آریہ سماج اور مسلمانوں کے مناظرے شروع ہو گئے۔ جب اس میں کامیابی ہو گئی تو مرزا قادیانی نے آریہ سماج کے علاوہ پادریوں کو مخاطب کرنا شروع کر دیا تاکہ مبلغ اسلام اور مناظر اسلام بن کر مسلمانوں میں ایک مقام حاصل کر لیں۔ جب اس خدمت سے فارغ ہوئے تو مسلمانوں میں ایسے مسائل بیان کرنے شروع کر دیئے۔ جس سے مسلمان ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں اور ان کی یکجہتی جو انگریز کی مخالفت میں تھی اور آزادی کا جذبہ جو انگریز کے خلاف تھا اسے ختم کر دیا جائے۔

مرزا قادیانی کی اس خدمت اسلام کا نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ اقوام ہند میں انگریز کی مخالفت اور آزادی ملک کا جو جذبہ تھا اس کا رخ آپس میں جنگ وجدال اور مخالفت ومخاصمت کی طرف پلٹ گیا۔ مسلمان ہندو سے، ہندو مسلمان سے اور مسلمان مسلمان سے اور ہندو ہندو سے دست وگریبان ہونے پر اتر آیا اور آزادی ہند کا جذبہ جو متحدہ محاذ سے قائم ہوا تھا ختم کر دیا گیا اور حکمران جماعت انگریز اپنے مذموم مقاصد میں کامیاب ہو گیا اور عرصہ دراز تک غلامی کی زنجیریں مضبوط سے مضبوط تر ہوتی گئیں۔

اس کے بعد مرزا قادیانی نے مسلمانوں کو انگریزی حکومت کی دلی اطاعت اور وفاداری کا سبق دینا شروع کر دیا اور مسئلہ جہاد جس کے متعلق خاتم الانبیاء ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا۔ ''الجهاد ماضٍ الٰی یوم القیامة'' کہ جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔ اسے حرام قرار دے دیا اور اس کی حرمت کی اشاعت میں پچاس ہزار کے قریب کتابیں اور رسائل وغیرہ لکھ کر دنیا میں شائع کر دیئے۔ جیسا کہ مذکورہ بالا حوالہ سے واضح ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے خلیفہ ثانی مرزا بشیر الدین محمود نے ایک قدم اور آگے بڑھا کر یہ فرمایا کہ: ''حکومت برطانیہ کی اطاعت ہمارا جزو ایمان ہے۔'' (انوار العلوم ج ۲ ص ۱۵۲)

اسلام میں اسلام ہی کے نام پر کافرانہ اعتقاد وعمل کی اشاعت

خاتم الانبیاء ﷺ کے بعد کسی ایک مسئلہ کا انکار وہ مسئلہ جہاد ہو یا مسئلہ ختم نبوت کسی ایک کا انکار صریح کفر ہے۔ اسلام میں اسلام ہی کے نام پر اس قسم کے کافرانہ اور ملحدانہ اعتقاد وعمل اور ان کی تبلیغ واشاعت جو کہ آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیہ کے مطالب ومقاصد اور معانی اور ان کی تحریف پر قائم ہیں اور اس کافرانہ اعتقاد وعمل سے انکار کرنے والے کو کافر دائرہ اسلام سے خارج، نجات سے محروم، جہنم کا مستحق قرار دیا گیا۔ اس قسم کا اعتقاد وعمل اور خیال ایک غیر اسلامی حکومت میں تو قیام اور دوام حاصل کر سکتا ہے جو کہ اسلامی تعلیم کے سراسر منافی ہے۔ اس کے محاسن اسلام ہونے پر تمام امت کا اجماع ہو چکا ہے۔ دنیائے اسلام میں اہل علم کا کوئی فرد بھی خواہ اس کا کسی فرقہ سے تعلق ہو۔ نہ اس کا قائل نہ مؤید اور نہ کسی درجہ میں بھی اس قسم کے خیالات کو حق بجانب قرار دینے والا موجود ہے۔ بلکہ سب نے متفقہ طور پر اس قسم

کے خیالات اور اعتقادات کو ملحدانہ اور کافرانہ قرار دیا ہے اور کسی بھی اسلامی حکومت میں اس قسم کے اعتقاد و عمل کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

اسلامی حکومتوں کا طرز عمل

یہی وجہ ہے کہ کسی بھی اسلامی حکومت میں جب کبھی کوئی اس قسم کا آدمی پیدا ہوا۔ اسے حکومت کے فیصلہ کے مطابق قتل کر دیا گیا۔ جیسا کہ مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی وغیرہ کے قتل سے ظاہر ہے۔ یہی وجہ تھی کہ مرزا غلام احمد نے کسی بھی اسلامی حکومت میں جانے کی جرأت نہیں کی۔ ورنہ اس فتنہ کا خاتمہ ہو گیا ہوتا۔ جس کا مرزا قادیانی کو خود بھی اعتراف ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں: ''پھر دوسرا شکریہ ہے کہ وہ خدا جو کبھی اپنے وجود کو بے دلیل نہیں چھوڑتا۔ وہ جیسا کہ تمام نبیوں پر ظاہر ہوا اور ابتداء سے زمین کو تاریکی میں پا کر روشن کرتا آیا ہے۔ اس نے اس زمانہ کو بھی اپنے فیض سے محروم نہیں رکھا۔ بلکہ جب دنیا کو آسمانی روشنی سے دور پایا۔ تب اس نے چاہا کہ زمین کی سطح کو ایک نئی معرفت سے منور کرے اور نئے نشان دکھائے اور زمین کو روشن کرے۔''

(تحفہ قیصریہ ص ۳۱، خزائن ج ۱۲ ص ۲۸۳)

سو اس نے مجھے بھیجا

''اور میں اس کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایک ایسی گورنمنٹ کے زیر سایہ رحمت کے نیچے جگہ دی۔ جس کے زیر سایہ میں بڑی آزادی سے اپنا کام نصیحت اور وعظ کا ادا کر رہا ہوں۔ اگر اس محسن گورنمنٹ کا ہر ایک پر رعایا میں شکر واجب ہے۔ مگر میں خیال کرتا ہوں کہ مجھ پر سب سے زیادہ واجب ہے۔ کیونکہ یہ میرے اعلیٰ مقاصد جو جناب قیصرہ ہند کی حکومت کے سایہ کے نیچے انجام پذیر ہو رہے ہیں۔ ہرگز ممکن نہ تھا کہ وہ کسی اور گورنمنٹ کے زیر سایہ انجام پذیر ہو سکتے۔ اگر چہ وہ کوئی اسلامی گورنمنٹ ہی ہوتی۔'' (تحفہ قیصرہ ص ۳۱، ۳۲، خزائن ج ۱۲ ص ۲۸۳، ۲۸۴)

مذکورہ بالا مرزا قادیانی کی تحریر سے واضح ہے کہ جس طرح خدا تمام نبیوں پر ظاہر ہوا اسی طرح اس نے مجھے بھیجا ہے۔ یعنی میں بھی ایسا ہی نبی ہوں۔ جیسا کہ وہ تھے اور یہ بھی واضح کر دیا کہ میرا یہ مشن کسی اسلامی حکومت میں کامیاب نہیں ہو سکتا تھا۔

ایک اسلامی حکومت پاکستان کا قیام اور اس کا فرض

اب چونکہ یہ ملک پاکستان جس کی آزادی کی بنیاد سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ اور اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا عبدالقادر مرحوم جو کہ میرے دادا تھے اور سید صاحب کی خفیہ چھاؤنی لدھیانہ کے انچارج تھے جیسا کہ میدان جہاد کے قلمی خطوط سے واضح ہے اور دیگر مجاہدین اسلام نے ۱۸۵۷ء سے پہلے اپنی قربانیوں پر رکھی تھی اور ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں علماء کرام اور مسلمانان ہند نے اسے پروان چڑھایا تھا اور علمائے کرام اور مسلمانان ہند نے لگاتار اپنی جدوجہد آزادی کو جاری رکھا اور اس ملک کو انگریز کی غلامی سے آزاد کرانے میں کامیاب ہوگئے۔ تو اب انہیں علماء کرام اور مجاہدین اسلام کے نقش قدم پر چل کر قائداعظم نے اس کی بنیاد ''لا الـــــہ الا اللہ'' یعنی خدا کی وحدانیت پر رکھی اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرز زندگی کو اس کا دستور العمل قرار دیا اور اس کا بنیادی قانون کتاب وسنت تسلیم کیا گیا۔ جس کا نفاذ زود یا بدیر ایک لازمی امر ہے جو کہ مسلمان قوم کا دائمی ضابطہ حیات ہے اور اس کے کسی بھی جزو سے انکار اس سے کھلی بغاوت ہے۔ اس لئے مرزا قادیانی اور ان کی ہر دو جماعتیں جو مرزا قادیانی کے مسئلہ جہاد اور ختم نبوت سے انکار اور مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت پر ایمان اور اعتقاد وعمل رکھتی ہیں۔ ان کی اسلام کے چودہ سو برس کے ضابطہ حیات میں کوئی گنجائش نہیں ہے اور نہ ہی ان خیالات کی تبلیغ واشاعت کے لئے اسلام کے نام پر کوئی جماعت بنائی جاسکتی ہے اور نہ اب کوئی بنی ہوئی جماعت قائم رہ سکتی ہے۔ جیسا کہ تمام اسلامی حکومتوں کا ہمیشہ سے یہی طرز عمل رہا ہے۔ اگر کسی شخص یا جماعت نے ایسا کرنے کی کوشش کی تو اس اسلامی حکومت نے شریعت اسلام کے مطابق اس کا خاتمہ کردیا۔ جیسا کہ مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی وغیرہ کے قتل سے ظاہر ہے۔ موجودہ دور کی اسلامی حکومتوں میں حکومت افغانستان نے دو مرزائیوں کو سنگسار کر کے ان کا خاتمہ کردیا۔ اس کے بعد نہ تو کسی مرزائی نے افغانستان کا رخ کیا اور نہ ہی وہاں اب تک تقریباً چالیس سال کے عرصہ میں کوئی نیا مرزائی پیدا ہوا۔ حکومت افغانستان کے اس اسلامی خدمت انجام دینے پر امیر موصوف کو میں نے بھی مبارک باد کا ایک تار روانہ کیا تھا۔ اس کے علاوہ ملک شام اور ملک مصر کی اسلامی حکومتوں نے مرزائیوں کی جماعتوں کو خلاف قانون قرار دے کر ان کا تمام لٹریچر اور اثاثہ اور جائیدادیں بحق سرکار ضبط کرلیں اور ان کا خاتمہ کردیا۔

عرب ممالک کے خلاف اسرائیل کی یہودی حکومت میں مرزائیوں کی سازش

لیکن ان مرزائیوں نے اسلامی عربی ممالک خصوصاً مصر اور شام کی مخالفت میں اسرائیل کی یہودی حکومت کی سرپرستی میں جسے پاکستان نے اب تک تسلیم نہیں کیا۔ اپنا مستقل ادارہ قائم کر کے اپنا تبلیغی مشن اور سکول بھی جاری کیا جواب تک قائم ہے اور اسرائیل کی یہودی حکومت کی حمایت میں عربی ممالک بالخصوص مصر و شام کے خلاف سازشوں میں مصروف رہتے ہیں۔ ورنہ ان کا وہاں قیام ناممکن ہے جس کے متعلق قومی اسمبلی میں ایک سوال کے جواب میں وزیر خارجہ کے انکار پر بذریعہ تار اس کا حوالہ پیش کر دیا گیا ہے جو کہ کتاب ''آور فارن مشن'' میں درج ہے جو کہ حکومت کی بدنامی کا باعث ہو رہے ہیں اور اسلامی نظریوں کی مخالفت میں مصروف ہیں جس کا انسداد ضروری ہے۔ اس طرح امیر نجد و حجاز نے اپنے قلمرو میں ان کا داخلہ ممنوع قرار دیا ہوا ہے۔ کسی سیاسی غرض کے ماتحت کسی ایک مرزائی کا داخلہ خواہ وہ حج کے اوقات ہی میں کیوں نہ ہو۔ وہاں ان کی جماعت کے قیام یا ان کے اسلام کا جواز پیدا نہیں کرتا۔ جس کے خلاف احتجاج ہو چکا ہے۔ چونکہ پاکستان اسلام کی فرمانروائی کے لئے قائم ہوا ہے جو چودہ سو سال سے امت کا متفقہ مذہب اسلام ہے جس میں مسئلہ جہاد اور مسئلہ ختم نبوت کے انکار اور کسی نئے مدعی کے دعویٰ نبوت کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ جسے مرزا غلام احمد اور اس کی ہر دو جماعتیں تسلیم کرنے سے انکار اور کسی نئے مدعی کے دعویٰ نبوت کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ جسے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی ہر دو جماعتیں تسلیم کرنے سے انکار اور اس سے بغاوت کرتی ہیں۔ جیسا کہ اس کا عملی ثبوت سر ظفر اللہ نے قائداعظم مرحوم اور لیاقت علی خان مرحوم بانیان پاکستان کی نماز جنازہ میں شریک نہ ہونے سے ظاہر ہے۔ جس سے دنیا کے ستر کروڑ مسلمانوں کی توہین اور تکفیر ظاہر ہوتی ہے۔ جس پر کسی قسم کا نوٹس نہ لینے کی تمام تر ذمہ داری حکومت پاکستان پر عائد ہوتی ہے جس کی وہ جواب دہ ہے۔

ان حالات میں ہم فیلڈ مارشل محمد ایوب خان سے جو اس وقت حکومت کے سربراہ اور صدر ہیں اور حکومت کے تمام اختیارات ان کی ذات میں مرکوز ہیں اور حکومت بھی خالص ایک اسلامی حکومت ہے۔ ان سے یہ مطالبہ کرنے میں نہ صرف حق بجانب بلکہ ان کا اور اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ مرزائیوں کی ہر جماعت کو جو کہ اپنے عقیدہ کے مطابق دنیا کے ستر کروڑ مسلمانوں کو کافر دائرہ

اسلام سے خارج قرار دیتی ہے۔ جیسا کہ مسئلہ جہاد اور ختم نبوت سے انکار اور مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت سے ظاہر ہے۔ جس کا عملی ثبوت سر ظفر اللہ اور دیگر مرزائیوں کے طرز عمل سے ظاہر ہے جو کسی غیر مرزائی کے بچہ تک کا جنازہ پڑھنا بھی ناجائز قرار دیتے ہیں، سے ظاہر ہے۔

خلاف قانون قرار دے کر ان کا تمام لٹریچر ضبط فرما کر اپنا اسلامی، ملکی اور منصبی فرض ادا کریں۔ ورنہ اسلامی ضابطہ حیات کی حفاظت میں جو ملک کا واحد بنیادی ضابطہ ہے۔ اس کی حفاظت میں وہ ناکام ثابت ہوں گے۔ یہ ایک مطالبہ ہے جس پر صدیوں سے علماء عرب وعجم متفق چلے آتے ہیں۔ کسی بھی اسلامی حکومت میں جب کوئی اس قسم کا مدعی پیدا ہوا اس اسلامی حکومت نے اسے موت کی سزا دی جس پر تاریخ اسلام شاہد اور ناطق ہے۔ دراصل مرزائیوں کی یہ جماعت ایک مذہب نما سیاسی جماعت ہے جو حکومت برطانیہ کے زیر سایہ پروان چڑھی ہے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی کے خود مذکورہ بالا اپنے بیان سے ظاہر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حکومت برطانیہ کی اطاعت ان کا جزو ایمان ہے۔ جیسا تحفۃ الملوک میں ہے۔

اب برطانیہ اور اسرائیل حکومت کی وساطت اور سر ظفر اللہ کی سعی نامسعود کی وجہ سے امریکہ سے بھی اس کے تعلقات قائم ہوگئے ہیں جو کہ زمین کی ملکیت پر اشتراکیت کے خلاف کتابیں لکھ کر امریکہ سے ہر قسم کی امداد حاصل کرنے کا راستہ ہموار کر رہے ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ امریکہ کے خفیہ سراغ رسانی کے محکمہ سے بھی ان کا قریبی تعلق ہو۔ اگر پاکستان کی اسلامی حکومت نے اس جماعت کو خلاف قانون قرار دینے میں اپنا فرض ادا نہ کیا تو وہ اسلام کے تقاضوں کو پورا کرنے سے قاصر ثابت ہوگی۔ جس کی وہ جواب دہ ہے۔

تمام اسلامی اداروں سے اس مطالبہ کی تائید کی پرزور درخواست

آج ہم تمام اسلامی فرقوں اور ان کی جماعتوں سے پرزور درخواست کرتے ہیں کہ وہ مرزائیوں کو خلاف قانون قرار دینے کے مطالبہ کی پرزور تائید فرما کر اپنا اسلامی فرض ادا کریں تاکہ مسلمان ہمیشہ کے لئے اس فتنہ عظیمہ سے محفوظ ہو جائیں۔ اس بیان سے ہمارا مقصد صرف اصل واقعات کو خداوندان حکومت پر واضح کرنا اور انہیں اپنے فرض کی ادائیگی کی طرف متوجہ کرنا ہے جو کہ ایک اسلامی حکومت کے فرائض میں سے ایک اہم فرض کی ادائیگی ہے۔ کسی کی مخالفت یا دل

شکنی قطعاً مقصود نہیں ہے اور یہ امر واضح کرنا ہے کہ جو جماعت دنیا کے ستر کروڑ مسلمانوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتی ہے۔ مسلمانان پاکستان اور ان کی اسلامی حکومت کو ان سے قطعاً اتفاق نہیں ہے۔ بلکہ پاکستانی عوام ایسی جماعت کو خلاف قانون قرار دینے کا مطالبہ کر رہے ہیں اور عرب وعجم کے علمائے کرام کے متفقہ فیصلہ کے مطابق انہیں مسلمان اور ایک اسلامی حکومت کے وفادار قرار دینے سے مجبور اور معذور ہیں۔ ورنہ وہ خود غیر مرزائی ہونے کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج قرار پاتے ہیں۔ پھر وہ ایک اسلامی حکومت کے سربراہ ہونے کے مستحق کیسے قرار پائے جاسکتے ہیں۔

سٹوڈینٹس اسلامک سالڈیریٹی آرگنائزیشن پاکستان بھی مندرجہ بالا تجویز سے اتفاق کرتے ہوئے مطالبہ کرتی ہے کہ مرزائیوں کو فوراً خلاف قانون قرار دیا جائے۔

سٹوڈینٹس اسلامک کی طرف سے استفسار

موجودہ خلیفہ صاحب جماعت احمدیہ ربوہ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ کے نام مندرجہ ذیل استفسار بذریعہ رجسٹری روانہ کیا گیا۔ جس کی رسید وصولی بھی ہمارے پاس موجود ہے۔ جسے عرصہ ہوا۔ لیکن خلیفہ صاحب نے اب تک جواب کی تکلیف گوارا نہیں فرمائی اور یہی استفسار بذریعہ رجسٹری لاہوری جماعت کے امیر کے نام بھی روانہ کیا گیا ہے۔ جواب سے وہ بھی خاموش ہیں جو کہ خاموشی معنی وارد کہ در گفتی نمی آید کا مصداق دونوں امیر ثابت ہو چکے ہیں۔

استفسار

بخدمت جناب امیر جماعت احمدیہ ربوہ/ لاہور

بعد ماوجب ہم یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ قادیانی اور لاہوری دونوں جماعتیں وفات مسیح کی قائل ہیں اور دونوں مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح موعود تسلیم کرتی ہیں۔ پھر ان دونوں میں مابہ الاختلاف کیا امر ہے۔ کیا مرزا قادیانی کی کوئی ایسی تحریر ہے جس کے معنی متعین کرنے میں اختلاف ہے یا اس کے علاوہ کوئی اور امر ہے تو اس کی وضاحت مع حوالہ، مطبع، صفحہ کے کریں۔

محمد سلیم اختر

گستاخ رسول کی متفقہ

سزائے موت

جناب سید محمد ارشد بخاری ایڈووکیٹ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ

۱..... یہ ایک حقیقت ہے کہ امت مسلمہ کو رسول عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ جتنی محبت اور دلی وابستگی ہے۔ اس کی مثال پیش کرنا ناممکن ہے۔ خدا جانے اس میں کیا راز ہے کہ جہاں حضور نبی اکرم ﷺ کی عزت وناموس کی بات آتی ہے۔ وہیں مسلمان ہر چیز سے بے نیاز ہوکر سر دھڑ کی بازی لگا دیتا ہے۔ وہی مسلمان جو اعمال کے اعتبار سے ادھورا اور بے عمل ہے بسا اوقات یہ بھی سننے اور دیکھنے میں آیا کہ یہی گنہگار، بے عمل مسلمان اپنے آقا کی عزت وناموس کی حفاظت میں عبادت گزاروں، پرہیزگاروں، شب بیداروں سے بھی آگے نکل جاتا ہے۔

۲..... شاید امت کو اپنے محبوب رسول اکرم ﷺ کے ساتھ اس نوعیت کی وابستگی اور بے اختیار قلبی لگاؤ اس لئے ہے کہ محبوب امت کو بھی اپنی امت مرحومہ کے ساتھ لگاؤ اس سے کہیں زیادہ تھا۔ عام طور پر کسی کے ساتھ محبت اسی وقت ہوتی ہے جب اسے دیکھا جاتا ہے۔ اولاد جیسی محبوب چیز کی تمنا تو پہلے سے ہوتی ہے۔ مگر محبت دل میں تب ہی ہوتی ہے۔ جب اولاد کو آدمی دیکھ لیتا ہے مگر قربان جایئے اس ذلت اقدس پر کہ قیامت تک آنے والے افراد امت کو بخشوانے کے لئے اتنے بے قرار اور بے آرام ہیں کہ راتوں کو دیکھو، دن میں دیکھو سربسجود ہیں اور اپنی امت مرحومہ کے لئے رو رہے ہیں۔ گھر میں ہوں، سفر میں ہوں، میدان عرفات میں ہوں یا مزدلفہ میں ہوں۔ ایک دھن ہے بلکہ میدان حشر میں بھی وہی دھن ہے یارب امتی یارب امتی۔ آپ کی ذات اقدس کے ساتھ امت کا یہ والہانہ لگاؤ دراصل آپ ﷺ کے اس مشفقانہ تعلق اور بے لوث محبت ہی کا نتیجہ ہے۔ اس پر پوری امت جتنا فخر کرے، جتنا خوش ہو کم ہے۔

۳..... مگر اس ملک میں سو سالہ فتنہ قادیانیت کی مسلسل نحوست اپنا منحوس قدم آگے بڑھاتا رہا۔ مختلف عنوانات اور مختلف رنگ وروپ میں مسلمانوں کو اس اعزاز وافتخار سے بے بہرہ کرنے کی بھرپور کوششیں کی گئیں۔ تاہم الحمدللہ! پہاڑوں کو ہلا دینے والی یہ کوششیں کامیاب نہ ہوسکیں اور نہ ہوسکیں گی۔ ان شاء اللہ! کیا ہوا کہ بدنام زمانہ عاصمہ جہانگیر یا نام نہاد پروفیسر سلیمان اظہر یا ان جیسے کچھ اور شرپسند گستاخان رسول پیدا کئے گئے اور ایک سوچی سمجھی اسکیم کے تحت قادیانیوں نے مسلمانوں کی غیرت ایمان کو چیلنج کیا۔ قادیانی اگر غازی علم الدین، غازی عبدالرشید اور ان جیسے بے شمار مجاہدین کو نہ بھلاتے تو اتنی ناپاک جسارت نہ کرتے۔

۴..... نہایت افسوس اور دلی رنج وقلق کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ شیاطین قادیان نے ایک

شیطانی چال میں ضرور کسی قدر کامیابی حاصل کرلی ہے۔ وہ ہے باہمی اختلاف وانتشار۔ جب کہ رب العزت نے اپنے کلام میں اہل ایمان کو اس سے سختی کے ساتھ منع کرتے ہوئے فرمایا کہ: ''ولا تنازعوا فتفشلوا وتذهب ريحكم واصبروا '' (باہمی نزاع وجھگڑا نہ کرو، ورنہ تم ڈھیلے پڑ جاؤ گے اور تمہاری ہوا کھڑ جائے گی اور صبر کرو) پھر انسان بہر حال خطا کار ہے۔ اس شیطانی وار کا مسلمان کچھ نہ کچھ نشانہ بنتا رہتا ہے۔

زیر نظر رسالہ اس لئے شائع کروایا جارہا ہے تاکہ مسلمان اپنے بھولے ہوئے کردار کو یاد کرسکیں۔ گستاخان رسول ہمیشہ ہمیشہ عشاق رسول کے خوف سے پگھلتے رہیں۔ وما علينا الا البلاغ! فقط والسلام!

احقر حمادی، خادم ختم نبوت

گستاخان رسول کے لئے سزائے موت کا مسئلہ

گستاخ رسول کے لئے سزائے موت کا مسئلہ کچھ عرصہ سے وطن عزیز میں اہل علم کے لئے موضوع سخن بنا ہوا ہے۔ ۲۰ر جولائی ۱۹۸۶ء کے روزنامہ جنگ میں فیصل آباد کے معین باری صاحب کے خیالات پڑھنے کا اتفاق ہوا اور ۲۶ر جولائی کے اخبار میں سعید الرحمٰن صاحب علوی کے رشحات قلم نظر سے گزرے۔ اگر یہ علوی صاحب وہی ہیں جو کبھی ''خدام الدین'' لاہور کے ایڈیٹر تھے تو پھر ان کے خیالات ہمارے نزدیک باعث افسوس ہی نہیں، حیرت انگیز بھی ہیں۔ اسلامیات کے طالب علم ہونے کے حیثیت سے بھی اس سلسلہ میں چند گزارشات پیش کرنا چاہتے ہیں۔

۱..... گستاخ رسول (ﷺ) کا (قانون میں) واجب القتل ہونا ایک ایسا مسئلہ ہے جو رسول اکرم ﷺ کے قول وفعل حضرات خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل، ائمہ دین کے اجماع اور چاروں مکاتب فکر کی فقہی تصریحات سے ثابت ہے۔ ہماری معلومات کے مطابق تاریخ اسلام میں یہ پہلا موقع ہے کہ امت کے اس متفق علیہ مسئلہ کے خلاف آواز اس سرزمین سے اٹھی ہے جس کی جغرافیائی سرحدیں اسی نام پاک محمد رسول اللہ کی مرہون منت ہیں۔

۲..... معین باری صاحب نے جن دلائل پر اپنے خیالات کی بنیاد رکھی ہے ان کو پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ قرآن وحدیث کی حد تک ان کا مطالعہ بڑا سطحی ہے اور فقہ اسلام سے وہ بالکل ناآشنا ہے۔ اپنے مضمون کا آغاز وہ ایک آیت قرآنی کے ترجمہ سے کرتے ہیں: ''(اے محمد) ہم نے تم کو دنیا جہاں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔''

بقول ان کے تعزیرات پاکستان کے ضابطہ فوجداری کے ترمیمی بل کو پڑھ کر یہ آیت تو ان کے دماغ میں گھوم گئی۔ مگر دوسری آیات کریمہ جو زیر نظر مسئلہ کے بارے میں زیادہ واضح ہیں

ان کے ذہن کی رسائی نہ ہوئی۔ چند آیات ملاحظہ ہوں:

الف..... ''بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو دکھ دیتے ہیں، اللہ نے دنیا میں بھی ان پر پھٹکار نازل کی اور آخرت میں بھی ان کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کیا۔'' (احزاب:۵۷)

ب..... ''(پیغمبر) ان لوگوں کے لئے رحمت ہیں، جو تم میں سے ایمان لے آئے اور جو لوگ (بدزبانی کر کے) اللہ کے رسول کو ایذاء پہنچاتے ہیں، ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔''

ج..... ''اے پیغمبر! آپ کافروں اور منافقوں سے جہاد کیجئے اور ان کے بارے میں سختی سے کام لیجئے اور ان کا ٹھکانہ تو دوزخ ہے ہی..... یہ لوگ قسمیں کھاتے ہیں کہ انہوں نے ایسا نہیں کہا۔ حالانکہ انہوں نے منہ سے کفر کا کلمہ نکالا ہے اور وہ مسلمان ہونے کے بعد کافر ہو گئے ہیں۔ آئندہ کے لئے (اس قسم کی بدزبانی سے) باز آ گئے تو یہ ان کے حق میں بہتر ہوگا اور اگر یہ نہیں مانیں گے (یعنی آئندہ کسی نے کوئی بدزبانی کی) تو اللہ ان کو دردناک عذاب دے گا۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور روئے زمین پر نہ کوئی ان کا حامی نہ مددگار۔'' (توبہ:۷۳،۷۴)

''اے ایمان والو! تم آس پاس کے کافروں سے قتال کرو اور وہ تمہارے اندر سختی دیکھیں۔'' (توبہ:۱۲۳)

مطلب یہ ہے کہ تم ان کے بارے میں کوئی کمزور روش اختیار نہ کرو۔

اللہ نے اپنے بندوں کا نقشہ ان لفظوں میں کھینچا ہے کہ وہ مسلمانوں کے بارے میں نرم خو اور کافروں کے بارے میں ٹھوس اور مضبوط ہوتے ہیں۔ (مائدہ:۵۴، فتح:۲۹)

ذرا سوچئے تو، آپ اس روش کو حسن اخلاق کا نام دیں گے یا مداہنت اور بے غیرتی کا؟

۳..... اب یہ دیکھتے ہیں کہ گستاخ رسول کے بارے میں خود رسول اللہ ﷺ کی ہدایت اور آپ (ﷺ) کا طرز عمل کیا ہے:

الف..... تو سیرت طیبہ کا مطالعہ کرنے والے حضرات جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دو یہودی سرداروں سلام بن ابی الحقیق اور کعب بن اشرف کو اپنے آدمی بھیج کر قتل کرا دیا تھا۔ جہاں تک اسلام کے خلاف ریشہ دوانیوں کا تعلق ہے اس میں دوسرے عرب اور یہودی سردار، ان دونوں سے پیچھے نہیں تھے۔ لیکن ان دو کا سب سے بڑا جرم یہ تھا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے خلاف بدزبانی کرتے تھے۔ کعب عربی زبان کا شاعر تھا اور حضور ﷺ کی ہجو گوئی کرتا تھا۔ (دیکھئے کتب حدیث وسیرت) یہی وطیرہ سلام بن ابی الحقیق کا تھا۔ اس دریدہ دہنی اور بدزبانی کے نتیجہ میں یہ دونوں کیفر کردار کو پہنچے۔

ب..... فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے عفو وکرم کا وہ نمونہ پیش کیا جو پوری تاریخ انسانیت میں اپنی مثال آپ ہے۔اس کے باوجود آپ (ﷺ) نے چند افراد کے بارے میں جو رسول اللہ ﷺ کے حق میں بدزبانی کرتے تھے۔حکم دے دیا کہ جہاں کوئی ملے اسے قتل کردیا جائے۔حتیٰ کہ عبداللہ بن خطل کی دولونڈیاں، جو حضور ﷺ کی ہجو میں نظمیں گایا کرتی تھیں۔ان کے بھی قتل کردینے کا حکم دیا۔ان دو میں ایک تو موقعہ پاکر اسلام لے آئی اور خواستگار عفو بن کر دربار رسالت میں حاضر ہوگئی۔دوسری قتل ہوکر واصل جہنم ہوئی۔اسی طرح ایک اور عورت سارہ نامی کے متعلق بھی قتل کا حکم صادر ہوا۔سیرت ابن ہشام میں لکھا ہے کہ اس کا جرم بھی یہی تھا کہ وہ مکہ میں حضور ﷺ کے خلاف بدزبانی کرتی پھرتی تھی۔

ج..... ''شفا'' سیرت کی ایک نہایت معتبر کتاب ہے۔جس کے مصنف چھٹی صدی ہجری کے ایک جلیل القدر محدث ہیں۔اس کتاب میں زیرنظر مسئلہ پر بڑی بسط سے کلام کیا گیا ہے۔اس میں مذکورہ بالا واقعات کے علاوہ متعدد دوسرے واقعات بھی لکھے ہیں۔جامع عبدالرزاق کے حوالہ سے ایک واقعہ تو کسی مرد کا لکھا ہے۔جس نے بدزبانی کی تھی تو حضور ﷺ نے اپنے صحابی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو بھیج کر اسے مروادیا۔

ایک واقعہ کسی عورت کا لکھا ہے جو شان اقدس میں گستاخی کرتی پھرتی تھی تو آپ (ﷺ) نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کو بھیج کر اسے فی النار واسقر کرادیا۔ایک واقعہ یہ لکھا ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا! حضور ﷺ! میں نے اپنے باپ کو آنجناب ﷺ کے حق میں بدزبانی کرتے سنا تو میں نے اسے قتل کردیا تو آپ (ﷺ) نے یہ سن کر کوئی ناگواری ظاہر نہ فرمائی۔اسی شفاء میں مصنف نے اپنی سند کے ساتھ آنحضرت ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ: ''جو شخص کسی نبی کو برا بھلا کہے اسے قتل کردو۔''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ خاندان نبوت کے ایک نہایت ذمہ دار اور معتبر فرد ہیں۔ان کی زبانی دو واقعے سن لیجئے۔پہلا واقعہ یوں ہے کہ ایک نابینا صحابی رضی اللہ عنہ کی ایک لونڈی تھی جس سے اس کے دو لڑکے تھے۔وہ شان اقدس میں گستاخی کی مرتکب ہوتی تھی۔اس کے باوجود باز نہ آتی تھی۔ایک رات اس نے حضور ﷺ کو برا بھلا کہنا شروع کیا تو وہ برداشت نہ کرسکا۔اٹھ کر اسے مار ڈالا۔صبح ہوئی تو یہ بات حضور ﷺ تک پہنچی۔آپ (ﷺ) نے فرمایا: اس کا خون روا ہے۔یہ واقعہ ابوداؤد وغیرہ میں مذکور ہے۔دوسرا واقعہ یوں ہے کہ انصار کی ایک شاخ میں ایک عورت شاعرہ تھی۔(اس کا نام عصاء تھا) وہ نبی اکرم ﷺ کی ہجو کیا کرتی تھی۔حضور ﷺ کی

اطلاع ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ ذمہ داری کون قبول کرتا ہے۔ اس کا کام تمام کردے؟ اس کی برادری کا ایک آدمی (عمیر نامی) کھڑا ہوگیا۔ چنانچہ اس نے اسے مار ڈالا۔ (ابن سعد)

غور کرنے کا مقام ہے کہ حضور (ﷺ) کی شان میں بدزبانی اور گستاخی اتنا سنگین جرم ہے کہ اگر کوئی عورت بھی اس کی مرتکب ہو تو اسے کیفر کردار تک پہنچانا ضروری ہو جاتا ہے۔ جب کہ عام حالات میں کافروں سے جنگ ہو رہی ہو تو شریعت کا حکم ہے کہ کسی عورت کو قتل نہ کیا جائے۔

۴..... اب ذرا خلفاء راشدین رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طرز عمل بھی سن لیجئے:

الف..... حدیث کی مشہور کتاب نسائی شریف میں ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بے ادبی کے ساتھ پیش آیا تو ابو برزہ اٹھ کر کھڑے ہوگئے کہ اس کی گردن اڑا دیں کہ وہ جانشین رسول اللہ (ﷺ) کے ساتھ گستاخی کا مرتکب ہوا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ کہہ کر انہیں روک دیا کہ رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی کو برا بھلا کہنے سے آدمی قتل کی سزا کا مستحق نہیں ہو جاتا۔

ب..... حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا گزر ایک پادری کے پاس سے ہوا۔ کسی نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کو برا بھلا کہتا ہے۔ فرمایا: اگر میں اسے بدزبانی کرتے ہوئے سن لیتا تو اسے قتل کر دیتا۔ ہم نے جو ان کو پناہ دے رکھی ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ ہمارے نبی پاک ﷺ کے حق میں کوئی گستاخی کریں۔ (زاد المعاد)

حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے زاد المعاد میں فتح مکہ کے واقعہ سے مختلف مسائل استنباط کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس سے یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کے حق میں بدزبانی کرے تو اس کو قتل کر دیا جائے۔ (آگے چل کر لکھا ہے) ''اس پر خلفاء راشدین کا اتفاق ہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین میں سے کوئی اس کے خلاف نہیں ہے۔''

۵..... اپنی گزارشات ختم کرنے سے پہلے ہم یہاں چند حوالے نقل کرتے ہیں تاکہ قارئین کو مزید اطمینان ہو جائے۔

مسلمان! ذرا اپنے آپ کو اور اپنے حقیقی دشمن کو تو پہچان لے:

الف..... قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مایہ ناز کتاب شفاء میں فرماتے ہیں: ''جمہور علماء امت کا اس پر اتفاق ہے کہ جو شخص نبی اکرم ﷺ کے حق میں بدزبانی کرے، اسے قتل کر دیا جائے۔ یہی قول امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ، احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور یہی مذہب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ ان ائمہ کے نزدیک ایسے آدمی کی توبہ بھی قبول نہیں ہے۔ ایسے ہی امام

ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے شاگردوں، سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر علماء کوفہ اور امام اوزاعی نے کہا ہے۔ ان حضرات کے نزدیک ایسا آدمی مرتد ہو جاتا ہے۔''

ب..... امام قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کتاب ''الخراج'' میں فرماتے ہیں۔ کوئی مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہے یا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تکذیب کرے یا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عیب جوئی یا تنقیص کرے تو کافر ہو گیا۔ اس کی بیوی اس سے جدا ہو گئی۔

ج..... فقہ حنفی کی مشہور کتاب ''درمختار'' میں ہے۔ جو شخص کسی پیغمبر کو گالی دینے کی وجہ سے کافر ہو جائے اسے بطور سزا (حد) قتل کر دیا جائے اور اس کی توبہ قبول نہ ہوگی۔

د..... فقہ حنفی کی ایک معتبر کتاب خلاصۃ الفتاویٰ ہے۔

جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے، یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کرے یا کسی دینی معاملہ یا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذات یا کسی صفت میں عیب نکالے خواہ وہ شخص آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت میں سے ہو یا غیر امتی ہو، اہل کتاب میں سے ہو یا غیر کتابی، ذمی ہو یا حربی یہ جرم اس سے عمداً صادر ہو یا سہواً اور غفلت کی بناء سچ مچ ایسا کرے یا مخول کے طور پر، ہر صورت میں کافر ہو گیا۔ اگر وہ توبہ بھی کر لے تو اس کی توبہ قبول نہیں ہوگی۔ نہ خدا کے نزدیک نہ بندوں کے نزدیک، شریعت مطہرہ میں تمام متاخرین کے نزدیک اور متقدمین فقہاء کے نزدیک اس کا حکم یہ ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے۔ بادشاہ یا اس کا نائب (بااختیار حاکم) قتل کا فیصلہ دینے میں کوئی نرمی نہ برتے۔ (خلاصۃ الفتاویٰ ج ۴ ص ۳۸۶)

ہ..... فقہاء احناف میں سے ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ گستاخ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) مرتد ہو جاتا ہے۔ اگر وہ قانون کی گرفت میں آنے سے پہلے کہیں صدق دل سے توبہ کر لے تو اس کی توبہ قبول ہوگی۔ لیکن جہاں تک نوعیت جرم کا تعلق ہے۔ اس کی سزا قتل ہے۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''خلاصہ یہ کہ گستاخ رسول کے کفر اور اس کے مباح الدم ہونے میں کوئی شک نہیں۔ چاروں ائمہ سے یہ منقول ہے۔ البتہ اس بارے میں اختلاف ہے کہ اگر وہ توبہ کر کے پھر سے اسلام قبول کرے تو پھر کی توبہ صحیح ہوگی یا نہیں، تو ہمارے نزدیک تو قبول ہو جائے گی۔ مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک نہیں۔''

مذکورہ بالا عبارات سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ جہاں تک گستاخ رسول کے جرم کا تعلق ہے۔ حتمی طور پر اس کی سزا قتل ہے اور تمام فقہاء امت اس پر متفق ہیں۔ کیا کتاب وسنت اور فقہ اسلامی کے ان واضح دلائل کے باوجود غازی علم الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ کی سرزمین میں جنم لینے والے کسی شخص کو یہ کہنے کا حق پہنچتا ہے کہ کوئی مردود، راجپال کا کردار ادا کرے اور اس کے بارے میں نرمی اور عفو و درگزر سے کام لیا جائے۔

۶..... علوی صاحب نے اپنے مضمون میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت کا سہارا لیا ہے کہ حضور ﷺ نے اپنی ذات کے لئے کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا۔

اوّل تو علوی صاحب نے حدیث آدھی، نقل کی ہے اور باقی آدھی گول کر گئے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اسی روایت میں آگے یہ الفاظ بھی موجود ہیں کہ آنحضور ﷺ کسی معاملہ میں اپنی ذات کی خاطر تو انتقام نہیں لیتے تھے۔ ہاں! البتہ اگر محارم خداوندی میں سے کسی چیز کی ناقدری کا معاملہ ہوتا تو پھر اللہ کی خاطر انتقام لیتے تھے۔ اس کے ساتھ حضور ﷺ کا یہ فرمان بھی موجود ہے کہ میں تم سے زیادہ غیرت مند ہوں اور اللہ مجھ سے زیادہ غیرت مند ہے۔ اس لئے اگر حضور ﷺ نے کبھی عفو وکرم سے اور مصلحت اندیشی سے کام لیا اور کبھی قانونی کارروائی سے کام لیا مجرم کو قرار واقعی سزا دی تو اس میں تعجب کی کون سی بات ہے؟ علاوہ ازیں علماء امت نے ایک نکتہ بھی پیدا کیا ہے وہ یہ اگر کسی نے آنحضرت ﷺ کے حق میں کوئی گستاخی کی اور آپ ﷺ نے معاف فرما دیا تو آپ ﷺ کی مرضی آپ ﷺ معاف کر دیں یا بدلہ لیں۔ لیکن حضور اکرم ﷺ کے بعد امت کے لئے قطعاً روا نہیں کہ وہ گستاخ رسول کے بارے میں نرمی اور مداہنت سے کام لے۔ غور فرمائیے کہ بالفرض اگر آپ کی موجودگی میں کوئی شخص آپ کے والد بزرگوار سے گستاخانہ پیش آئے وہ اپنی بزرگانہ شفقت کے پیش نظر عفو ودرگزر سے کام لیتے ہیں۔ لیکن کیا آپ کا خون بھی ایسے موقعہ پر منجمد رہے گا؟ اگر واقعی آپ بے جا صبر وتحمل سے کام لیتے ہیں تو معاف کیجئے آپ میں غیرت کی کمی ہے۔ خاندانی عزت اور وقار کے بارے میں آپ بڑے بے حس ہیں۔

گستاخ رسول کے بارے میں چشم پوشی اور نرمی سے کام لینا نہ تو علم الاخلاق کا مسئلہ ہے نہ سیاست مدنیہ کا تقاضا ہے اور نہ ہی شریعت ہی کا یہ مطالبہ ہے کہ ایک اسلامی مملکت میں فرمانروائی کے پورے اختیارات ہونے کے باوجود آپ اس معاملہ میں ٹھنڈے رہیں۔ بلکہ اس کے برعکس قرآن کریم کا یہ فرمان ہے۔ ''تم اس وقت تک عفو ودرگزر سے کام لو۔ جب کہ اللہ کوئی حکم بھیج دے۔'' (البقرہ:۱۰۹) یہ آیت یہودیوں کے بارے میں ہے اور اس کی تشریح میں مفسرین لکھتے ہیں کہ مسلمانو! تم فی الحال تو خاموشی سے کام لیتے رہو۔ جب نالائقوں کے بارے میں حکم آجائے تو پھر مناسب کارروائی کرنا جو قتل کرنے کے لائق ہو اسے قتل کرنا جو دیس سے نکال دینے کے قابل ہو اسے نکال دینا وغیرہ وغیرہ۔ چنانچہ یہودیوں کے ساتھ بعد میں یہ کارروائیاں ہوئیں۔ یہی شریعت کا دائمی اور ابدی حکم قرار پایا۔ اسی پر عہد رسالت میں عمل ہوا اور یہی بعد میں خلافت راشدہ یا بعد میں اسلامی حکومتوں میں زیر عمل رہا۔

الحق الصریح
فی
حیات المسیح

حضرت مولانا محمد ابراہیم واسو

قادیانی عقیدے میں مسیح کی روحانیت کے متعدد نزول

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی. اما بعد!

جس طرح ایک روح کے لئے ایک بدن ضروری نہیں وہ مختلف اوقات میں مختلف ابدان میں اتر سکتی ہے۔ قادیانیوں کے نزدیک مسیح ایک فرد کا نام نہیں۔ یہ ایک روح ہے جو مختلف اوقات میں مختلف بدنوں میں اترتی رہی ہے اور ہوسکتا ہے۔ قرب قیامت میں وہ کسی بدن میں جلالی طور پر ظاہر ہو اور پھر دنیا کی صف لپیٹ دی جائے۔ مرزا غلام احمد لکھتا ہے:

۱..... ''غور سے اس معرفت کے دقیقہ کو سنو کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو دو دفعہ یہ موقع پیش آیا کہ ان کی روحانیت نے قائم مقام طلب کیا۔ اوّل جب کہ ان کے فوت ہو جانے پر چھ سو برس گزر گیا اور یہودیوں نے اس بات پر حد سے زیادہ اصرار کیا کہ وہ نعوذ باللہ مکار اور کاذب تھا اور اس کا ناجائز طور پر تولد تھا اور اس لئے وہ مصلوب ہوا۔ تب بہ اعلام الٰہی مسیح کی روحانیت جوش میں آئی اور اس نے ان تمام الزاموں سے اپنی بریت چاہی اور خدا تعالیٰ سے اپنا قائم مقام چاہا۔ تب ہمارے نبی ﷺ مبعوث ہوئے۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص ۳۴۲، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

۲..... ''یہ مسیح ناصری کی روحانیت کا پہلا جوش تھا جو ہمارے سید ہمارے مسیح خاتم الانبیاء ﷺ کے ظہور سے اپنی مراد کو پہنچا۔ فالحمدللہ! پھر دوسری مرتبہ مسیح کی روحانیت اس وقت جوش میں آئی کہ جب نصاریٰ میں دجالیت کی صفت اتم اور اکمل طور پر آ گئی۔ پس اس زمانہ میں دوسری مرتبہ حضرت مسیح کی روحانیت کو جوش آیا اور انہوں نے دوبارہ مثالی طور پر دنیا میں اپنا نزول چاہا۔ وہ نمونہ مسیح علیہ السلام کا روپ بن کر مسیح موعود کہلایا۔ کیونکہ حقیقت عیسویہ کا اس میں حلول تھا یعنی حقیقت عیسویہ اس سے متحد ہوگئی تھی۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص ۳۴۳-۳۴۵، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

۳..... ''یوں مقدر ہے کہ ایک زمانہ گزرنے کے بعد کہ خیر اور اصلاح اور غلبہ توحید کا زمانہ ہوگا۔ پھر دنیا میں فساد اور شرک اور ظلم عود کرے گا اور بعض بعض کو کیڑوں کی طرح کھائیں گے اور جاہلیت غلبہ کرے گی اور دوبارہ مسیح کی پرستش شروع ہو جائے گی۔ تب پھر مسیح کی روحانیت سخت جوش میں آ کر جلالی طور پر اپنا نزول چاہے گی۔ تب ایک قہری شبیہ میں اس کا نزول ہو کر اس زمانہ کا خاتمہ ہو جائے گا۔ تب آخر ہوگا اور دنیا کی صف لپیٹ دی جائے گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسیح کی امت کی نالائق کرتوتوں کی وجہ سے مسیح کی روحانیت کے لئے یہی مقدر تھا کہ تین مرتبہ دنیا میں نازل ہو۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص ۳۴۶، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

حضرت عیسیٰ بن مریم کے آنے کے بعد ان کی روحانیت کے لئے پھر تین حلول اور نزول تھے۔ قادیانی عقیدے کے مطابق روح مسیح کا پہلا جوش حضور اکرم ﷺ کی صورت میں ظاہر ہوا۔ دوسرا جوش مرزا غلام احمد کی صورت میں قادیان میں اترا اور مسیح کی روحانیت کا تیسرا جوش قیامت کے قریب ایک جلالی صورت میں ظاہر ہوگا۔ تب دنیا کا آخر ہوگا اور دنیا اپنے کنارے آ لگے گی۔

مرزا غلام احمد قادیانی اپنے اس عقیدہ کے بارے میں لکھتا ہے: ''یہ وہ دقیق معرفت ہے جو کشف کے ذریعہ اس عاجز پر کھلی ہے۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص ۳۴۶، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

مرزا غلام احمد قادیانی کی اس تصریح سے صاف ظاہر ہے کہ اس نے اپنے آپ کو مسیح کی روحانیت کا دوسرا جوش قرار دیا ہے اور تیسرے جوش کا اسے بھی پھر سے انتظار ہے جو جلالی شان سے ہوگا اور اس پر دنیا ختم ہو جائے گی۔

قادیانیوں کو سوچنا چاہئے کہ اگر تیسری مرتبہ خود حضرت عیسیٰ بن مریم ہی آ جائیں اور ان کی روح کا جوش خود انہی کے بدن میں ظاہر ہو تو اس میں تعجب کی کون سی بات ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے خود بھی کہا ہے: ''ہمیں اس سے انکار نہیں کہ ہمارے بعد کوئی اور بھی مسیح کا مثیل بن کر آوے۔'' (ازالہ اوہام حصہ اوّل ص ۱۵۵، خزائن ج ۳ ص ۱۷۹، ۱۸۰)

''ممکن ہے اور بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح بھی آ جائے جس پر حدیثوں کے بعض ظاہری الفاظ صادق آ سکیں۔ کیونکہ یہ عاجز اس دنیا کی حکومت اور بادشاہت کے ساتھ نہیں آیا۔'' (ازالہ اوہام حصہ اوّل ص ۲۰۰، خزائن ج ۳ ص ۱۹۷)

ان تصریحات کے مطابق قادیانیوں کو بھی قرب قیامت میں ایک مسیح کا انتظار ہے۔ مسلمان کہتے ہیں کہ وہی عیسیٰ بن مریم آئے گا جسے از روئے قرآن اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھالیا تھا اور قادیانی کسی تیسرے مثیل مسیح کے منتظر ہیں۔

قادیانی حضرات اگر اس کتاب ''الحق الصریح فی حیات المسیح'' مؤلفہ مولانا محمد ابراہیم صاحب واسوی کا غیر جانبدار ہو کر مطالعہ کریں اور کم از کم تین دفعہ اسے استیعاباً پڑھیں تو ان شاء اللہ العزیز ان کے تمام مغالطے دور ہو جائیں گے اور وہ جان لیں گے کہ بے شک حضرت عیسیٰ بن مریم قیامت کا ایک نشان ہیں اور جب تک وہ نشان ظاہر نہ ہو اور تمام اہل کتاب ان پر ایمان نہ لے آئیں وہ علامات پوری نہ ہوں گی جو قرآن شریف نے ان کی آمد کی بتلائی ہیں اور اس پر چودہ سو سال سے امت کا اجماع چلا آ رہا ہے۔

قادیانی مناظر وفات مسیح کے دعوے سے پہلے وہ سیٹ خالی کراتے ہیں جس پر انہوں نے مرزا غلام احمد کو بٹھانا ہوتا ہے اور وہ یہ نہیں جانتے کہ مرزا قادیانی کے عقیدے کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے کوئی سیٹ خالی نہیں ہوتی۔ مسیح کی روح بار بار نزول کرتی ہے اور اس مسیح کا انتظار دونوں قوموں کو ہے جو قرب قیامت میں زمین پر اترے گا۔ وہ کسی دوسری قوم کا غلام نہ ہوگا۔ خالد محمود عفی اللہ عنہ حال مقیم لاہور

تعارف

الحمد للہ الذی رفع المسیح عیسٰی ابن مریم حیا وھو حی عندہ فی السمآء وینزل من السمآء فی اٰخر الزمان حکماً عدلاً متبعًا لشریعۃ سید الرسل وخاتم الانبیآء ﷺ. اما بعد!

برادران اسلام! مرزائیوں کے مقابلہ میں مسئلہ حیات مسیح علیہ السلام پر بحث کرنی اصل مبحث نہیں۔ بلکہ ان کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کی ذات پر بحث کرنی زیادہ مناسب ہے۔ کیونکہ یہ سب اختلافات مرزا غلام احمد قادیانی کے آنے اور مسیح موعود بننے سے ہی پیدا ہوئے ہیں۔ مگر چونکہ مرزائی حضرات نے مسئلہ حیات ووفات حضرت مسیح علیہ السلام کو اپنی عمارت کا ایک بنیادی پتھر بنا رکھا ہے۔ اس لئے ہم اس موضوع پر بھی ان پر حجت تمام کرنا چاہتے ہیں جس طرح ان کی پیدائش نرالی تھی۔ ان کی زندگی بھی کچھ نرالی رہی۔ سو ان کا دور آخر (پھر سے اس زمین پر آنا) بھی کچھ نرالا ہونا چاہئے۔ اب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ جسم خاکی آسمان پر جانا۔ اب تک آسمان میں زندہ رہنا اور قرب قیامت میں آسمان سے نازل ہونا قرآن، حدیث اور اجماع امت سے ثابت کیا جاتا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان دلائل کو میرے گم گشتہ اور راہ راست سے بھٹکے ہوئے بھائیوں کے لئے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین ثم آمین!

المقدمۃ الاولیٰ

الباب فی ھدایۃ المرزائیۃ

الفصل الاوّل فی ختم النبوۃ بمعنی کون محمد ﷺ آخر الانبیاء

۱ ..... **اعلم ان ختم النبوۃ منصوص فی القراٰن لقولہ تعالیٰ "ماکان محمد ابا**

احدٍ من رجالکم ولٰکن رسول اللہ وخاتم النّبیین" وکل منصوص فی القراٰن فمنکرہ منکر القراٰن وکل منکر القراٰن کافر فمنکر ختم النبوۃ کافر.

۲..... ثم اعلم ان معنی ختم النبوۃ ایضا منصوص فی کثیر من اقوال النبی علیہ السلام منہا قولہ انا اٰخر الانبیآء وانتم اٰخر الامم وقولہ انا لبنۃ اٰخرۃ من لبن قصر النبوۃ وقولہ لا نبی بعدی فمن فسرہا بخلاف تفسیر النبی علیہ السلام فہو مخالف النبی علیہ السلام وکل من خالف علیہ السلام فہو کافر وکل من فسر ختم النبوۃ بخلاف تفسیر النبی علیہ السلام فہو کافر ومصداق لقولہ علیہ السلام من فسر القراٰن برأیہ فلیتبوء مقعدہ من النار.

۳..... قد اجمع جمیع اہل الاسلام من عہد النبی ﷺ الی الاٰن علٰی عقیدۃ ختم النبوۃ بمعنی کون محمد ﷺ اٰخر الانبیآء ولم ینکرہا الا المتنبؤون واتباعہم فان ختم النبوۃ علیہ ثابت بالقراٰن والسنۃ واجماع الامۃ (ومنکرہ ومفسرہ بخلاف تفسیر النبی علیہ السلام منکر القراٰن والسنۃ والاجماع) فمنکر ہٰذہ الاشیاء کافر فاحفظہ.

الفصل الثانی فی حیات المسیح علیہ السلام بجسدہ العنصری

حیاۃ المسیح علیہ السلام ثابتۃ بالقراٰن والسنۃ واجماع الامۃ

اما القراٰن فقد قال اللہ تعالٰی فیہ "وما قتلوہ یقینًا بل رفعہ اللہ الیہ" وکلا الضمیرین راجعان الٰی عیسٰی ابن مریم الملقب بالمسیح وظاہر ان عیسٰی ابن مریم مجموع الجسد والروح حی فثبت ان عیسٰی ابن مریم حی وایضًا لوکان عیسٰی ابن مریم میتًا لقال اللہ تعالٰی "بل اماتہ اللہ" لا نہ اخصر ثم قال اللہ تعالٰی فی القراٰن "ما قلت لہم الا ما امرتنی بہ وقال مادمت فیہم" ای ما اقمت فیہم فلوکان عیسٰی ابن مریم میتًا لوجب ان یکون جوابہ "ما قلت لہم الا ما امرتنی بہ مادمت حیًا" لان عدم اقامتہ فیہم یستلزم مماتہ فثبت ان المسیح عیسٰی ابن مریم لم یمت بل ہو حی.

واما السنۃ فقد قال النبی علیہ السلام سینزل فیکم المسیح ابن مریم حکمًا عدلًا وظاہر ان المیت لا یکن نزولہ من فوق الٰی تحت ولا کونہ حکمًا

عدلًا فبطل القول بوفات المسیح وثبت حیاته وایضًا قال النبی علیه السلام ان المسیح بن مریم یعیش فی الارض بعد نزوله من السمآء اربعین سنة ویتزوج ویولد له وهٰذا ن برهانان قاطعان علٰی حیات المسیح وبطلان القول بوفاته.

واما الاجماع فقد اجمعت الامة المحمدیة علٰی ان روح الله عیسٰی بن مریم علیه السلام کان قد رفع الٰی الله حیًا وسوف ینزل فی عهد المهدی المعهود ولم ینکر هٰذا الاجماع الا المتنبؤون وغلاة المعتزلة.

الفصل الثالث فی کذب المرزا القادیانی

اعلم کذب المرزا القادیانی برهانین قاطعین

الاوّل ختم النبوة بمعنی کون محمد ﷺ اٰخرالانبیاء.

والثانی قول المرزا فی بعض مؤلفاته ان عقیدة حیاة المسیح شرک

(ضمیمہ حقیقت الوحی استفتاء ص ۳۹، خزائن ج ۲۲ ص ۶۶۰)

ولا یخفٰی ان المرزا کان قائلا بحیاة المسیح علیه السلام کسائر المسلمین قبل ادعاء ه النبوة فصار المرزا مشرکًا بقوله لاریب فی ان المشرک لا یکون نبیًا لان الانبیاء معصومون من الکفر والشرک والمعاصی کلها مدة حیاتهم فبطل ادّعاء نبوة المرزا بقوله واقراره.

هٰذه البراهین القاطعة المختصرة کافیة شافیة لطلاب الحق ومنصفی المزاج من المرزائیة وللرد علٰی مذهبهم الباطل.

واما المتعصبون المتعسفون فلا ینفعهم نور الهدایة کما لا ینفع الخفا فیش نور الشمس "ختم الله علٰی قلوبهم وعلٰی سمعهم وعلٰی ابصارهم غشاوة" اعاذنا الله من الختم علی القلوب برحمته الواسعة وببرکة خاتم النّبیین ﷺ.

الفصل الرابع فی تکفیر المرزا ومتبعیه

الایمان هو التصدیق بجمیع ماجاء به النبی الخاتم ﷺ

اجمالًا فیما علم اجمالًا وتفصیلًا

فیما علم تفصیلًا فمن انکر شیاءً منها ای ماثبت عنه ﷺ علی وجه القطع والیقین فقد کفر بالله العظیم ولا یجدیه قوله لا اله الا الله محمد رسول

الله نفعًا فانه ارتكب تكذيب النبى ﷺ بانكاره لذٰلك المتواتر الثابت عن النبى ﷺ وابطل قوله لا اله الا الله.

لا يلزم للكفران ينكر الملحد جميع المتواترت بل انكار شئ منها يخرجه عن ربقة الاسلام فان فيه تكذيب النبى وقد وجد فيه وكان حقًا عليه ان يصدقه ﷺ فى جميع ما ثبت عنه.

قال الله تعالٰى: فلا وربك لايؤمنون حتّٰى يحكموك فيما شجر بينهم (النساء)

ما فى ماشجر عامة يشمل جميع ما يقع فى الذهن وما يختلج فى القلب وقال النبى ﷺ: امرت ان اقاتل الناس حتّٰى يشهدوا ان لا اله الا الله ويؤمنوا بى وبما جئت به (رواه مسلم فى صحيحه ج ۱ ص ۳۷)

وقال امامنا الكبير محمد (۱۸۹ھ) فى السير الكبير: من انكر شياء من شرائع الاسلام فقد ابطل قول لا اله الا الله. (ایضاً ج ۴ ص ۲۶۵)

فلا اعتبار للقاديانين اذا كانوا يتقولون بهٰذه الكلمة وان كانوا حقيقة يخفون ما ارادوا منها بلفظهم محمد فى هذه المقام فانهم يعنون به محمدًا فى بروزه الثانى وهو المرزا عندهم فلاشك فى كفر هؤلآء الطوائف كانوا من القاديانين اوا للاهوريين.

وقد تفوه واحد منهم فى حياة المرزا والمرزا كان قد اقربه قربة

محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

ما تعريبه: من اراد ان يرى محمدًا فى اكمل صورته فلينظر الٰى غلام احمد الذى نشاء فى القاديان. (معاذ الله)

المقدمة الثانيه

برادران اسلام! چونکہ مرزا قادیانی کے دعویٰ کی بنیاد ''وفات حضرت مسیح علیہ السلام'' پر ہے۔ اس واسطے انہوں نے ابتدائی بحث ''وفات مسیح علیہ السلام'' پر رکھی ہوئی ہے اور لکھتے ہیں: ''ہمارے اور مخالفین کے صدق وکذب آزمانے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور وفات ہے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام درحقیقت زندہ ہیں تو ہمارے سب دعوے جھوٹے اور سب

دلائل ہیچ ہیں اور اگر وہ درحقیقت قرآن کی رو سے فوت شدہ ہیں تو ہمارے مخالف باطل پر ہیں۔''
(تحفہ گولڑویہ حاشیہ ص ۱۰۲، خزائن ج ۱۷ ص ۴۶۴)

اسی واسطے مرزائی صاحبان ''وفات مسیح علیہ السلام'' قرآن مجید سے ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور مسلمان ان کے مقابل ''حیات مسیح علیہ السلام'' ثابت کرتے ہیں۔

اگر مرزا قادیانی کو مسیح موعود تسلیم کریں تو حضور اکرم ﷺ کو (نعوذ باللہ، معاذ اللہ) جھوٹا تسلیم کرنا پڑے گا۔ کیونکہ آپ نے صاف لفظوں میں ارشاد فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام بیٹا مریم علیہا السلام کا، نبی اللہ اور رسول اللہ جس کو روح اللہ بھی کہتے ہیں اور جو مجھ سے پہلے گزرا ہے، وہ آنے والا ہے۔ اگر کوئی بدبخت یہ مان لے کہ مرزا غلام احمد ولد غلام مرتضیٰ قادیان پنجاب کا رہنے والا سچا مسیح موعود ہے تو اس کے صاف معنی یہ ہوں گے کہ حضرت خلاصہ موجودات محمد مصطفےٰ ﷺ نے سچی خبر نہیں دی اور آپ ﷺ مخبر صادق نہیں تھے اور نہ آپ کی وحی کامل تھی اور نہ آپ ﷺ کا علم سچا تھا کہ آنا تھا غلام احمد ولد غلام مرتضیٰ نے اور حضور اکرم ﷺ نے اپنی امت کو غلط خبر دی کہ آنے والا عیسیٰ بن مریم نبی ناصری ہے۔ پھر آنے والا قادیان میں آنا تھا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ دمشق میں نازل ہوگا۔ پھر مسیح موعود نے ماں کے پیٹ سے پیدا ہونا تھا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ آسمان سے نازل ہوگا۔

حضور اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام بعد نزول فوت ہوں گے اور میرے مقبرہ میں مدفون ہوں گے۔ مگر مرزا قادیانی کہتے ہیں۔ نہیں وہ تو فوت ہو چکے ہیں اور کشمیر میں جا دفن ہوئے۔

نیز حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ دجال مقام لد جو بیت المقدس میں ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے مقتول ہوگا۔ مگر مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ نہیں دجال مقام لدھیانہ میں قتل ہوگا اور قتل تلوار سے نہیں بلکہ قلم سے ہوگا وغیرہ وغیرہ۔ غرضیکہ ہر ایک بات میں حضور ﷺ سے مرزا قادیانی نے مخالفت کی ہے۔ اگر کوئی بدبخت حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات کا عقیدہ مان لے تو قرب قیامت میں ایک نئے مسیح کی آمد ماننی پڑے گی اور پھر مندرجہ ذیل باطل عقائد اس کو تسلیم کرنا پڑیں گے۔

اوّل..... ختم نبوت کا منکر ضرور ہوگا جو کہ باجماع امت کفر ہے۔

دوم..... مرزا قادیانی کو نبی اور رسول بھی یقین کرنا ہوگا۔ چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی اور رسول تھے۔ جب غیر عیسیٰ کوئی آئے گا تو جدید نبی بعد از خاتم النبیین کہلائے گا اور یہ کفر ہے۔

سوم..... مرزا غلام احمد کو خاتم الانبیاء ماننا پڑے گا۔ کیونکہ اس صورت میں آخر الانبیاء وہی ہوں گے۔

چہارم..... امت محمدیہ آخر الامم نہ رہے گی۔ کیونکہ پھر جدید نبی کی امت آخرین امم ہوگی اور اس کا علیحدہ نام ہوگا۔

پنجم..... حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اکمل البشر اور افضل البشر نہ رہیں گے۔ کیونکہ پھر محل نبوت کی تکمیل مرزا قادیانی سے ہوگی۔

ششم..... قرآن مجید آخر الکتب نہ رہے گا۔ کیونکہ آخر الکتب مرزا غلام احمد قادیانی کی وحی ہوگی۔ جیسا کہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

ہمچو قرآں منزہ اش دانم از خطاہا ہمیں است ایمانم

ہفتم..... حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ناقص نبی ثابت ہوں گے۔ کیونکہ کامل کے بعد ناقص نہیں آتا۔ ناقص کے بعد کامل اس لئے آتا ہے کہ اس کے نقائص کی تکمیل کرے۔

ہشتم..... دین اسلام ناقص ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ جب نبی آتا ہے تو ضرورت ثابت ہوتی ہے اور ضرورت تب ہی ہوتی ہے کہ سابقہ دین ناقص ہوتا ہے۔

نہم..... وفات حضرت مسیح علیہ السلام تسلیم کرنے سے کفر لازم آتا ہے۔ کیونکہ نص قرآنی ''وانہ لعلم للساعۃ'' سے ثابت ہے۔ اصالۃً نزول اشراط الساعۃ سے ایک شرط ہے۔ جب علامت قیامت سے انکار ہوگا تو اصل قیامت سے بھی انکار ہوگا۔ کیونکہ جب شرط فوت ہو تو مشروط بھی فوت ہوتا ہے اور قیامت کا منکر کافر ہے۔

دہم..... اگر نزول حضرت مسیح علیہ السلام بروزی رنگ میں درست تسلیم کرلیں تو جتنے کاذب مسیح گزرے ہیں سب سچے تسلیم کرنے پڑیں گے۔ کیونکہ وہ بھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے۔

ناظرین کرام! وہ شخص کیسا بدبخت، گمراہ، گمراہ کن، بے ادب، گستاخ اور دشمن جناب رسالت مآب ﷺ ہے کہ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جھٹلاوے اور تمام افراد امت سے الگ ہوکر یہ اعتقاد بنالے کہ حضرت سرور کائنات خلاصۂ موجودات ﷺ کو (نعوذ باللہ معاذ اللہ) قرآن مجید سمجھ میں نہیں آیا تھا اور آپ کا ذہن ایسا ناقص تھا کہ وفات حضرت مسیح علیہ السلام کئی مرتبہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمائی اور آپ نہ سمجھے اور ہر ایک حدیث میں عیسیٰ بن مریم ہی فرماتے رہے۔ ایک جگہ بھی بروز اور مثیل کا لفظ نہ فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے بھی تیرہ سو برس تک امت محمدی کو گمراہ رکھا کہ بروز و نزول نہ بتایا۔ معاذ اللہ!

مرزا قادیانی کا تمام کارخانہ ہی غلط ہے۔ مسلمان ٹھوکر سے بچیں اور صراط مستقیم پر قائم رہیں۔

المقدمة الثالثه

برادران اسلام! حیات حضرت مسیح علیہ السلام کا مسئلہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ نیچر کے پیرو بوجہ اپنی کم علمی اور کوتاہ نظری کے اس بات سے انکاری ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ ایک ایماندار اور مسلمان شخص کے لئے اس میں کوئی امر محال نظر نہیں آتا۔ جس ذات باری تعالیٰ عزوجل نے اپنی قدرت کاملہ سے تمام کائنات کو عدم سے وجود کا خلعت بخشا۔ معدوم سے موجود کر دیا اور گوناگوں مخلوقات بلا اسباب ظاہری کے پیدا کر دی تو اس قادر مطلق کے آگے یہ بھی کوئی مشکل ہے کہ ایک انسان کو ہزار، دو ہزار برس یا اس سے زیادہ زندہ رکھے اور آسمان پر اٹھالے۔

بڑی مشکل آج کل کے فلسفی الطبع اصحاب کو اس کے ماننے میں یہ آ رہی ہے کہ ایسا ہونا قانون قدرت کے خلاف ہے۔ لہٰذا مناسب ہے کہ ہم مسئلہ حیات حضرت مسیح علیہ السلام کو کتاب وسنت سے ثابت کرنے کے ساتھ ساتھ قانون قدرت کی بھی تھوڑی سی تشریح کر دیں۔

واضح ہو کہ نیچر کے ماننے والے منطقی و فلسفی اور اکثر مرزائی حضرات عوام کو یہ مغالطہ اور دھوکہ دیتے ہیں کہ ''فلسفہ بالاتفاق اس بات کو محال ثابت کرتا ہے کہ کوئی انسان اپنے اس جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر پہنچ سکے اور کہتے ہیں کہ یہ بات بدیہی ہے اور مصنوعات اور موجودات پر نظر کرنے سے چاروں طرف یہی نظر آتا ہے کہ قدرت نے جس طرح جس کا ہونا بتا دیا۔ بغیر خطاء کے اسی طرح ہوتا ہے اور اسی طرح پر ہوگا اور اصول بھی وہی سچے ہیں جو اس کے مطابق ہوں۔ حالانکہ مرزا قادیانی آنجہانی خود ان کے اس خیال کو باطل قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ مرزا قادیانی فرماتے ہیں: ''خدا کی قدرتوں کے اسرار اس قدر ہیں کہ انسانی عقل ان کا احاطہ نہیں کر سکتی۔ جب سے خدا تعالیٰ نے مجھے یہ علم دیا ہے کہ قدرتیں عجیب در عجیب اور عمیق در عمیق اور وراء الوراء لایدرک ہیں۔ تب سے میں ان لوگوں کو جو فلسفی کہلاتے ہیں پکے کافر سمجھتا ہوں اور چھپے ہوئے دھریہ خیال کرتا ہوں۔'' (چشمہ معرفت حصہ دوم ص ۲۶۹، خزائن ج ۲۳ ص ۲۸۱)

آپ نے دیکھ لیا کہ مرزا قادیانی نے ان فلسفی الطبع اصحاب کو کتنے صاف اور صریح الفاظ میں ''کافر'' اور ''دہریہ'' کہا ہے۔ لیکن ضدی حضرات کسی طرح بھی ماننے کے قریب نہیں آتے۔ خدا تعالیٰ ان کو عقل سلیم عطاء فرمائے۔ آمین!

میں کہتا ہوں کہ ان حضرات کا یہ سب ظاہری دھوکہ اور فریب ہے اور اسی دھوکہ اور فریب کی وجہ سے یہ لوگ حضور اکرم ﷺ کی معراج جسمانی کے بھی منکر ہیں۔ اگر از روئے فلسفہ انسان کا آسمان پر جانا محال ہے تو کیا خدا تعالیٰ کے لئے بھی محال ہے کہ وہ جس کو چاہے نہ لے جاسکے؟ پھر ''ان اللہ علیٰ کل شیٔ قدیر'' کا معنی کیا ہوا؟

حقیقت یہ ہے کہ ''اذا جری نھر القدرۃ بطل نھر العقل'' اللہ تعالیٰ کی شریعت کے آگے ہماری ناقص عقلیں باطل ہیں۔ اس سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ قدرت الٰہی کے طریقے اسی حد تک محدود ہیں جو ہمارے مشاہدہ میں آچکے ہیں اور جو ہماری ناقص سمجھ اور مشاہدہ سے باہر ہیں۔ وہ قانون قدرت سے بھی باہر ہیں۔

چنانچہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ''جاننا چاہئے کہ قوانین قدرتیہ غیر متناہی اور غیر محدود ہیں۔ ہمارا یہ اصول ہونا چاہئے کہ ہر ایک نئی بات کو جو ظہور میں آئے پہلے ہی اپنی عقل سے بالاتر دیکھ کر اس کو رد نہ کریں۔ بلکہ اس کے ثبوت وعدم ثبوت کا حال کتاب وسنت سے معلوم کریں۔ اگر ثابت ہو تو اسے بھی قانون قدرت کی فہرست میں داخل کرلیں۔ ورنہ کہہ دیں کہ ثابت نہیں۔ ثابت شدہ امر کے متعلق ہم یہ کہنے کے ہرگز مجاز نہیں کہ یہ قانون قدرت سے بھی باہر ہے۔ قانون قدرت سے کسی چیز کو خارج سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم ایک دائرہ کی طرح خدا تعالیٰ کے تمام قوانین پر محیط ہوں اور ہمارا فکر اس بات پر احاطہ تام کرے کہ اللہ عزوجل نے روز ازل سے آج تک کیا کیا قدرتیں ظاہر کیں اور آئندہ اپنے ابدی زمانہ میں کیا کیا ظاہر کرے گا اور جدید قدرتوں کے اظہار پر قادر ہوگا یا نہیں۔ اگر نہیں تو کیا نعوذ باللہ! عاجز آجائے گا؟ یا دوسرے قاہر نے اس پر جبر کیا ہوگا؟ بہرحال اپنے ایک محدود زمانے کے محدود تجارب کو پورا پورا قانون قدرت خیال کرلینا اور اس پر غیر متناہی سلسلہ قدرت کو ختم کردینا سراسر جنون، دیوانگی اور کوتاہ نظری ہے۔''

(سرمہ چشم آریہ ص ۱۵، ۱۶، خزائن ج ۲ ص ۶۳، ۶۴)

پھر آگے چل کر لکھتے ہیں: ''آج کل کے بعض فلسفی الطبع اشخاص کو یہ بھاری غلطی لگی ہے کہ وہ قانون قدرت کو ایسا سمجھ بیٹھے ہیں جس کی ''من کل الوجوہ'' حدوبست ہوچکی ہے۔ (اسی وجہ سے معجزات انبیاء علیہم السلام کے بھی منکر ہیں۔ کتاب وسنت نے ان کے عقلی شیش محل کو پاش پاش کرکے رکھ دیا ہے۔ اب بھی خدا تعالیٰ وقتاً فوقتاً اپنی قدرت کا اظہار کرتا رہتا ہے جس سے ان کے قاعدہ اور مغالطہ کی تار پود ٹوٹ کر رہ جاتی ہے۔ کلام مصنف) قانون قدرت کوئی ایسی شئے نہیں جس کے خلاف کرنے سے خدا عاجز ہو۔ پس قانون قدرت وہی ہے جو قدرتی طور پر ظہور

میں آئے۔ زمانہ ماضی ہو یا حال اور استقبال میں۔ اللہ تعالیٰ اپنی قدرتوں کے دکھانے سے تھک نہیں گیا اور نہ بے زور ہو گیا۔ نہ کسی خارجی قاہر سے مقہور و مجبور ہے۔''

(سرمہ چشم آریہ ص ۴۵، خزائن ج ۲ ص ۹۳)

پھر اسی کتاب میں آگے چل کر لکھتے ہیں: ''اگرچہ سب انسان ایک نوع میں ہونے کی وجہ سے باہم مناسب الطبع واقع ہیں۔ مگر ان میں سے ''جس کو خدا چاہے، اپنی قدرت کا نشان بنادے۔'' چنانچہ مشاہدہ گواہ ہے کہ زمانہ حال میں بعض نے تین سو برس سے زیادہ عمر پائی۔ جو بطور خارق عادت ہے۔ تھوڑا عرصہ گزرا کہ مظفر گڑھ میں ایسا بکرا پیدا ہوا۔ جو بکریوں کی طرح دودھ دیتا تھا۔ جب اس کا چرچا شہر میں پھیلا تو میکالف صاحب ڈپٹی کمشنر مظفر گڑھ کے روبرو دھا گیا تو قریب ڈیڑھ سیر کے اس نے دودھ دیا۔ ہر ایک دیکھنے والا یہی کہتا تھا کہ خدا نے اپنی قدرت سے دودھ پیدا کر دیا ہے۔'' (سرمہ چشم آریہ ص ۴۹ تا ۵۱، خزائن ج ۲ ص ۹۷ تا ۹۹)

آمدم برسر مطلب: یعنی یہی جواب مسئلہ حیات حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں سمجھنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ اگر چاند کے دو ٹکڑے کر سکتا ہے۔ نر میں مادہ کی طرح دودھ پیدا کر سکتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا کر سکتا ہے تو وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ رکھنے اور نازل کرنے پر بھی قادر ہے۔ بجائے فلسفیانہ موشگافیوں کے یہ دیکھنا چاہئے کہ جب حضرت مسیح علیہ السلام کا صعود الی السماء قرآن وحدیث سے ثابت ہے تو ہمیں انکار نہیں کرنا چاہئے۔

آخر میں مرزائی حضرات یہ شبہ پیش کرتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا صعود الی السماء عقلاً محال ہے۔ کیونکہ جب انسان بلندی پر پہنچے گا تو کرۂ زمہریر میں جا کر ہلاک ہو جائے گا۔

میں کہتا ہوں کہ منافقت کا یہ بھی ایک کھلا کھلا مظاہرہ ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جس قادر مطلق نے حضرت مسیح علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھایا ہے اور لوگوں کے لئے اسے نشان قدرت ٹھہرایا ہے۔ اس کو یقیناً یہ قدرت بھی حاصل ہے کہ اس کی آمد و رفت کے وقت کرہ زمہریر اور دیگر کرہ ہائے مہلک کے مضر اثرات کو معدوم کر دے اور انسانی قویٰ پر جس قدر اثرات آب وہوا عارض ہو سکتے ہیں اسے ان سب سے محفوظ رکھے۔ جیسے ہمارے نبی کریم ﷺ کو معراج جسمانی ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے تمام آسمانوں کی سیر کرا کر صحیح وسالم واپس پہنچا دیا۔

مرزائی کمپنی کے ایجنٹو! یاد رکھو قدرت الٰہیہ پر اعتراض کرنا خدا کا انکار کرنا ہے۔ خدا تعالیٰ کی قدرتوں کا انسانی عقل کب احاطہ کر سکتی ہے؟ جو چیز قرآن وحدیث سے ثابت ہو اس پر بلا چون وچرا ایمان لانا چاہئے۔

الغرض! مسئلہ حیات حضرت مسیح علیہ السلام کا قانون قدرت کی آڑ لے کر انکار کرنا باعث فساد عقیدہ اور موجب دہریت ہے۔ اللہ تعالیٰ چشم بصیرت عطاء فرمائے۔ آمین!

مرزا غلام احمد اور قانون قدرت کا اقرار

مرزا غلام احمد خود ۵۲ سال کی عمر تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمانوں پر جانا اور وہاں زندہ و موجود رہنا تسلیم کرتا رہا۔ مرزائیوں کے نزدیک اس کا یہ اقرار بنا بر جہل تھا اور اس لئے کہ اس پر ابھی وفات مسیح کی حقیقت کھلی نہ تھی نہ اس وقت اسے وہ تیس آیات معلوم تھیں جن میں اسے بعد میں وفات مسیح کی نص صریح ملی۔ کوئی شخص جہل کی بناء پر ایک لمبا عرصہ مغالطے میں مبتلا رہے۔ یہ بات تو مانی جاسکتی ہے۔ لیکن وہ اتنا طویل عرصہ خلاف فطرت میں لگا رہے اور ۵۲ سال کی عمر تک وہ عام قانون قدرت سمجھ نہ پائے۔ یہ بات کسی طرح لائق تسلیم نہیں ٹھہرتی۔ وہ اتنا ہی بے عقل تو نہ تھا۔

عقل وہ نور ہے جس سے جاہل اور تعلیم یافتہ دونوں مستفید ہوتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ اگر مرزا غلام احمد قادیانی اس لمبے عرصہ میں ورطۂ جہالت میں رہا اور وفات مسیح کی تیس آیات اسے معلوم نہ تھیں تو کیا وہ عام عقل اور تجربہ سے بھی اتنا خالی تھا کہ اس عقیدے کے خلاف فطرت ہونے کو وہ نہ سمجھ سکا۔ مرزائیوں کا یہ کہنا کہ مرزا جیب میں رکھے گڑ کے ڈھیلوں اور استنجا کے ڈھیلوں میں فرق نہیں کرسکتا تھا۔ یہ عذر یہاں ہرگز لائق قبول نہیں ہوسکتا۔

بارگاہ رب العزت میں دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ حق بیان کرنے کی توفیق دے اور مخلوق خدا کو حق سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ وباللہ التوفیق!

حیات حضرت مسیح ابن مریم علیہما السلام پر دلائل

دلیل نمبر:۱

”قال سبحانہ وتعالیٰ اذ قال اللّٰہ یٰعیسٰی انی متوفیک ورافعک الیّ ومطھرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیامۃ (پارہ:۳، رکوع:۱۴) “﴿(از حضرت شاہ عبدالقادر محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) جس وقت کہا اللہ تعالیٰ نے۔ اے عیسیٰ میں تجھ کو بھرلوں گا اور اٹھالوں گا اپنی طرف اور پاک کروں گا کافروں سے اور جنہوں نے تیری پیروی کی انہیں ان پر جنہوں نے انکار کیا۔ فوقیت دینے والا ہوں قیامت کے دن تک۔﴾

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ترجمہ وتفسیر فتح الرحمٰن میں زیر آیت ہذا تحریر فرمایا ہے کہ: ''اے عیسیٰ ہر آئینہ من بر گیرندۂ توام یعنی ازیں جہاں دبردارندۂ توام بسوئے خود۔''

ناظرین کرام! یہ آیت مبارکہ اس بات پر زبردست اور محکم دلیل ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ بجسدہ العنصری آسمان پر اٹھائے گئے۔ کیونکہ آیت مبارکہ میں لفظ ''عیسیٰ'' سے مراد نہ فقط جسم ہے اور نہ ہی فقط روح۔ بلکہ جسم مع الروح یعنی زندہ عیسیٰ اور ہر چار ضمائر خطاب کا مخاطب وہی ایک زندہ عیسیٰ بعینہ ہے۔ کیونکہ ضمیر خطاب معرفہ ہے اور بوجہ تقدیم عطف وتاخیر ربط اس آیت مبارکہ کا مطلب یہ ہے کہ چاروں واقعات (توفی، رفع، تطہیر، غلبہ تابعین) قیامت سے پہلے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ کے ساتھ واقع ہو جائیں گے اور صیغہ اسم فاعل آئندہ زمانے کے لئے بکثرت استعمال ہوتا ہے۔ جیسے قرآن مجید میں ہے: ''**وانا لجاعلون ما علیها صعیدًا جرزا** (کھف)'' یعنی ﴿ہم یقیناً اسے جو (اس) زمین پر ہے ہموار سبزہ میدان سے خالی بنانے والے ہیں۔﴾

دیگر اس آیت کریمہ میں رب العزت نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بطور تسلی کے کفار یہود کے مکر کے خلاف چار وعدے فرمائے ہیں جن کا ایفا اور پورا ہونا منجانب اللہ جلد از جلد اور بلا توقف ضروری ہے۔ جیسا کہ عند المرزا بھی مسلم ہے۔ (آئینہ کمالات اسلام ص ۴۱-۴۶، خزائن ج ۵ ص ایضاً، سراج الدین کے چار سوالوں کا جواب ص ۲۷-۳۲، خزائن ج ۱۲ ص ۳۵۳-۳۵۸)

وعدۂ اوّل: ''**وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الٰی یوم القیامة**'' کا ایفاء ''**فایدنا الذین آمنوا علٰی عدوهم فاصبحوا ظاهرین** (صف)'' سے پورا ہوا ہے۔ پس ''فایدنا'' لفظ ماضی ہے اور مقولہ رب العزت کا ہے۔

وعدۂ دوم: ''**ومطهرک من الذین کفروا**'' کا ایفاء ''**واذ کففت بنی اسرائیل عنک**'' سے پورا ہوا اور ظاہر ہوا۔ (مائدہ) یہاں بھی ''کففت'' فعل ماضی ہے اور مقولہ رب العزت کا ہے۔

اب اگر کہا جائے کہ ''یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑ لیا سولی پر چڑھایا منہ پر تھوکا، پیٹھ پر کوڑے مارے سر پر کانٹوں کا تاج پہنایا۔ پاؤں میں میخیں گاڑ دیں۔ منہ پر طمانچے مارے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (ازالہ اوہام حصہ اوّل ص ۳۸۰، خزائن ج ۳ ص ۲۹۵) پر تحریر کیا ہے تو پھر یہ الہام بطور تسلی ہرگز نہیں بنتا اور نہ ہی ''**اذ ایدتک بروح القدس**'' اور ''**واذ**

کففت بنی اسرائیل عنک '' کے یہ معنے بنتے ہیں اور نہ ہی یہ انعام بنتا ہے۔ لہٰذا ماننا پڑے گا کہ یہودیوں کے ناپاک ہاتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وجود پاک تک اللہ تعالیٰ نے پہنچنے ہی نہیں دیئے اور یہی منشاء ہے۔ ''مطھرک من الذین کفروا'' کا۔''

وعدۂ سوم: ''ورافعک الیّ'' کا ایفاء ''بل رفعه الله الیه'' سے ظاہر اور پورا ہو گیا ہے۔ کیونکہ لفظ ''رفع'' فعل ماضی ہے اور مقولہ رب العزت کا ہے۔ (نساء)

وعدۂ چہارم: اب اگر ''انی متوفیک'' کے معنی موت لینے کے ہیں۔ جیسا کہ مرزائی کمپنی کے ایجنٹ حضرات کہتے ہیں تو یہ بھی ایک وعدہ ہے تو اس کا ایفاء لفظ ماضی سے جو منجانب اللہ ہو دکھائیں اور مسلمانوں سے انعام حاصل کریں یا کسی مفسر نے اس آیت کے معنی ''قدمات عیسٰی ودفن فی الارض'' کے کئے ہیں یا پھر ''یٰعیسٰی انی متوفیک'' کے کسی صحابی سے یا تابعی یا کسی تبع تابعی سے یا کسی مجدد سے یا کسی مفسر سے یہ الفاظ خدا کی طرف سے دکھاؤ۔ ان شاء اللہ! ہمارا دعویٰ ہے کہ لفظ توفی بصیغہ ماضی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں قرآن مجید کی ابتداء سے انتہاء تک آپ نہیں دکھا سکتے۔ بایں طور پر کہ مقولہ خدا کا ہو۔

نیز مرزا قادیانی کو بھی اس آیت مبارکہ ''یٰعیسٰی انی متوفیک'' کا الہام ہوا تھا۔ (براہین احمدیہ) حالانکہ مرزا قادیانی اس الہام کے بعد تقریباً ۲۴/۲۳ سال زندہ رہے۔ اگر توفی کا معنی موت ہی ہے تو مرزا قادیانی اتنا عرصہ کیوں زندہ رہے؟ ان پر موت کیوں نہ وارد ہوئی؟ جب کہ توفی کا الہام بھی ہو چکا تھا اور مرزا قادیانی اس کا ترجمہ یہ لکھتے ہیں: ''اے عیسیٰ میں تجھے پوری نعمت دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔'' (براہین احمدیہ ج۴ ص۵۶۶، خزائن ج۱ ص۶۲۰)

دوسری جگہ اسی براہین احمدیہ میں اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں: ''اے عیسیٰ میں تجھ کو کامل اجر بخشوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔'' (براہین احمدیہ ج۴ ص۶۱۰، خزائن ج۱ ص۶۶۴)

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''تفسیر کبیر'' میں لکھا ہے کہ توفی کی تین نوعیں ہیں۔ ایک موت، دوسری نوم اور تیسری اصعاد الی السماء یعنی آسمان پر اٹھانا اور اس جگہ آسمان پر اٹھانا مراد ہے۔

توفی کے حقیقی معنی ایک چیز کو پورا پورا لینا ہے جس جگہ بھی موت کے معنی لئے گئے ہیں وہ بطور کنایہ کے ہیں۔ قرآن مجید میں جس جگہ بھی ''توفی'' کا لفظ موت کے معنوں میں آیا ہے وہاں قرینہ موجود ہے۔ توفی ایک جنس ہے۔ لہٰذا اس کے تعین کے لئے کسی قرینہ کی حاجت ہوگی۔ دلیل نمبر۳ میں اس کی مکمل تفصیل درج ہے۔ ''بل رفعه الله الیه'' کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ

السلام کا جسمانی رفع ہوا ہے۔ اس جگہ اللہ تعالیٰ نے ''رفع مع توفی'' کا ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی:۶۰۶ھ) فرماتے ہیں: ''ان التوفی اخذ الشیٔ وافیًا ولما علم اللّٰہ ان من الناس من یخطر بباله ان الذی رفعه اللّٰہ هو روحه لا جسده ذکر هٰذا الکلام لیدل علٰی انه علیه الصلوٰة والسلام رفع بتمامه الی السمآء بروحه بجسده'' (تفسیر کبیر ج۲ ص۴۵۸، مطبوعہ مصر)

یعنی توفی کے معنی کسی چیز کو پورا پورا لے لینا اور اللہ تعالیٰ کو اپنے علم قدیم سے اس بات کا علم تھا کہ کسی شخص کے دل میں یہ خیال بھی گزرے گا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صرف روح کو اٹھایا تھا اور جسم کو نہیں اٹھایا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ کلام ''انی متوفیک ورافعک الیّ'' فرمایا تاکہ اس امر پر دلالت کرے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتمامہ مع جسم اور روح کے زندہ آسمان پر اٹھالیا ہے۔

اسی طرح حضرت علامہ علاؤالدین بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۳۹ھ) تفسیر خازن میں فرماتے ہیں: ''ان معنی التوفی اخذ الشیٔ وافیا ولما علم اللّٰہ تعالٰی ان من الناس من یخطر بباله ان الذی رفعه اللّٰہ الیه هو روحه دون جسده کما زعمت النصاریٰ ان المسیح رفع لا هوته یعنی روحه وبقی فی الارض ناسوته یعنی جسده فرد اللّٰہ علیهم بقوله انی متوفیک ورافعک الیّ فاخبر اللّٰہ انه رفع بتمامه الی السمآء بروحه وجسده جمیعًا'' (تفسیر الخازن مصری ج۱ ص۲۳۴)

توفی کا معنی ہے ''کسی کو پورا پورا لے لینا'' اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا تھا کہ بعض لوگوں کے دل میں شیطان یہ وسوسہ ڈالے گا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کی صرف روح اٹھائی ہے جسم نہیں اٹھایا۔ جیسا کہ نصاریٰ کا گمان ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی روح اٹھائی گئی ہے اور جسم زمین پر باقی رہ گیا ہے۔ پس اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے نصاریٰ کا (اور ان کے مقلدین مرزائیہ کا) رد فرمادیا اور بتادیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بتمامہ اٹھالئے گئے ہیں۔ یعنی روح اور جسم دونوں کے ساتھ نہ صرف روح کے ساتھ۔

سبحان اللہ! قرآن مجید کیسا معجز کلام ہے۔ لیکن ہر دو مفسرین رحمۃ اللہ علیہ بھی قرآن مجید کے کیسے رمز شناس ہیں کہ جو بات مرزا قادیانی کئی صدیوں بعد کہنے والے تھے اس کی تردید پہلے ہی فرمادی۔ یہ ایک عظیم الشان پیش گوئی ہے۔ جو پوری پوری واقع ہوئی۔ سبحان ما اصدق کلامه!

آگے چل کر امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''قولہ انی متوفیک یدل علی حصول التوفی وھو جنس تحتہ انواع بعضھا بالموت وبعضھا بالاصعاد الی السماء فلما قال بعدہ ورافعک الیّ کان ھذا تعیینا للنوع ولم یکن تکراراً''

(تفسیر کبیر مصری ج ۲ ص ۴۵۸)

یعنی خدا تعالیٰ کا قول ''انی متوفیک'' صرف حصول توفی پر دلالت کرتا ہے۔ پس جب خدائے تعالیٰ نے اس کے بعد ''ورافعک الیّ'' فرمادیا تو یہ نوع کی تعیین کے لئے ہوا نہ کہ تکرار کے لئے۔ اسی طرح حضرت علامہ قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۸۵ھ) نے بذیل آیت مبارکہ ''فلما توفیتنی'' فرمایا ہے: ''فلما توفیتنی بالرفع الی السمآء لقولہ تعالیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ والتوفی اخذ الشیٔ وافیًا والموت نوع منہ قال اللّٰہ تعالیٰ اللّٰہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا''

(تفسیر بیضاوی مصری ج ۲ ص ۱۷۷)

یعنی ''فلما توفیتنی'' کے معنی یہ ہیں کہ خدایا جب تو نے مجھے آسمان پر اٹھالیا۔ بدلیل ''انی متوفیک ورافعک الیّ'' کیونکہ توفی کے معنی ہیں کسی شئے کو پورا پورا لے لینا اور موت اس کی ایک نوع ہے۔ چنانچہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا: ''اللّٰہ یتوفی الانفس..... الآیۃ''

توفی سے مراد موت لینا معنی مجازی ہے۔ ''ومن المجاز ادرکہ الوفاۃ'' اور معنی مجازی لینا وہاں جائز ہے۔ جہاں حقیقت متعذر ہو۔ مجاز کی طرف تب ہی رجوع کیا جاتا ہے کہ جب معنی حقیقی کا ارادہ ناجائز اور ممتنع ہو جائے۔ ورنہ جب تک حقیقت پر عمل ممکن ہوگا۔ اس وقت تک مجاز کی طرف ہرگز رجوع نہیں کیا جائے گا۔ چنانچہ شروح عقائد نسفی میں ہے۔ ''النصوص من الکتاب والسنۃ تحمل علی ظواھرھا وصرف النصوص عن ظواھرھا الحاد'' یعنی ظاہر نص سے بلا کسی دلیل قطعی کے عدول کرنا ناجائز اور حرام ہے۔ بلکہ الحاد اور زندقہ ہے۔ لہٰذا اس آیت مبارکہ میں توفی کے حقیقی معنی لئے جائیں گے اور موت کے معنی میں اس جگہ یہ لفظ استعمال نہیں ہوسکتا۔

پس اس آیت مبارکہ سے یہ ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بجسدہ العنصری زندہ آسمان پر اٹھالیا اور قرآن مجید میں ''رفع التوفی'' سے ان کے رفع جسمانی کو ظاہر فرمایا۔

مرزائی اعتراض

۱..... براہین احمدیہ میں مرزا قادیانی نے ''متوفیک'' کے جو معنی کئے ہیں وہ مامور و مرسل ہونے اور وفات حضرت مسیح علیہ السلام کے الہام سے پہلے کے ہیں۔

جواب ۱: مرزا قادیانی براہین احمدیہ کی تصنیف کے وقت ملہم، مامور، مجدد، نبی اور رسول ہونے کے مدعی تھے۔ (ایام الصلح ص ۷۵، خزائن ج ۱۴ ص ۳۰۸)

اور ''الرحمٰن علم القرآن'' کا انہیں الہام ہو چکا تھا۔ نیز براہین احمدیہ حضور اکرم ﷺ کے دربار میں پیش ہو کر رجسٹرڈ ہو گئی تھی۔ جو قطب ستارہ کی طرح غیر متزلزل اور مستحکم ہے۔ (براہین احمدیہ حاشیہ ص ۲۴۹، خزائن ج ۱ ص ۲۷۵)

ناظرین کرام! جب کشف میں (بقول مرزا قادیانی) براہین احمدیہ رسول اکرم ﷺ کے دربار میں پیش ہو کر قبولیت حاصل کر رہی تھی۔ کیا اس وقت ''توفی'' کی بحث جس کے معنی میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا، لئے گئے ہیں، نظر مبارک سے نہ گزرے؟ اگر گزرے تھے تو بقول مرزائیاں غلط ہونے کی وجہ سے رسول اکرم ﷺ نے انہیں کاٹ کیوں نہ دیا؟ انصاف!

اور سنئے! مرزا قادیانی اپنی کتاب ''سراج منیر'' لکھنے کے وقت مدعی رسالت اور حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات کے قائل تھے۔ چنانچہ مرزا قادیانی مذکورہ کتاب میں اس الہام ''یٰعیسٰی انی متوفیک'' کے متعلق لکھتے ہیں کہ: ''براہین احمدیہ کا وہ الہام یعنی ''یا عیسٰی انی متوفیک'' جو سترہ برس سے شائع ہو چکا ہے۔ اس کے اس وقت خوب معنے کھلے ہیں۔ یعنی یہ الہام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس وقت بطور تسلی ہوا تھا۔ جب یہود ان کے مصلوب کرنے کے لئے کوشش کر رہے تھے اور اس جگہ بجائے یہود، ہنود کوشش کر رہے ہیں اور الہام کے یہ معنے ہیں کہ میں تجھے ایسی ذلیل اور لعنتی موتوں سے بچاؤں گا۔ دیکھو اس واقعہ نے عیسیٰ علیہ السلام کا نام اس عاجز پر کیسے چسپاں کر دیا۔'' (سراج منیر ص ۲۰، خزائن ج ۱۲ ص ۲۳)

پس ثابت ہوا کہ ''متوفیک'' کے معنی موت سے بچانے کے ہیں نہ کہ موت۔ لہٰذا مرزائیوں کو کوئی حق حاصل نہیں کہ اس ''توفی'' کے معنی موت مراد لیں۔

مرزائی اعتراض

۲..... رئیس المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ''متوفیک'' کے معنی ''ممیتک'' کئے ہیں۔ (تعلیقات بخاری)

پس حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول کے مقابلہ میں کسی کی تفسیر معتبر نہیں ہے۔ کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں دعا فرمائی تھی اور یہ قول اس کتاب میں ہے جو ''اصح الکتب بعد کتاب اللہ'' ہے۔

جواب ۲: ''ممیتک'' والی تفسیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ثابت نہیں۔ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اس قول کو (تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۳۶۶) پر نقل کیا ہے اور اس میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والے راوی کا نام طلحہ ہے اور (در منثور ج ۲ ص ۳۶) پر منقول ہے کہ راوی کا نام علی ابن ابی طلحہ ہے۔ جس کو (تقریب التہذیب ص ۲۷۲، میزان الاعتدال ج ۳ ص ۱۳۴، تہذیب التہذیب ج ۷ ص ۳۳۹، ج ۲ ص ۲۲۷) میں ضعیف الحدیث لکھا ہے۔ نیز ضعیف الحدیث اور منکر الحدیث ہونے کے علاوہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس کا سماع بھی ثابت نہیں ہے اور اس نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہی نہیں۔ پس یہ روایت روایات صحیحہ کے مقابلے میں پیش نہیں ہوسکتی۔ اگر ''متوفیک'' کے معنی ''ممیتک'' مانے جائیں تو وہ اس وقت ہیں جب کہ آیت مبارکہ میں تقدیم وتاخیر مانی جائے۔ چنانچہ تفسیر خازن وتفسیر کبیر میں تحت آیت ہذا مرقوم ہے۔ ''ان فی الآیۃ تقدیمًا وتاخیرًا انی رافعک الیّ ومطھرک من الذین کفروا ومتوفیک بعد انزالک الی الارض'' (تفسیر خازن ج ۱ ص ۲۳۴، تفسیر کبیر ج ۲ ص ۴۵۸)

یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ''متوفیک'' کے جو معنی ''ممیتک'' کئے ہیں۔ وہ اس وقت ہیں جب کہ اس آیت مبارکہ میں تقدیم وتاخیر مانی جائے۔ جس کا مطلب یہ ہوگا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ اے عیسیٰ! میں تجھ کو اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور تجھ کو آسمان سے زمین پر اتارنے کے بعد فوت کرنے والا ہوں اور آخر میں حضرت امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی لکھا ہے کہ: ''ومثلہ من التقدیم والتاخیر کثیر فی القرآن'' جیسا کہ آیت مبارکہ ''یٰمریم اقنتی لربک واسجدی وارکعی مع الراکعین'' میں تقدیم وتاخیر ہے۔ اسی طرح حضرت علامہ نسفی رحمۃ اللہ علیہ اور صاحب تفسیر ابی السعود فرماتے ہیں: ''متوفیک ای ممیتک فی وقتک بعد النزول من السمآء ورافعک الآن''

(تفسیر المدارک مصری بہامشہ تفسیر خازن ج ۱ ص ۲۳۴، تفسیر ابی السعود مصری بہامشہ تفسیر کبیر ج ۲ ص ۲۸۶)

یعنی اب تو تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور آسمان سے اترنے کے بعد تیری موت کے وقت تجھے ماروں گا۔ بعض مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور معنی بھی کئے ہیں۔ چنانچہ قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت علامہ نفسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ''متوفیک ای ممیتک عن

الشھوات العائقة العروج الی عالم الملکوت‘‘

اب بھی دل کا غبار دور نہ ہو تو مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہ کا اس واؤ عاطفہ کی غیر ترتیبی کے متعلق ایک اور فیصلہ بھی سن لیجئے۔

’’ان الواؤ فی قوله تعالیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ لا تفید الترتیب فالآیة تدل علیٰ انه تعالیٰ یفعل به هٰذه الافعال فاما کیف یفعل ومتیٰ یفعل فالامر فیه موقوف علی الدلیل وقد ثبت بالدلیل انه حق وورد الخبر عن النبی ﷺ انه سینزل ویقتل الدجال ثم انه تعالیٰ یتوفاه بعد ذالک‘‘

(تفسیر کبیر مصری ج ۲ ص ۴۵۸، تفسیر خازن مصری ج ۱ ص ۲۳۴)

یعنی آیت مبارکہ ’’**انی متوفیک ورافعک الیّ**‘‘ میں واو ترتیب کے لئے نہیں ہے۔ اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام سے کئی وعدے فرمائے ہیں کہ میں تیرے ساتھ یوں یوں کروں گا۔ مگر یہ بات کہ کیسے کرے گا اور کب کرے گا۔ یہ چیز محتاج دلیل ہے۔ مگر تحقیق دلیل سے یہ بات ثابت ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام زندہ ہیں۔ رسول اکرم ﷺ کا فرمان مبارک ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔ پھر اللہ تبارک وتعالیٰ ان کو فوت کرے گا۔ دیگر علم نحو کی تمام کتابوں میں بالاتفاق موجود ہے کہ حرف واؤ میں ترتیب ضروری اور لازمی نہیں ہے۔ جیسا کہ ’’**الواؤ للجمع لاترتیب فیها**‘‘ (کافیہ)

علاوہ ازیں فقہ کی آخری کتاب ہدایہ اوّلین کتاب الطہارت باب الوضو کے ضمن میں صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ ’’**حرف الواؤ وهی لمطلق الجمع باجماع اهل اللغة**‘‘ اور اس عبارت پر شارح حاشیہ میں فرماتے ہیں کہ ’’**ان النحاة اجمعو اعلیٰ ان الواو لمطلق الجمع ذکره سیبویه فی سبعة عشر موضعًا فی کتابه**‘‘ (ہدایہ ج ۱ ص ۲۲)

ناظرین کرام! کتنا صاف اور واضح مسئلہ ہے کہ واؤ مطلق جمع کے لئے ہے۔ اس میں ترتیب ضروری نہیں ہے اور اس میں کسی نحوی کو بھی اختلاف نہیں ہے۔ لیکن اپنے عقیدۂ فاسدہ کو ثابت کرنے کے لئے قادیانی مسلمہ اصولوں سے بھی انکار کر رہے ہیں۔ خدا انہیں عقل سلیم عطاء فرماوے۔ آمین!

مرزائیو! اگر اب بھی تسلی نہ ہوئی ہو تو آپ کے اطمینان قلب کے لئے مرزا قادیانی سے دستخط کرائے دیتا ہوں۔ چنانچہ مرزا قادیانی فرماتے ہیں: ’’یہ ضروری نہیں کہ حروف واؤ کے ساتھ ہمیشہ ترتیب کا لحاظ واجب ہو۔‘‘ (تریاق القلوب حاشیہ ص ۱۴۳، خزائن ج ۱۵ ص ۴۵۴)

دیگر حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے صحیح روایت ہے اور اس پر تمام مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہ کا اتفاق ہے کہ:

۱..... ''قال القرطبی رحمۃ اللہ علیہ والصحیح ان اللہ تعالیٰ رفعه من غیر وفاة ولانوم کما قال الحسن وابن زید وهو اختیار الطبری رحمۃ اللہ علیہ وهو الصحیح عن ابن عباس رضی اللہ عنہ'' (تفسیر ابوالسعود (۹۵۱ھ) بہامشہ تفسیر کبیر ج ۲ ص ۲۸۶)

یعنی حق بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کو بغیر وفات اور بغیر نیند کے آسمان پر اٹھالیا۔ جیسا کہ حضرت حسن اور حضرت ابن زید نے کہا اور اسی کو حضرت علامہ ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ نے اختیار کیا اور یہ معنی صحت کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

۲..... دیگر ایک اور روایت میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے صحیح ثابت ہے کہ:

''والصحیح کما قال القرطبی رحمۃ اللہ علیہ ان اللہ تعالٰی رفعه من غیر وفاة ولانوم وهو اختیار الطبری والروایة الصحیة عن عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ'' (تفسیر روح المعانی ج ۳ ص ۱۵۸ مصری)

نوٹ: روایت مذکورہ کا ترجمہ تقریباً وہی ہے جو ماقبل روایت میں گزر چکا ہے۔

۳..... اسی طرح ایک اور روایت میں صحیح ثابت ہے۔ فرماتے ہیں: ''ان اللہ رفعه بجسده وانه حی الآن وسیرجع الی الدنیا فیکون فیها ملکًا ثم یموت کما یموت الناس'' (طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۲۶)

یعنی بے شک اللہ تعالیٰ نے ان کو جسم سمیت (آسمان پر) اٹھالیا ہے اور وہ اسی طرح زندہ ہیں۔ عنقریب دنیا کی طرف نزول فرمائیں گے اور دنیا میں صاحب حکومت ہوں گے اور پھر فوت ہوں گے۔ جس طرح عام لوگ فوت ہوتے ہیں۔

۴..... چنانچہ ایک روایت میں علامہ قرطبی رقمطراز ہیں: ''والصحیح ان اللہ تعالٰی رفعه الی السماء من غیر وفاة ولانوم کما قال الحسن وابن زید وهو اختیار الطبری وهو الصحیح عن ابن عباس رضی اللہ عنہ وقاله الضحاک رحمۃ اللہ علیہ''

(تفسیر قرطبی ج ۴ ص ۱۰۰)

نوٹ: اس روایت کا ترجمہ بھی تقریباً وہی ہے جو ماقبل دو روایات میں گزر چکا ہے۔

ناظرین کرام! انصاف سے دیکھئے کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کتنے صاف اور صریح الفاظ میں کیسی صحیح روایات موجود ہیں۔ ہاں اور بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کئی روایات پیش کی جاسکتی ہیں۔ لیکن سردست انہیں پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

سبحان اللہ! مرزا قادیانی اور ان کے مقلدین مرزائیہ کے لئے مفسرین کرام رحمہم اللہ کا یہ کتنا ناطق فیصلہ ہے۔ مگر وہ قوم جو خالق کے کلام سے منکر ہے وہ مخلوق کے کلام کو کیا جانے۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین!

حاصل یہ کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حیات حضرت مسیح علیہ السلام کے قائل تھے۔ ان پر وفات کا اتہام لگانے والا مفتری وکذاب انسان ہے۔ دیگر بخاری شریف کے اصح الکتب بعد کتاب اللہ کا یہ مطلب ہے کہ اس کتاب کی احادیث مرفوعہ نہایت صحیح اور قابل اعتماد ہیں اور اس پر امت کا اجماع ہے۔ مگر تعلیقات وموقوفات کے متعلق یہ اجماع نہیں ہے۔ یہ روایت تعلیقات میں ہے۔ پس یہ اس اجماع سے خارج ہے اور حافظ ابن صلاح رحمہ اللہ کے مقدمہ علم حدیث ص ۴۰، ۴۱ میں اس امر کی تصریح موجود ہے۔

مرزائی اعتراض

بعض مفسرین مثلاً ابن کثیر رحمہ اللہ وغیرہ نے زیر بحث آیت: ''متوفیک'' میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تین گھنٹے یا سات گھنٹے فوت ہوگئے تھے۔

جواب: بعض مفسرین کرام رحمہم اللہ نے صرف تردید کی غرض سے عیسائیوں کا یہ قول نقل کیا ہے۔ مگر اس قول کے بعد ''وفیه ضعف'' درج ہے۔

چنانچہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''والنصاریٰ یزعمون ان اللّٰه تعالیٰ توفاه سبع ساعات ثم احیاه'' (تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۳۶۶، مطبوعہ مصر)

یعنی نصاریٰ کا یہ گمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کو سات گھنٹے مردہ رکھا اور پھر زندہ کر کے آسمان پر اٹھالیا اور اس قول کے متعلق کہ ''انها من زعم انصاریٰ'' یہ نصاریٰ کے گمان میں ہے اور ''ماهو الافتراء وبهتان عظیم'' اور یہ افتراء اور بہتان عظیم ہے۔

ناظرین کرام! قابل غور امر یہ ہے کہ یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کے درپے تھے۔ قتل کا سامان تیار تھا۔ اسی وقت خداوند کریم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تسلی کے لئے ان سے توفی اور رفع کا وعدہ فرمایا۔ اب اگر بقول مرزائیاں توفی کے معنی موت کے لئے جائیں تو اس کا

مطلب یہ ہوگا کہ یہودی مارنے کے درپے تھے۔ حضرت عیسیٰ نے التجاء کی تو اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا کہ میں بھی تجھے مارنے والا ہوں۔ بتایئے اس میں کون سی تسلی ہے اور قرآن مجید میں اس جگہ موت کے معنی کرنے سے کلام میں کون سی خوبی پیدا ہوتی ہے؟ جب کہ محافظ حقیقی بھی مارنے پر آمادہ ہو چکا ہو؟ اور حضرت مسیح علیہ السلام کے لئے تسلی واطمینان کا کون سا موقع ہوسکتا تھا؟ پس اس جگہ موت کے معنی لینا، قواعد عربیت سیاق وسباق قرآن مجید اور رافعک کی قید کے ہوتے ہوئے کسی طرح جائز نہیں۔

نیز قرآن مجید میں ''توفی'' کے ساتھ ''رفع'' کا ذکر ہے اور آیت مبارکہ ''بل رفعه الله اليه'' کے مطابق رفع فتنہ صلیبی کے وقت ہوا۔ اب اگر اس جگہ توفی کے معنی موت کے لئے جائیں تو یہود کا قول ''انا قتلنا المسيح'' ثابت ہوتا ہے۔ موت کا سامان اس وقت وہی تھا جو یہودیوں نے اس وقت تیار کر رکھا تھا۔ اب اگر سوائے قتل کے موت کا اور ذریعہ تسلیم کیا جائے۔ تب بھی ماننا پڑے گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فتنہ صلیبی کے وقت فوت ہو گئے تھے۔ اس سے بزعم مرزا قادیانی کشمیر کی ستاسی سالہ زندگی کا قصہ باطل ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ مرزائی حضرات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فتنہ صلیبی کے بعد کشمیر میں ستاسی سال زندہ رہنے کے قائل ہیں۔

(نور القرآن وراز حقیقت ص ۱۹، ۲۰، خزائن ج ۱۴ ص ۱۷۱)

لہٰذا مرزائیوں کے عقیدہ کے مطابق بھی اس جگہ توفی کے معنے موت کے نہیں لئے جاسکتے۔ اگر لئے جائیں تو ستاسی سالہ زندگی کہاں سے ثابت ہوگی؟ مرزائیو! خدارا سوچئے!

نکتہ عجیبہ: قرآن مجید میں موت کے مقابلے میں لفظ حیات آیا ہے۔ جیسا کہ ''خلق الموت والحياة'' لیکن توفی کے مقابلے میں لفظ حیات استعمال نہیں ہوا۔ اگر توفی کا معنی موت ہے تو اس کا استعمال ہونا چاہئے تھا۔ لیکن نہیں ہے۔ (تفسیر جواہر القرآن ج ۱ ص ۳۰۴)

کیا کسی نے خوب کہا ہے کہ ؎

ابن مریم زندہ ہیں حق کی قسم
ہیں مگر افلاک پر وہ محترم

دلیل نمبر: ۲

''قال سبحانه وتعالىٰ وكنت عليهم شهيدًا ما دمت فيهم فلما توفيتني كنت انت الرقيب عليهم'' ﴿میں ان پر نگہبان رہا۔ جب تک ان میں موجود رہا۔ پھر جب تو

نے مجھے اٹھالیا تو پھر تو ہی ان پر نگران رہا۔﴾

یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے قیامت کے دن امت کے بارہ میں سوال ہوگا تو یہ ارشاد فرمائیں گے کہ جب تک میں زندہ زمین پر رہا۔ اس وقت تو میں نگہبان رہا اور جب تو نے مجھے آسمان پر اٹھالیا۔ اس وقت آپ ہی نگہبان تھے۔ توفی کے حقیقی معنی موت نہیں۔ بلکہ اس کے معنی ''اخذ الشیٔ وافیًا ''یعنی کسی چیز کو پورا پورا لے لینا ہیں۔ جیسا کہ پہلی دلیل کے ضمن میں ثابت کیا جاچکا ہے اور آیات مبارکہ ''رافعک الیّ ''اور ''بل رفعہ اللہ الیہ ''قطعی طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمی پر دلالت کرتی ہیں۔

پس قرآن مجید میں جو توفی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں ہے اس کے معنی رفع لینے کے لئے ''رافعک الیّ ''اور ''بل رفعہ اللہ الیہ ''صریح قرینے ہیں اور جب ثابت کیا جاچکا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ''توفی رفع آسمانی ''سے ہوئی تو اب آیت مبارکہ ''فلما توفیتنی ''میں بھی توفی سے مراد رفع آسمانی ہی ہے نہ کہ کچھ اور۔ چنانچہ جملہ تفاسیر معتبرہ میں ''فلما توفیتنی ''کے معنی ''رفعتنی ''لکھے ہوئے ہیں۔ چند حوالہ جات ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہیں:

۱..... ''برگرفتی مرا ''یعنی برآسمان (ترجمہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

۲..... ''فلما توفیتنی یعنی فلما رفعتنی الی السماء فالمراد بہ وفاۃ الرفع لا الموت '' (تفسیر خازن مصری ج۱ ص۵۰۱)

۳..... ''فلما توفیتنی باالرفع الی السماء لقولہ تعالیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ والتوفی اخذ الشیٔ وافیًا والموت نوع منہ قال اللہ تعالی اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا''

یعنی ''فلما توفیتنی ''کے معنی یہ ہیں کہ خدایا جب تو نے مجھے آسمان پر اٹھالیا۔ بہ دلیل ''انی متوفیک ورافعک الیّ ''کیونکہ ''توفی ''کے معنی ہیں۔ پورا پورا لے لینا اور موت اس کی ایک نوع ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے فرمایا: ''اللہ یتوفی الانفس ''اسی طرح سے تفسیر کبیر اور دیگر تفاسیر معتبرہ میں مرقوم ہے۔

ان مندرجہ بالا عبارات کا حاصل مطلب یہ ہے کہ آیت مبارکہ ''فلما توفیتنی ''میں ''توفی ''سے مراد آسمان پر زندہ اٹھالینا ہے۔ موت ہرگز نہیں۔ کیونکہ ''توفی ''کے معنی کسی چیز کو پورا پورا لے لینا ہے۔ اب ''فلما توفیتنی ''کے معنی یہ ہوئے کہ اے الٰہی جب تک میں ان میں

رہا ان کی نگرانی کرتا رہا۔ جب تو نے مجھے آسمان پر اٹھالیا تو تو ہی ان کا نگران حال رہا۔

پس اس آیت مبارکہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ آسمان پر اٹھایا جانا ثابت ہوتا ہے۔

مرزائی اعتراض

اس آیت مبارکہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ حضور اکرم ﷺ نے بھی فرمایا ہے کہ قیامت کے دن میں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح کہوں گا: ''**فاقول کما قال العبد الصالح (وکنت علیھم..... فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم)**'' (تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۱۳۲، صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۷۳، ج ۲ ص ۹۶۶، مشکوٰۃ ص ۴۸۳، ترمذی ص ۴۵۴، ۳۴۸، مسلم ج ۲ ص ۳۸۴)

جواب: توفی کی بحث پہلی دلیل کے ضمن میں گزر چکی ہے۔ اس آیت مبارکہ میں ''**توفیتنی**'' سے مراد جب کہ تو نے مجھے مار دیا لینا از روئے قواعد عربیت جائز نہیں۔ صحیح بخاری شریف کی جو حدیث پیش کی جاتی ہے اس میں نبی کریم ﷺ نے اپنے قول کو حضرت مسیح علیہ السلام کے قول کے ساتھ تشبیہ دی ہے اور یہ نہیں فرمایا: ''**فاقول ماقال العبد الصالح**'' بلکہ ''**فاقول کما قال العبد الصالح**'' فرمایا۔ کیونکہ عبارت اولیٰ کا مطلب تو یہ ہے کہ میں وہی کہوں گا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے اور عبارت ثانیہ کا مطلب یہ ہے کہ میں ان کی مانند کہوں گا۔

لہٰذا یہ ماننا پڑے گا کہ حضور اکرم ﷺ کی توفی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توفی کے بالکل مغائر ہے۔ کیونکہ یہ مسئلہ مسلم ہے کہ مشبہ اور مشبہ بہ مغائر ہوتے ہیں اور ظاہر ہے کہ نبی کریم ﷺ کی توفی بذریعہ موت ہوئی ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توفی قطعاً یقیناً ''**رفع جسمانی**'' اور ''**اصعاد الی السماء**'' کے ذریعہ سے ہونی چاہئے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: ''**انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھدًا علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولا**'' یعنی ہم نے تمہاری طرف رسول شاہد بھیجا۔ جیسا کہ فرعون کی طرف رسول بھیجا گیا تھا۔

اب مرزائیوں کے قول کے مطابق نبی کریم ﷺ کی رسالت اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی رسالت ایک جیسی ہونی چاہئے۔ کیونکہ ان کے نزدیک مشبہ اور مشبہ بہ میں مشارکت تام ہونی چاہئے۔ حالانکہ حضور نبی کریم ﷺ کی رسالت رسالت عامہ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی رسالت رسالت خاصہ ہے۔

دیگر یہاں لفظ ''کما'' فرمایا گیا ہے جو کہ تشبیہ کے لئے آتا ہے۔ لہٰذا مشبہ اور مشبہ بہ کے درمیان مغائرت کا ہونا ضروری ہے۔ پس مغائرت سوائے اس کے اور کسی طرح سے نہیں ہوسکتی کہ حضور اکرم ﷺ کی توفی بالموت اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توفی جسم عنصری سے ہوئی ہو۔ جیسا کہ اسی دلیل کے ضمن میں تفسیر خازن کے حوالہ سے گزر چکا ہے کہ: ''فلما توفیتنی ای فلما رفعتنی الی السماء فالمراد به وفات الرفع لا الموت'' (تفسیر خازن ج ۱ ص ۵۰۱)

نیز مرزا قادیانی کو بھی مسلم ہے کہ مشبہ اور مشبہ بہ میں مغائرت ہوتی ہے۔

(تحفہ گولڑویہ ص ۱۰۱، خائن ج ۱۷ ص ۲۶۳)

دیگر اس آیت کریمہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ قول مذکور ہے کہ: ''تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک'' یہاں نفس کا لفظ اپنے بارے میں بھی اور اللہ تعالیٰ کے بارے میں بھی استعمال فرمارہے ہیں۔ کیا دونوں مقام پر ایک ہی معنی مراد ہوگا۔ ہرگز نہیں۔ لہٰذا توفی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ہے اور توفی حضور اکرم ﷺ اور ہے۔

مرزائی اعتراض

اس آیت مبارکہ سے ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ مجھے نصاریٰ کا عقیدہ بگڑنے کا کوئی علم نہیں۔ بلکہ اس سے ثابت ہوا کہ حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہوچکے ہیں۔ ورنہ قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جواب غلط ہوگا۔ کیونکہ بعد نزول وہ نصاریٰ کے عقیدہ سے مطلع ہوچکے ہوں گے۔ نیز اسی آیت مبارکہ سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی زندگی میں عیسائی نہیں بگڑے۔ پس اب وجود تثلیث کے ہوتے ہوئے ماننا پڑتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام زندہ نہیں ہیں۔

جواب: اس آیت مبارکہ میں کوئی لفظ ایسا نہیں ہے جس سے یہ ثابت ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نصاریٰ کے بگڑنے سے لاعلمی کا اظہار کریں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سوال اشاعت تثلیث کا نہ ہوگا بلکہ تعلیم تثلیث کے متعلق پوچھا جائے گا۔ یعنی ''ء انت قلت للناس'' یعنی کیا تم نے اس کی تعلیم دی تھی؟ تم ہو یا کوئی اور اس کا جواب آپ نفی میں دیں گے۔ علم کے متعلق کوئی سوال ہی مذکور نہیں۔ چنانچہ مرزا قادیانی بھی تسلیم کرتے ہیں کہ: ''حضرت مسیح علیہ السلام کی زندگی ہی میں (قیام کشمیر کے دوران میں) حواریوں میں تثلیث کا عقیدہ رائج ہوگیا تھا۔''

(کشتی نوح حاشیہ ص ۶۰، خزائن ج ۱۹ ص ۶۵)

دیگر ایک اور مقام پر لکھتے ہیں کہ: ''انجیل پر ابھی تیس برس بھی نہ گزرے تھے کہ بجائے خدا تعالیٰ کی پرستش کے ایک عاجز انسان کی پرستش نے جگہ لے لی۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا بنائے گئے۔'' (چشمہ معرفت ص ۲۵۴، خزائن ج ۲۳ ص ۲۶۶)

لہٰذا مرزائیوں کا یہ کہنا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی زندگی میں یہ عقیدہ نہیں پھیلا۔ مرزا قادیانی کی تصریح کے خلاف ہے اور آیت قرآنی سے ان کا مدعا ثابت نہیں ہوتا۔

نیز مرزا قادیانی ایک اور جگہ تسلیم کرتے ہیں کہ: ''نصاریٰ کی ابتری کا حال آسمان پر بھی حضرت مسیح علیہ السلام کو معلوم ہے۔'' (آئینہ کمالات اسلام حاشیہ، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

پس کذب بیانی کا الزام بموجب تعلیم مرزائیہ بھی عائد ہوسکتا ہے۔ لہٰذا **ماھو جوابکم فھو جوابنا.**

مرزائی اعتراض

اس آیت مبارکہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کی دو زندگیوں کا ذکر ہے۔ ایک ''**مادمت فیھم**'' اور دوسری ''**بعد توفی**'' جس کے متعلق فرمائیں گے کہ ''**کنت انت الرقیب علیھم**'' تیسری کسی زندگی کا اس آیت مبارکہ میں ذکر نہیں ہے۔ پس اس آیت مبارکہ کے مطابق جب تک حضرت مسیح علیہ السلام زندہ رہے۔ اپنے حواریوں میں ہی زندہ رہے۔ آسمان کی زندگی کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔

جواب: ''**مادمت فیھم فلما توفیتنی**'' میں ''فا'' جو تعقیب مع الترتیب کے لئے ہے یہ ترتیب کا فائدہ دیتی ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ ''**مادمت فیھم معًا**'' بعد توفی ہوئی۔ پس بموجب عقیدۂ مرزائیہ فتنہ صلیبی کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت واقع ہوگئی۔ مگر مرزا قادیانی فتنہ صلیبی کے بعد کشمیر میں ستاسی سال زندگی کے قائل ہیں۔ یہ کہاں سے ثابت ہوگی؟

نیز حضرت مسیح علیہ السلام کو اہل کشمیر نے خدا تعالیٰ اور خدا تعالیٰ کا بیٹا قرار نہیں دیا۔ بلکہ اہل شام اور اس کے قرب وجوار کے لوگوں نے قرار دیا۔ پس بموجب قول مرزا قادیانی اہل شام (جنہوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کو سوائے خدا تعالیٰ کے معبود جانا) کی خبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے آپ کی وفات سے ستاسی سال پیشتر منقطع ہو چکی تھی اور اس عرصہ ستاسی سال کی زندگی (بزعم مرزا قادیانی) میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اہل شام کے عقائد باطلہ کی کوئی خبر نہیں کہ پیچھے انہوں نے کیا بنالیا۔ پس سوال ''ء انت قلت للناس'' کے جواب میں موت کا عذر صحیح نہیں۔ بلکہ ''**فلما**

ھاجرت الی الکشمیر'' کا عذر کرنا چاہئے تھا۔

نیز ''ء انت قلت للناس'' میں ''لام'' تبلیغ کے لئے ہے اور ''الناس'' سے مراد حواری ہیں۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تمام عمر حواریوں میں رہنا ضروری ہے۔ مگر مرزائی حضرات اس کے برعکس مانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام روپوش ہو کر کشمیر چلے گئے اور وہاں ستاسی سال زندہ رہ کر فوت ہوئے۔

پس مرزائی حضرات جہاں سے ستاسی سال زندگی ثابت کریں گے وہیں سے ہم آسمان کی زندگی بھی ثابت کر دیں گے۔ جس طرح مرزائی صاحبان ایک تیسری زندگی کے قائل ہیں۔ اسی طرح ہم ان کی آسمانی زندگی کے قائل ہیں۔ اس الزام سے ماننا پڑتا ہے کہ اس جگہ ''توفیتنی'' سے موت کے معنی لینا کسی طرح جائز نہیں۔ ''فھو المطلوب''

پاکٹ بک احمدیہ کی کھلی خیانت

عامہ کا لفظ جب عربی میں اکیلا آئے تو اس کے معنی جمہور کے ہیں اور جب یہ لفظ خاصہ کے مقابلے میں آئے تو اس کے معنی عوام الناس کے ہیں جن کی بات سند نہیں ہوتی۔ توفی کو موت کے معنی میں لینا عوام کا استعمال ہے۔ بلاغت کے امام اسے استیفاء (پورا لینے) کے معنی میں استعمال کرتے ہیں۔ مطلق موت کے معنی میں نہیں۔ (کلیات ابی البقاء ص ۱۲۹) میں یہ عبارت اس طرح تھی۔ ''التوفی الاماتة وقبض الروح وعلیه استعمال العامة او الاستیفاء واخذ الحق وعلیه استعمال البلغاء''

ابوالبقاء نے اس لفظ کے معنی عامہ اور بلغاء کے تقابل میں بیان کئے ہیں۔ مگر پاکٹ بک مرزائیہ ص ۳۳۹ میں اس عبارت کا صرف پہلا حصہ جس میں عامہ کا لفظ ہے، نقل کیا گیا ہے تاکہ قارئین کو یہ سمجھایا جا سکے کہ یہ جمہور کا قول ہے۔

دلیل نمبر: ۳۰

''قال سبحانه وتعالٰی وقولهم انا قتلنا المسیح عیسی ابن مریم رسول الله وما قتلوه وما صلبوه ولکن شبه لهم وان الذین اختلفوا فیه لفی شک منه ما لهم به من علم الا اتباع الظن وما قتلوه یقینًا بل رفعه الله الیه وکان الله عزیزًا حکیما'' ﴿اور (یہود) کے اس کہنے کی وجہ سے کہ قتل کیا مسیح عیسیٰ مریم کے بیٹے کو جو رسول تھا اللہ تعالیٰ کا (حالانکہ انہوں نے) نہ ان کو قتل کیا اور نہ ان کو سولی پر چڑھایا۔ لیکن ان کو اشتباہ ہو گیا

اور جو لوگ ان کے بارہ میں اختلاف کرتے ہیں۔ وہ غلط خیال میں ہیں۔ ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔ بجز تخمینی باتوں پر عمل کرنے کے اور انہوں نے ان کو یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ ان کو خدائے تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھالیا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے زبردست حکمت والے ہیں۔ ﴾

ناظرین کرام! ان آیات مبارکہ میں خداوند کریم نے یہود کے عقائد باطلہ کا رد فرمایا اور قتل حضرت مسیح علیہ السلام کے بجائے رفع حضرت مسیح علیہ السلام کا اثبات کیا۔ رفع اجسام میں حقیقی طور پر اوپر کی طرف انتقال مکانی مراد ہوتا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: ''رفع ابویہ علی العرش (یوسف)'' نیز ''ماقتلوہ وما صلبوہ وما قتلوہ یقیناً'' میں ہر سہ ضمیریں منصوب متصل ہیں۔ ان کا مرجع ''المسیح'' ہے۔ جس پر بزعم یہود قتل کا وقوع ہوا ہے اور یہ امر واقع ہے کہ قتل کے قابل زندہ انسان ہوتا ہے نہ کہ فقط روح یا فقط جسم۔ پس جس چیز کا رفع ہوا وہ ''المسیح'' یعنی زندہ انسان کے روح وجسم میں یہود بذریعہ قتل جدائی کرنا چاہتے تھے۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ بجسدہ العنصری آسمان کی طرف اٹھالئے گئے ہیں۔

نیز مرزائیوں کو یہ تسلیم ہے کہ جس چیز کا رفع ہوا وہ آسمان کی طرف ہوا۔ چنانچہ مرزا قادیانی فرماتے ہیں: ''صریح اور بدیہی طور پر سیاق وسباق قرآن شریف سے ثابت ہو رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ کے فوت ہونے کے بعد ان کی روح آسمان کی طرف اٹھائی گئی۔''

(ازالہ اوہام حصہ اوّل ص ۲۶۴، خزائن ج ۳ ص ۴۳۳)

پس ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع جسم مع الروح ہوا اور مرزا قادیانی کی تصدیق واقرار کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان کی طرف اٹھالئے گئے۔

دیگر حضرت علامہ ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ جو عند المرزا ''رئیس المفسرین'' (آئینہ کمالات اسلام ص ۱۶۸، خزائن ج ۵ ص ایضاً) اور نہایت معتبر ائمہ حدیث (چشمہ معرفت ج ۲ ص ۲۵۰، خزائن ج ۲۳ ص ۲۶۱) میں سے ہیں۔ فرماتے ہیں: ''صلبوا رجلاً شبہ بعیسٰی ورفع اللہ عزوجل عیسٰی علیہ السلام الی السمآء حیا'' (منقول از تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۵۷۶، طبع مصری)

مرزائی اعتراض

''بل رفعہ اللہ الیہ'' میں رفع روحانی مراد ہے۔ خدائے تعالیٰ جب کسی کا رفع کرتے ہیں تو اس سے رفع روحانی مراد ہوتا ہے۔ جیسے ''یرفع اللہ الذین آمنوا''

جواب: لفظ ''رفع'' جب ایسے اجسام میں مستعمل ہو کہ وہ اجسام زمین پر موجود ہوں تو اس

وقت رفع سے مراد زمین سے اٹھالینا ہوگا۔ جیسا کہ بنی اسرائیل پر کوہ طور زمین سے اٹھا کر کھڑا کیا گیا۔ ''ورفعنا فوقکم الطور '' تاکہ وہ شرارت سے باز آجائیں۔ قرآن مجید میں دوسری جگہ فرمایا: ''رفع السموات بغیر عمد '' کہ آسمان بغیر ستونوں کے کھڑا کردیا اور اگر لفظ ''رفع'' تعمیرات میں مستعمل ہو تو اس وقت تطویل بناء مراد ہوگی۔ جیسا کہ ''واذ یرفع ابراھیم القواعد من البیت '' اور اگر ''رفع'' کا متعلق ذکر یا درجہ ہو تو اس وقت اس سے رفع مراتب مراد ہوگا۔ جیسا کہ ''ورفعنا لک ذکرک '' اور دوسری جگہ فرمایا: ''رفعنا بعضھم فوق بعض درجات '' یعنی بعض کو بعض پر فضیلت اس سے ظاہر ہے کہ جس جگہ لفظ رفع کا مورد اور مفعول جسمانی شئے ہو تو اس جگہ یقیناً رفع جسمانی مراد ہوگا اور اگر اس کا مفعول ذکر یا درجہ یا منزلت ہو تو اس وقت رفع مرتبہ مراد ہوگا۔ رفع روحانی یا عزت کی موت (جیسا کہ مرزا قادیانی کو خبط ہوا ہے) اس کا پتہ لغت عرب میں نہیں ملتا۔ قرآن مجید یا حدیث رسول ﷺ میں جب کبھی یہ لفظ جسمانیات میں مستعمل ہوا ہے تو بلا کسی قرینہ صارفہ کے اس سے رفع جسمانی مراد لیا گیا ہے۔ ہاں! مرزائیوں کے اعتراض ''ورفعناہ مکانًا علیًا '' میں خود مکان عالی قرینہ ہے۔ ''یرفع اللہ الذین آمنوا '' میں بلندیٔ درجات کا ذکر ہے۔ ''فی بیوت اذن اللہ '' میں ''بیوت'' کا لفظ موجود ہے۔

ناظرین کرام! مرزائی حضرات کوئی ایسی آیت مبارکہ دکھائیں جو قرائن سے خالی ہو اور جسم کا رافع اللہ تعالیٰ ہو اور اس سے رفع روحانی مراد ہو۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے۔ ''ثم رفعت الی سدرۃ المنتھٰی (صحیح بخاری) '' اس میں رفع کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے۔ مفعول ذی روح انسان ہے اور اس سے مراد رفع جسمانی ہے۔ فھو المطلوب!

دلیل نمبر:۴

''ما قتلوہ یقینًا بل رفعہ اللہ الیہ '' میں کلمہ ''بل'' لایا گیا ہے۔ زبان عرب میں لفظ ''بل'' جب نفی کے بعد آتا ہے تو مطلب یہ ہوتا ہے کہ مضمون سابق جس کی نفی کی گئی ہے۔ اس کے خلاف ''بل'' کے بعد بیان کیا گیا ہے اور اٹھالینا قتل کے منافی جب ہی ہوسکتا ہے کہ جب زندہ جسم مع الروح اٹھالینا مراد لیا جائے۔ ورنہ مرتبہ کا بلند کرنا جیسا کہ مرزائی حضرات کہتے ہیں۔ قتل کے منافی ہرگز نہیں۔ بلکہ قتل فی سبیل اللہ تو بلندی رتبہ کا بہترین ذریعہ ہے اور کئی انبیاء علیہم السلام راہ خدا میں قتل ہوئے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: ''ویقتلون النّبیین بغیر الحق '' اور

''قتلھم الانبیاء بغیر حق (النساء)'' پس قتل ہونا شان نبوت کے خلاف نہیں بلکہ قتل کے ذریعہ درجات ومراتب بلند ہوتے ہیں۔

ناظرین کرام! اس آیت مبارکہ میں جو کلمہ ''بل'' ہے اس کو کلام عرب میں ''بل ابطالیہ'' کہتے ہیں۔ جو صفت مثبتہ اور صفت مبطلہ کے درمیان واقع ہوا ہے۔ صفت مبطلہ قتل المسیح اور صفت مثبتہ رفع المسیح ہے اور ''بل ابطالیہ'' میں ضروری ہے کہ صفت مبطلہ اور صفت مثبتہ کے درمیان تنافی وضدیت ہو۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: ''وقالوا اتخذ الرحمٰن ولدا بل عباد مکرمون'' اس جگہ ولدیت اور عبودیت میں تنافی وضدیت ہے۔ اب اگر رفع المسیح کے معنی رفع روحانی کے لئے جائیں تو مطلق تنافی وضدیت نہیں رہتی۔ کیونکہ شہداء یعنی خدا کی راہ میں مقتولین کی روحیں بھی عزت واحترام کے ساتھ آسمان کی طرف اٹھائی جاتی ہیں۔ پس قتل اور روحانی رفع کا جمع ہونا ممکن ہے۔ اس لئے تنافی وضدیت جب ہی متصور ہوگی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان کی طرف اٹھایا جانا تسلیم کیا جائے جو کہ درست ہے۔

نیز جب ''رفع یرفع رفعًا فھو رافع'' میں سے کوئی بولا جائے کہ جہاں اللہ تعالیٰ فاعل ہو اور مفعول جو ہر ہو۔ عرض نہ ہو اور صلہ الیٰ مذکور ہو اور مجرور اس کا ضمیر ہو۔ اسم ظاہر نہ ہو اور وہ ضمیر فاعل کی طرف راجع ہو تو وہاں سوائے آسمان پر اٹھانے کے دوسرے معنی ہوتے ہی نہیں۔ جیسے ''بل رفعه الله اليه''

دیگر مرزا قادیانی یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہود سے خلاصی پا کر فلسطین سے کشمیر پہنچے اور عرصہ دراز تک بقید حیات رہے اور اسی عرصہ میں اپنے زخموں کا علاج کرایا اور پھر مدت طویل کے بعد یعنی ستاسی سال زندہ رہ کر وفات پائی اور سری نگر کے محلّہ خان یار میں مدفون ہوئے اور وہیں آپ کا مزار ہے۔

لہٰذا مرزا قادیانی کے زعم اور خیال کے مطابق قرآن مجید میں اس مقام پر عبارت اس طرح ہونی چاہئے تھی۔ ''وما قتلوه بالصليب بل تخلص منهم وذهب الى الكشمير واقام فيهم مدة طويلة ثم اماته الله ورفعه اليه'' حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ یہ کشمیر وغیرہ کا قصہ سب مرزا قادیانی کی فرضی کہانی ہے۔

دلیل نمبر: ۵

''ما قتلوه يقيناً بل رفعه الله اليه'' میں قصر قلب ہے۔ قصر قلب میں بموجب

تحقیق اہل معانی یہ ضروری ہے کہ ایک وصف دوسرے وصف کو ملزوم نہ ہو، تاکہ مخاطب کا اعتقاد برعکس متکلم متصور نہ ہو اور یہ بات نہایت صاف طور پر ظاہر ہے کہ جو مقتول بارگاہ خداوندی میں مقرب ہو۔ اس کے قتل کے ساتھ ''رفع روحانی'' لازم ہے۔

پس بقاعدہ قصر قلب اس جگہ ''رفع روحانی'' مراد لینا کسی طرح جائز نہیں۔ بلکہ اسی سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ آسمان کی طرف اٹھایا جانا ثابت ہوتا ہے۔

بطرز دیگر: ''وقولهم انا قتلنا المسيح'' سے ظاہر ہے کہ یہود کا اعتقاد جو مخاطب ہیں متکلم کے یعنی خداوند کریم کے برعکس ہے۔ اس لئے ''وما قتلوه يقيناً بل رفعه الله اليه'' میں قصر قلب ہے اور قصر قلب میں بروئے تحقیق اہل معانی گو یہ لازمی نہیں کہ دونوں وصفوں کے درمیان تنافی وضدیت ہو۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ احد الوصفین دوسری وصف کا ملزوم نہ ہو، تاکہ مخاطب کا اعتقاد برعکس متکلم متصور نہ ہو اور یہ امر بدیہی ہے کہ رفع روحانی اور اعزاز اس قتل کو لازم ہے۔ جس میں مقتول مقربین سے ہو۔

پس ثابت بالدلیل ہوا کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام زندہ بجسدہ العنصری زمانہ گزشتہ میں آسمان پر اٹھائے گئے ہیں نہ فقط روح۔

دلیل نمبر:۶

''قال سبحانه وتعالىٰ وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته ويوم القيامة يكون عليهم شهيدًا'' ﴿اور نہیں ہوگا کوئی اہل کتاب (یہود) میں سے مگر ایمان لے آئے گا۔ اس (عیسیٰ علیہ السلام) پر۔ پہلے اس (عیسیٰ علیہ السلام) کی موت سے اور وہ (عیسیٰ علیہ السلام) قیامت کے دن ان (اہل کتاب یہود ونصاریٰ) پر شاہد وگواہ ہوگا۔﴾

حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت مبارکہ کا ترجمہ یوں کرتے ہیں۔ ''ونباشد ہیچ کس از اہل کتاب الا البتہ ایمان آورد بعیسیٰ پیش از مردن عیسیٰ۔ وروز قیامت باشد عیسیٰ گواہ بر ایشان۔''

نیز اس کی تفسیر یوں فرماتے ہیں: ''یعنی یہودی کہ حاضر شوند نزول عیسیٰ را البتہ ایمان آرند۔''

ناظرین کرام! یہ آیت مبارکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات جسمانی پر ایک روشن دلیل ہے کہ ایک ایسا زمانہ آئے گا جب اس وقت کے تمام اہل کتاب ان کی زندگی میں ان پر

ایمان لائیں گے۔ چونکہ ابھی تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ تو نازل ہوئے ہیں اور نہ ہی سب یہود آپ کی رسالت پر ایمان لائے ہیں۔ اس لئے آپ کی وفات بھی واقع نہیں ہوئی۔ کیونکہ اس آیت مبارکہ میں صریح طور پر آپ کی موت سے پہلے ان امور کا واقع ہونا ضروری ہے اور ''لیؤمنن'' میں ''نون تاکیدی'' ہے اور نون تاکیدی مضارع کو استقبال کے ساتھ خاص کر دیتا ہے اور ضمیر ''بہ'' اور ''موتہ'' ہر دو کا مرجع حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہیں۔ کیونکہ سیاق وسباق کلام اسی کو چاہتا ہے۔ اگر موتہ کی ضمیر کا مرجع کتابی کا قرار دیا جائے تو جو ایمان نزع کی حالت میں لایا جائے وہ شریعت میں معتبر نہیں ہوتا۔ لہٰذا ہر دو ضمیروں کا مرجع حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی ہو سکتے ہیں۔ جیسا کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی آیت مبارکہ کو دلیل نزول ثانی ذکر کیا گیا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف یہ ہے: ''عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکماً عدلاً فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیۃ ویفیض المال حتّٰی لا یقبلہ احد حتّٰی تکون السجدۃ الواحدۃ خیراً من الدنیا وما فیھا ثم یقول ابوھریرۃ فاقرؤا ان شئتم وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ ویوم القیامۃ یکون علیھم شھیدًا'' (صحیح بخاری ج ۲، مسلم باب نزول عیسیٰ علیہ السلام ص ۸۷، مشکوٰۃ باب مذکورہ ص ۴۷۹)

یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ البتہ عنقریب تم میں (حضرت) ابن مریم (علیہ السلام) صاحب عدل وانصاف حاکم ہو کر ضرور ضرور اتریں گے۔ پس صلیب کو توڑ دیں گے اور خنزیروں کو قتل کروا دیں گے اور جزیہ موقوف کر دیں گے اور مال ودولت اس کثرت سے ہو جائے گی کہ کوئی اس کو قبول نہیں کرے گا۔ یہاں تک کہ ایک سجدہ ساری دنیا کی نعمتوں اور چیزوں سے بہتر خیال کیا جائے گا۔ پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اگر تم چاہو تو (اس حدیث کی تصدیق کے لئے) یہ آیت پڑھ لو: ''وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ ویوم القیامۃ یکون علیھم شھیدًا''

اب ناظرین نے ملاحظہ فرمالیا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جو حدیث روایت کی ہے اس کے مضمون کی تصدیق کے لئے یہی آیت قرآنی پیش کرتے ہیں۔ اس سے صریح طور پر ثابت ہوا کہ مسیح موعود وہی ہے جس کا ذکر اس آیت مبارکہ میں کیا گیا ہے نہ کہ کوئی دیگر مثیل۔ پس چونکہ اس آیت مبارکہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو اللہ تعالیٰ کے ایک برگزیدہ رسول ہیں کا ذکر ہے۔

اس لئے مرزا قادیانی مسیح موعود نہیں ہو سکتے۔

۱..... دیگر ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں اس حدیث کے ذیل میں اس آیت مبارکہ کا مفہوم یوں ادا کیا گیا ہے۔ ''ای وان من اهل الكتاب احد الا ليؤمنن بعيسٰى قبل موت عيسٰى وهم اهل الكتاب الذين يكونون فى زمانه فتكون الملة واحدة وهى ملة الاسلام وبهذا جزم ابن عباس رضی اللہ عنہ فيما رواه ابن جرير من طريق سعيد ابن جبير عنه باسناد صحيح''

(ارشاد الساری شرح صحیح بخاری ج ۵ ص ۳۷۷)

یعنی اہل کتاب میں سے کوئی بھی نہ ہوگا۔ مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ایمان لے آئے گا اور وہ اہل کتاب ہوں گے جو ان (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کے زمانہ (نزول) میں ہوں گے۔ پس صرف ایک ہی ملت اسلام ہو جائے گی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اسی پر جزم کیا ہے۔ اس روایت کے مطابق جو ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے سعید بن جبیر کے طریق سے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کی۔

دیگر یہ کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک اس آیت مبارکہ میں ''قبل موته'' کی ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے ہے۔ چنانچہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ شرح صحیح مسلم میں اس حدیث کے ذیل میں فرماتے ہیں: ''ففيه دلالة ظاهرة علٰى مذهب ابى هريرة فى الآية ان الضمير فى موته يعود علٰى عيسٰى عليه السلام''

(نووی شرح صحیح مسلم ج ۱ باب نزول عیسیٰ علیہ السلام ص ۸۷)

یعنی اس میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے مذہب کی صریح دلیل ہے کہ اس آیت مبارکہ میں ''موته'' کی ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف جاتی ہے۔

اسی طرح حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں اس حدیث کے ذیل میں فرماتے ہیں: ''وهٰذا مصير من ابى هريرة الٰى ان الضمير فى قوله ليؤمنن به وكذالك فى قوله قبل موته يعود علٰى عيسٰى اى ليؤمنن بعيسٰى قبل موت عيسٰى وبهٰذا جزم ابن عباس رضی اللہ عنہ فيما رواه ابن جرير من طريق سعيد بن جبير عنه باسناد صحيح ومن طريق الٰى رجاء عن الحسن قال قبل موت عيسٰى والله انه الآن لحى ولكن اذا نزل آمنوا به اجمعون'' (فتح الباری شرح صحیح بخاری جز ۱۲ ص ۲۸۱)

یعنی (اس سے ظاہر ہے کہ) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ قول الٰہی ''لیؤمنن بہ'' میں اور اسی طرح قول الٰہی ''قبل موتہ'' میں ضمیر (ہ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف پھرتی ہے۔ پس معنی اس آیت مبارکہ کے یہ ہوئے کہ (سب اہل کتاب) حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ایمان لے آئیں گے اور اسی بات پر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے جزم کیا ہے۔ مطابق اس کے جو حضرت امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے بطریق سعید ابن جبیر باسناد صحیح روایت کیا ہے اور نیز بطریق ابی رجاء حضرت حسن بصری سے روایت کیا کہ انہوں نے (اس کے متعلق) کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے (ایمان لے آئیں گے) خدا کی قسم! آپ اس وقت بالضرور زندہ ہیں۔ جب آپ نازل ہوں گے تو سب (اہل کتاب) آپ پر ایمان لے آئیں گے۔

چونکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ''فاقرؤا ان شئتم'' جمع کے صیغوں سے فرماتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ مجمع عام میں پکار کر یہ آیت مبارکہ پڑھا کرتے تھے اور کسی روایت میں مذکور نہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے سامنے کسی نے بھی انکار کیا ہو۔ اس لئے سب جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہم اللہ کا یہی مذہب سمجھا جائے گا کہ یہ ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف پھرتی ہے اور یہ کہ وہ زندہ ہیں اور زمانہ اخیر میں نازل ہوں گے اور یہ بھی اجماع سکوتی کی ایک صورت ہے۔

اگرچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اس آیت مبارکہ کے پڑھنے سے صاف کھل جاتا ہے کہ اس حدیث مذکورہ بالا میں جس مسیح کے آنے کی خبر دی گئی ہے وہ وہی مسیح ہے جس کا ذکر اس آیت مبارکہ ''وان من اھل الکتٰب الا لیؤمنن بہٖ قبل موتہٖ'' میں ہے۔ لیکن ہم اس کے علاوہ ایک اور حدیث بھی ذکر کرتے ہیں جس سے علاوہ حیات حضرت مسیح علیہ السلام یہ بھی ظاہر ہو جاتا ہے کہ آنے والا مسیح وہی نبی اللہ ہے جو عیسیٰ ابن مریم۔ نہ کوئی اس کا مثیل۔

''عن ابی ھریرۃ عن النبی ﷺ قال لیس بینی وبینہ یعنی عیسٰی علیہ السلام نبی وانہ نازل فاذا رأیتموہ فاعرفوہ رجل مربوع الی الحمرۃ والبیاض بین کان راسہ یقطور ان لم یصبہ بلل فیقاتل الناس علی الاسلام فیدق الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیۃ ویھلک اللّٰہ فی زمانہ الملل کلھا الا الاسلام ویھلک المسیح الدجال فیمکث فی الارض اربعین سنۃ ثم یتوفی فیصلی علیہ المسلمون'' (ابوداؤد ج ۲ ص ۲۳۸)

یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اور (حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) کے درمیان کوئی نبی نہیں اور تحقیق وہ اترنے والے ہیں۔ پس جب تم ان کو دیکھو تو (یوں) پہچان لینا کہ ان کا چہرہ سرخی سفید لئے ہوگا درمیان دو رنگدار چادروں کے۔ ان کا سر (چمک سے) قطرے گراتا معلوم ہوگا۔ اگرچہ اسے تری نہ پہنچی ہو۔ پھر وہ یہ کام کریں گے کہ اسلام کی حمایت میں (دیگر) لوگوں سے قتال کریں گے۔ پس صلیب کو پاش پاش کر دیں گے اور خنزیروں کو قتل کروادیں گے اور جزیہ موقوف کردیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے زمانہ میں اسلام کے سوا سب مذاہب (باطلہ) کو تباہ کردے گا اور آپ (کانے) دجال کو قتل کریں گے۔ پس چالیس سال تک زمین پر (باحکومت) رہیں گے۔ پھر فوت ہوں گے اور مسلمان ان کا جنازہ پڑھیں گے۔

ناظرین کرام! اس حدیث سے بھی صاف ظاہر ہے کہ آنے والا مسیح وہی نبی اللہ ہے کہ جس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہوئے ہیں اور یہ بھی مصرح ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نازل ہونے کے بعد فوت ہوں گے۔

فائدہ جلیلہ: یہ حدیث شریف مسند امام احمد رحمۃ اللہ علیہ میں بھی موجود ہے اور اس کے سب راوی ثقہ اور مقبول ہیں اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری شرح صحیح بخاری میں اس کی اسناد کو صحیح لکھا ہے۔ جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس شرح کے شروع میں ہی اس بات کی تصریح کردی ہے کہ میں اس شرح میں جو حدیث لاؤں گا وہ صحیح ہوگی یا حسن۔

(مقدمہ فتح الباری ص ۴)

نیز اسی شرح کے باب نزول عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام، میں بتخریج طبرانی من حدیث عبداللہ بن معقل مذکور ہے۔ ''ینزل عیسٰی ابن مریم مصدقًا بمحمدٍ علٰی ملة''

(فتح الباری شرح صحیح بخاری باب مذکورہ)

یعنی حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کے لئے نازل ہوں گے اور آپ کی ملت پر ہوں گے۔

چنانچہ جملہ تفاسیر معتبرہ اس کی تائید کرتی ہیں۔ لہٰذا چند حوالے ہدیۂ ناظرین کئے جاتے ہیں۔

۱..... ''(وامن اهل الكتاب..... قبل موته) یعنی وان منهم احد الا لیؤمنن بعیسٰی قبل موت عیسٰی وهم اهل الكتٰب الذین یكونون فی زمان نزوله روی انه

ینزل من السمآء فی آخر الزمان فلا یبقی احد من اهل الکتٰب الا یؤمن به حتی تکون الملة واحدة وهی ملة الاسلام'' (تفسیر المدارک بہامشہ تفسیر الخازن ج ۱ ص ۴۱۴)

یعنی اہل کتاب میں سے کوئی بھی نہ ہوگا۔ مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ایمان لے آئے گا اور وہ، وہ اہل کتاب ہوں گے جو ان (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کے زمانہ نزول میں ہوں گے۔ روایت ہے کہ تحقیق وہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) آخری زمانہ میں آسمان سے اتریں گے۔ پس اہل کتاب میں سے کوئی بھی نہ ہوگا۔ مگر اس (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) پر ایمان لے آئے گا۔ حتیٰ کہ ایک ہی ملت اسلام ہو جائے گی۔

۲..... **''(قبل موته) ذهب جماعة من اهل التفسیر الٰی ان الضمیر یرجع الٰی عیسٰی علیه السلام وهو روایة عن ابن عباس رضی اللہ عنہ وما من احد من اهل الکتٰب الا لیؤمنن بعیسٰی قبل موت عیسٰی وذالک عند نزوله من السمآء فی آخر الزمان فلا یبقی احد من اهل الکتٰب الا آمن بعیسٰی حتٰی تکون الملة واحدة وهی ملة الاسلام قال عطاء اذا نزل عیسٰی الی الارض لا یبقی یهودی ولا نصرانی ولا احد یعبد غیر الله الا آمن بعیسٰی وانه عبدالله وکلمة ویدل علٰی صحة هٰذا القول''** (تفسیر الخازن ج ۱ ص ۴۱۴)

یعنی مفسرین کرام رحمہم اللہ کی ایک جماعت کا اتفاق ہے کہ ''موتہ'' میں ''ہٖ'' کی ضمیر کا مرجع حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور اہل کتاب میں سے کوئی بھی نہ ہوگا۔ مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ایمان لے آئے گا اور جب آخری زمانہ میں آسمان سے نازل ہوں گے تو اہل کتاب میں سے کوئی بھی ایسا نہ ہوگا۔ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہیں لائے گا۔ یہاں تک کہ ایک ہی ملت اسلام ہو جائے گی۔ حضرت عطاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین کی طرف نازل ہوں گے تو زمین پر کوئی یہودی اور کوئی نصرانی نہیں رہے گا اور کوئی غیر اللہ کی عبادت کرنے والا نہیں ہوگا۔ مگر ایمان لائے گا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اور وہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اس کا کلمہ ہے اور یہ قول صحت کے ساتھ دلالت کرتا ہے۔

۳..... **''وقال ابن جریر حدثنی یعقوب حدثنا ابورجاء عن الحسن (وان من اهل الکتٰب الا لیؤمنن به قبل موته) قال قبل موت عیسٰی والله انه لحی الآن عند الله ولکن اذا نزل آمنوا به اجمعون''** (تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۵۷۶، مطبوعہ مصر)

یعنی اہل کتاب میں سے کوئی بھی ایسا نہ ہوگا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ایمان نہیں لائے گا۔ فرماتے ہیں کہ قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ تحقیق وہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) اللہ تعالیٰ کے ہاں زندہ ہیں۔ لیکن جب وہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) نازل ہوں گے تو تمام اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) اس (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) پر ایمان لے آئیں گے۔

پس رئیس المفسرین حضرت حسن کا یہ فیصلہ قطعی ہے۔

۴..... ''ثم (وان من..... قبل موته) لا یبقی احد من اهل الکتٰب بعد نزول عیسٰی علیه السلام الا آمن به قبل عیسٰی علیه السلام وانه باق حی وسینزل قبل یوم القیامة کما دلت علیه الاحادیث المتواترة'' (تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۵۷۷)

یعنی اہل کتاب میں سے کوئی بھی نہ ہوگا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اترنے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہیں لائے گا اور تحقیق وہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) زندہ ہیں اور وہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) قیامت سے پہلے پہلے نازل ہوں گے۔ جیسا کہ احادیث متواترہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں۔

۵..... ''(وان من..... قبل موته) والضمیر فی قوله قبل موته عائد علٰی عیسٰی علیه السلام ای وان من اهل الکتٰب الا لیؤمنن بعیسٰی وذالک حین ینزل الٰی الارض قبل یوم القیامة'' (تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۳۶۶)

یعنی ''قبل موته'' کی ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر عائد ہوتی ہے۔ یعنی اہل کتاب میں سے کوئی بھی نہ ہوگا۔ مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے گا اور یہ اس وقت ہوگا۔ جب آپ قیامت سے پہلے زمین پر اتریں گے۔

۶..... ''ای وان من اهل الکتٰب احد الا لیؤمنن بعیسٰی قبل موت بعیسٰی وهم اهل الکتٰب الذین یکونون فی زمانه فتکون الملة واحدة وهی ملة الاسلام وبهٰذا جزم ابن عباس رضی اللہ عنہ فی مارواه ابن جریر من طریق سعید بن جبیر عنه باسناد صحیح'' (ارشاد الساری شرح صحیح بخاری ج ۵ ص ۳۳۷)

یعنی اہل کتاب میں سے کوئی بھی نہ ہوگا۔ مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ایمان لے آئے گا اور وہ اہل کتاب ہوں گے جو آپ کے زمانہ (نزول) میں ہوں گے۔ یہاں تک کہ ایک ہی ملت اسلام ہو جائے گی اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما

نے اسی پر جزم کیا ہے۔ اس روایت کے مطابق جو ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے سعید بن جبیر کے طریق سے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کی۔

ناظرین کرام! مندرجہ بالا حوالہ جات سے یہ ثابت ہوگیا کہ یہ آیت مبارکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور حیات جسمانی پر ایک روشن اور بیّن دلیل ہے اور ''قبل موتہ'' کی ضمیر میں اب بھی اگر کوئی مرزائی کمپنی کا ایجنٹ یہ کہے کہ یہ ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع نہیں ہے تو یہ سراسر ضد اور ہٹ دھرمی ہے۔ بلکہ انصاف کا خون کرنا ہے۔ اتنی صاف اور صریح عبارات کے ہوتے ہوئے اپنے باطل عقیدہ پر ڈٹے رہنا خواہ مخواہ جہنم کو دعوت دینا ہے۔ (خدا تعالیٰ بچائے)

مرزائی اعتراض

بیضاوی اور دیگر تفاسیر وغیرہ میں قرأت ''قبل موتھم'' کا ذکر ہے جس سے ثابت ہے کہ کتابی کی موت مراد ہے۔

جواب: ''موتھم'' والی قرأت شاذہ ہے اور کذب محض ہے جو قرأت متواترہ کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ محمد ابن علی کرم اللہ وجہہ نے اس آیت مبارکہ کا ترجمہ یوں کیا ہے۔ ''جو بھی اہل کتاب ہیں اپنی موت سے پہلے ان کو پورا انکشاف ہوجاتا ہے اور تصدیق کرتے ہیں کہ واقعی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی برحق تھے اور وہ زندہ ہیں اور پھر اخیر زمانہ میں نازل ہوکر اسلام کی خدمت کریں گے اور کسی یہودی یا مجوسی کو نہیں چھوڑیں گے۔'' (درمنثور)

پس اس قرأت سے بھی مرزائیوں کا مدعا پورا نہیں ہوتا۔

دیگر اسی بیضاوی میں ایک سطر کے بعد لکھا ہے: ''وقیل الضمیر ان لعیسٰی علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام والمعنی انہ اذا نزل من السمآء آمن بہ اھل الملل جمیعا روی انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ینزل من السمآء حین یخرج الدجال فیھلکہ ولا یبقٰی احد من اھل الکتٰب الا یؤمنن بہ حتّٰی تکون الملۃ واحدۃ وھی ملۃ الاسلام'' (تفسیر بیضاوی ج ۲ ص ۱۲۸)

یعنی ضمیر کا مرجع حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور اس کا معنی یہ ہے کہ جب وہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) آسمان سے نازل ہوں گے تو تمام ملتیں اس (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) پر ایمان لے آئیں گی اور روایت ہے کہ آپ اس وقت نازل ہوں گے۔ جب دجال کا خروج ہوگا۔ پس

وہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) دجال کو ہلاک کریں گے اور اہل کتاب میں سے کوئی بھی نہ ہوگا۔ مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے گا۔ یہاں تک کہ ایک ہی ملت اسلام ہو جائے گی۔

ناظرین کرام! ''موتھم'' والی قرأت جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ یہ کذب محض ہے۔ کیونکہ اس میں دو راوی ایسے ہیں جو مجروح ہیں۔ ایک خصیف اور دوسرا عتاب بن بشیر اور یہ دونوں ضعیف الحدیث، خراب حافظہ والے اور حدیثیں وضع کیا کرتے تھے۔ پہلے راوی خصیف کے متعلق تقریب التہذیب میں ہے: ''سئی الحفظ خلط باٰخرہ رمی بالارجاء'' خرب حافظہ والا۔ اس پر مرجیہ ہونے کا الزام دھرا گیا اور (میزان الاعتدال ج ۱ ص ۶۵۴) ''ضعفہ احمد وقال ابو حاتم تتکلم فی سوء حفظہٖ وقال احمد ایضًا تکلم فی الارجاء وقال عثمان ابن عبدالرحمٰن رأیت علی خصیف ثیابًا سوداً کان علی بیت المال'' یعنی ضعیف الحدیث اور سیئ الحافظہ اور مرجیہ ہونے کے علاوہ چور بھی تھا۔ بیت المال سے حضرت نے چادر اڑا کر امیرانہ ٹھاٹھ بنانے کو مونڈھوں پر لٹکالی۔ چہ خوش!

اب سنئے دوسرے صاحب عتاب کا احوال کہ وہ بھی ضعیف ہیں۔ چنانچہ (میزان الاعتدال ج ۳ ص ۲۷، مطبوعہ مصر) میں ہے کہ: ''قال النسائی لیس بذاک فی الحدیث وقال ابن المدینی کان اصحابنا یضعفونہ وقال علی ضربنا علی حدیثہ انتھٰی ملخصًا'' اس روایت کے جھوٹی اور بناوٹی ہونے پر یہ دلیل ہے کہ ہم ارشاد الساری شرح صحیح بخاری سے بحوالہ روایت ابن جریر انہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی صحیح السند روایت درج کر آئے ہیں جس میں صاف الفاظ میں ''لیؤمنن بعیسٰی قبل موت عیسٰی'' پس موتہم والی روایت مردود ہے۔

مرزائی اعتراض

نون تاکید سے ہمیشہ استقبال مراد لینا جائز نہیں ہے۔ ''والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلاً'' کا یہ ترجمہ ہے کہ کیا خدا تعالیٰ کے راستہ میں کوشش کرنے والے کسی آئندہ زمانہ میں ہدایت یافتہ بنیں گے؟

جواب: آیت مبارکہ ''والذین جاھدوا'' میں ''الذین'' حرف موصولات میں سے ہے جو متضمن شرط ہے اور جزاء ہمیشہ شرط سے متأخر ہوتی ہے۔ لہٰذا نون تاکید کا معنی اپنے محل پر واقع ہے۔

مرزائیو! مزید تسلی کے لئے مرزا قادیانی کا ترجمہ سن لیجئے۔ ''کوئی اہل کتاب میں سے ایسا نہیں جو اپنی موت سے پہلے مسیح پر ایمان نہیں لائے گا۔ دیکھو یہ بھی استقبال ہی ہے۔ کیونکہ آیت اپنے نزول کے بعد کے زمانہ کی خبر دیتی ہے۔ بلکہ ان معنوں پر آیت کی دلالت صریحہ ہے۔'' (الحق دہلی ص ۳۲، خزائن ج ۴ ص ۱۶۲)

ناظرین کرام! مرزا قادیانی نے آیت مبارکہ کا ترجمہ کرنے میں تو صریح غلطی کھائی ہے۔ مگر یہ بات صاف ظاہر ہے کہ آیت مبارکہ کا مطلب بلکہ ''دلالت صریحہ'' یہی ہے کہ آئندہ زمانہ میں اہل کتاب حضرت مسیح علیہ السلام پر ایمان لائیں گے۔ (فہوالمطلوب)

مرزائی اعتراض

قیامت سے پہلے پہلے تمام لوگوں کا مسلمان ہو جانا عقلاً ونقلاً محال ہے یا ممکن نہیں۔ کیونکہ قرآن مجید میں ہے: ''واغرینا بینھم العداوۃ والبغضاء الٰی یوم القیامۃ'' اور ''والقینا بینھم العداوۃ والبغضآء الٰی یوم القیامۃ'' سے ثابت ہے کہ قیامت تک یہود ونصاریٰ باہم دشمن رہیں گے۔

جواب: اس کے تین جواب ہیں۔

اوّل: ''الٰی یوم القیامۃ'' سے ''قرب یوم القیامۃ'' مراد ہے۔ کیونکہ فنائے عالم کے بہت عرصہ بعد قیامت ہوگی۔ پس جب کوئی آدمی ہی زندہ نہ ہوگا تو دشمنی کس میں ہوگی؟ پس لامحالہ اس سے قرب یوم القیامۃ مراد لینی پڑے گی اور جب ''قرب یوم القیامۃ'' مراد ہوئی تو اس سے مراد زمانۂ نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے: ''ولتذھبن الشحنآء والتباغض والتحاسد''

(مشکوٰۃ شریف ص ۴۸۰، باب نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام)

یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول پر بغض، حسد اور عداوتیں جاتی رہیں گی۔

پس آیت مبارکہ کے معنے یہ ہوئے کہ یہودیوں میں آپس میں اور عیسائیوں میں آپس میں بغض رہیں گے۔ جب تک کہ وہ یہودیت ونصرانیت پر قائم رہیں گے اور وہ اس حالت پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول تک رہیں گے اور جب وہ نازل ہوں گے تو یہ سب آپ پر ایمان لاکر مسلمان ہو جائیں گے۔ پس ان میں عداوتیں بھی نہ رہیں گی۔ کیونکہ اس وقت وہ یہودی اور نصرانی نہ ہوں گے۔ گویا یہ قضیہ مشروط ہے۔ دیگر جب سب مسلمان ہو جائیں گے تو اس وقت یہ

سوال اٹھانا ہی دلیل جہالت ہے۔

دوم: یہی باہمی عداوت کا ''الٰی یوم القیامۃ'' سے مراد طویل زمانہ ہے۔ ورنہ یہ آیت مبارکہ متعارض ہوگی۔ ''**ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ**''

چنانچہ مرزا قادیانی آیت ہذا کے متعلق فرماتے ہیں کہ: یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود کے وقت میں ظہور میں آئے گا۔ (چشمہ معرفت ص۸۳، خزائن ج۲۳ ص۹۱)

پھر ایک اور مقام پر لکھتے ہیں کہ: ''یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔''

(براہین احمدیہ ج۴ حاشیہ ص۴۹۹، خزائن ج۱ ص۵۹۳)

سوم: ایمان اور عداوت میں منافات نہیں ہے کہ دونوں یک جا جمع نہ ہوسکیں۔ بلکہ دونوں باہم جمع ہوسکتے ہیں۔ جیسا کہ مرزائیوں کے دونوں گروہوں میں عداوت بھی ہے اور ایک دوسرے کو کافر بھی نہیں کہتے۔

مرزائی اعتراض

ضمیر ''موتہ'' کا مرجع حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قرار دینا صحیح نہیں ہے۔

جواب: حضرت امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی دلیل میں لکھا ہے کہ: ''**الدلیل علیٰ نزولہ قولہ تعالیٰ وان من اھل الکتٰب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ ای حین ینزل ویجتمعون علیہ**'' (الیواقیت والجواہر ج۲ ص۱۴۶)

یعنی وہ اہل کتاب ہوں گے کہ جو اس وقت جمع (موجود) ہوں گے۔ جب کہ آپ نازل ہوں گے۔

سابقہ صفحات میں مختلف تفسیروں کے حوالوں سے ''موتہ'' کی ضمیر کا مرجع حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قرار دینے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ گمان ہے کہ مرزائیوں کی تسلی نہیں ہوئی ہوگی۔ لہٰذا ان کے ''پیغمبر اعظم مرزا قادیانی'' کے قلم سے ''قبل موتہ'' کی تفسیر ہدیہ ناظرین کی جاتی ہے۔ سنئے:

’’کوئی اہل کتاب میں سے ایسا نہیں جو ہمارے اس بیان مذکورہ بالا پر..... ایمان نہ رکھتا ہو۔ ’’قبل موتہ‘‘ قبل اس کے جو وہ اس حقیقت پر ایمان لاوے جو مسیح اپنی طبعی موت سے مرگیا۔‘‘ (ازالہ اوہام حصہ اوّل ص ۳۷۳، خزائن ج ۳ ص ۲۹۱)

ناظرین کرام! دیکھئے مرزا قادیانی نے آیت مبارکہ کا ترجمہ کتنی خیانت اور بدنمائی سے کیا ہے۔ مگر جس چیز کے ہم متلاشی تھے وہ مرزا قادیانی کی اس عبارت سے ثابت ہے۔ یعنی مرزا قادیانی نے اس میں یہ تسلیم کیا ہے کہ ’’قبل موتہ‘‘ کی ضمیر کا مرجع حضرت مسیح علیہ السلام ہیں۔ فھو المطلوب!

دلیل نمبر: ۷

’’قال سبحانہ وتعالٰی وانہ لعلم للساعۃ فلما تمترن بھا واتبعون ھذا صراط مستقیم ولا یصدنکم الشیطٰن انہ لکم عدو مبین‘‘ ﴿اور تحقیق وہ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی نشانی ہے۔ پس اس نشانی میں شک مت کرو اور میری تابعداری کرو۔ یہ سیدھا راستہ ہے اور شیطان تم کو ہرگز نہ روکے وہ تمہارا کھلا کھلا دشمن ہے۔﴾

حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت مبارکہ کا ترجمہ یوں کرتے ہیں: ’’وہر آئینہ عیسیٰ نشانہ است قیامت را۔ پس شبہ مکنید در قیامت وبگویا محمد پیروی من کنید۔ ایں است راہ راست، وباز ندارد شمارا شیطان ہر آئینہ او در حق شما دشمن ظاہر است۔‘‘

پس اس آیت مبارکہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ آنا ثابت ہے جو کوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بجسدہ العنصری زندہ نہ مانے وہ شیطان کا پیروکار ہے۔ اسی لئے تو اللہ پاک نے فرمایا کہ شیطان تم کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ بجسدہ العنصری سمجھنے سے باز نہ رکھے۔ سابقہ تفاسیر معتبرہ بھی اس بات کی تائید کرتی ہیں کہ یہ آیت مبارکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول ’’من السمآء‘‘ پر بیّن دلیل ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:

۱..... ’’(وانہ) وان عیسٰی علیہ السلام (لعلم للساعۃ) نزولہ من اشراط الساعۃ‘‘ (تفسیر بیضاوی ج ۴ ص ۱۳۲)

یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔

۲..... ’’(وانہ لعلم للساعۃ) یعنی نزولہ من اشراط الساعۃ‘‘ (خازن ج ۴ ص ۱۰۸)

یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔

۳..... ’’(وانه لعلم للساعة) ان الضمیر فی وانه عائد علی القرآن بل الصحیح انه عائد علٰی عیسٰی علیه الصلوٰة والسلام فان السیاق فی ذکره ثم المراد بذالک نزوله قبل یوم القیامة کما قال (وان من اهل الکتٰب الا لیؤمنن به قبل موته) ای قبل موت عیسٰی علیه الصلوٰة والسلام (وانه لعلم للساعة) ای خروج عیسٰی بن مریم علیه السلام، قبل یوم القیامة وهٰکذا روی عن ابن عباس رضی اللہ عنہ‘‘ (تفسیر ابن کثیر ج۴ ص۱۳۲)

۴..... ’’وقد تواترت الاحادیث عن رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم انه اخبر بنزول عیسٰی علیه السلام قبل یوم القیامة اماما عادلًا وحکمًا مقسطًا‘‘

(حوالہ مذکورہ ج۴ ص۱۳۳)

پس اس مندرجہ بالا حوالہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ جو قرآن مجید کے سمجھنے میں اوّل نمبر والوں میں سے ہیں اور اس بارہ میں ان کے حق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دعا بھی ہے۔ (ازالہ اوہام حصہ اوّل ص۲۴۷، خزائن ج۳ ص۲۲۵) سے ثابت ہوگیا کہ اس آیت مبارکہ میں یہ خبر دی گئی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت سے پہلے پہلے نازل ہوں گے۔

مرزائی اعتراض

اس آیت مبارکہ میں ’’انہ‘‘ کی ضمیر کا مرجع قرآن ہے۔ یعنی قرآن قیامت کی نشانی ہے۔ (احمدیہ پاکٹ بک ص۳۷۶)

جواب: آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ اور تفاسیر صحابہ کے ہوتے ہوئے اپنے غلط اور جھوٹے مذہب کی حمیت کی وجہ سے اس قدر دلیری اور جرأت سے یہ کہنا کہ یہ ضمیر حضرت مسیح علیہ السلام کی طرف نہیں۔ سراسر انصاف کا خون نہیں تو اور کیا ہے؟ مفسر قرآن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور جملہ مفسرین معتبرین رحمہم اللہ تو یہ فرمائیں کہ اس سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ مگر قادیانی وربوی حضرات نہ مانیں اور اپنی تاویلات باطلہ ورکیکہ سے کام لیں تو کوئی مسلمان اسے باور نہیں کرسکتا۔

مرزائیو! تمہارے خودساختہ نبی مرزا قادیانی سے دستخط کرائے دیتا ہوں کہ اس سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ سنئے: ’’قرآن شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ’’انہ لعلم للساعة فلا تمترن بها‘‘ یعنی اے یہود! عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تمہیں پتہ لگ جائے گا کہ قیامت کیا چیز ہے۔‘‘ (اعجاز احمدی ص۲۱، خزائن ج۱۹ ص۱۳۰)

پس صاف معلوم ہوگیا کہ عبارت ہذا میں ''انہ'' کی ضمیر بطرف حضرت مسیح علیہ السلام تسلیم کی گئی ہے۔اب مرزائی حضرات بتائیں کہ تم سچے یا مرزا قادیانی؟

ناظرین کرام! اگر مرزائی حضرات قرآن مجید میں اس آیت مبارکہ کے سیاق وسباق پر غور کر لیتے تو ایک واضح اور صریح چیز کے انکار کی جرأت ہی نہ ہوتی۔قرآن مجید میں اس آیت مبارکہ کے شروع رکوع کے الفاظ ہیں۔''ولما ضرب ابن مریم مثلًا'' پھر فرمایا:''ان ھو الا عبد انعمنا علیہ'' پھر فرمایا:''وانہ لعلم للساعۃ'' جب قرآن مجید میں خود ابن مریم کا لفظ موجود ہے تو پھر ان کا یہ کہنا کہ ضمیر کا مرجع حضرت مسیح علیہ السلام نہیں۔بلکہ قرآن ہے۔یہ تکذیب قرآن نہیں تو اور کیا ہے؟

مرزائیو! خدا کے لئے اللہ تعالیٰ اور اس کے اس عذاب سے ڈرو جو قیامت کے دن آنے والا ہے اور اپنی ایک غلط اور جھوٹی چیز کے منوانے کے لئے قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کو نہ جھٹلاؤ۔ورنہ قیامت کے دن ذلیل وخوار ہوگے۔العیاذ باللہ!

مرزائی اعتراض

''ساعت سے مراد حقیقی قیامت نہیں بلکہ یہود کی ہلاکت یا ہلاکت بنی اسرائیل کی گھڑی مراد ہے۔'' (پاکٹ بک مرزائیہ ص ۳۷۷)

جواب: پہلے اعتراض کی طرح مرزائیوں کا یہ کہنا کہ ساعت سے مراد حقیقی قیامت نہیں یہ بھی دھوکہ دہی ہے اور کذب بیانی سے خالی نہیں۔

چنانچہ مرزا قادیانی خود فرماتے ہیں:''وانہ لعلم للساعۃ..... ان فرقۃ من الیھود اعنی الصدوقین کانوا کافرین بوجود القیامۃ فاخبر ھم اللہ علی لسان بعض انبیائہ ان ابنا من قومھم یولد من غیر اب وھٰذا یکون آیۃ لھم علی وجود القیامۃ'' (حمامۃ البشریٰ ص ۱۳۶، خزائن ج ۷ ص ۳۱۶)

یعنی یہود کا ایک فرقہ قیامت کے وجود سے منکر تھا۔اللہ تعالیٰ نے بعض انبیاء علیہم السلام کی زبانی ان کو خبر دی کہ تمہاری قوم میں ایک لڑکا بلا باپ پیدا ہوگا۔یہ قیامت کے وجود پر ایک نشانی ہے۔

پس اس عبارت مندرجہ بالا سے صاف ثابت ہے کہ ساعت سے مراد حقیقی قیامت ہے۔نہ کوئی اور گھڑی۔خدارا اب بتاؤ کون سچا ہے؟ مرزا قادیانی یا تم؟

مرزائی اعتراض

''حضرت مسیح علیہ السلام کا نزول تو آئندہ ہونا تھا۔ پہلے ہی سے کیوں کہہ دیا کہ تم اس میں شک نہ کرو۔ جب نشانی نے ابھی ایک نامعلوم مدت کے بعد آنا ہے تو ان کو شک سے کس برتے پر روکا جاتا ہے۔'' (پاکٹ بک مرزائیہ ص ۳۷۷)

جواب: تعجب وحیرت کا مقام ہے کہ فرقہ مرزائیہ اپنے باطل اور جھوٹے مذہب کی حمیت کی وجہ سے نصوص قرآنیہ کی پرواہ نہیں کرتا اور تاویلات رکیکہ سے تکذیب حق کا مرتکب ہوتا ہے کہ سچ مچ واقع ہونے والی بات پر شک نہ کرنے کی ہدایت کرنا ان کے نزدیک ناجائز ہے؟ جناب والا! یہاں تو کفار مخاطب ہیں جو حضرت مسیح علیہ السلام کی آمد کے منکر ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے ذی شان رسول کو بطور ہدایت فرماتا ہے کہ: ''**ان الساعة آتية اكاد اخفيها**'' یعنی اے موسیٰ! قیامت یقیناً آنے والی ہے۔ خبردار! کوئی بے ایمان خواہش پرست تجھے اس کے ماننے سے نہ روک دے۔ اب اگر اس جگہ مخالفین اسلام میں سے کوئی آریہ وغیرہ یہ اعتراض کرے کہ موسیٰ علیہ السلام کو قیامت پر شک نہ تھا تو یہ وعظ کیا معنی رکھتا ہے یا ابھی قیامت نے ایک مدت کے بعد آنا تھا تو اتنا پہلے ہی سے ان کو شک کرنے سے کیوں روکا جارہا ہے؟ تو مرزائی حضرات بتائیں کہ وہاں کیا جواب دوگے؟ ''**ماهو جوابكم فهو جوابنا**''

مرزائیو! آپ کی مزید تسلی کے لئے آپ کے گھر سے مثال پیش کرتا ہوں اور مرزا قادیانی کے دستخط کرائے دیتا ہوں۔ سنئے:

مرزا قادیانی کا نکاح آسمانی محمدی بیگم سے دنیا میں نہ ہونا تھا اور نہ ہوا اور یہ ان کے مسلمات میں سے ہے۔ باوجود اس صریح جھوٹی پیش گوئی کے مرزا قادیانی کا الہام کنندہ قبل ازوقت کہتا رہا ہے کہ: ''اے مرزا! ''**الحق من ربک فلا تکونن من الممترین**'' یعنی یہ بات (محمدی بیگم سے نکاح) تیرے رب کی طرف سے سچ ہے تو کیوں شک کرتا ہے۔''

(ازالہ اوہام حصہ اوّل ص ۳۹۸، خزائن ج ۳ ص ۳۰۶)

مرزائیو! اب بتاؤ کہ نکاح نہ ہونا تھا اور نہ ہوا۔ لیکن اتنا پہلے ہی شک سے کیوں روکا جارہا ہے؟ لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا۔

نکتہ عجیبہ: نفس تحقق نزول عیسیٰ علیہ السلام قطع نظر اس سے کہ حق تعالیٰ نے اس کے علم ساعۃ ہونے کی خبر دی ہے۔ کسی طرح پر قیامت یا قرب قیامت پر دلالت نہیں کرتا ہے۔ ہاں! حق

تعالیٰ کا یہ خبر دینا کہ نزول عیسیٰ علیہ السلام علم ساعۃ ہے۔ البتہ قطعاً وقوع قیامت پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ اگر قیامت کا وقوع ہی نہ ہو تو نزول عیسیٰ علیہ السلام کا علم ساعت ہونا باطل ہو جاتا ہے۔

پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا علم ساعۃ ہونا اس جہت سے کہ حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ نے اس کی خبر دی ہے۔ بے شک سبب ہے عدم امتراء بالقیامت کا اور اس کے نظائر قرآن مجید میں بکثرت موجود ہیں۔

دلیل نمبر:۸

''قال سبحانه وتعالٰی ویکلم الناس فی المهد وکهلا ومن الصالحین''

﴿اور حضرت مسیح علیہ السلام لوگوں سے گہوارہ اور سن کہولت (بڑی عمر میں) کلام کرے گا اور نیک لوگوں میں سے ہوگا۔﴾

ناظرین کرام! قرآن مجید فصاحت وبلاغت سے مملو ہے۔ اس میں کوئی ایسی بات درج نہیں جو بے معنی ہو۔ سن کہولت میں بات کرنا کوئی بڑی بات نہیں۔ ہمیشہ ہر شخص چھوٹی اور بڑی عمر میں کلام کیا کرتا ہے۔ اس میں حضرت مسیح علیہ السلام کے لئے کوئی خاص فضیلت نہیں پائی جاتی۔ لیکن قرآن مجید میں تدبر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سن کہولت کا کلام بھی اسی طرح خارج عادت ہوگا۔ جس طرح کہ گہوارہ کا کلام تھا۔ قرآن مجید میں ہے کہ: ''**قالوا کیف نکلم من کان فی المهد صبیا**'' یہود نے حضرت مسیح علیہ السلام کی حالت شیر خواری میں کلام کرنا تسلیم نہیں کیا تھا اور حضرت مریم علیہا السلام سے کہا تھا کہ ہم گہوارہ (پنگھوڑہ) میں شیر خوار بچے سے کیسے کلام کریں؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے گہوارہ سے جواب دیا تھا: ''**قال انی عبداللہ**'' تو یہود نے مہد میں بچے کے کلام پر تعجب کا اظہار کیا تھا۔ اسی طرح زمانہ حال کے متبعین یہود کہتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام اتنے سو سال کیسے زندہ رہ سکتے ہیں اور اتنے سو سال کے بعد نازل ہو کر دنیا میں کیا کام کر سکتے ہیں۔ بقول قائلین وفات حضرت مسیح علیہ السلام ۳۳ سال کی عمر میں واقعہ صلیبی پیش آیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا رفع سن کہولت سے پہلے ہوا۔ لہٰذا آیت مبارکہ سے حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات ثابت ہے۔ ورنہ مرزائیوں پر لازم ہے کہ وہ ان کے بڑھاپے کا کلام بھی دکھلائیں۔

نیز اس آیت مبارکہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کلام مہد اور کلام کہولت کو اللہ تعالیٰ نے منجملہ انعامات کے ذکر کیا ہے جو دونوں معجزہ کے رنگ میں ہیں۔ کلام مہد تو اس لئے معجزہ ہے

کہ ایسے بچے کو تو خود اپنے وجود کی خبر نہیں ہوتی۔ چہ جائیکہ اپنی والدہ ماجدہ سے الزام رفع کرے اور اپنے نبی صاحب کتاب ہونے کا دعویٰ کرے۔ باقی رہا سن کہولت میں کلام کرنا۔ سو بظاہر یہ کوئی خارق عادت بات نہیں۔ کیونکہ اس عمر میں تو ہر زندہ انسان کلام کرتا ہے۔ مگر جب قرآن مجید کی دیگر آیات مبارکہ واحادیث نبویہ پر نظر ڈالی جائے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر جانا پھر مدت مدید کے بعد بغیر کسی ظاہری تغیر کے اسی حالت میں نازل ہونا اور خدمت دین کرنا ثابت وعیاں ہے۔ پس اس آیت مبارکہ میں اسی عمر کہولت کا ذکر ہے جو فی الواقع معجزہ ہے۔

چنانچہ تفسیر خازن میں ہے:

۱..... ’’(وکھلا) وقیل فیه بشارة لمریم اخبرها بانه یبقٰی حتّٰی یکتهل وقیل فیه اخبار بانه یتغیر من حال الٰی حال ولو کان الٰها لم یدخل علیه التغییر ففیه رد علی النصاریٰ الذین یدعون فیه الالوهیة وقال الحسن ابن الفضل یکلم الناس کهلا بعد نزوله من السمآء وفی هٰذه نص علٰی انه سینزل من السمآء الی الارض ویقتل الدجال‘‘ (تفسیر الخازن ج۱ص۲۲۹)

یعنی اس آیت مبارکہ میں حضرت مریم علیہ السلام کے لئے بشارت ہے کہ ان کا بیٹا حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ رہے گا۔ یہاں تک کہ بڑھاپے کی عمر میں لوگوں سے کلام کرے گا اور اس میں نصاریٰ کا بھی رد ہے جو ان کو خدا مانتے ہیں۔ دیکھو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں تغیر ہوگا۔ ایک حال سے یعنی جوانی سے دوسرے حال یعنی بڑھاپے میں داخل ہوں گے۔ اگر وہ خدا ہوتے تو یہ تغیر ہرگز نہ ہوتا۔ یعنی کبھی جوان کبھی بوڑھے، اور حضرت علامہ حسن بن فضل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اترنے کے بعد عمر کہولت میں لوگوں سے کلام کریں گے اور یہ آیت مبارکہ نص ہے اس بات پر کہ وہ آسمان سے زمین کی طرف ضرور اتریں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔

۲..... نیز بعینہٖ یہی عبارت (تفسیر فتح البیان ج۲ص۴۴) پر بھی موجود ہے۔

۳..... چنانچہ تفسیر ابی السعود اور تفسیر بیضاوی میں ہے: ’’وکھلا بعد نزوله‘‘

(بیضاوی ج۲ص۱۹، ابوالسعود بہ حاشیہ تفسیر کبیر ج۲ص۲۶۸)

یعنی آسمان سے اترنے کے بعد عمر کہولت میں لوگوں سے کلام کریں گے۔ اب مفسر قرآن حضرت علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ سنئے۔ فرماتے ہیں:

۴..... ’’وکھلا ان یکون کھلا بعد ان ینزل من السمآء فی آخر الزمان ویکلم الناس ویقتل الدجال قال الحسین ابن الفضل وفی ھٰذہ الآیۃ نص فی انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سینزل الی الارض‘‘ (تفسیر کبیر ج۲ ص۴۴۹، ۴۵۰)

یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانہ میں آسمان سے اترنے کے بعد عمر کہولت میں لوگوں سے کلام کریں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔ حضرت علامہ حسین بن فضل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت مبارکہ نص ہے۔ اس بات پر کہ تحقیق حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین کی طرف نازل ہوں گے۔

اسی طرح حضرت علامہ ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ جو مرزا قادیانی کے نزدیک رئیس المفسرین (آئینہ کمالات اسلام ص۱۶۸، خزائن ج۵ ص۱۶۸) اور نہایت معتبر ائمہ حدیث (چشمہ معرفت حاشیہ ص۲۵۰، خزائن ج۲۳ ص۲۶۱) میں سے ہیں۔ فرماتے ہیں:

۵..... ’’قد کلمھم عیسٰی فی المھد وسیکلمھم اذا قتل الدجال وھو یومئذ کھل‘‘ (تفسیر ابن جریر طبری ج۳ ص۲۷۳، روح المعانی ج۳ ص۱۶۴)

یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی ماں کی گود بھی کلام کیا اور آسمان سے اتر کر جب دجال کو قتل کریں گے۔ تب بھی لوگوں سے کلام کریں گے اور وہ ان کے کہولت کا زمانہ ہوگا۔

۶..... تفسیر معالم التنزیل میں اسی آیت مبارکہ کی تفسیر میں حضرت امام حسین بن فضل رحمۃ اللہ علیہ کا قول مذکور ہے۔ ’’قال الحسین بن الفضل وکھلًا بعد نزولہ من السمآء‘‘

(تفسیر معالم التنزیل تحت آیت ہذا)

یعنی حضرت امام حسین بن فضل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہونے کے بعد عمر کہولت میں لوگوں سے کلام کریں گے۔

ناظرین کرام! اب اگر بالفرض والتقدیر مرزائیوں کا عقیدہ صحیح تسلیم کر لیا جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر نہیں گئے بلکہ جوانی کی حالت میں فوت ہو گئے ہیں تو قرآن مجید، احادیث نبویہ، جملہ مفسرین عظام رحمۃ اللہ علیہم، محدثین کرام رحمۃ اللہ علیہم اور ائمہ دین رحمۃ اللہ علیہم کی تکذیب لازم لائے گی جو ناقابل برداشت ہے۔ (العیاذ باللہ)

دلیل نمبر:۹

’’قال سبحانہ وتعالٰی لن یستنکف المسیح ان یکون عبداللّٰہ‘‘ ﴿مسیح ہرگز خدا کا بندہ ہونے سے انکار نہیں کرے گا۔﴾

اس آیت مبارکہ میں ''یستنکف'' مضارع کا صیغہ ہے۔اس پر بموجب قواعد عربیت حرف ''لن'' ہونے سے اس کے معنے مستقبل کے لئے خاص ہو چکے ہیں۔یعنی زمانہ آئندہ میں ایک ایسا وقت آنے والا ہے جب حضرت مسیح علیہ السلام اپنے عبد اور بندہ ہونے کا اظہار کرے گا۔اس وقت دنیا میں حضرت مسیح علیہ السلام کو معبود قرار دیا جاتا ہے۔اگر حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہو گئے تھے تو قرآن مجید میں اس کا ذکر بصیغہ ماضی ہونا چاہئے تھا۔مگر یہاں استقبال کے معنوں میں خاص ہے۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس آیت مبارکہ کے نزول کے وقت زندہ تھے اور احادیث کے بموجب آخری زمانہ میں نزول فرما کر خدا تعالیٰ کی عبودیت کا اقرار کریں گے۔

دلیل نمبر:۱۰

''قال سبحانه وتعالٰی واذ کففت بنی اسرائیل عنک اذ جئتهم بالبینٰت''

﴿اور جب کہ میں نے بنی اسرائیل کو تم سے باز رکھا جب تم ان کے پاس دلیلیں لے کر آئے تھے۔﴾

خداوند کریم حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اپنے انعامات کا ذکر فرماتے ہوئے بنی اسرائیل کے شر سے ان کو محفوظ رکھنے کا ذکر فرماتے ہیں۔مرزائیوں کی تفسیر کے مطابق یہودیوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کو پکڑ کر (نعوذ باللہ) ذلیل و رسوا کیا اور پھانسی پر لٹکا دیا۔جیسا کہ مرزا قادیانی فرماتے ہیں:''مسیح علیہ السلام کو تازیانے لگائے گئے،گالیاں دی گئیں،طمانچے مارے گئے،ہنسی اور ٹھٹھے اڑائے گئے۔آخر کار مسیح علیہ السلام کو دو چوروں کے ساتھ صلیب پر لٹکا دیا۔''

(ازالہ اوہام حصہ اوّل ص۳۸۰،خزائن ج۳ ص۲۹۵)

حالانکہ اس آیت مبارکہ میں خداوند قدوس حضرت مسیح علیہ السلام سے یہودیوں کے شر دور کرنے کا ذکر فرما رہے ہیں۔مرزائیوں کے عقائد کے مطابق پھر یہودیوں کو روک کون سی ہوئی؟ پس یہ آیت مبارکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع الی السماء اور یہودیوں کے شر و ایذا سے محفوظ رہنے کی زبردست دلیل ہے۔

دلیل نمبر:۱۱

''قال سبحانه وتعالٰی وجیهًا فی الدنیا والآخرة ومن المقربین''﴿اور حضرت مسیح علیہ السلام دنیا و آخرت میں صاحب وجاہت ہوں گے اور مقربین میں سے۔﴾

اس آیت مبارکہ میں بتایا گیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام دنیا اور آخرت میں ذی وجاہت ہیں اور خدا تعالیٰ کے مقرب فرشتوں میں داخل ہیں۔ ''تفسیر ابی السعود'' میں اس آیت مبارکہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ملکوتی زندگی یعنی آسمان پر زندہ موجود ہونا ثابت کیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو: ''هو اشارة الى رفعه الى السمآء وصحبة الملئكة''

(ابوالسعود بہامشہ تفسیر کبیر ج ۲ ص ۲۶۸)

چونکہ آپ کی پہلی زندگی میں آپ کو سلطنت نہیں ملی۔ اس لئے ماننا پڑے گا کہ آپ زندگی ہی میں بعد نزول صاحب سلطنت ہوں گے۔ قرآن مجید میں مقربین سے مراد فرشتے ہیں۔ چونکہ حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش نفخ جبرائیل علیہ السلام سے ہوئی تھی۔ اس لئے آپ کو ملائکہ سے نسبت حاصل ہے۔

دلیل نمبر: ۱۲

''قال سبحانه وتعالىٰ ومكروا ومكر الله والله خير الماكرين'' ﴿تدبیر کی انہوں نے اور تدبیر کی اللہ تعالیٰ نے اور اللہ تعالیٰ کی تدبیر سب سے بہتر ہے۔﴾

اس آیت مبارکہ میں خداوند کریم نے یہود کی تدبیر (یعنی توہین صلیب اور قتل مسیح) کے مقابلہ میں فرمایا کہ ہم نے بھی تدبیر کی۔ قواعد عربیہ میں یہ بات مسلم ہو چکی ہے کہ جملہ خبریہ فعلیہ یا اسمیہ بحکم نکرہ ہوتا ہے اور اسی وجہ سے جملہ نکرہ کی صفت میں واقع ہوتا ہے۔ ورنہ اگر معرفہ کے حکم میں ہوتا تو نکرہ کی صفت میں واقع ہونا ناممکن نہ تھا۔ نیز باجماع اہل عربیہ جملہ خبریہ حال واقع ہو سکتا ہے۔ جس کے لئے نکرہ ہونا شرط ہے۔ لہٰذا جملہ ''مکروا'' اور جملہ ''مکر اللہ'' کا بحکم نکرہ ہونا ثابت ہوا اور قواعد عربیہ میں یہ بھی ثابت ہو چکا ہے کہ جب نکرہ کا اعادہ کیا جائے تو ثانیہ سے غیر اولیٰ مراد ہوتا ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی تدبیر ان کی تدبیر کے بالکل مغائر تھی اور یہ مغائرت جب ہی ہو سکتی ہے کہ جب تدبیر الٰہی سے رفع جسمانی مراد ہو۔ ورنہ تدبیر الٰہی بقول مرزا قادیانی (ازالہ اوہام حصہ دوم ص ۵۹۹، خزائن ج ۳ ص ۴۲۳، ۴۲۴) بمعنی ''رفع روحانی'' یا ''رفع عزت'' تدبیر قتل اور صلیب کے بالکل منافی نہیں۔ نیز ''مکر'' کے معنی تدبیر خفی کے ہیں اور ظاہر ہے کہ قتل اور صلیب بقول مرزا قادیانی صلیب سے اتار لینا کوئی خفی تدبیر نہیں۔ خفی تدبیر سوائے رفع جسمانی کے اور کچھ نہیں ہو سکتی۔

نیز حق تعالیٰ نے اس مقام پر اپنی صفت ''خیر الماکرین'' ذکر فرمائی۔ جس سے

معلوم ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ کی تدبیر سب سے بہتر تھی اور صلیب سے اتار لینا کوئی عمدہ تدبیر نہیں۔ اس کو تو یہود بھی کر سکتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا ''خیر الماکرین'' کی صفت کو مقام ''حمد'' میں ذکر فرمانا اس طرف مشیر ہے کہ ایک نرالی تدبیر ہے اور ظاہر ہے کہ رفع جسمانی سے زائد اور کوئی تدبیر نہیں ہو سکتی۔ اگر مرزائیوں، یہودیوں یا عیسائیوں کی طرح مانا جائے تو اللہ تعالیٰ کی حکمت عملی کا ثبوت نہیں ملتا۔

دیگر آیت کریمہ کی تفسیر حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی سنئے جو کہ عند المرزا مجدد بھی ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پچھتر بار عین بیداری میں ملاقات بھی کر چکے ہیں۔

(ازالہ اوہام حصہ اوّل ص ۱۵۱، خزائن ج ۳ ص ۱۷۷)

وہ فرماتے ہیں: ''ومکروا ای کفار بنی اسرائیل بعیسٰی اذا وکلوا من یقتاح حیلة ومکر اللہ بھم بان القٰی شبھه عیسٰی علی من قصد قتله فقتلوا ورفع عیسٰی علیه السلام''

یعنی اللہ تعالیٰ کا مکران سے یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی شباہت اس پر ڈال دی۔ جس نے آپ کے قتل کا قصد کیا تھا۔ پس انہوں نے اسے قتل کیا اور اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ کو اوپر اٹھا لیا۔

دلیل نمبر: ۱۳

''قال سبحانه وتعالٰی ھو الذی ارسل رسوله بالھدیٰ ودین الحق لیظھره علی الدین کله (صف)'' ﴿خدا تعالیٰ وہ ہے کہ جس نے اپنا رسول ہدایت دے کر بھیجا تا کہ تمام مذاہب پر دین حق غالب کرے۔﴾

اس آیت مبارکہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کے نزول کا ارشاد ہے۔ کیونکہ احادیث نبوی سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے عہد میں اسلام ہی اسلام ہوگا۔ دوسرے مذاہب کا نام ونشان تک نہ ہوگا۔ چنانچہ مرزا قادیانی اس آیت مبارکہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ: ''یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق واقطار میں پھیل جائے گا۔''

(براہین احمدیہ حصہ چہارم ص ۴۹۹، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳)

نیز مرزا قادیانی اسی آیت مبارکہ کے ذیل میں ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ: ''اس آیت کی نسبت ان سب متقدمین کا اتفاق ہے جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں کہ یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود کے وقت میں ظہور میں آئے گا۔'' (چشمہ معرفت ص۸۳، خزائن ج۲۳ ص۹۱)

پس اس آیت مبارکہ سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام زندہ ہیں جو آخری زمانہ میں نازل ہوں گے اور ان کے ہاتھ سے دین اسلام جملہ مذاہب پر غلبہ حاصل کرے گا۔

مرزائی اعتراض

اب مرزائی حضرات یہ کہتے ہیں کہ یہ آیت مرزا قادیانی کے حق میں پیش گوئی تھی اور مرزا قادیانی نے جو دلائل و براہین اسلام کی صداقت میں دیئے ان کے ذریعہ سے اسلام کو غلبہ حاصل ہوا۔

جواب: مرزا قادیانی کے ذریعہ جو کچھ اسلام کی فوقیت دنیا پر ظاہر ہوئی وہ دنیا کے کسی انسان سے پوشیدہ نہیں۔ مرزائیوں کی یہ تفسیر ان کے پیغمبر اعظم کی تفسیر کے خلاف ہے۔ کیونکہ جب مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ''یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں پیش گوئی ہے۔'' (براہین احمدیہ حصہ چہارم ج۱ ص۵۹۳)

تو ان کا یہ اعتراض ان کی غلط فہمی پر مبنی ہے۔ انصاف سے بتائیں کہ مرزا قادیانی کو سیاست ملکی میں کون سا غلبہ حاصل ہوا جب کہ تمام عمر انگریزوں کی غلامی پر فخر و ناز کرتے رہے اور جن کی تمام زندگی مزعومہ دجالوں کے سایہ عاطفت اور غلامی میں نہایت صبر و سکون کے ساتھ گزری بلکہ زریں خدمات کے عوض میں خود کاشتہ پودا کا خطاب بھی عطاء ہوا۔

(تبلیغ رسالت ج۷ ص۱۹، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲۱)

پس یہ پیش گوئی مرزا قادیانی پر چسپاں نہیں ہو سکتی۔ فہوالمطلوب!

دلیل نمبر: ۱۴

''قال سبحانه وتعالیٰ عسیٰ ربکم ان یرحمکم وان عدتم عدنا وجعلنا جهنم للکافرین حصیرًا'' ﴿عجب نہیں کہ تمہارا پروردگار تم پر مہربانی کرے اور اگر تم پھر وہی کرو گے تو ہم بھی وہی کریں گے اور جہنم کو تو ہم نے کافروں کا قید خانہ بنا ہی رکھا ہے۔﴾

اس آیت مبارکہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے لئے پیش گوئی ہے۔ یعنی ایک وقت ایسا آئے گا کہ جب مخلوق خدا ظلم و گمراہی کی انتہاء کو پہنچ جائے گی۔ اس وقت کے لئے

مرزا قادیانی اسی آیت کے تحت میں لکھتے ہیں کہ: ''وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب خدا تعالیٰ مجرمین کے لئے شدت اور غضب اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے۔'' (براہین احمدیہ حصہ چہارم ص ۵۰۵، خزائن ج ۱ ص ۶۰۱)

مرزائی اعتراض

یہ پیش گوئی بھی مرزا قادیانی کے ظہور سے پوری ہو چکی ہے۔

جواب: مرزا قادیانی کی تصریح کے مطابق حضرت مسیح علیہ السلام کا جلالیت کے ساتھ آنا ضروری ہے۔ مگر مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ میں جمالی رنگ میں آیا ہوں۔ ملاحظہ ہو: ''یہ عاجز اس دنیا کی حکومت اور بادشاہت کے ساتھ نہیں آیا۔ درویشی اور غربت کے لباس میں آیا ہے۔''

(ازالہ اوہام حصہ اوّل ص ۲۰۰، خزائن ج ۳ ص ۱۹۷)

پس مرزا قادیانی اس پیش گوئی کے مصداق نہیں ہو سکتے۔ فہو المطلوب!

دلیل نمبر: ۱۵

''قال سبحانه وتعالیٰ قل فمن یملک من اللّٰہ شیئًا ان اراد ان یھلک المسیح ابن مریم وامه ومن فی الارض جمیعًا'' ﴿ کہہ دیجئے کہ کون اختیار رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کام میں اگر چاہے کہ ہلاک کر دے۔ مسیح ابن مریم کو اور (جیسے کہ ہلاک کر دیا) اس کی ماں کو اور ان تمام لوگوں کو جو کہ زمین میں ہیں۔ ﴾

ناظرین کرام! عیسائی کہتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام خود خدا ہیں۔ اس عقیدہ الوہیت کی تردید کے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا گیا ہے کہ آپ ﷺ ان کو سمجھا دیجئے کہ اگر خدا تعالیٰ تمام باشندگان خدا کو اور حضرت مسیح ابن مریم علیہما السلام کو مار ڈالے تو کون اس کا کچھ بگاڑ سکتا ہے اور جب حضرت مسیح علیہ السلام کی والدہ صاحبہ کو خدا تعالیٰ نے موت دی تھی تو اس وقت حضرت مسیح علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کا کیا بگاڑ لیا تھا۔ مراد یہ ہے کہ اگر آپ خدا ہوتے تو ضرور مقابلہ کرتے۔

اس آیت مبارکہ سے یہ تو ضرور ثابت ہو رہا ہے کہ جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تھی تو حضرت مسیح علیہ السلام اس وقت ضرور زندہ تھے۔ ورنہ یہ دھمکی درست نہیں رہتی۔ پس اس آیت مبارکہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کی بجائے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ابھی تک خداوند کریم نے حضرت مسیح علیہ السلام کے مارنے کا ارادہ بھی نہیں فرمایا۔ اگر مسیح علیہ السلام فوت ہو چکے ہوتے

تو قرآن مجید میں الوہیت کو باطل ثابت کرنے کے لئے صاف درج ہوتا کہ (حضرت) مسیح (علیہ السلام) کو ہم نے ہلاک کر دیا ہے۔ مگر ''ان اراد'' اگر خدا ارادہ ہلاکت کا کرے، کے الفاظ سے حیات حضرت مسیح علیہ السلام ثابت ہے۔ ''من فی الارض جمیعًا'' کے مطابق تمام باشندگان روئے زمین کو اکٹھا ہلاک کرنے کا خدا تعالیٰ نے اب تک ارادہ نہیں فرمایا۔ کیونکہ ایک وقت معًا سب کا مرجانا کسی امر سے ثابت نہیں اور نہ ہی اس کی کوئی تاریخ شاہد ہے۔

دلیل نمبر:۱۶

''قال سبحانه وتعالٰی ویعلمه الکتاب والحکمة والتوراة والانجیل''

﴿اور سکھائے گا (خدا تعالیٰ) اس (عیسیٰ علیہ السلام) کو کتاب اور حکمت اور تورات اور انجیل۔﴾

اس آیت مبارکہ میں خداوند کریم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ''الکتاب والحکمة'' اور ''التوراة والانجیل'' سکھانے کا وعدہ فرمایا ہے۔ انجیل تو خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ ''واتینه الانجیل'' اس لئے انجیل کا صحیح مفہوم و مطلب سکھانا ضروری تھا تاکہ ایسا نہ ہو کہ کسی آیت کے مفہوم و مطلب کے سمجھنے میں حضرت مسیح علیہ السلام کو دقت ہو۔

تورات حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے کی نازل شدہ تھی۔ اس کا سکھانا اس لئے ضروری ہوا کہ وہ بنی اسرائیل کی طرف رسول ہوگا۔ ''ورسولا الٰی بنی اسرائیل'' اور بنی اسرائیل کے پاس کتاب تورات تھی۔ مگر وہ غلط معنی کرتے اور ''یحرفون الکلم عن مواضعه'' کے عادی تھے اور ناحق پر جھگڑا کرنے والے تھے۔ پس اگر اللہ تعالیٰ حضرت مسیح علیہ السلام کو تورات نہ سکھاتا تو یہودی آپ کی کوئی بات تسلیم نہ کرتے اور حضرت مسیح علیہ السلام ان سے بحث میں مغلوب ہو جاتے۔

تیسری چیز جس کا علم حضرت مسیح علیہ السلام کو دیا جائے گا وہ ''والکتاب والحکمة'' ہے۔ قران مجید میں جہاں بھی یہ لفظ اکٹھا آیا ہے اس سے مراد قرآن اور بیان القرآن ہے۔ یعنی تفہیم القرآن یا تفسیر القرآن ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ خداوند کریم حضرت مسیح علیہ السلام کو قرآن مجید اور اس کی تفسیر کی خود تعلیم دے گا اور وہ اس میں کسی کے شاگرد نہ ہوں گے۔

نیز اس آیت مبارکہ سے حضرت مسیح علیہ السلام کا نزول قرآن مجید تک زندہ رہنا ثابت ہوتا ہے۔ ورنہ اگر نزول قرآن مجید سے پہلے انہیں علم دیا گیا ہو تو ماننا پڑے گا کہ قرآن مجید حضرت مسیح علیہ السلام پر نازل ہوا تھا۔ لیکن یہ خلاف واقعہ ہے۔

ناظرین کرام! اللہ تعالیٰ کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قرآن مجید سکھانا اب اس بات کا قطعی ثبوت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے اور قرآن مجید پر عمل کریں گے۔ فہو المطلوب!

دلیل نمبر: ۱۷

۱..... ''قال سبحانه وتعالٰی ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبله الرسل (مائدہ)'' ﴿نہیں ہیں مسیح ابن مریم مگر پیغمبر۔ گزرے ہیں آپ سے پہلے کئی پیغمبر۔﴾

۲..... ''قال سبحانه وتعالٰی وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل (آل عمران: ۸۹)'' ﴿نہیں ہیں محمد مگر پیغمبر۔ تحقیق گزرے ہیں آپ سے پہلے کئی پیغمبر۔﴾

ان مندرجہ بالا ہر دو آیات مبارکہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات کا کوئی ذکر تک نہیں ہے۔ سنئے: خلت یا خلا کے معنی ہیں جگہ خالی کرنا۔ خواہ زندہ گزر کر یا موت سے۔ پارہ اوّل سورۂ بقرہ میں ہے: ''واذا خلوا الٰی شیٰطینهم ''یعنی منافق لوگ جب مسلمانوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اور جب اپنے ملا مولویوں اور شیطانوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو مسلمانوں سے مذاق کرتے ہیں۔ اسی طرح سورۂ آل عمران میں فرمایا: ''واذا خلوا عضوا علیکم الانامل من الغیظ ''یعنی اے مسلمانو! یہ مخالف جب تم سے الگ ہوتے ہیں تو غصہ کے مارے تم پر انگلیاں جباتے ہیں۔

اب اگر مرزائیوں کے قول کے مطابق ''خلت'' بمعنی ''موت'' کیا جائے تو کیا یوں کہیں گے کہ وہ منافق جب مسلمانوں سے الگ ہوتے تھے تو مرجاتے تھے اور جب پھر ملتے تھے تو زندہ ہوجاتے تھے؟ عجیب منطق ہے۔ نیز پارہ اوّل سورۂ بقرہ میں فرمایا: ''واذا خلا بعضهم الٰی بعض ''یعنی جب الگ ہوتا ہے بعض ان کا طرف بعض کے۔

ناظرین کرام! اگر کتاب وسنت پر غور کیا جائے تو معلوم ہوجاتا ہے کہ یہ لفظ کتنے معنوں کے لئے آیا ہے۔ ہر جگہ ایک معنی مراد لینا اور دیگر نصوص کو نظر انداز کر دینا قطعاً بے انصافی ہے۔

نیز یہ آیت مبارکہ نمبر ۲ سے گمان ہوسکتا تھا کہ حضور اکرم ﷺ سے پہلے بموجب ترجمہ مرزا قادیانی سب رسول فوت ہوچکے ہیں۔ جن میں حضرت مسیح علیہ السلام بھی داخل ہوتے ہیں۔ اس واہمہ کو روکنے کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے سب سے اخیر میں آیت مبارکہ نمبر ا یعنی ''ما

المسیح ابن مریم..... ''نازل فرما کر اطلاع دے دی کہ حضرت مسیح علیہ السلام تاہنوز فوت نہیں ہوئے۔ پس جس طرح ''وما محمد الا رسول..... ''کے نزول کے وقت حضور اکرم ﷺ زندہ تھے۔ اسی طرح ''ما المسیح ابن مریم..... ''میں بطور خبر بیان فرمایا کہ حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام مذکورہ آیت مبارکہ نمبرا کے نزول کے وقت زندہ تھے۔ کیونکہ دونوں آیات مبارکہ میں صرف ''اسماء'' کا اختلاف ہے۔

بہ فرض محال اگر ''وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل ''میں لفظ ''خلت'' کے معنے موت ہی لئے جائیں۔ تب بھی حضرت مسیح علیہ السلام اس آیت مبارکہ کے عموم سے مستثنیٰ ومخصوص ہوں گے۔ کیونکہ ان کے لئے دیگر دلائل اور نصوص قطعیہ سے ثابت ہے کہ وہ ابھی فوت نہیں ہوئے۔ بلکہ آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ قیامت کے قریب نازل ہوں گے۔ نیز اگر حضور اکرم ﷺ سے پہلے کے تمام رسول فوت ہو چکے تھے تو مرزا قادیانی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر زندہ ہونا اور ان پر ایمان لانا لازمی وضروری کیسے لکھا ہے؟ چنانچہ مرزا قادیانی فرماتے ہیں: ''موسیٰ صرف اور نبیوں کی طرح ایک نبی خدا کا ہے اور وہ اس نبی معصوم کی شریعت کا ایک خادم ہے جس پر تمام دودھ پلانے والی حرام کی گئی تھی۔ یہاں تک کہ اپنی ماں کی چھاتیوں تک پہنچایا اور اس کا خدا کوہ سینا میں اس سے ہم کلام ہوا اور اس کو پیارا بنایا۔ یہ وہی موسیٰ مرد خدا ہے جس کی نسبت قرآن میں اشارہ ہے کہ وہ زندہ ہے اور ہم پر فرض ہو گیا کہ ہم اس بات پر ایمان لاویں کہ ''انه حی فی السمآء ولم یمت ولیس من المیتین ''وہ زندہ آسمان میں موجود ہے اور مردوں میں سے نہیں۔'' (نور الحق حصہ اوّل ص ۵۰، خزائن ج ۸ ص ۶۹)

آگے فرماتے ہیں: مگر یہ بات کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے۔ سو ہم نے اس خیال کا باطل ہونا ثابت کر دیا ہے۔ (نور الحق حصہ اوّل ص ۵۰، خزائن ج ۸ ص ۶۹)

ناظرین کرام! صد حیف بریں عقل کہ مرزا قادیانی کو قرآن مجید میں حیات حضرت مسیح علیہ السلام تو نظر نہ آئی۔ جو منصوص ہے۔ لیکن حیات موسوی نظر آ گئی۔ جس کا کوئی ثبوت نہیں۔ آہ سچ ہے۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمہ آفتاب راچہ گناہ

پس معلوم ہو گیا کہ ''قد خلت'' کا یہ معنیٰ نہیں کہ حضور اکرم ﷺ سے پہلے سب رسول فوت ہو گئے۔ کیونکہ مرزا قادیانی کے نزدیک حضرت موسیٰ علیہ السلام ابھی زندہ ہیں۔ (اس دلیل کی مزید تفصیل بندہ کے رسالہ ابن مریم میں دیکھیں)

مرزائیو! جس طرح اس عام حکم سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مستثنیٰ سمجھتے ہو۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی سمجھ لو۔

دلیل نمبر:۱۸

قرآن مجید اہل کتاب کے باہمی تنازعات کا فیصلہ کرتا ہے۔ حق کی تائید اور باطل کی تردید کرتا ہے۔ وہ تفصیل ''لکل شیٔ'' ہے۔ یہود و نصاریٰ میں حضرت مسیح علیہ السلام کی زندگی کے متعلق اختلاف تھا۔ قرآن مجید کے نزول کا ایک مقصد ''لیحکم بینھم'' ہے۔ قرآن مجید نے اس اختلاف کا فیصلہ فرما دیا ہے۔ یہودیوں کا دعویٰ تھا کہ ''انا قتلنا المسیح'' یعنی ہم نے (حضرت) مسیح (علیہ السلام) کو قتل کر دیا اور عیسائیوں کا دعویٰ تھا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو آسمان پر اٹھایا گیا۔ ملاحظہ ہو: ''مسیح نے سولی پر جان دے دی۔'' (یوحنا باب:۱۹، آیت:۳۰)

اور اس کے بعد تیسرے دن قبر سے جی اٹھا اور اپنے شاگردوں کے سامنے زندہ آسمان پر اٹھایا گیا۔ (لوقا باب:۲۴، آیت:۵۱)

قرآن مجید نے ''وما قتلوہ یقیناً'' فرما کر یہود کے عقیدہ کی بطالت ظاہر فرمائی۔ اگر نصاریٰ کا عقیدہ بھی باطل ہوتا تو قرآن مجید میں اس کی واضح تردید ہوتی۔ بلکہ قرآن پاک نے یہاں ''بل رفعہ اللہ الیہ'' فرما کر ان کے عقیدہ کی تائید کر دی۔ نیز ''ما صلبوہ'' کے ذریعہ واقعہ صلیب کی نفی فرما کر عیسائیوں کے بنیادی مسئلہ کفارہ کی تردید فرمائی اور صلیب دیئے جانے کا انکار کر کے عیسائیوں کے بنیادی مسئلہ کفارہ کا رد فرمایا۔ مگر مرزائیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب دی گئی۔ مگر وہ وہاں مرے نہ تھے بلکہ مثل مردہ ہو گئے تھے۔

(راز حقیقت ص۱۱۶، خزائن ج۱۴ ص۳۵۳)

یاد رکھئے کہ مرزا قادیانی کا یہ عقیدہ قرآن مجید، حدیث نبوی، شہادت بائبل اور اہل کتاب کے عقیدہ کے بھی خلاف ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی اپنی کتاب توضیح المرام میں لکھتے ہیں کہ:

''مسلمانوں اور عیسائیوں کا کسی قدر اختلاف کے ساتھ یہ خیال ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم اسی عنصری وجود سے آسمان کی طرف اٹھا لئے گئے ہیں اور پھر وہ کسی زمانہ میں آسمان سے اتریں گے۔'' (توضیح المرام ص۱، خزائن ج۳ ص۵۱)

پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ بجسدہ العنصری آسمان کی طرف اٹھائے گئے ہیں۔ فہو المطلوب!

دلیل نمبر:۱۹

رفع اس وقت ہوا جب یہود قتل کرنا چاہتے تھے۔ قتل حضرت مسیح علیہ السلام کے بجائے قرآن مجید سے رفع ثابت ہے۔ اگر رفع کے معنی عزت کی موت یا رفع روحانی مراد لئے جائیں۔ جیسا کہ مرزائیوں کا عقیدہ ہے۔ (ازالہ اوہام ص ۳۸۶، خزائن ج ۳ ص ۲۹۹)

تو یہود سچے قرار دیئے جاسکتے ہیں اور معاذ اللہ کلام خدا کی سچائی ثابت نہیں ہوتی۔ موت کا سامان وہی تھا جو یہودیوں نے تیار کر رکھا تھا۔ اس سے یہود کا دعویٰ قتل حضرت مسیح علیہ السلام ثابت ہوتا ہے۔ پس رفع سے مراد ''عزت کی موت'' لینا کسی طرح جائز نہیں۔ نیز مرزائی حضرات کہتے ہیں کہ بائبل کے مطابق صلیبی موت سے مرنے والا لعنتی ہوتا ہے۔

(سراج منیر ص ۵۶، خزائن ج ۱۲ ص ۶۵)

حالانکہ بائبل میں صرف یہ ہے کہ: ''اگر کسی نے کوئی ایسا گناہ کیا ہو جس سے اس کا قتل واجب ہو اور تو اسے مار کر درخت سے ٹانگ دے تو اس کی لاش رات بھر درخت پر لٹکی نہ رہے۔ بلکہ تو اسی دن اسے دفن کر دینا۔ کیونکہ جسے پھانسی ملتی ہے وہ خدا کی طرف سے ملعون ہے۔''

(استثناء ص ۲۳، خزائن ج ۱۲ ص ۱۳۱)

یاد رکھئے کہ اس میں صرف ''مجرم'' کا ذکر ہے۔ بے گناہ مطلوب کے لئے لعنتی ہونے کا حکم موجود نہیں۔ مرزائیوں کی تفسیر کے مطابق یہود کا یہ دعویٰ تھا کہ ہم نے (حضرت) مسیح (علیہ السلام) کو (نعوذ باللہ) لعنتی موت مارا ہے۔ مگر حضرت مسیح علیہ السلام کے (نعوذ باللہ) ملعون ہونے کے نصاریٰ بھی قائل ہیں۔ (گلتیون) اس میں دونوں گروہ متفق ہیں۔ ان میں اختلاف صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ آسمان کی طرف اٹھائے جانے کا تھا۔ اس مقدمہ میں قرآن مجید نے نصاریٰ کی تائید کی اور باقی مسائل میں دونوں کے باطل عقائد کی تردید فرمادی۔

دلیل نمبر:۲۰

''قال سبحانه وتعالیٰ ولقد ارسلنا رسلًا من قبلک وجعلنا لهم ازواجا وذریة'' ﴿اے نبی ﷺ! ہم نے تجھ سے پہلے رسولوں کو اولاد ازواج والے بنایا تھا۔﴾

چونکہ حضرت مسیح علیہ السلام بھی حضور اکرم ﷺ سے پہلے کے رسول ہیں جو کہ بموجب آیت مبارکہ بیوی بچوں والے ہونے چاہئیں۔ حالانکہ ان کی کوئی بیوی نہ تھی اور نہ ہی کوئی اولاد

تھی۔ چنانچہ مرزا قادیانی بھی فرماتے ہیں کہ: ''ظاہر ہے کہ دنیوی رشتوں کے لحاظ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کوئی آل نہیں تھی۔'' (تریاق القلوب ص۹۹، خزائن ج۱۵ ص۳۶۳)

دیگر ایک اور مقام پر بھی رفع الی السماء سے پہلے آپ کا نکاح نہ ہونا مرزا قادیانی کے نزدیک مسلم ہے۔ جیسا کہ لکھتے ہیں کہ: ''اس عبارت انجیل کے بعد اشارات سے پایا جاتا ہے کہ حضرت مسیح بھی جورو کرنے کی فکر میں تھے۔ مگر تھوڑی سی عمر میں اٹھائے گئے۔ ورنہ یقین تھا کہ اپنے باپ دادا کے نقش قدم پر چلتے۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص۲۸۳، خزائن ج۵ ص۲۸۳)

پس ضروری ہے کہ وہ ابھی تک زندہ ہوں۔ نازل ہونے کے بعد شادی کریں اور صاحب اولاد ہو کر فوت ہوں۔

چنانچہ حضور اکرم ﷺ نے حدیث پاک میں فرمایا ہے: ''عن عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ ﷺ ینزل عیسٰی بن مریم الی الارض فیتزوج ویولد له ویمکث خمسا واربعین سنة ثم یموت فیدفن معی فی قبری''

(مشکوٰۃ شریف، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام فصل ثالث ص۴۸۰)

یعنی حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ آئندہ زمانہ میں حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام زمین پر اتریں گے۔ نکاح کریں گے اور ان کی اولاد ہوگی اور وہ پینتالیس سال دنیا میں رہیں گے۔ پھر فوت ہوں گے۔ پس میرے پاس میرے مقبرے میں دفن ہوں گے۔

اس حدیث پاک میں صاف صاف مذکور ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر اتریں گے۔ چنانچہ جب کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص لاہور جائے گا تو اس وقت وہ شخص لاہور میں وارد شدہ نہیں سمجھا جاتا۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر موجود نہیں ہیں اور آخری زمانہ میں زمین پر نازل ہوں گے اور کئی سال دنیا میں رہ کر فوت ہوں گے۔ دنیا میں رہ کر نکاح کریں گے۔ صاحب اولاد ہوں اور بعد وفات حضور اکرم ﷺ کے روضہ اقدس میں دفن کئے جائیں گے۔ ''ثم یموت'' کے لفظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابھی تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے۔

چنانچہ اسی طرح (مشکوٰۃ شریف باب فضائل سید المرسلین فصل ثانی ص۵۱۵) پر حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا تورات میں حضور اکرم ﷺ کی صفت میں یہ بھی لکھا ہے کہ: ''عیسٰی بن مریم یدفن معی قال ابو مودود قد بقی فی البیت موضع قبر''

یعنی عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام حضور اکرم ﷺ کے پاس مدفون ہوں گے۔ راوی حدیث ابو مودود جو فضلاء وصلحاء مدینہ میں سے تھے۔ فرماتے ہیں کہ روضہ نبویہ میں ابھی تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کے لئے جگہ خالی ہے۔

پس اس سے ثابت ہوا کہ فی قبری سے موضع قبر یعنی روضہ یا مقبرہ مراد ہے۔ چنانچہ اس حدیث شریف کی صحت کو مرزا قادیانی نے بھی تسلیم کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ''یتزوج ویولد له'' یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا اور نیز وہ صاحب اولاد ہوگا۔

(ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ص ۵۳، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۷)

ہاں! قبر بمعنی مقبرہ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۵ حاشیہ، ملا علی قاری) میں بھی درج ہے۔ نیز مرزا قادیانی نے بھی ان معنوں کو تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں: ''ممکن ہے کہ کوئی ایسا بھی مثیل مسیح آجائے جو آنحضرت ﷺ کے روضہ کے پاس مدفون ہو۔''

(ازالہ اوہام حصہ دوم ص ۲۰۰، خزائن ج ۳ ص ۱۹۷)

ناظرین کرام! اس مذکورہ بالا حوالہ سے قبر بمعنی روضہ (مقبرہ) بھی مانا گیا ہے اور پاس دفن ہونا بھی تسلیم کیا گیا ہے۔ فہو المطلوب!

نوٹ: حدیث مذکورہ کی مزید تفصیل دلیل کے تحت ملاحظہ ہو۔

دلیل نمبر: ۲۱

''قال سبحانه وتعالیٰ ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدیٰ ویتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ما تولیٰ ونصله جهنم وسآء ت مصیرًا'' ﴿جو کوئی رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرے گا بعد اس کے کہ اس پر ہدایت واضح اور ظاہر ہو چکی اور مومنوں کے راستے کے سوا دوسرے راستے کی پیروی کرے گا۔ ہم اسے اسی طرف پھیرے رکھیں گے جس طرف وہ پھرا اور اسے سیدھا جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔﴾

ناظرین کرام! اس آیت مبارکہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے طریقہ کی مخالفت کرنے والے ایک گروہ کی ایک علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ سبیل المؤمنین کے سوا کسی اور راستہ پر چلے گا اور ایسے لوگوں کا ٹھکانا جہنم میں بتایا گیا ہے۔

چنانچہ مرزا قادیانی کو تسلیم ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے زمانہ سے لے کر تیرہ سو سال تک امت محمدیہ میں کسی ایک شخص نے بھی وفات حضرت مسیح علیہ السلام کا اقرار نہیں کیا۔ بلکہ تمام امت

محمدیہ کا حیات حضرت مسیح علیہ السلام پر اجماع رہا ہے۔ جیسا کہ آٹھویں دلیل کے ضمن میں مرزا قادیانی کی کتابوں کے حوالوں سے ثابت کیا گیا ہے۔

پس حیات حضرت مسیح علیہ السلام کے خلاف عقیدہ رکھنے والے حضرات اس آیت مبارکہ کے مطابق پکے گمراہ اور جہنمی ہیں۔ جیسے مرزا قادیانی اور اس کے متبعین۔

دلیل نمبر:۲۲

''قال سبحانہ وتعالیٰ وما انزلنا علیک الکتاب الا لتبین لھم الذی اختلفوا فیہ'' ﴿اور ہم نے اتاری آپ پر کتاب اس واسطے کہ کھول کر سناویں ان کو کہ جس میں جھگڑ رہے ہیں۔﴾

''قال سبحانہ وتعالیٰ وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیھم'' ﴿اتارا ہم نے آپ کی طرف قرآن تا کہ آپ بیان کردیں لوگوں کو جو کچھ نازل کیا گیا ان کی طرف۔﴾

خداوند قدوس نے حضور نبی کریم ﷺ کو دنیا میں اس لئے بھیجا تا کہ ہر گمراہی و بدعت کا قلع قمع فرمادیں اور قرآن مجید کی آیات کے مطالب سمجھائیں۔ اس لئے ناممکن تھا کہ حضور اکرم ﷺ کوئی ایسی بات فرماتے جس سے کسی قسم کی غلط فہمی یا گمراہی پھیلنے کا خطرہ ہوسکتا۔ نبی کریم ﷺ کو قرآن مجید میں مؤمنین کے لئے ''حریص علیکم'' اور ''رؤف رحیم'' فرمایا گیا۔ حضور اکرم ﷺ اپنی امت پر رفیق و شفیق تھے اور ''علمک مالم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما'' کی آیت مبارکہ حضور اکرم ﷺ کے وسعت علم پر دال ہے۔ نبی کریم ﷺ نے بے شمار احادیث میں فرمایا ہے کہ مسیح ابن مریم نازل ہوگا۔ احادیث شریف میں مسیح ابن مریم، عیسیٰ ابن مریم یا ابن مریم تین قسم کے الفاظ موجود ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ ایک دفعہ بھی غلام احمد ابن چراغ بی بی نہیں فرمایا؟ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے تھے تو کیا وجہ ہے کہ کسی ضعیف سے ضعیف حدیث بلکہ موضوع حدیث میں بھی کسی صحابی کا یہ سوال کہ ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو فوت ہو چکے ہیں۔'' نزول مسیح علیہ السلام سے کیا مراد ہے؟ منقول نہیں ہے۔

مرزائیو!

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار تم سے — یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

ناظرین کرام! صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جو دین کے معاملہ میں بہت محتاط تھے۔ کیا وجہ ہے کہ تمام عمر یہ سنتے رہے کہ حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام آخری زمانہ میں نازل ہوں گے۔ مگر کسی موقع پر بھی انہیں اس کی حقیقت معلوم کرنے کا اشتیاق پیدا نہ ہوا؟

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ یہی تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور وہی آخری زمانہ میں نازل ہوں گے۔ دین ایک معمہ نہیں ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کے سامنے معمے پیش نہیں کئے۔ بلکہ تمام مسائل کھول کھول کر بیان فرمائے ہیں۔

دلیل نمبر:۲۳

علم معانی کا یہ متفقہ مسئلہ ہے کہ ''لا استعارة فی الاعلام'' کہ اعلام میں استعارہ نہیں ہوتا۔ لفظ مسیح علم (اسم معرفہ) ہے۔ بموجب علم معانی اس سے استعارہ لینا کسی طرح جائز نہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے احادیث میں مسیح ابن مریم، عیسیٰ ابن مریم یا ابن مریم کے آنے کی خبر دی ہے۔ لہٰذا مسیح ابن مریم سے کسی دوسرے شخص کو مراد لینا جائز نہیں ہے اور غلام احمد ابن چراغ بی بی مراد نہیں ہوسکتا۔ جیسا کہ مختصر المعانی میں ہے: ''لا تکون الاستعارة علما من انهلا تقضی ادخال المشبهه فی جنس المشبهه به لا اذا تضمن العلم نوع وصفية'' اور اس کے حاشیہ وسوتی میں ہے۔ ''المضمن نوع وصفية هو ان يكون مدلوله مشهور ابوصف بحيث متى اطلق ذالک العلم فهو منه ذالک الوصف فلما كان العلم المذكور بهٰذه الحالة جعل كانه موضوع الذات المستلزمة'' (مختصر المعانی)

دلیل نمبر:۲۴

مرزا غلام احمد قادیانی فرماتے ہیں:

ا..... ''قریباً تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ احادیث کی رو سے ضرور ایک شخص آنے والا ہے۔ جس کا نام عیسیٰ ابن مریم ہوگا۔ جس قدر طریق متفرقہ کی رو سے احادیث نبویہ اس بارے میں مدون ہوچکی ہیں۔ ان سب کو یک جائی نظر کے ساتھ دیکھنے سے اس تواتر کی قوت اور طاقت ثابت ہوتی ہے۔''

(شہادۃ القرآن ص۲، خزائن ج۶ ص۲۹۸)

۲..... ’’مسلمانوں اور عیسائیوں کا کسی قدر اختلاف کے ساتھ یہ خیال ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم اسی عنصری وجود سے آسمان کی طرف اٹھائے گئے ہیں اور پھر وہ کسی زمانہ میں آسمان سے اتریں گے۔‘‘ (توضیح المرام ص۱، خزائن ج۳ ص۵۱)

۳..... ’’بائبل اور ہماری احادیث اور اخبار کی کتابوں کی رو سے جن نبیوں کا اسی وجود عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا تصور کیا گیا ہے۔ وہ دو نبی ہیں۔ ایک یوحنا جن کا نام ایلیا اور ادریس بھی ہے۔ دوسرے مسیح ابن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔ ان دونوں نبیوں کی نسبت عہد قدیم اور جدید کے بعض صحیفے بیان کر رہے ہیں کہ وہ دونوں آسمان کی طرف اٹھائے گئے اور پھر کسی زمانہ میں زمین پر اتریں گے اور تم ان کو آسمان سے آتے دیکھو گے۔ ان ہی کی کتابوں سے کسی قدر ملتے جلتے الفاظ احادیث نبویہ میں بھی پائے جاتے ہیں۔‘‘ (توضیح المرام ص۳، خزائن ج۳ ص۵۲)

۴..... ’’ان النزول فی اصل مفهومه حق ولكن ما فهم المسلمون حقيقة (مراده) لان الله تعالٰی اراد اخفاء ه فغلب قضاء ه ومكره وابتلاء ه على الافهام فصرف وجوههم عن الحقيقة الروحانية الى الخيالات الجسمانية فكانوا بها من القانعين وبقى هٰذا الخبر مكتوبًا مسطورًا عندهم كالحب فى السنبلة قرنا بعد قرن حتّٰى جآء زماننا..... فكشف الله الحقيقة علينا..... فاخبرنى ربى ان النزول روحانى لاجسمانى‘‘

(آئینہ کمالات اسلام ص۵۵۲، ۵۵۳، خزائن ج۵ ص ایضاً)

ترجمہ: نزول اپنے اصل مفہوم میں حق ہے۔ لیکن مسلمانوں نے اس کی اصل مراد کو نہیں سمجھا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے اخفاء کا ارادہ کیا۔ پس اس کی تدبیر ابتلا وقضا فہموں پر غالب رہی۔ اس نے ان کے دلوں کو حقیقت روحانی سے خیالات جسمانی کی طرف پھیر دیا اور وہ اسی پر قانع رہے اور یہ لکھی ہوئی خبر ان کے پاس خوشہ کے اندر دانہ کی طرح مخفی رہی۔ کئی زمانوں تک حتیٰ کہ ہمارا زمانہ آیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ہم پر یہ حقیقت کھول دی اور مجھے میرے رب نے خبر دی کہ نزول روحانی ہے جسمانی نہیں۔

۵..... ’’هو الذى ارسل رسوله بالهدىٰ ودين الحق ليظهره على الدين كله‘‘ یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں

آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق واقطار میں پھیل جائے گا۔

(براہین احمدیہ حاشیہ ص ۴۹۹، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳)

۶..... ''عسٰی ربکم ان یرحمکم وان عدتم عدنا وجعلنا جھنم للکفرین حصیرًا'' وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب خدا تعالیٰ مجرمین کے لئے شدت اور غضب اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳ ص ۵۰۵، خزائن ج ۱ ص ۶۰۱)

۷..... پھر قریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے بالکل اس سے بے خبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑی شدومد سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے اور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی کے رسمی عقیدہ پر جما رہا۔ جب بارہ برس گزر گئے تب وہ وقت آ گیا کہ میرے پر اصل حقیقت کھول دی جائے۔ تب تواتر سے اس بارہ میں الہامات شروع ہوئے کہ تو ہی مسیح موعود ہے۔ (اعجاز احمدی ص ۹، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۵)

ناظرین کرام! مندرجہ بالا عبارتوں پر غور کرنے سے مندرجہ ذیل نتائج واضح ہوتے ہیں:

الف..... حضور نبی کریم ﷺ کے زمانہ سے لے کر مرزا قادیانی کے زمانہ تک تمام مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ یہ رہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور ان کا یہ عقیدہ انہیں احادیث کی بناء پر تھا۔ جنہیں تواتر کا درجہ حاصل تھا۔ بائبل اور اخبار سے بھی اس عقیدہ کی تائید ہوتی ہے۔

ب..... حیات حضرت مسیح علیہ السلام کا عقیدہ خداوند کریم نے مسلمانوں کے دلوں میں مستحکم کیا۔ کیونکہ اس کا ارادہ اخفاء کا تھا۔ اس کی قضا اور تدبیر غالب رہی۔ اس نے ان کے دلوں کو حقیقت روحانی کی طرف سے پھیر کر رفع جسمانی کی طرف کر دیا اور مرزا قادیانی کے زمانہ تک یہ حقیقت خوشہ کے اندر دانہ کی طرح مخفی رہی۔ پھر مرزا قادیانی کو الہام کے ذریعہ وفات حضرت مسیح علیہ السلام کی حقیقت سے مطلع کیا گیا۔

ج..... مرزا قادیانی بھی ملہم ہونے کے بعد بارہ برس تک یعنی ۵۲ سال کی عمر تک مسلمانوں کے عقیدہ کے پابند رہے۔ بلکہ قرآن مجید کی آیت مبارکہ سے بھی یہی سمجھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور مرزا قادیانی تو حیات حضرت مسیح علیہ السلام کا استدلال

قرآن مجید سے دنیا کے سامنے پیش کرتے رہے۔ پھر ۵۲ سال کی عمر میں ان کو تواتر سے الہام ہوا جس کی بناء پر انہوں نے عقیدہ تبدیل کرلیا۔

ناظرین کرام! اب تمام بحث وتمحیص سے ثابت ہوا کہ قرآن مجید، احادیث نبویہ، آثار صحابہ، اقوال سلف صالحین اور اجماع امت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ثابت ہوتی ہے۔ اس لئے تمام مسلمانوں کا یہ عقیدہ رہا۔ مرزا قادیانی بھی قرآن وحدیث آثار صحابہ رضی اللہ عنہم، اقوال سلف صالحین اور اجماع امت کے ماتحت اسی عقیدہ کے پابند رہے اور عالم قرآن ہو کر بھی انہیں قرآن سے بھی یہی عقیدہ صحیح معلوم ہوا۔

لہٰذا مرزائیوں کا کوئی حق نہیں کہ وفات حضرت مسیح علیہ السلام پر کوئی آیت مبارکہ، کوئی حدیث نبوی یا کوئی قول پیش کریں۔ کیونکہ مرزا قادیانی کو اقرار ہے کہ انہوں نے یہ عقیدہ صرف اپنے الہام کی بناء پر تبدیل کیا ہے۔ اس کے سوا عقیدہ کی تبدیلی کسی اور چیز پر مبنی نہیں ہے۔

یاد رکھئے کہ مرزا قادیانی کا الہام مرزائیوں کے لئے تو حجت ہوسکتا ہے مگر مسلمانوں کے لئے ان کا الہام حجت نہیں ہوسکتا۔ اب جو آیات مبارکہ مرزائی حضرات وفات حضرت مسیح علیہ السلام پر پیش کیا کرتے ہیں یہ پہلے بھی موجود تھیں۔ اگر ان کا تعلق کسی قسم کے وفات حضرت مسیح علیہ السلام سے ہوتا تو مرزا قادیانی ''الرحمٰن علم القرآن'' کا الہام پاکر قرآن مجید کی آیات مبارکہ کو حیات حضرت مسیح علیہ السلام کے لئے بطور دلیل پیش نہ کرتے۔

مرزائی اعتراض

مرزا قادیانی کی یہ عبارتیں اس وقت کی ہیں جب کہ پہلے پہل مسلمانوں کے رسمی عقیدہ کے پابند تھے اور ان کا یہ عقیدہ الہام سے پہلے کا تھا اور الہام کے بعد یہ عقیدہ منسوخ ہوگیا۔ جس طرح نبی کریم ﷺ پہلے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے۔ لیکن جب وحی آ گئی تو بیت اللہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے لگے۔ اسی طرح مرزا قادیانی بھی الہام کے پابند تھے۔

جواب: قرآن مجید، احادیث نبوی، آثار صحابہ، اقوال سلف صالحین اور اجماع امت کی موجودگی میں مرزا قادیانی حیات حضرت مسیح علیہ السلام کے قائل رہے اور ان کے ذریعہ انہیں وفات حضرت مسیح علیہ السلام کا علم نہ ہوسکا۔ پس ہمارا مقصد بھی یہی ہے کہ مرزا قادیانی کے عقیدہ کی تبدیلی قرآن وحدیث کی بناء پر نہیں۔ بلکہ اپنے الہام کی بناء پر ہوئی۔

پس مابہ النزاع امر صرف یہی رہا کہ آیا مرزا قادیانی دعویٰ الہام میں سچے تھے یا

جھوٹے؟ تو سنئے! حضور نبی کریم ﷺ کامل ومکمل شریعت لے کر آئے تھے۔ آپ ﷺ نے سابقہ شریعتوں کو منسوخ کر دیا تھا۔ چونکہ سابقہ شریعتوں میں نماز بیت المقدس کی طرف منہ کر کے پڑھی جاتی تھی۔ لیکن ''فول وجھلک شطر المسجد الحرام'' کی آیت مبارکہ نازل ہونے سے سابقہ احکام منسوخ ہو گئے۔

اب مرزائی اعتراض سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی ناسخ شریعت محمدیہ تھے۔ یعنی جو امر شریعت محمدیہ سے ثابت تھا۔ وہ مرزا قادیانی کے الہام سے بدل گیا۔

دوسرا امر یہ ہے کہ نسخ عقائد واخبار میں بھی ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام پہلے زندہ تھے اور مرزا قادیانی پر الہام کے وقت فوت ہو گئے تھے؟

تیسرا امر یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی وہ نمازیں جن میں بیت المقدس کو قبلہ بنایا گیا تھا۔ درست تھیں۔ اسی طرح مرزائیوں کو یہ ماننا پڑے گا کہ مرزا قادیانی کا عقیدہ الہام سے پہلے درست اور صحیح تھا۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود تھے۔ اس کے بعد اگر ان کی وفات ہوئی ہو تو اس کا بار ثبوت ان کے ذمہ ہوگا۔

دیگر بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا عملیات میں سے ہے۔ عقائد میں سے نہیں، عملیات میں تبدیلی ہو سکتی ہے۔ لیکن عقائد میں تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ مثلاً ہمارا عقیدہ ہے کہ خدا ایک ہے۔ اگر ان کو الہام ہوتا کہ دو خدا ہیں تو کیا (نعوذ باللہ) ہم دو خدا تسلیم کرتے؟

نیز مرزا قادیانی کے نزدیک حیات مسیح علیہ السلام کا عقیدہ ''یہودیانہ'' (ازالہ اوہام حصہ دوم ص ۵۷۱، خزائن ج ۳ ص ۴۰۸) ''مرتدانہ'' (تحفہ گولڑویہ ص ۵، خزائن ج ۱۷ ص ۹۴) ''مشرکانہ'' (دافع البلاء ص ۱۵، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۵) ''مشرکانہ'' (ضمیمہ حقیقت الوحی ص ۳۹، خزائن ج ۲۲ ص ۶۶۰) اور ''فاسدانہ'' (تریاق القلوب ص ۱۶۰، خزائن ج ۱۵ ص ۴۸۵) عقیدہ ہے۔ حالانکہ سابقہ انبیاء علیہم السلام میں سے کسی ایک کی مثال بھی نہیں ملتی کہ جو پہلے ان عقائد کا حامل رہا ہو اور بعد میں نبوت کے عہدہ پر فائز ہو گیا ہو۔

ناظرین کرام! انبیاء علیہم السلام کے آنے کی غرض وغایت ہی مشرکانہ عقائد کو مٹانا ہے۔ اگر وہ خود ہی (نعوذ باللہ) شرک میں مبتلا ہو جائیں تو ان کے آنے کا مقصد کیا؟

یاد رکھئے کہ بیت المقدس کی طرف منہ کرنے، نماز پڑھنا شرک نہ تھا۔ لہٰذا مرزائیوں کی یہ مثال بالکل بے محل ہے۔

مرزائی اعتراض

براہین احمدیہ دعویٰ نبوت سے پہلے کی ہے۔ اس کے بعد مرزا قادیانی کو الہام ہوا اور عقیدہ تبدیل کرلیا۔

جواب: مرزا قادیانی بقول خود براہین احمدیہ کی تصنیف کے وقت نبی اور رسول تھے۔

(ایام الصلح ص ۷۵، خزائن ج ۱۴ ص ۳۰۹)

اس سے ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی نے جو کچھ براہین احمدیہ میں لکھا تھا وہ خدا تعالیٰ کی مرضی کے مطابق تھا۔ کیونکہ فرمان الٰہی ہے کہ ''وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ'' اس میں اجتہادی غلطی کا اثر نہیں ہوسکتا تھا۔

نیز براہین احمدیہ کی تصنیف سے پہلے مرزا قادیانی کو الہام ہوا تھا کہ ''الرحمٰن علم القرآن'' یعنی خدا تعالیٰ نے تمام اعلام قرآن کا علم انہیں عطاء کیا تھا اور بقول خود مصنف نے ملہم و مامور ہوکر بغرض اصلاح تالیف کی۔

(اشتہار براہین احمدیہ ملحقہ آئینہ کمالات اسلام ص ۶۵۷، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

پھر یہ کتاب بقول مرزا قادیانی حضور اکرم ﷺ کے دربار میں پیش ہوکر منظور ہوئی اور اس کا نام عالم رؤیا میں قطبی رکھا گیا۔ اس مناسبت سے کہ یہ کتاب قطب ستارے کی طرح غیر متزلزل اور مستحکم ہے۔ (براہین احمدیہ حصہ سوم حاشیہ در حاشیہ ص ۲۴۸، خزائن ج ۱ ص ۲۷۵)

نیز بقول مرزا قادیانی حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے انہیں کتاب تفسیر دی تھی۔

(براہین احمدیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳ ص ۵۰۳، خزائن ج ۱ ص ۵۹۹)

پس مرزا قادیانی نے اللہ تعالیٰ سے علم قرآن سیکھ کر، حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کتاب تفسیر لے کر، ملہم و مامور اور نبی و رسول ہوکر براہین احمدیہ کو تالیف کیا اور بعد تالیف یہ کتاب حضور اکرم ﷺ کے دربار میں پیش ہوکر منظور ہوچکی اور اس کا نام قطبی رکھا گیا۔ کیونکہ اس میں مندرجہ مسائل ایسے تھے جو قطبی ستارے کی طرح غیر متزلزل اور مستحکم تھے۔ پس تعجب ہے کہ حیات حضرت مسیح علیہ السلام جیسا ''مشرکانہ عقیدہ'' اس میں کیسے باقی رہا؟ اور اس مشرکانہ عقیدہ کی تائید میں قرآن مجید سے آیات مبارکہ بھی نقل ہوئیں اور وہ آیات مبارکہ (جواب مرزائی حضرات وفات حضرت مسیح علیہ السلام پر پیش کیا کرتے ہیں) مرزا قادیانی کی نگاہ سے غائب رہیں؟ خدارا سوچئے!

اب مرزائیوں کے لئے دو راستے ہیں یا تو تسلیم کرلیں کہ مرزا قادیانی اپنے دعاوی الہام اور علم قرآن وغیرہ میں کاذب اور جھوٹے تھے یا حیات حضرت مسیح علیہ السلام کا عقیدہ قرآن مجید کی رو سے صحیح تسلیم کرلیں۔ کیونکہ اس عقیدہ پر قرآن مجید اور حضور اکرم ﷺ کی تصدیق حاصل ہوچکی ہے اور وہ اسماء اسی کتاب میں درج ہیں جو بموجب الہام قطبی ستارے کی طرح غیر متزلزل اور مستحکم ہیں۔

دیگر مرزائیوں کا یہ کہنا کہ مرزا قادیانی رسمی عقیدہ کے طور پر حیات حضرت مسیح علیہ السلام کے قائل رہے۔ یہ بھی دو وجوہ سے بالکل باطل ہے۔

اوّل..... اس لئے کہ مرزا قادیانی نے براہین احمدیہ میں اپنا یہ عقیدہ ایک الہام کے ضمن میں بیان کیا ہے اور اس الہام کا مفاد یہ بتایا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام سیاسی حیثیت سے ان منکرین کی سرکوبی کے لئے دوبارہ تشریف لائیں گے۔

دوم..... اس لئے کہ مرزا قادیانی نے رسمی عقیدہ کے طور پر تو لکھ دیا۔ لیکن جب یہ کتاب بقول مرزا قادیانی حضور اکرم ﷺ کے دربار میں پیش ہوکر قبولیت حاصل کررہی تھی۔ کیا اس وقت یہ تمام بیانات جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات، رفع آسمانی اور نزول ثانی مرقوم تھے۔ ان کا اخراج عمل میں آیا تھا؟ حالانکہ ان بیانات کی موجودگی میں یہ کتاب حضور اکرم ﷺ سے تصدیق حاصل کرچکی ہے۔

الحاصل! براہین احمدیہ والا عقیدہ یقیناً صحیح ہے۔ کیونکہ قرآن مجید کی آیات مبارکہ اس کی بنا ہیں۔ محض رسمی عقیدہ نہیں تھا اور احادیث صحیحہ اس کی تائید کرتی ہیں۔

دلیل نمبر: ۲۵

حکمت الٰہیہ حضرت روح اللہ علیہ السلام کے زندہ رکھنے اور پھر دنیا میں نازل کرنے میں یہ ہے کہ نظر بر کمالات انبیاء علیہم السلام چار وصف ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ جن کا حصول بہ نسبت انبیاء اولی العزم علیہم السلام کے ضروری ہے۔ گو ان میں سے کسی کی نسبت کوئی وصف بباعث عدم ضرورت ذکر قرآن شریف میں مذکور نہ ہو یا بسبب موانع وعوائق خارجیہ مثل عدم ضرورت ظہور بالفعل ظاہر نہ ہوا۔ مگر بالقوہ وہ سب ان صفات اربعہ سے متصف ہیں۔ اوّل: ''مبشر'' (بصیغہ اسم مفعول) اس اعتبار سے کہ اس پیغمبر کے ہونے کی بشارت پہلے دی جاتی ہے۔ جیسے حضرت روح اللہ علیہ السلام کی نسبت علی لسان الملائکہ حضرت مریم علیہا السلام کو بشارت دی گئی۔

''یامریم ان اللہ یبشرک بکلمۃ منہ اسمہ المسیح عیسی ابن مریم''
یعنی اے مریم خدا تعالیٰ تجھ کو اپنے کلمہ کی جس کا نام مسیح عیسیٰ بن مریم ہوگا۔ بشارت دیتا ہے اور نیز
''ورسولًا الی بنی اسرائیل'' اور رسول ہوگا بنی اسرائیل کی طرف۔

پس حضرت مسیح علیہ السلام ''مبشر بہ'' ہوئے۔ دوم: ''مصدق'' سوم: ''مبشر'' ہر دو بصیغہ اسم فاعل۔ مصدق اس نظر سے کہ وہ رسول اپنے سے پہلے رسولوں کی تصدیق کرتا ہے اور مبشر اس لحاظ سے کہ وہ رسول کسی دیگر رسول کے آنے کی بشارت سناتا ہے۔ جیسے حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام اور حضرت محمد رسول اللہ حبیب اللہ صلوٰۃ اللہ علیہ وسلامہ کی نسبت حکایت عن حضرت روح اللہ علیہ السلام۔

سورۂ صف میں ذکر فرمایا: ''مصدقًا لما بین یدی من التوراۃ ومبشرًا برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد'' یعنی تصدیق کرنے والا تورات کی جو میرے آگے ہے اور بشارت دینے والا ایک رسول کی جو میرے بعد آئے گا اور اس کا نام احمد ہوگا۔

اس آیت مبارکہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دونوں وصف یعنی مصدق اور مبشر ہر دو بصیغہ اسم فاعل ثابت ہوئے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مصدق ہونا (بصیغہ اسم مفعول) وصف چہارم ہے۔ کیونکہ تصدیق کتاب مستلزم ہے۔ تصدیق رسول کی اور آنحضرت سرور عالم ﷺ کا مبشر بہ ہونا اور وصف چہارم جناب حضرت رسالت مآب ﷺ کی نسبت سورۃ صفافات میں فرمایا: ''بل جآء بالحق وصدق المرسلین'' یعنی بلکہ حق لے کر آیا ہے اور رسولوں کی تصدیق کرتا ہے۔

اس آیت مبارکہ میں رسول اکرم ﷺ کا وصف مصدق اسم فاعل مذکور ہوا اور چونکہ حضرت روح اللہ علیہ السلام بھی زمرہ مرسلین میں سے ہیں۔ اس لئے ان کی صفت مصدق بصیغہ اسم مفعول ثابت ہوئی۔ پس اس سلسلہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے چاروں وصف ثابت ہوئے اور حضور اکرم ﷺ کے صرف دو۔ یعنی مبشر بہ بصیغہ اسم مفعول اور مصدق بصیغہ اسم فاعل۔ آنحضرت ﷺ کے لئے بوجہ سیادت اور ختم رسالت ان اوصاف اربعہ کا ظہور بالفعل ضروری ہے۔ پس اگر آپ ﷺ کے اوصاف کی تکمیل بالفعل کے لئے کوئی نیا رسول پیدا کیا جاتا تو خاتم النبیین کا شرف باقی نہیں رہتا اور بلحاظ ختم نبوت مجرد کے تو اوصاف بلحاظ مبشر بصیغہ اسم فاعل اور مصدق بصیغہ اسم مفعول کا ظہور نہیں ہوتا جو شان سیادت کے شایاں نہیں ہے۔ اس لئے اللہ حکیم کی

حکمت بالغہ اس امر کی مقتضی ہوئی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ رکھا جائے جن کی آمد ثانی کی بشارت سے آپ کا لقب مبشر بصیغہ اسم فاعل ظاہر ہو جائے اور حضرت مسیح علیہ السلام دنیا میں آ کر اس امر کی تصدیق کریں کہ محمد رسول اللہ ﷺ حق ہے! حق ہے!! حق ہے!!! اور آپ ﷺ کی صفت مصدق بصیغہ اسم مفعول بالفعل ظاہر ہو جائے۔ پس اس طریق حکیمانہ سے ختم نبوت بھی قائم رہی۔ کیونکہ حضرت مسیح علیہ السلام آپ ﷺ سے پہلے رسول بن چکے ہوئے ہیں اور اسی نبوت سے پھر تشریف لائیں گے اور نیز رسول اکرم ﷺ کے اوصاف اربعہ بھی پورے ہو گئے۔

چنانچہ فتح الباری شرح صحیح البخاری باب نزول عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام میں بتخریج طبرانی من حدیث عبداللہ بن مغفل مذکور ہے۔

''ینزل عیسٰی ابن مریم مصدقًا بمحمد علٰی ملته (فتح الباری) ''یعنی حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کے لئے نازل ہوں گے اور آپ ﷺ کی ملت پر ہوں گے۔

اسی طرح تفسیر رحمانی میں ''حکیمًا'' کی تفسیر کے متعلق لکھا ہے: ''وهی حفظه لتقوية دين محمد ﷺ حين انتهائه الٰی غاية الضعف لظهور الدجال فيقتله''

(تفسیر رحمانی ص ۱۷۳)

یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع میں یہ حکمت ہے کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو دین محمدی کی تقویت کے لئے محفوظ رکھا۔ جب کہ وہ (دین محمدی) دجال کے ظہور سے بہت ہی ضعف میں ہو جائے گا تو آپ اس (دجال) کو قتل کریں گے۔

پس حضرت مسیح علیہ السلام کو اس نعمت جزیلہ ومنحۃ جلیلہ کے لئے اس واسطے مخصوص کیا گیا کہ آپ کی نسبت حضرت مریم صفیۃ اللہ کو آپ کی ولادت سے پیشتر ہی بشارت سنائی گئی تھی۔ ''ولنجعله اية للناس ''یعنی تا کہ ہم اس کو لوگوں کے لئے (اپنی قدرت کا) ایک نشان بنائیں۔

لہٰذا آپ اس انعام کے زیادہ مستحق ہیں۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ''انا اولی الناس بعيسٰی ابن مريم ''یعنی مجھے عیسیٰ بن مریم کے ساتھ سب لوگوں سے زیادہ نسبت ہے۔

ایک سوال

سوال یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر قرآن مجید کی رو سے ''واوصانی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ مادمت حیا'' کے مطابق ہر وقت جب تک وہ زندہ ہیں نماز اور زکوٰۃ فرض ہے۔ اگر وہ اب آسمانوں میں زندہ ہیں تو وہاں نماز اور زکوٰۃ کیسے ادا کرتے ہوں گے اور وہ زکوٰۃ لیتا کون ہوگا؟

فالجواب

مرزائیو! پہلے آپ اس آیت مبارکہ کے معنی سمجھ لیں جو آپ نے پیش کی ہے۔ اسی میں ان شاء اللہ تعالیٰ تمام شکوک وشبہات زائل ہو جائیں گے۔ اس آیت مبارکہ کا ترجمہ یہ ہے۔ ''واوصانی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ مادمت حیًا'' اور اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے نماز اور زکوٰۃ کا جب تک میں زندہ ہوں۔

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''یعنی جب تک زندہ رہوں جس وقت اور جس جگہ کے مناسب جس قسم کی صلوٰۃ وزکوٰۃ کا حکم ہو۔ اس کی شروط وحقوق کی رعایت کے ساتھ برابر ادا کرتا رہوں۔ جیسے دوسری جگہ مؤمنین کی نسبت فرمایا: ''الذین ھم علیٰ صلوٰتھم دائمون'' اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہر آن اور ہر وقت نمازیں پڑھتے رہتے ہیں بلکہ یہ مراد ہے کہ جس وقت جس طرح نماز کا حکم ہو ہمیشہ پابندی سے تعمیل حکم کرتے ہیں اور اس کی برکات وانوار ہمہ وقت ان کو محیط رہتی ہیں۔ کوئی شخص کہے کہ ہم جب تک زندہ ہیں۔ نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج وغیرہ کے مامور ہیں۔ کیا اس کا مطلب یہ لیا جائے گا کہ ہر ایک مسلمان مامور ہے کہ ہر وقت نماز پڑھتا رہے۔ ہر وقت زکوٰۃ دیتا رہے۔ (خواہ نصاب کا مالک ہو یا نہ ہو) ہر وقت روزہ رکھتا رہے۔ ہر وقت حج کرتا رہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق بھی ''مادمت حیًا'' کا ایسا ہی مطلب سمجھنا چاہئے۔''

یاد رہے کہ لفظ ''صلوٰۃ'' کچھ اصطلاحی نماز کے ساتھ مخصوص نہیں۔ قرآن نے ملائکہ اور بشر سے گزر کر تمام جہان کی طرف صلوٰۃ کی نسبت کی ہے۔ ''الم تر ان اللہ یسبح لہ من فی السمٰوٰت والارض والطیر صافات کل قد علم صلوٰتہ وتسبیحہ'' اور یہ بھی بتلا دیا کہ ہر چیز کی تسبیح وصلوٰۃ کا حال اللہ ہی جانتا ہے کہ کس کی صلوٰۃ وتسبیح کس رنگ کی ہے۔ اسی طرح

زکوٰۃ کے معنے بھی اصل میں طہارت، نماز، برکت ومدح کے ہیں۔ جن میں سے ہر ایک معنی کا استعمال قرآن وحدیث میں اپنے اپنے موقع پر ہوا ہے۔ اسی رکوع میں حضرت مسیح کی نسبت ''غلاماً زکیًا'' کا لفظ گزر چکا۔ جو زکوٰۃ سے مشتق ہے اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کی نسبت فرمایا: ''وحنانًا من لدنا وزکوتاً'' سورۃ کہف میں ہے: ''خیر منه زکوٰة واقرب رحما'' اسی طرح کے عام معنی یہاں بھی زکوٰۃ کے لئے جاسکتے ہیں اور ممکن ہے: ''اوصانی بالصلوٰة والزکوٰة'' سے ''اوصانی بان امر بالصلوٰة والزکوٰة'' مراد ہو۔ جیسے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسبت فرمایا: ''وکان یامر اهله بالصلوٰة والزکوٰة'' پھر لفظ ''اوصانی'' اپنے مدلول لغوی کے اعتبار سے اس کو مقتضی نہیں کہ وقت ایضا ہی ہے۔ اس پر عملدرآمد شروع ہو جائے۔ نیز بہت ممکن ہے کہ ''مادمت حیا'' سے یہی زمینی حیات مراد لی جائے۔ جیسے ترمذی کی ایک حدیث میں ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ کے والد کو اللہ نے شہادت کے بعد زندہ کر کے فرمایا کہ ہم سے کچھ مانگ۔ اس نے کہا کہ مجھے دوبارہ زندہ کر دیجئے کہ دوبارہ تیرے راستہ میں قتل ہو جاؤں۔ اس زندگی سے یقیناً زمینی زندگی مراد ہے۔ ورنہ شہداء کے لئے نفس حیات کی قرآن میں اور خود اسی حدیث میں تصریح موجود ہے۔

دیگر اگر اس آیت مبارکہ کی رو سے یہ ضروری ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام تمام زندگی نماز پڑھتے رہیں اور زکوٰۃ دیتے رہیں اور ہر وقت ان کی جیب روپوں سے بھری رہے تو یہ الفاظ جب حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنی صغرسنی میں کہے تھے تو اس وقت بھی وہ زندہ تھے تو فرمایئے اس وقت وہ کون سی نماز پڑھتے تھے؟ ان کے پاس کتنے روپے تھے؟ اور کون سے مستحقین ان سے زکوٰۃ وصول کیا کرتے تھے؟

ناظرین کرام! شریعت مطہرہ میں کسی امر کا حکم ہونا یہ معنی نہیں رکھتا کہ ہر وقت، دن رات، سوتے جاگتے، بیٹھتے اور اٹھتے اس پر عمل کرتے رہیں۔ بلکہ ہر نقطہ مکانے وارد کے ماتحت ہر کام کا ایک وقت ہوتا ہے اور شریعت میں اس کی حدود مقرر ہیں۔ مثلاً قرآن مجید میں حکم ہے کہ ''اقیموا الصلوٰة'' یعنی نماز پڑھو تو کیا اس حکم کی تعمیل میں ہر وقت نماز پڑھتے رہیں؟ ہرگز نہیں، بلکہ ہر نماز کا وقت مقرر ہے۔ جب نماز کا وقت آجائے تب نماز پڑھیں۔

نیز نماز بعد بلوغت اور زکوٰۃ بعد مال فرض ہوتی ہے۔ جب حضرت مسیح علیہ السلام بچے تھے۔ نماز فرض نہ تھی۔ جب بالغ ہوئے تو حکم بجالائے۔ اسی طرح جب مال تھا زکوٰۃ دیتے تھے۔

اب آسمان پر ان کے پاس دنیاوی مال ہی نہیں۔ زکوٰۃ کیسے دیں؟ منکرین حیات حضرت مسیح علیہ السلام کا فرض ہے کہ آسمان پر پہلے ان کے ہاں مال ہونا ثابت کریں۔ پھر پوچھیں کہ زکوٰۃ کس کو دیتے ہیں؟

نیز حدیث شریف میں آیا ہے کہ ''**الانبیآء اخوۃ لعلات امھاتھم شتی ودینھم واحد**'' یعنی انبیاء علیہم السلام علاتی بھائیوں کی طرح ہوتے ہیں۔ ان کی مائیں تو مختلف ہوتی ہیں اور دین ایک ہوتا ہے۔ تو اس لحاظ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بھی زکوٰۃ فرض ہوئی۔ کیونکہ مرزا قادیانی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق فرماتے ہیں: ''**انہ حی فی السمآء ولم یمت ولیس من المیتین**'' (نور الحق حصہ اوّل ص ۵۰، خزائن ج ۸ ص ۶۹)

یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان میں موجود ہیں اور مردوں میں سے نہیں۔

اب بتائیے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام آپ (مرزائیوں) کے نزدیک آسمان پر زندہ ہیں تو وہ زکوٰۃ کسے دیتے ہیں اور ان کے ہاں کس قدر روپیہ ہے؟ ''**ماھو جوابکم فھو جوابنا**''

مرزائی اعتراض

''**وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل**'' آیت مذکورہ شہادت دے رہی ہے کہ جملہ انبیاء سابقین علیہم السلام کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی وفات پا چکے ہیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے خطبہ کے بعد جملہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس پر اجماع ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں۔ ''**خلت کا معنی ''ماتت'' اور ''توفت**'' ہے اور ''**الرسل**'' میں الف لام استغراقی ہے۔''

جواب ۱: اوّلاً خلت کا معنی ماتت اور توفت خود تصریحات مرزا قادیانی کے بھی خلاف ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ''وہ ایک رسول ہیں اور اس سے پہلے بھی رسول آتے رہے۔'' (جنگ مقدس ص ۷، خزائن ج ۶ ص ۸۹)

تو مرزا قادیانی نے خلت کا معنی آتے رہنا کیا ہے۔ ماتت نہیں کیا۔ بنابریں تمہارے استدلال کا مدار ختم ہے۔ باقی رہا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے خطبہ سے ثابت کرنا کہ جملہ انبیاء سابقین علیہم السلام فوت ہو چکے ہیں اور اسی پر اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم بھی ہے۔ منجملہ ازاں حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام بھی فوت ہو چکے ہیں یہ تصریحات مرزا قادیانی کے خلاف ہے۔ جیسا کہ

مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ''مسیح ابن مریم کے آنے کی پیش گوئی ایک اوّل درجہ کی پیش گوئی ہے جس کو سب نے بالاتفاق قبول کرلیا ہے اور جس قدر صحاح میں پیش گوئیاں لکھی گئی ہیں۔ کوئی پیش گوئی اس کے ہم پلہ اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی۔ تواتر کا اوّل درجہ اس کو حاصل ہے اور انجیل بھی اس کی مصدق ہے۔'' (ازالہ اوہام ص ۵۵۷، خزائن ج ۳ ص ۴۰۰)

تحریر مذکورہ سے تمام حضرات کا اجماع حیات حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور رفع جسمانی کے بارہ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو رفع جسمانی کی طرف متوجہ کیا ہوا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بجسدہ الشریف آسمان پر زندہ ہیں اور قرب قیامت نزول فرمائیں گے نہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام باقی انبیاء علیہم السلام کی طرح وفات پاچکے ہیں۔

۲..... خلت مشتق ہے۔ خلو سے جس کا معنی ہے تنہا ہونا۔ جدا ہونا۔ جگہ خالی کرنا جیسا کہ فرمایا: ''**واذا خلوا الی شیٰطینھم**'' دوسرا معنی گزرنا بھی ہے۔ جیسا کہ فرمایا: ''**ایام الخالیہ**'' قرون خالیہ سال گزشتہ اب آیت مبارکہ کا معنی یہ ہے کہ گزر چکے ہیں قبل اس (ﷺ) کے رسول اور یہ معنی ہر دو پر صادق آتا ہے۔ جو مر چکے ہوں ان پر بھی اور جو زندہ ہوں مگر فریضہ رسالت سے فارغ ہو۔ جیسا کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام فلاں شہر میں ایک گورنر یا صدر مملکت ہو گزرا ہے۔ یہ ہر دو صورت میں صادق ہے۔ اگر مر گیا ہو تب بھی اور اگر ملازمت سے علیحدہ ہو یعنی بقید حیات موجود ہو تب بھی اور الرسل کے الف لام کو بآیت ''**بل رفعہ اللہ الیہ**'' سے مخصوص البعض ماننا پڑے گا۔ جیسا کہ ''**الم نخلقکم من ماء مھین**'' مخصص ہے۔ آیت مبارکہ ''**خلقہ من تراب**'' سے کہ حضرت آدم علیہ السلام کا مادہ منویہ نہیں ہے بلکہ وہ حکم باقی انسانیت کا ہے۔

۳..... اگر خلت کا معنی توفت اور اماتت کریں اور ان کے سوا دوسرا معنی نہ کریں تو یہ خرابی لازم آئے گی کہ رب العزت نے فرمایا: ''**سنۃ اللہ التی قد خلت**'' یعنی سنت خداوندی مر چکی اور دوسری جگہ فرمایا: ''**ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا ولن تجد لسنۃ اللہ تحویلا**'' یعنی زندہ سے مردہ ہو جانا کیا ابھی کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی؟

۴..... اگر آیت مذکورہ ''**وما محمد الا رسول**'' سے الف لام استغراقی سے دلیل پکڑ کر اور خلت کا معنی توفت اور اماتت کا کر کے حیات عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کیا جاسکتا ہے تو حیات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بھی یہی اعتراض ہوا تو وہ کیسے زندہ ثابت ہوں گے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ''**بل حیات کلیم اللہ ثابت بنص القرآن**

الکریم'' (حمامۃ البشریٰ ص ۳۵، خزائن ج ۷ ص ۲۲۱)

نیز ''وفرض علینا ان نؤمن بانه حی فی السمآء ولم یمت ولیس من المیتین'' (نورالحق حصہ اوّل ص ۵۰، خزائن ج ۸ ص ۶۹)

نیز میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مل کر ایک ہی برتن میں کھانا کھایا۔

(نورالحق حصہ اوّل ص ۴۱، خزائن ج ۸ ص ۵۷)

۵..... ''ہماری طرف سے یہ جواب ہی کافی ہے کہ اوّل تو خدا تعالیٰ کی قدرت سے کچھ بعید نہیں کہ انسان مع جسم عنصری آسمان پر چڑھ جائے۔''

(چشمہ معرفت ص ۲۱۹، خزائن ج ۲۳ ص ۲۲۸)

۶..... خدا تعالیٰ کے قانون کی حد نسبت کرنا بے ایمانی ہے۔ کیونکہ وہ اپنا قانون اپنے خاص بندوں کے لئے بدل لیتا ہے۔ مگر وہ بدل لینا بھی اس کے قانون میں داخل ہے۔

(چشمہ معرفت ص ۹۶، خزائن ج ۲۳ ص ۱۰۴)

مرزائی اعتراض

''قال فیھا تحیون وفیھا تموتون ومنھا تخرجون'' وجہ استدلال یہ ایک عام قانون الٰہی ہر بشر پر حاوی ہے تو کیونکر ہوسکتا ہے کہ ''فیھا تحیون'' کے صریح خلاف حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہوں۔ اس آیت مبارکہ میں ''تحیون'' کے فعل پر فیہا ظرف مقدم ہے۔ پس از روئے قواعد نحو اس میں حصر ہے۔ جس سے استثناء ممکن نہیں ہے اور اس آیت مبارکہ کی تائید میں یہ دو آیتیں اور بھی ہیں۔ اوّل آیت ''الم نجعل الارض کفاتا احیاءً واموا تا (مرسلات)'' اور آیت ثانی ''ولکم فی الارض مستقر ومتاع الٰی حین''

جواب ۱: اگرچہ یہ عام قانون الٰہی ہر فرد بشر پر حاوی ہے تو پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام اس عام قانون خداوندی سے کیوں باہر رہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حیات کے قائل ہیں۔ جیسا کہ لکھتے ہیں: ''بل حیاۃ کلیم اللہ ثابت نبص القران الکریم'' (حمامۃ البشریٰ ص ۳۵، خزائن ج ۷ ص ۲۲۱)

نیز ایک اور کتاب میں لکھتے ہیں: ''ھذا ھو موسیٰ فتی اللہ الذی اشار اللہ فی کتابہ الٰی حیاۃ وفرض علینا ان نؤمن بانه حی فی السمآء ولم یمت ولیس من المیتین'' (نورالحق حصہ اوّل ص ۵۰، خزائن ج ۸ ص ۶۹)

ماھو جوابکم فھو جوابنا

۲..... مرزا قادیانی خود لکھتے ہیں: ''خدا تعالیٰ کے قانون کی حد بست کرنا بے ایمانی ہے۔ کیونکہ وہ اپنا قانون اپنے خاص بندوں کے لئے بدلتا رہتا ہے۔ مگر وہ بدل لینا بھی اس کے قانون میں ہی داخل ہے۔'' (چشمہ معرفت ص۹۶، خزائن ج۲۳ ص۱۰۴)

جیسا کہ بنی نوع انسان کے لئے اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا ہے کہ: ''**یا ایھا الناس انا خلقنکم من ذکر وانثیٰ** (حجرات) ''لیکن اس قانون سے اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مستثنیٰ کر کے ارشاد فرمایا کہ ''**ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم** ''نیز اسی طرح عام انسانیت کے لئے آرام گاہ مستقر زمین ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے عارضی طور پر آسمان ہے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ''**بل رفعہ اللہ الیہ** ''کے ماتحت مذکور ہے۔

۳..... جس طرح پوری انسانیت کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ''**الم نخلقکم من ماء مھین** ''اور ''**خلق الانسان من نطفہ** ''مگر سب سے پہلا انسان ابوالبشر پدر اعظم نوع انسانی خلیفۃ اللہ فی الارض حضرت آدم علیہ السلام کے بارہ میں ارشاد فرمایا کہ: ''**خلقہ من تراب** ''یعنی پیدا کیا اس کو مٹی سے۔ اس طرح پوری انسانیت کا مستقر ہے۔ مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ''**بل رفعہ اللہ الیہ** ''کے ساتھ عام انسانیت کے قاعدہ سے مستثنیٰ کرنا پڑے گا۔

۴..... کرۂ ارضی کا مستقر اور مستودع ہونا بطریق اصالت منافی نہیں کہ بعض افراد بشری کو عارضی طور پر کسی اور کرہ میں رکھا جائے۔ جیسا کہ مستقر ملائکہ، وطن اصلی اور مقر طبعی آسمان ہے۔ معہذا باوجود اس کے عارضی طور پر زمین پر آمد و رفت رکھتے ہیں۔ یہ اسی طرح ہے جیسا کہ فرمایا: ''**وجعل اللیل لباسًا وجعل النھار** ''اگر کوئی شخص تمام رات چوکیداری یا پاسداری میں گزار دے تو کیا یہ ناممکن ہے؟ الغرض رات کام کرے اور دن کو نیند کرے۔ اسی طرح فرشتوں کی جائے قرار اصلی اور طبعی طور سے آسمان ہے۔ مگر وہ عارضی طور پر کچھ مدت کے لئے زمین پر بھی رہتے ہیں۔

۵..... حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ یہاں حیات حیات متعارفہ مراد ہے۔

مرزائی اعتراض

''**وما جعلناھم جسدًا لا یاکلون الطعام وما کانوا خالدین** ''یعنی تمام

انبیاء علیہم السلام کھانا کھایا کرتے تھے اور پانی پیا کرتے تھے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں تو کیا کھاتے ہیں اور کیا پیتے ہیں اور کہاں بول براز کرتے ہیں؟

جواب ۱: مرزائی کمپنی کے ایجنٹو! بتلاؤ تو سہی کہ تم جس وقت اپنی ماں کے پیٹ میں رہتے تھے تو کیا کھاتے پیتے تھے اور کہاں بول و براز کرتے تھے؟

۲..... حضرت یونس علیہ السلام تین دن تک مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہے تو بتلایئے کہ کیا کھاتے پیتے تھے اور کہاں بول و براز کرتے تھے۔

۳..... حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت مائی حوا علیہا السلام جب آسمان میں یعنی جنت میں رہے تو کیا کھاتے پیتے تھے اور کہاں بول و براز کرتے تھے۔

۴..... مرزا قادیانی نے خود تحریر کیا ہے کہ میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مل کر ایک ہی برتن میں کھانا کھایا ہے۔ اب تم بتلاؤ اور مرزا قادیانی سے پوچھو کہ وہ کیا کھانا تھا اور کیا پینا تھا۔ (نور الحق حصہ اوّل ص ۴۱، خزائن ج ۸ ص ۵۶، ۵۷)

۵..... مرزا قادیانی نے خود تسلیم کیا ہے کہ اس درجہ پر مومن کی روٹی بھی خدا ہوتا ہے جس کے کھانے پر اس کی زندگی موقوف ہے اور مومن کا پانی بھی خدا ہوتا ہے جس سے وہ موت سے بچ جاتا ہے۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۵۷، خزائن ج ۲۱ ص ۲۱۶)

۶..... مرزا قادیانی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حیات جسمانی کے قائل ہیں۔ اب تم بتلاؤ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کیا کھاتے پیتے ہیں اور کہاں بول و براز کرتے ہیں۔ جیسا کہ وہ لکھتے ہیں: ’’وانه حي في السمآء ولم يمت وليس من الميتين‘‘

(نور الحق حصہ اوّل ص ۵۰، خزائن ج ۸ ص ۶۹)

و دیگر ’’بل حياة كليم الله ثابت نبص القرآن الكريم‘‘

(حمامۃ البشریٰ ص ۳۵، خزائن ج ۷ ص ۲۲۱)

۷..... مرزائیو! اگر میں کہوں کہ مرزا قادیانی اپنے اہل و عیال کے ساتھ کھانا کھایا کرتے تھے تو جب مرزا قادیانی مر گئے تو آپ کے مرنے کے ساتھ ہی آپ کے اہل و عیال بھی مر گئے؟

۸..... اصحاب کہف تین سو نو برس بغیر کھانے پینے کے کیسے زندہ رہے۔ جو خالق اصحاب کہف کو اتنی مدت بغیر طعام کے زندہ رکھ سکتا ہے کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ نہیں رکھ سکتا۔

۹..... اہل جنت کیا کھائیں گے اور کیا پئیں گے اور کہاں بول و براز کریں گے۔

۱۰..... آیت مذکورہ میں سے مایۂ حیات طعام کا ہونا معلوم ہوتا ہے۔ طعام کا معنی ''یطعم'' کے ہیں۔ یعنی جو ''طعم'' اور غذا ہو کر مایۂ حیات بنے طعام کا معنی گیہوں یعنی حبوب وغیرہ نہیں بلکہ منجملہ افراد طعام میں سے ہیں۔ کیا آپ نے خاتم الانبیاء ﷺ کا یہ ارشاد مبارک نہیں سنا۔ یہ طعام ارضی کے علاوہ کسی دوسری اشیاء کے خورد و نوش کی خبر دی ہے۔ اسی طرح بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سوال کے جواب میں ظہور دجال کے وقت بطور استدراج جب رزق کے خزانے دجال کے ہاتھ میں ہوں گے۔ ''فکیف بالمؤمنین یومئذٍ فقال یجزی ھم ما یجزی اھل السمآء من التسبیح والتقدیس (مشکوٰۃ شریف) ''آنحضرت ﷺ سے راوی پوچھتا ہے کہ کیا حال ہوگا اہل ایمان لوگوں کا جب کہ طعام وغیرہ دجال کے ہاتھ میں ہوگا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس طرح آسمان پر رہنے والوں کا مایۂ حیات طعام ذکر الٰہی ہے۔ اسی طرح مؤمنین سبحان الملک القدوس کا ذکر کریں گے۔ یہی ذکر مؤمنین کا طعام ہوگا۔

۱۱..... حضرت امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں بعبارت النص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور آپ علیہ السلام کی خوارک کو درج فرمایا ہے۔ جیسا کہ ''وھذا المسیح ابن مریم علیہ السلام حی لم یمت وغذاء ہ من جنس غذاء الملائکۃ'' (کتاب التبیان کلاں ص ۱۳۹ خورد ص ۳۸۳)

یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں ہرگز نہیں فوت ہوئے اور ان کی خوراک وہی ہے جو ملائکہ کی ہے۔ چونکہ ملائکہ کی غذاء اور خوراک تسبیح و تحلیل ہے۔ اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خوراک بھی تسبیح و تحلیل ہے۔

۱۲..... دیگر چونکہ بول و براز کا تعلق اور دارومدار مادی غذاء اور ظاہری خوراک پر ہے۔ چونکہ ان کی مادی اور ظاہری خوراک ہے ہی نہیں۔ اس لئے ان کے بول و براز کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

مرزائی اعتراض

''والذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیئا وھم یخلقون اموات غیر احیاء وما یشعرون ایان یبعثون (سورۃ نحل)''

یعنی یہ مشرک جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہیں وہ ایسے کہ انہوں نے کچھ پیدا نہیں کیا۔ بلکہ وہ پیدا کئے گئے ہیں مردہ ہیں۔ زندہ نہیں ہیں اور نہیں جانتے کہ کب اٹھائے جائیں گے۔ چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ان ہستیوں میں سے ہیں جن کو محبوب مانا جاتا ہے اور پکار اور پوجا وغیرہ کی جاتی ہے۔ لہٰذا وہ بھی وفات یافتہ ہیں۔

جواب: حقیقت یہ ہے کہ جن لوگوں کو پکارا گیا ہے انہوں نے کوئی چیز پیدا نہیں کی ہے۔ حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پکارا گیا اور ان کی عبادت کی گئی اور کی جاتی ہے۔ لیکن ان کے حق میں آتا ہے کہ ''تخلق من الطین کھیئة الطیر ''یعنی انہوں نے پیدا کیا تو اس آیت مبارکہ سے وفات حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر استدلال کرنا باطل ہوا۔

دیگر آیت مبارکہ کا یہ مطلب نہیں کہ معبودان مصنوعی مرچکے ہیں۔ بلکہ یہ مطلب ہے کہ ان سب کو موت آنے والی ہے۔ صرف لفظ اموات کو دیکھ کر یہ نتیجہ نکال لینا کہ وہ سب مرچکے ہیں غلط ہے۔ ''انک میت وانھم میتون ''یعنی اے رسول اللہ ﷺ! تو بھی میت ہے اور وہ بھی۔ تو مطلب یہ ہوا کہ بالآخر موت آنے والی ہے۔ لہٰذا آیت مبارکہ کا صحیح ترجمہ یہ ہوا کہ تمام وہ لوگ جو اللہ کے سوا پوجے جاتے ہیں آخر کار مرنے والے ہیں۔

گو ان میں کئی مرچکے ہوں اور ہم بھی مانتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام بعد نزول فوت ہوجائیں گے۔ نیز مشرکین مکہ جنوں اور فرشتوں کو بھی پوجتے تھے۔ کیا وہ سب مرچکے ہیں۔ کیونکہ وہ بھی تو ''من دون اللہ ''میں شامل ہیں؟

مرزائی اعتراض

''الم نجعل الارض کفاتًا احیاءً واموا تًا '' کیا نہیں بنایا ہم نے زمین کو اپنے ساتھ ملائے رکھنے والی زندوں اور مردوں کو۔

جواب: خاص دلائل سے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ثابت ہوچکی ہے اور علم اصول میں یہ مقرر و مسلم ہے کہ خاص دلیل عام دلیل پر مقدم ہوتی ہے اور ان دونوں کے مقابلے میں دلیل خاص کا اعتبار کیا جاتا ہے۔ اس کے نظائر قرآن مجید میں بکثرت موجود ہیں۔ مثلاً عام انسانوں کی پیدائش کی نسبت ارشاد فرمایا: ''انا خلقنا الانسان من نطفة امشاج (دھر) ''یعنی انسان کو ملے ہوئے نطفے سے پیدا کیا اور اس کے برخلاف حضرت آدم علیہ اسلام حضرت حوا علیہا السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت خاص دلائل سے معلوم ہے کہ ان کی پیدائش بایں طور نہیں ہوئی۔

پس ان کے متعلق دلیل خاص کا اعتبار کیا گیا ہے اور دلیل عام کو ان کی نسبت چھوڑ دیا گیا ہے۔

مرزائی اعتراض

''ولکم فی الارض مستقر ومتاع الٰی حین ''یعنی وہ تمہارے لئے زمین میں ٹھکانا ہے اور فائدہ اٹھانا ایک مدت تک۔

جواب: اس آیت مبارکہ میں ''ولکم فی الارض ''محمول ہے اور ''مستقر ومتاع الٰی حین ''موضوع ہے اور قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ ثبوت محمول کا واسطے موضوع کے ہوتا ہے فی وقتٍ ما۔ تو جب فی وقتٍ ما ہے تو اگر ایک منٹ بھی ہو تب بھی مستقر تو ثابت ہو گیا اور ہمارا تو ایمان ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام بتیس برس دنیا میں موجود رہے اور پھر آپ کا رفع الی السماء ہوا اور قرب قیامت پھر آپ کا نزول ہوگا۔

مرزائی اعتراض

''وقال فیھا تحیون وفیھا تموتون ومنھا تخرجون (الاعراف)'' ﴿تمہیں زمین میں زندگی بسر کرنا ہے اور پھر اسی میں مرو گے اور پھر اسی سے اٹھائے جاؤ گے۔﴾

یہ ایک عام قانون الٰہی ہر فرد بشر پر حاوی ہے تو کیونکر ہوسکتا ہے کہ اس کے صریح خلاف حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر موجود ہوں۔

جواب: فرشتوں کی جائے قرار اصلی اور طبعی طور سے آسمان ہیں۔ مگر وہ عارضی طور سے کچھ مدت کے لئے زمین پر بھی رہتے ہیں۔

عقیدۂ حیات حضرت مسیح علیہ السلام کی اہمیت

۱..... ''وانما انکر ذالک الفلاسفة والملاحدة مما لا یعتد بخلافه''

(شرح عقیدۃ السفاریہ مصری ج ۲ ص ۹۰)

یعنی ''نزول مسیح علیہ السلام کا انکار فلاسفہ، ملحد اور بے دین لوگوں نے کیا ہے کہ جن کی مخالفت ناقابل التفات'' ہے۔ تو اگر اس عبارت میں ''ذالک الفلاسفة والملاحدة (والمرزائیة) ''لگا دیا جائے تو عبارت اور مفہوم میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ کیونکہ جو عقیدہ مذکور بالا فرقوں کا ہے وہی عقیدہ مرزائیوں کا ہے۔

۲..... ''وانکرت المعتزلة والفلاسفة والیھود والنصاریٰ عروجه بجسدہٖ

الی السماء'' (الیواقیت والجواہر ج ۲ ص ۱۴۶)

یعنی ''معتزلہ، فلاسفہ، یہود اور نصاریٰ نے اس بات کا انکار کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جسم سمیت آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔'' اگر اس عبارت میں بھی ''المعتزلة والفلاسفة واليهود والنصاریٰ (والمرزائية)'' کا لفظ لگا دیا جائے تو عبارت میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ کیونکہ جو عقیدہ ان چار فرقوں کا ہے وہی عقیدہ ان مرزائیوں کا ہے۔

۳..... ''وانكر ذالك بعض المعتزلة والجهمية''

(نووی شرح مسلم ج ۲ ص ۴۰۳، طبع پاکستان، نووی شرح مسلم ج ۱۸ ص ۷۵، طبع مصر)

یعنی معتزلہ اور جہمیہ نے نزول وحیات مسیح علیہ السلام کا انکار کیا ہے تو اگر اس عبارت کے اندر بھی ''المعتزلة والجهمية (والمرزائية)'' کا لفظ بڑھا دیا جائے تو عبارت میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ کیونکہ اس عقیدہ میں ہر سہ متفق ہیں۔

مذکورہ بالا حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ معتزلہ، فلاسفہ، ملاحدہ، جہمیہ، یہود اور نصاریٰ نزول وحیات حضرت مسیح علیہ السلام کے منکر ہیں اور مرزائی بھی اس بات کے منکر ہیں۔ اگر یہ چھ فرقے مسلمان ہیں تو مرزائی بھی مسلمان ہیں اور اگر یہ فرقے کافر ہیں اور یقیناً کافر ہیں تو مرزائی بھی یقیناً کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ خدا ان سے بچائے۔ آمین!

نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام ختم نبوت میں مانع نہیں ہے

اگر کوئی مرزائی وغیرہ یہ اعتراض کرے کہ جب حضور اکرم ﷺ خاتم النبیین ہیں تو پھر آپ ﷺ کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کس طرح آسکتے ہیں۔ تو جواباً عرض ہے کہ نزول وحیات حضرت مسیح علیہ السلام سے ختم نبوت میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس لئے کہ خاتم النبیین کا معنی یہ ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی بنایا نہیں جائے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام وہ ہیں جو آپ ﷺ سے پہلے نبی بنائے جا چکے ہیں۔ اس لئے آپ کی آمد سے ختم نبوت میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس کی خارجی مثال یوں سمجھیں کہ اگر ضلع گجرات کا ڈپٹی کمشنر اپنے کسی ذاتی کام یا کسی سرکاری کام کے لئے لاہور کے ڈپٹی کمشنر کے پاس جائے تو لاہور کی حدود کے اندر وہ ڈپٹی کمشنر تو ہوگا۔ لیکن اس کی ڈپٹی کمشنری کے احکام نافذ نہیں ہوں گے۔ کیونکہ وہ گجرات کا ڈپٹی کمشنر ہے۔ لاہور کا ڈپٹی کمشنر نہیں ہے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب تشریف لاویں گے تو وہ نبی اور

رسول تو ہوں گے۔ مگر ان کی نبوت کے احکام جاری نہیں ہوں گے۔ کیونکہ ان کا دور نبوت گزر چکا ہے۔ اب یہ دور دور محمدی ہے۔ اس لئے اس دور محمدی میں شریعت محمدیہ کے احکام پر عمل پیرا ہوں گے۔ اس پر چند حوالہ جات ملاحظہ فرماویں اور مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہ اور محدثین کرام رحمۃ اللہ علیہ کو داد دیویں کہ جنہوں نے اس عقدہ کو صدیوں پہلے حل کر دیا۔

۱..... ''(فان قلت) قد صح ان عیسٰی علیه السلام ینزل فی آخر الزمان بعده وهو نبی (قلت) ان عیسٰی علیه السلام ممن نبی قبله وحین ینزل فی آخر الزمان ینزل عاملا بشریعت محمد ﷺ ومصلیًا الی قبلته کانه بعض امته'' (تفسیر الخازن ج۳ ص۴۷۱)

۲..... ''لاینبأ احد بعده وعیسٰی ممن نبی قبله وحین ینزل عاملاً علی شریعة محمد ﷺ کانه بعض امته'' (تفسیر المدارک بحاشیہ تفسیر الخازن ج۳ ص۴۷۱)

۳..... ''(فان قلت) کیف کان آخر الانبیآء وعیسٰی ینزل فی آخر الزمان (قلت) معنی کونه آخر الانبیاء لا ینباء احد بعده وعیسٰی ممن نبی قبله وحین ینزل ینزل عاملا بشریعت محمد ﷺ''

(تفسیر الکشاف ج۲ ص۲۱۵، ج۳ ص۲۶۵)

۴..... ''ینزل حاکمًا بهذه الشریعة لا ینزل نبیًا برسالة مستقلة وشریعة ناسخةٍ بل هو حاکم من حکام هٰذهِ الامة''

(نووی شرح مسلم شریف ج۱ ص۸۷، باب نزول عیسٰی علیہ السلام)

۵..... ''فلا نبی بعده وعیسٰی علیه السلام لا ینزل بنبوة متحددة بل ینزل عاملا بشریعة نبینا ﷺ ویقتدی ببعض امته''

(مشکوٰۃ شریف ص۵۱، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج۲ ص۵۴)

۶..... ''ان عیسٰی ابن مریم اذا نزل ینزل حاکما من حکام هذهِ الامة یدعوا بشریعة محمد ﷺ ولا ینزل نبیاً'' (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج۱۱ ص۳۳۶)

۷..... ''ان عیسٰی علیه السلام ینزل فی آخر الزمان فی هٰذه الامة ویحکم بشریعة محمد ﷺ وانه لا ینزل نبیًا برسالة مستقلة وشریعة ناسخة بل یکون حاکمًا من حکام هٰذه الامة'' (تفسیر خازن ج۱ ص۴۱۴)

۸..... ''وقد انعقد اجماع الامة علی انه ینزل ویحکم بهذه الشریعة

المحمدية وليس ينزل بشريعة مستقلة عند نزوله من السماء وان كانت النبوة قائمةً به وهو متصف بها'' (شرح عقیدۃ السفارینی ج۲ص۹۰)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع اور نزول میں حکمتیں

حکمت اولیٰ

تفسیر رحمانی میں آیت مبارکہ ''وکان اللہ عزیزًا حکیما'' کے تحت لفظ حکیما کی تفسیر میں لکھا ہے کہ: ''وهي حفظه لتقوية دين محمد ﷺ حين انتهائه الى غاية الضعف لظهور الدجال فيقتله'' (تفسیر رحمانی ص۱۷۳)

یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع میں یہ حکمت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دین محمدی کی تقویت کے لئے محفوظ رکھا۔ جب کہ وہ (دین محمدی) دجال کے ظہور سے بہت ہی ضعف میں ہوجائے گا تو آپ اس (دجال) کو قتل کریں گے۔

حکمت ثانیہ

فتح الباری شرح صحیح بخاری باب نزول عیسیٰ بن مریم من حیث عبداللہ بن معقل مذکور ہے کہ ''ينزل عيسى بن مريم مصدقًا بمحمدٍ ﷺ على ملته'' (فتح الباری شرح بخاری)

یعنی حضرت عیسیٰ ابن مریم محمد ﷺ کی تصدیق کے لئے نازل ہوں گے اور آپ کی ملت پر ہوں گے۔

حکمت ثالثہ

''قال العلماء الحكمة في نزول عيسى (عليه السلام) دون غيره من الانبياء الرد على اليهود في زعمهم انهم قتلوه فبين الله تعالى كذبهم وانه الذي يقتلهم'' (فتح الباری شرح بخاری ص۲۸۱)

حکمت رابعہ

''قال العلماء الحكمة في نزول عيسى (عليه السلام) دون غيره من الانبياء اجيب الرد على اليهود حيث زعموا انهم قتلوه فبين الله كذبهم وانه الذي يقتلهم في آخر الزمان عند النزول'' (قسطلانی ج۵ص۳۳۷)

حکمت خامسہ

آنحضرت ﷺ بوجہ ختم نبوت کسی نئے نبی کے مبشر نہ تھے۔ جب آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہو تو آپ کا مصداق کون ہو؟ پہلے نبی کا کوئی مصداق ہوا تو حضرت خاتم النبیین کا مصدق ہونا بھی ضرور تھا۔ سو اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک پہلے نبی کو زندہ رکھا تا کہ وہ اپنی آمد ثانی کی تصدیق و متابعت کرے۔ مزید تفصیل دلیل نمبر ۲۵ میں ملاحظہ فرمائیں۔

رفع اور نزول حضرت مسیح علیہ السلام پر اجماع امت

ناظرین کرام! حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''لا تجتمع امتی علی الضلالة (مشکوۃ شریف)'' ﴿میری امت گمراہی پر اجماع نہیں کرے گی۔ یعنی جس امر پر میری امت کا اجماع ہوگا وہ امر ضلالت نہیں ہوگا۔﴾

چونکہ یہ عقیدہ حیات حضرت مسیح علیہ السلام کتاب وسنت سے ثابت ہے۔ اس لئے یہ عقیدہ قطعاً برحق اور خدا ورسول کا پسندیدہ ہے۔ اب اس مسئلہ کو اجماع امت سے ثابت کیا جاتا ہے۔

۱..... ''واجمعت الامة علی ماتضمنه الحدیث المتواتر من ان عیسٰی فی السمآء حی وانه ینزل فی آخر الزمان (تفسیر بحر المحیط ج ۲ ص ۴۷۳)'' ﴿حدیث متواتر کے اس مضمون پر امت کا اجماع اور اتفاق ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر موجود ہیں اور وہ آخری زمانہ میں آسمان سے اتریں گے۔﴾

۲..... ''حیات المسیح بجسمه الٰی الیوم ونزوله من السمآء بجسمه العنصری مما اجمع علیه الامة وتواتر به الاحادیث (تفسیر بحر المحیط ج ۲ ص ۴۷۳)'' ﴿آج تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اپنے جسم عنصری کے ساتھ زندہ رہنا اور جسم عنصری کے ساتھ نازل ہونا جس پر امت کا اجماع ہے اور احادیث متواترہ موجود ہیں۔﴾

۳..... ''والاجماع علی انه حی فی السمآء ینزل ویقتل الدجال ویؤید الدین (تفسیر جامع البیان ص ۳، تحت آیت انی متوفیک)'' ﴿اس بات پر اجماع ہے

کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں وہ نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے اور دین (اسلام) کی مدد کریں گے۔﴾

۴..... ''والاجماع علی انه حی او اتفق اصحاب الاخبار والتفسیر علی انه رفع ببدنه حیًا (تلخیص الخبیر ج ۲ ص ۲۱۴)'' ﴿تمام محدثین اور جملہ مفسرین کا اس پر اجماع اور اتفاق ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بجسدہٖ العنصری زندہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔﴾

۵..... ''وقد تواترت الاحادیث عن رسول اللّٰہ ﷺ انه اخبر بنزول عیسٰی علیه السلام قبل یوم القیامة (ابن کثیر ج ۱ ص ۱۳۳، تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۵۷۷)'' ﴿رسول اللہ ﷺ سے متواتر حدیثیں وارد ہیں جن میں آپ ﷺ نے قیامت سے پہلے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کی خبر دی ہے۔﴾

۶..... ''ولابد من نزول عیسٰی لتواتر الاحادیث بذالک (شرح صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۶۵)'' ﴿حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول حتمی اور لابدی ہے۔ کیونکہ اس بارہ میں متواتر حدیثیں وارد ہو چکی ہیں۔﴾

۷..... ''الاحادیث الواردة فی نزول عیسٰی ابن مریم متواترة (عقیده اهل اسلام ص ۱۱)'' ﴿نزول عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کے بارہ میں جو حدیثیں وارد ہیں وہ متواتر ہیں۔﴾

۸..... ''والحاصل ان الاحادیث الواردة فی نزول سیدنا عیسٰی ابن مریم متواترة (نظم المتناثر من الحدیث ص ۱۴۷)'' ﴿اور حاصل یہ ہے کہ سیدنا حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کے بارہ میں جو حدیثیں وارد ہیں وہ متواتر ہیں۔﴾

۹..... ''واولٰی هٰذه الاقوال بالصحت عندنا قول من قال معنی ذالک انی قابضک من الارض وارفعک الی لتواتر الاخبار عن رسول اللّٰہ ﷺ انه ینزل عیسٰی ابن مریم فیقتل الدجال ثم یمکث فی الارض اربعین سنة ثم یموت فیصلی علیه المسلمون فیدفنونه (تفسیر ابن جریر طبری ج ۳ ص ۲۹۱)'' ﴿توفی کے متعلق جو بحث ہے کوئی کہتا ہے کہ توفی بمعنی نیند ہے جو آخری زمانہ میں ہوگی۔ مگر ان سب اقوال میں ہمارے نزدیک صحیح قول وہ ہے جو کہا گیا

ہے کہ: ''میں تجھے زمین سے پورا پورا لینے والا ہوں اور اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔'' یہ معنے اس لئے اقرب الی الصواب ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی متواتر احادیث میں آیا ہے کہ بے شک وہ عیسیٰ ابن مریم نازل ہوگا۔ پھر دجال کو قتل کرے گا۔ پھر زمین پر چالیس برس رہے گا۔ پھر وفات پائے گا۔ پھر مسلمان ان پر نماز جنازہ پڑھیں گے۔ پھر ان کو دفن کریں گے۔﴾

۱۰..... ''واجمعت الامة علی نزوله ولم یخالف فیه احد من اهل الشریعة وانما انکر ذالک الفلاسفة والملاحدة مما لایعتد بخلافه (شرح عقیدة سفارینیه ج۲ ص۹۰)''﴿حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول پر امت کا اجماع ہے اور اہل شریعت (اسلام) میں سے کسی ایک نے بھی اس کی مخالفت نہیں کی اور نزول حضرت مسیح علیہ السلام کا انکار صرف فلاسفہ، ملاحدہ اور بے دین لوگوں نے کیا ہے کہ جن کی مخالفت ناقابل التفات ہے۔﴾

۱۱..... ''انه یحکم بشرع نبینا ﷺ وردت به الاحادیث وانعقد علیه الاجماع (کتاب الاسلام بحواله توضیح الکلام ص۲۴۵)''﴿بے شک وہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) ہمارے پیغمبر ﷺ کی شریعت کے مطابق عمل کریں گے۔ اس بارے میں حدیثیں وارد ہیں اور اس پر امت کا اجماع منعقد ہو چکا ہے۔﴾

۱۲..... ''وقد ذکروا ان نزول سیدنا عیسٰی ثابت بالکتاب والسنة والاجماع الامة (نظم المتناثر من الحدیث ص۱۴۷)''﴿اور تحقیق علماء نے ذکر کیا ہے کہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا نزول کتاب وسنت اور اجماع امت سے ثابت ہے۔﴾

۱۳..... ''انه لا خلاف انه ینزل فی آخر الزمان حکمًا مقسطًا عدلًا بشر عنا لا بشرع آخر ولا بشرعه (فتوحات مکیه ج۲ ص۷۳، باب۷۳)''﴿اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ وہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) آخری زمانے میں حاکم عادل ہو کر نازل ہوں گے اور ہماری شریعت پر عمل کریں گے۔ کسی دوسری شریعت یا اپنی شریعت پر عمل نہیں کریں گے۔﴾

۱۴..... ''اجمعت الامة علیه واشتهرت فیه الاخبار والعلها بلغت التواتر

المعنوی ونطق به الکتاب علی قول ووجب الایمان به واکفر منکره کالفلاسفة من نزول عیسٰی علیه السلام فی آخر الزمان (تفسیر روح المعانی ج ۲۲ ص ۳۲)'' ﴿امت مسلمہ کا اس پر اجماع اور اتفاق ہے اور حدیثیں اس میں شہرت بلکہ شاید تواتر معنوی کے درجہ کو پہنچ چکی ہیں اور ایک قول پر کتاب اللہ بھی اس پر ناطق ہے اور اس پر ایمان لانا فرض ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔ جیسا کہ فلاسفہ یعنی حضرت عیسٰی علیہ السلام کا آخری زمانہ میں نزول۔﴾

۱۵..... ''واجمعت الامة علی ان عیسٰی علیه السلام حی فی السمآء وسینزل الٰی الارض (تفسیر النهر الماد ج ۲ ص ۴۷۳)'' ﴿اور امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام آسمان میں زندہ ہیں اور عنقریب زمین پر اتریں گے۔﴾

۱۶..... ''واجمعت الامة علی ان الله عزوجل رفع عیسٰی الٰی السمآء (کتاب الابانة عن اصول الدیانة ص ۴۶)'' ﴿اور امت کا اس بات پر اجماع اور اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا ہے۔﴾

۱۷..... ''والاحادیث الواردة فی نزول عیسٰی متواترة (حجج الکرامه ص ۲۳۴)'' ﴿اور جو حدیثیں نزول حضرت عیسٰی علیہ السلام میں وارد ہیں وہ متواتر ہیں۔﴾

ناظرین کرام! حیات اور نزول حضرت مسیح علیہ السلام کا عقیدہ جس طرح نصوص قرآنیہ اور احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔ اسی طرح توارث اور اجماع امت سے بھی ثابت ہے۔ سب اہل حق اسی عقیدہ پر رہے ہیں اور یہ بات غلط ہے کہ بعض بزرگان دین حضرت عیسٰی علیہ السلام کی وفات کے قائل تھے۔

عقیدہ حیات مسیح اور خبر نزول مسیح قرآن کریم اور احادیث کی روشنی میں آپ کے سامنے آچکا ہے۔ اس قطعی عقیدہ اسلام پر ہم اجماع امت کی شہادت بھی پیش کر چکے ہیں۔ اس راہ میں قادیانیوں کے اٹھائے گئے اعتراضات کا بھی ہم نے فرداً فرداً جواب دیا ہے۔ اب ہم ان بزرگوں کی طرف سے بھی صفائی پیش کرتے ہیں جن کے ذمے مرزائیوں نے وفات مسیح کا عقیدہ لگایا اور حق یہ ہے کہ اسلام میں عقیدہ حیات مسیح کا کوئی منکر نہیں۔

مشاہیر کے خطبات ختم نبوت

مرتب

مناظر ختم نبوت

حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضوری باغ روڈ، ملتان۔ 061-4783486

www.amtkn.com, www.laulak.info, www.khatm-e-nubuwwat.info,
www.khatm-e-nubuwwat.com, ameer@khatm-e-nubuwwat.com